هو الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات هن ام الکتاب

الحمد للہ المنعم المنان کہ درین زمان میمنت اقتران و آوان مسرت اقتران

جلد دوم

کتاب آیات محکمات

سنہ ۱۳۳۴ ھ

جواب آیات بینات

تصنیف عالیجناب فضائل مآب فاضل اکتساب شمع دودمان عالی نسبی گلستان لاہوتی محرز الشرفین جامع الفخرین

المبرء عن کل ذنب و دنس جناب مولوی سید امیر حسن صاحب رئیس اٹاوہ دام اقبالہم العالی و دام الایام و اقبالی

باہتمام احقر العباد مرزا محمد جواد مالک و

مہتمم مطبع

در نظامی پریس و کنور پریسٹ لکھنؤ طبع گردید

Presented by Ziaraat.Com

اس کتاب کی

عظمت و خوبی یہ ہے کہ

اسکے بعض مقامات کو حسب فرمائش مصنف

جناب کاشر تعمیر اصدر المحققین آیۃ اللہ فی العالمین و

حجۃ علی الجاحدین نجم الملۃ و الدین سلطان الفقہاء

و المتکلمین بعسوب العلماء و المجتہدین مولانا مولوی السید

ناصر حسین صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے

ملاحظہ فرمایا

اور

پسند کیا

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مضامین آیات محکمات جلد دوم

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

نمبر	صفحہ	عنوان
۱	۱	دیباچہ
۲	۲	قولہ شواہد نقلی
۳	۳	یہ شہادتین صحابہ و مومنین کے حق مین ہین
۴	۴	قولہ کتب ہمارے مین صحابہ کے صفات مدح ہین
۵	۵	اقول۔ تردید قول
۶	۱۰	امامت ائمہ طاہرین شہادت کتب سابقہ
۷	۱۴	قولہ حضرت ابوبکر نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا تصدیق کیا
۸	۱۶	حضرت صدیق کا یہ قصہ معصیت پر مبنی تھا۔
۹	۲۰	قولہ مشورہ حضرت عمر در بارہ قتل اسیران بدر
۱۰	۲۲	وقت جہاد حضرت عمر کا خوف
۱۱	۲۵	روایت در بارہ موت کفار و رسول خدا صلعم سے مفارقت
۱۲	۲۶	آیہ کریمہ در بارہ ممانعت مودت کفار
۱۳	۲۸	حضرت عثمان کے دوستانہ تعلق کفار سے۔
۱۴	۲۸	**متشبہات**
۱۶	۲۹	پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسیٰ سے
۱۷	۳۰	تفاسیر آیہ کریمہ الم یاذن للذین بحق حضرت ابوبکر
۱۸	۳۳	دوسری مثال۔ آنحضرت و پند رسول سنکر بھول جاتے تھے۔
۱۹	۳۴	بروے تفاسیر اہلسنت حضرت ابوبکر پر وعظ دینا کاثر
۲۰	۳۸	مال و اولاد فتنہ ہے۔
۲۱	〃	قول مولوی شبلی صاحب نسبت حضرت ابوذر غفاری
۲۲	۳۹	اقوال امیر المومنین در بارہ مذمت دنیا
۲۳	۴۱	اقوال علماء اہلسنت و آیات الٰہی بحق جناب امیر المومنین در بارہ معرفت الٰہی
۲۴	۴۹	جناب امیر مدینۃ العلم کے باب مین
۲۵	۵۲	نماز امیر المومنین علیہ السلام و جناب سیدہ علیہا السلام و جناب حسن و سید ساجدین و جناب حسین و کرزن علیہم السلام
۲۶	۵۶	حضرت عمر کا روزہ و نماز اور زہد و تقوے
۲۷	۵۸	عبادت مین جناب امیر و حضرت عمر کا تقابل
۲۸	۶۰	تیسری مثال حواریان حضرت عیسیٰ و اصحاب نبی

Presented by Ziaraat.Com

نمبر	صفحہ	عنوان
۲۹	۶۴	چوتھی مثال۔ حضرت عمرؓ کا یہود کے جلسوں مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا
۳۰	۶۷	پانچوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کا آنحضرتؐ سے سوالات کرنا
۳۱	۶۷	چھٹی مثال مثل امم انبیا ماسلف اصحاب کی سرتابی
۳۲	۶۹	چند اصحاب کا رسول اللہ صلعم کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا
۳۳	۷۰	تفاسیر وغیرہ امر متذکرہ بالا کے ثبوت مین
۳۴	۷۲	ساتوین مثال مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا
۳۵	۷۵	آٹھوین مثال۔ اصحاب کی عدول حکمی اسامہ کی سرداری سے
۳۶	۸۰	قولہ انجیل سے اصحاب کی فضیلت کی مثال اور کفار کا حسد
۳۷	۸۱	کفار اصحاب مومنین سے جلتے تھے
۳۸	۸۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ سے کون لوگ مراد ہین۔
۳۹	۹۰	حیدر صفدر کی شجاعت کی صفت مین آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۰	۹۱	روایت دربارہ اسلام اصحاب منافقین۔
۴۱	۹۲	حضرت حذیفہ و عمارؓ کے صدق ایمان پر آیۂ کریمہ کا نزول۔
۴۲	۹۴	آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ الخ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا۔
۴۳	۹۶	اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہو گئے۔
۴۴	۹۸	آیۂ محمد رسول اللہ الخ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید
۴۵	۱۰۰	اگر اہلسنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین۔
۴۶	۱۰۱	روز حشر جناب امیرؑ کی ولایت کا سوال ہوگا
۴۷	۱۰۲	بغیر مودت جناب امیر جنت حرام ہے۔
۴۸	۱۰۳	شیعیان علی کی فضیلت مین
		پہلی آیت
۴۹	۱۰۵	قولہ۔ آیۂ کریمہ کنتم خیر امۃ دربارۂ فضیلت اصحاب۔
۵۰	۱۰۷	یہ آیت و مماثل اسکے دیگر اصحاب مومنین کی شان مین ہین۔
۵۱	۱۰۹	حدیث "اصحابی"
۵۲	۱۰۹	اصحاب رسول اللہ پر معترض ہوتے تھے۔
۵۳	۱۱۰	حدیث اصحابی کی تائید مین احادیث
۵۴	۱۱۲	احادیث دربارہ ارتداد صحابہ
		مطاعن خلیفہ صاحب اول
۵۵	۱۱۴	قتل مالک بن نویرہ حسب الحکم خالد
۵۶	۱۱۵	قول شاہ صاحب خالد کی صفائی مین
۵۷	۱۱۶	تردید قول بروے روایات
۵۸	۱۲۱	قول شاہ صاحب۔ ورثا مالک طالب قصاص نہ تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۵۹	۱۲۱	روایات تردید بر روئے فرمان حضرت ابوبکرؓ وسبب قتل مالک
۶۰	۱۲۳	فجاۃ اسلمی کو جلا دینا
۶۱	۱۲۴	مسائل فقہیہ لاعلمی
۶۲	۱۲۷	دشنام دہی کی عادت
		مطاعن حضرت عمرؓ
۶۳	۱۲۸	متعۃ الحج ومتعۃ النساء حرام کیا
۶۴	۱۲۹	اقوال مفسرین امر بالا کے جواز مین
۶۵	۱۳۳	حضرت عثمانؓ افشاء راز کیا
۶۶	۱۳۴	حضرت ابوبکر وعمر کا تجسس اور غیبت کرنا
۶۷	۱۳۵	مہر گران بند کیا۔
۶۸	۱۳۶	غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا
۶۹	۱۳۷	تیمم سے نماز پڑھنا منع کیا
۷۰	۱۳۸	روایات مندرجہ "الفاروق" نسبت حضرت عمرؓ دربارۂ مسئلہ میراث
۷۱	۱۴۰	رسول اللہ کی وفات سے انکار
۷۲	۱۴۱	زن حاملہ وزن مجنونہ کو سنگساری کا حکم دینا اور جناب امیر علیہ السلام کا منع فرمانا۔
۷۳	۱۴۲	خلاف عمل رسول اللہ مخمور کی سزا مین بیشی
۷۴	۱۴۳	ولید بن عقبہ وحالت نشہ مین نماز
۷۵	۱۴۴	روزہ قبل از وقت افطار کرنا
۷۶	۱۴۵	تفسیر دربارہ افطار

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۷۷	۱۴۷	مناسک حج سے ناواقفیت
۷۸	۱۴۸	مجلس شوریٰ مقرر کرنا اور ارکان کا انتخاب
۷۹	۱۵۰	مجلس شوریٰ پر تنقید
۸۰	۱۵۲	شبلی صاحب اور حضرت عمرؓ کی مدح
		مطاعن حضرت عثمان غنیؓ
۸۱	۱۵۱	ذکر مظالم جو اصحاب رسول اللہ پر کئے
۸۲	۱۵۳	آپکی بدعات کے بارہ مین علماء کے اقوال
۸۳	۱۵۵	روایت مندرجہ ازالۃ الخفا دربارہ فتویٰ جمع بین الاختین
۸۴	۱۵۶	اشخاص معتوب رسول اللہ کو مناصب حاکم بنایا۔ توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔
۸۵	۱۵۸	حضرت عبداللہ بن زبیر امور خلاف شریعت زد ہوئے
۸۶	۱۶۰	طلحہ بعد وفات آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے
۸۷	۱۶۱	طلحہ وزبیر کا حضرت عائشہؓ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا۔
۸۸	۱۶۲	اقتباس روضۃ الاحباب دربارہ جنگ جمل
۸۹	۱۶۴	لشکر عائشہؓ کا چشمہ حواب پر پہونچنا اور عبداللہ بن زبیر کی جھوٹی شہادت کے بارے مین شاہ صاحب کی حمایت
۹۰	۱۶۶	آیات الٰہی اصحاب منافقین کے حق مین

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۹۱	۱۷۰	قولہ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے
۹۲	۱۷۱	اہلسنت اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز نہین کرتے ہین۔
۹۳	۱۷۳	قولہ بروے تفسیر امامیہ کنتم خیر امتہ سے مراد مہاجرین ہین۔
۹۴	۱۷۴	تردید
۹۵	۱۷۵	اقتباس محرم نامہ کہ حضرت عثمان نے حضرت ابوذر غفاریؓ پر بوجہ ہدایت ونصیحت ظلم کیا۔
۹۶	۱۸۱	قولہ مفسرین امامیہ تحریف قرآن مجید کے مقر ہین
۹۷	۱۸۲	حسب تفسیر درمنثور کنتم خیر امتہ اہلبیت نبی کی شان مین
۹۸	۱۸۳	دربارہ تحریف قرآن مجید کتب فریقین سے حق وباطل کا انکشاف اور احوال ظلم جو حضرت عبداللہ بن مسعود پر حضرت عثمان نے کیا۔
۹۹	۲۰۸	قولہ۔ اگر میرن صاحب قتابہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امتہ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمتہ
۱۰۰	۲۱۰	اعلی اللہ مقامہ کیطرف سے مفصل جواب
۱۰۱	۲۱۶	اقوال شاہ صاحب دربارہ حدیث "اصحابی"
۱۰۲	۲۲۲	اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین دربارہ حدیث اصحابی سوال کرتا۔ اور آیات وروایات کتب صحاح وغیرہ دربارہ بدعات وسیئات اصحاب ملاحظہ مین لاتا۔
۱۰۳	۲۲۷	قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت بحق اصحاب مندرجہ تحفہ مقبولہ محدثین ومفسرین امامیہ ہین۔
۱۰۴	۲۲۸	تردید قول متذکرہ بالا

نوٹ

از صفحات ۱۸۱ تا ۲۴۶ دربارہ تحریف قرآن مجید حدیث اصحابی بوجہ خاص قابل ملاحظہ ہین۔

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
	۲۴۷	**دوسری آیت**
۱۰۵	۲۴۷	قولہ آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ مہاجرین کی تعریف مین
۱۰۶	۲۴۸	یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے۔
۱۰۷	۲۵۰	مہاجرین پر حکم جہاد سنکر بدحواسی
۱۰۸	۲۵۲	آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے
۱۰۹	۲۵۳	آیات الٰہی دربارہ امتحان ہجرت وجہاد مہاجرین۔
۱۱۰	۲۵۶	قولہ کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر وعمر وعثمان مستثنی کردئے گئے۔
۱۱۱	۲۵۷	یہ حضرات بوجہ نقص ایمان خدا کے وعدے سے مستثنے ہین
	۲۶۱	**غزوہ بدر**
۱۱۲	۲۶۲	حسب ہدایت مندرجہ مدارج النبوۃ لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۱۳	۲۷۲	آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ لڑائی پر گھر سے نکلنے مین ایسا ڈرتا تھا گویا وہ موت کیطرف ڈھکیلے جارہے ہین۔
۱۱۴	۲۷۵	تقابل اصحاب دربارۂ ایمان
۱۱۵	۲۷۷	اقتباس روضۃ الصفا دربارہ حالات جنگ
۱۱۶	۲۸۲	اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار اور نزول آیۂ کریمہ
۱۱۷	۲۸۷	جنگ کرنے والے اصحاب مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے
۱۱۸	۲۸۹	حضرت حمزہ وعبیدہ وجناب امیرؑ کا مشرکین سے مقابل ہونا پیغمبر خدا کا انکی فتح یابی کی دعا کرنا اور خداے پاک کی امداد۔
		غزوۂ احد
۱۱۹	۲۹۶	رسول اللہ کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور منجملہ اصحاب تین سو اشخاص کا اثنار راہ سے پلٹ جانا اور انکے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔
۱۲۰	۲۹۷	اقتباس جنگ از تاریخ روضۃ الصفا
۱۲۱	۳۰۵	رسول اللہ کا پچاس اصحاب کو گھاٹی پر مقرر فرمانا اور انکا دیگر اصحاب کا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کیلیے جانا اور انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔
۱۲۲	۳۰۷	آنحضرت صلعم پر دشمنون کا حملہ۔
۱۲۳	۳۰۹	اصحاب کی بدحواسی اور فرار پر آیہ کریمہ
۱۲۴	〃	مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین آیہ شریفہ۔
۱۲۵	۳۱۰	قول شاہ صاحب کہ تیس اصحاب ثابت قدم رہے انمین ابوبکر وعمرؓ بھی تھے۔
۱۲۶	۳۱۱	تردید قول اور حضرت ابوبکرؓ وعمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد وتفاسیر اہلسنت
۱۲۷	۳۱۷	حضرت عثمان فرار ہوکر تین دن کے بعد آئے۔
۱۲۸	۳۱۷	آیات دربارہ انکشاف ایمان مومنین ومنافقین
۱۲۹	۳۲۰	شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید۔
۱۳۰	۳۲۱	اصحاب کا خبر شہادت رسولؐ سنکر دین سے پلٹ جانا
۱۳۱	۳۲۶	امیرالمومنین وحضرت حمزہ کا جوش ایمان
۱۳۲	۳۲۹	اصحاب وبعض خواتین کے ایمان وعقائد کا تقابل۔
۱۳۳	۳۲۹	بایار رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ کی لاش پر نوحہ وبکا کرنا
۱۳۴	۳۳۱	اقوال محدثین اہلسنت دربارہ شجاعت جناب امیر علیہ السلام
۱۳۵	۳۳۴	**غزوہ خندق**
۱۳۶	۳۳۴	جنگ کی بنیاد اور خداے پاک کی امداد

Presented by Ziaraat.Com

نمبر	صفحہ	عنوان
۱۳۷	۳۳۶	اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شبلی نعمانی و روضۃ الصفا دربارہ واقعات جنگ
۱۳۸	۳۳۷	آیات الٰہی دربارۂ مذمت اصحاب ناکثین و مدح اصحاب مومنین
۱۳۹	۳۵۲	اصحاب پر عمر ابن عبدود کی ہیبت اور حضرت عمر کا اسکی شجاعت کا حال بیان کرنا۔
۱۴۰	۳۵۳	جناب امیر علیہ السلام کا اس سے لڑنے کی اجازت مانگنا اور رسول اللہ کا دعا فرمانا اور آپکی شان مین حدیث۔
۱۴۱	۳۵۴	جناب امیر علیہ السلام کا عمر ابن عبدود کو قتل کرنا اور فوج مشرکین کا فرار اور خدا کا مومنین کی امداد مین آیات نازل فرمانا اور اسلام کی فتح
۱۴۲	۳۵۷	تفسیر آیۂ مصرحۂ بالا۔
۱۴۳	۳۵۸	جناب امیر علیہ السلام کا فتحیاب ہو کر آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور حدیث منزلت۔
۱۴۴	۳۶۰	روایات دربارہ عدم شجاعت حضرت عمر رض
		غزوۂ خیبر
۱۴۵	۳۶۳	اقتباس روضۃ الصفا دربارۂ حالات و واقعات جنگ۔
۱۴۶	۳۶۴	حضرت ابوبکر و عمر کا سپہ سالار بنکر جنگ پر جانا اور فرار ہونا۔
۱۴۷	۳۷۴	روایات و حدیث لاعطین الرایۃ الخ دربارہ فتح قلعہ قموص و حیدر کرار غیر فرار کی شجاعت و منزلت مین
۱۴۸	۳۸۵	طعن مولوی علی حیدر صاحب باعدم شجاعت جناب امیر
۱۴۹	〃	تردید
		سریۂ وادی الرمل
۱۵۰	۳۸۸	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا رسول اللہ کا حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو سپہ سالار بنا کر باری باری سے جنگ پر بھیجنا مشرکین کا انپر حملہ کرنا اور ہر دو ارکا مع فوج فرار ہونا
۱۵۱	۳۸۹	رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکر جناب امیر کو جنگ پر بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو مطیع امیر المومنین کر کے لشکر مین شامل کرنا
۱۵۲	۳۹۱	جناب امیر کا مع لشکر بر سر اعدا پہونچنا اور فتح کر کے پھرنا اور آپکی شان مین سورۂ والعادیات نازل ہونا۔
۱۵۳	۳۹۲	رسول اللہ کا مع اصحاب جناب امیر کا استقبال فرمانا اور آپ کی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	نمبر صفحہ	عنوان
		غزوۂ حنین
۱۵۴	۲۹۳	اقتباس تاریخ متذکرہ بالا دربارہ جنگ
۱۵۵	۲۹۸	خلاصہ عبارت تحفہ دربارہ عدم فرار صحابہ
۱۵۶	۲۹۹	آیات الٰہی واسناد کتب حدیث وسیر دربارہ فرار جمیع صحابہ بجز حضرت علی وحضرت عباس و ابوسفیان وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم
۱۵۷	۴۰۴	آیہ کریمہ دربارہ عدم فرار اصحاب امداد غیبی
۱۵۸	۴۰۸	عبارت روضۃ الصفا وعروج الاسلام بابت کلمہ عسر و
۱۵۹	۴۱۰	رسول اللہ کا اصحاب مفرورین کو پکارنا اور حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔
۱۶۰	۴۱۰	تفسیر درمنثور
۱۶۱	۴۱۱	اصحاب کا ابوجندل سے لڑنا اور دست بدست پر فتح
۱۶۲	۴۱۱	شاہ صاحب کے کلام پر تنقید
	۴۱۸	**تیسری آیت**
۱۶۳	۴۱۸	قولہ آیہ کریمہ والسابقون الاولون الخ مہاجرین وانصار اور انکی پیروی کرنیوالونکی فضیلت مین۔
۱۶۴	۴۲۱	ثبوت سابق الاسلامی جناب امیر علیہ السلام کتب اہل سنت سے۔
۱۶۵	۴۵۱	قولہ امام محمد باقر نے اصحاب ثلثہ کو اس آیت مین داخل کیا ہے
۱۶۶		تردید قول
۱۶۷		قولہ امامیہ اپنے ائمہ کے اقوال کیون نہین مانتے۔
۱۶۸		ضرور مانتے ہین
۱۶۹	۴۳۳	قولہ بجز تقیہ کے دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا۔
۷۰	۴۳۴	آیات وتفاسیر اہلسنت سے جواز تقیہ کا ثبوت
۱۷۱	۴۳۷	قولہ۔ اگر مہاجرین وانصار کی ہجرت و نصرت لطمع دنیا تھی تو اسوقت دولت کہان تھی
۱۷۲	۴۳۸	حسب اقوال علماء اہلسنت مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا اور مابین مہاجرین وانصار مال غنیمت پر نزاع
۱۷۳	۴۴۰	حضرت عمر کا بیت المال قائم کرنا اور مال غنیمت اپنی صوابدید پر تقسیم کرنا۔
۱۷۴	۴۴۱	اصحاب کی دولت
۱۷۵	۴۴۱	قول حضرت ابوبکر رض
۱۷۶	۴۴۲	قول حضرت عمر فاروق رض
۱۷۷	۴۴۴	قول حضرت عثمان غنی رض
۱۷۸	〃	حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت عثمان رض کا قول
۱۷۹	۴۴۵	حضرت طلحہ اور حضرت ابوبکر کا قول

Presented by Ziaraat.Com

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱۸۰	۴۴۶	قتول زبیر ہمشیرزادہ حضرت عائشہ رض
۱۸۱	۴۴۷	آیۂ کریمہ وعبارت کتاب سیرۃ النبی دربارۂ
۱۸۲	۴۴۷	مذمت طالبان دنیا۔
۱۸۳	۴۴۸	حدیث الفقر فخری
۱۸۴	۴۴۹	مہر جناب فاطمہ زہرا ع
۱۸۵	۴۵۰	آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ کا شان نزول
۱۸۶	۴۵۲	عبادت رسول و وصی رسول
۱۸۷	۴۵۲	ذکر عبادت امام زین العابدین ع
۱۸۸	۴۵۵	جناب امیر کی رائے صائب اور تدبیر صحیح ہوتی تھی
۱۸۹	۴۵۶	جناب امیر سے عمر کی مخالفت کا سبب
۱۹۰	۴۶۰	تقابل مابین اصحاب و آل رسول در بارۂ تقلید رسول
۱۹۱	۴۶۴	قولہ۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق مہاجرین و انصار کی صدق ہجرت و نصرت پر
۱۹۲	۴۶۵	آیۂ کریمہ کی توضیح
۱۹۳	۴۷۰	قولہ۔ امامیہ خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہین یا تکذیب۔
۱۹۴	۴۷۱	امامیہ ہی تصدیق کرتے ہین۔
۱۹۵	۴۷۳	احوال ہجرت و شہادت سید الشہدا و اصحاب آنجناب
۱۹۶	۴۷۴	آیۂ کریمہ والسابقون الخ کا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا کے ساتھ ہوا۔
۱۹۷	۴۷۴	امام حسین کا خطبہ مکہ سے کوچ کرتے وقت
۱۹۸	۴۷۵	دوسرا خطبہ شب عاشور کربلا مین
۱۹۹	۴۷۶	انصار حسین کا صدق ایمان
۲۰۰	۴۷۹	نماز شب عاشور
۲۰۱	۴۸۳	نماز سحر یوم عاشور
۲۰۲	۴۸۵	لشکر خدا کا رزمگاہ کو جانا اور جناب امام حسین کا
۲۰۳		انصار کو انکے مراتب دکھلانا۔
۲۰۴	۴۸۶	جنت کا سمان
۲۱۳	۴۹۰	حضرت کا لشکر مخالفت کو ہدایت و نصیحت فرمانا
۲۱۴	۴۹۳	آغاز جنگ اور حمزہ و انصار کی شہادت
۲۱۵	۴۹۶	تقابل مابین اصحاب بدر و اصحاب امام حسین ع

چوتھی آیت ملاحظہ ہو حصہ دوم مین جو زیر طبع ہے

تشفیہ ۱۹۵۹ء ۱۹۶۲
ع ۳۹ ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ علی سیدنا ابی القاسم محمد وآلہ

الطیبین الطاہرین المعصومین واصحابہ المکرمین

دیباچہ

اخی المعظم جناب مولوی سید مہدی علی صاحب المخاطب نواب محسن الملک مرحوم ومغفور نے آیات بینات مین اصحاب ثلثہ رض اور مہاجرین و انصار کی منزلت وفضیلت اور اسلام وایمان کے ثبوت مین جو دلائل عقلی تحریر فرمائے تھے۔ الحمد للہ کہ انکے جوابات کتاب آیات محکمات کی پہلی جلد سے معزز ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکے۔ چونکہ جناب ممدوح نے بعض آیات الٰہی سے بھی اصحاب مہاجرین کی فضیلت وایمان ثابت کرنے مین سعی بلیغ فرمائی ہے۔ لہذا جناب موصوف کے اقوال بالاستیعاب نقل کرکے انکے جواب اس جلد مین عرض کئے گئے ہین امید کہ ناظرین بنظر تعمق ملاحظہ فرمائین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ — اور میری تائید تو بجز خدا کے اور کسی سے ہو نہیں سکتی

توکلت والیہ انیب۔ — مین نے اُسی پر بھروسہ کیا ہی اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہون۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

شواہد نقلی صحابہ کی فضیلت مین

قولہ شواہد نقلی صحابہ رضؓ کی فضیلت مین

ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل کے ثبوت مین تین قسم کی شہادتین بیان کرتے ہین۔

اوّل

وہ شہادتین جو توریت و انجیل مین مذکور ہین ؛

دوم

وہ شہادتین جو قرآن مجید مین ہین۔

سوم

وہ شہادتین جو ائمہ کرام علیہم السلام سے کتب امامیہ مین منقول ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

وہ شہادتین صحابہ مومنین کے حق مین ہین

اگر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے اصحاب مومنین کامل الایمان راسخ الاعتقاد مراد ہین تو ان شہادتون کو اُن کے حق مین تسلیم کرنے مین ہم کو عذر و انکار نہین ہے۔ مگر آپکا مقصود اُنسے نہین ہے بلکہ آپ تو باتباع علمائے اہلسنت اِن شہادتون کو اصحاب ثلثہ اور ان کے تابعین کی شان مین بتائینگے جس کا بطلان ہم کتب اہلسنت سے حسب اقوال علمائے کرام و فضلائے عظام ثابت کرینگے بلکہ جن علمار نے ان شہادتون کو اُن حضرات سے منطبق کرنے مین تحریفات معنوی کی ہین انشاء اللہ تعالیٰ انکا بھی بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ اسطرح انکشاف کرینگے کہ ہواخواہان صحابہ خود ہی حق کا اقرار کرلین۔

افمن یمشی مکبا علی	پس کیا وہ شخص جو اپنے منھ کے بل اوندھا
وجھہ اھدی امن یمشی سویا	چل رہا ہے زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ شخص جو سیدھا
علی صراط مستقیم	(پیرون کے بل) سیدھی سڑک پر چل رہا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

ذکر کتب سماوی مین اصحاب کے صفات وحالات

اتنی بات تو امامیہ مذہب والے بھی جانتے ہین کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین ذکر پیغمبر خدا صلعم کا بطور پیشین گوئی کے کیا ہے۔ اسیطرح حضرت کے یارون کا بھی تذکرہ فرمایا ہے اور اُن کے صفات وحالات کو مثالون مین بیان فرمایا ہے۔ اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ خدا نے خود فرمایا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معہ	محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ ساتھ اسکے
اشداء علی الکفار رحماء بینھم	ہین سخت ہین اوپر کفار کے رحمدل ہین درمیان اپنے
تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا	دیکھتا ہے تو ان کو رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے
من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھم	چاہتے ہین فضل خدا کا اور رضامندی اسکی نشانی انکی
من اثر السجود ذلک مثلھم فی	اُنکے چہرے پر ہے اثر سے سجدے کے یہ ہے صفت
التوراۃ ومثلھم فی الانجیل کزرع	انکی بیچ توریت کے اور صفت ان کی بیچ انجیل کے
اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ	جیسی کھیتی لگائے اکھوا اپنا پس قوی کرے اسکو پس موٹی
فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع	ہوجائین پس کھڑے ہوجائین اوپر جڑی اپنی کے خوش
لیغیظ بھم الکفار	لگتی ہے کھیتی کرنیوالے کو تاکہ غصہ مین لائے اللہ سبب ان
پ ۲۶۔ فتح۔ ع	مسلمانون کے کافرون کو

اب ہم اُن مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جنکی خبر خدائے جلشانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

تردید قول

یہ آیات پاک ان اصحاب کرام رضوان اللہ تعالی علیہم سے متعلق ہین جو ان تمام صفات سے متصف تھے جن کا ذکر ان آیتون مین ہے اور وہ اصحاب جنکی بابت نزاع ہے اُن پر ان آیتون کا اطلاق اسلئے نہین ہوسکتا کہ وہ حضرات نہ ایمان مین کامل تھے اور نہ ان صفات سے موصوف۔

چنانچہ خود اللہ جل شانہ نے ان آیتون کے بعد

وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحت منھم مغفرۃ واجرا عظیما۔ — جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے خدا نے ان سے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

پ ۲۶ ۔ س ۔ فتح ۔ ع ۴

فرماکر اس امر کی صراحت کردی ہے کہ ہمارے وعدۂ مغفرت اور اجر عظیم کے صرف انھین لوگون سے جو مومن ہین۔ مگر آپ نے اس اندیشہ سے کہ اصحاب معلومین کے ایمان کا ثبوت محال ہے لہذا اوپر کی تو سب آیتین لے لین اور آخر کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ الخ چھوڑ دی۔ اگرچہ آپ نے اصحاب معلومین کی فضیلت مین کوئی شہادت کتب سماوی کی پیش نہین کی اور نہ ان کے صفات و حالات کا جنکو اللہ جل شانہ نے مثالون مین بیان فرمایا ہے کچھ ذکر کیا ہے۔ لہذا جہان آپ وہ شہادتین اور مثالین پیش کرینگے وہین ہم بھی اسکی رد کرینگے لیکن اتنی بات تو اہلسنت والجماعت بھی خوب جانتے ہین کہ جسطرح اللہ جل شانہ تبارک و تعالی نے کتب سماوی مین اپنے حبیب رسول صلعم کا ذکر بطور پیشینگوئی کے کیا ہے اسی طرح آپکے اصحاب طالبان دنیا کا بھی کیا ہے اور ان کے طمع و حرص و ہوا کا صاف صاف اظہار کردیا ہے اور اس سے انکار اسلئے نہین کرسکتے کہ اللہ جل شانہ نے خود ان اصحاب سے خطاب کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے۔

بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا — لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو،

Presented by Ziaraat.Com

والاخرة خیرٌ وابقی ان ھذا — حالانکہ آخرت زیادہ اچھی اور باقی رہنے والی ہے

لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم — بیشک یہی مضمون اگلی کتابون مین بھی ہے جو

وموسیٰ پ - س عم - ع — ابراہیمؑ وموسیٰؑ کی کتابین ہین -

پس کتب سماوی مین صحابہ معلومین کے اچھے صفات اور عمدہ حالات کا تو ذکر مطلق نہین ہے - البتہ دنیا طلبی اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کا ذکر کتب سابقہ سماویہ مین نص قرآن ثابت ہوگیا ہے اب سنیئے کہ کتب سماویہ سابقہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ کا ذکر بیشک ہے جیسا کہ ملا جامیؒ شواہد النبوۃ مین وصی رسول اللہؐ کی عظمت ومنزلت کے بارہ مین تحریر فرماتے ہین :-

در ایام محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ — معاویہ سے جنگ کے زمانہ مین حضرت علیؑ ایک دریا

بر کنار دریائے فرود آمد ناگاہ مردے آمد و گفت — کے کنارے رونق افروز ہوئے ناگاہ ایک مرد سامنے

السلام علیک یا امیر المومنین حضرت فرمود — آیا اور کہا السلام علیک یا امیر المومنینؑ حضرت نے

علیک السلام آن مرد گفت من شمعون بن یوحنام — جواب سلام کا دیا اُسنے کہا مین شمعون بن یوحنا

صاحب این دیر و اشارت بدیری کرد کہ آنجا بود پس — اور مالک اس دیر کا ہون اُس دیر کی طرف اشارہ

گفت نزدیک ما کتابی ہست کہ اصحاب عیسی علیہ السلام — کیا جو کہ وہان تھا پھر کہا میرے پاس ایک کتاب ہے

آن را از یک یگر میراث گرفتہ اند اگر خواہی آن را بر تو — جسکو اصحاب عیسی علیہ السلام نے میراث مین ایک دوسرے

خوانم و اگر خواہی آن را پیش تو آرم فرمود بخوان و — سے پائی ہے اگر اجازت ہو تو مین اسکو پڑھون یا

آن مرد خواندن گرفت در نعت رسول بود صلی اللہ — پیش کرون آپنے فرمایا پڑھ اُس نے پڑھنا شروع کیا

علیہ وسلم و اوصاف اُمت وی در آخران این بود — اسمین رسول اللہ کی نعت اور آپ کی امت کے اوصاف

کہ روزی فرود آید بر کنار این دریا مردیکہ اقرب باشد — درج تھے اور آخر مین یہ لکھا تھا کہ ایکدن اس دریا کے

بوے از اہل آن زمان در قرابت دین اہل مشرق
را بیارد از اہل مغرب مقاتلہ کند آن مرد گفت چون
آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم و تو چون
اینجا فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو
باشم حضرت امیر بگریست و حاضران بگریستند و وی
پس فرمود الحمد للہ الذی لم یجعلنی عندہ
منسیا و الحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار
پس باجیہ عدی گفت کہ اے باجیہ این را با خود نگہ دار
و ہر گاہ کہ شام و چاشت خوردی بوے را طلب کردے
آنمرد چون در لیلۃ الہریر حرب بوے با معاویہ صعب شد
شہید گشت حضرت امیر رضی اللہ بروے نماز گذاشت
و در قبر فرود آمد و فرمود کہ ھذا رجل منا اھل البیت

شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰، مطبوعہ عمدۃ المطابع

کنارے ایک ایسا مرد فرود کش ہوگا جو قریب تر رسول اللہ
کا رشتہ دار ہوگا وہ اہل مشرق کو دین مین لائیگا اور
اہل مغرب سے مقاتلہ کریگا پھر اُسنے کہا کہ جب وہ نبی مبعوث
ہوے تو مین اُنپر ایمان لے آیا چونکہ آپ اسجگہ تشریف فرما
ہین اسلئے حاضر ہوا ہون تاکہ حیات و ممات مین آپکے
ساتھ رہون یہ سنکر آپ بہت روئے اور حاضرین بھی
رونے لگے۔ آپنے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جسنے مجھکو
فراموش نہین کیا۔ اور اپنی کتاب پاک مین مجھکو یاد کیا
اور باجیہ عدی سے فرمایا کہ بحفاظت اسکو اپنے پاس رکھ
اور اسکو صبح و شام کھانے کے وقت طلب فرماتے تھے
آخر وہ دیرانی جنگ لیلۃ الہریر مین شہید ہوا امیر المومنین
نے اُسپر نماز پڑھی اور خود اسکی قبر مین اُتر کر فرمایا
کہ یہ مرد ہم اہلبیت سے ہے

دوسری روایت :-

در وقت توجہ صفین اصحاب وے محتاج آب
شد مہر چند چپ و راست شتافتند آب نیافتند
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ ایشان را اندکے از جادہ بگردانید
دیرے حاضر شد در میان بیابان از ساکن آن دیر
سوال آب کردند گفت ازین جا آب تا دو فرسنگ ست

جبکہ آپ صفین کو تشریف لیجا رہے تھے تو راستہ
مین آپکے اصحاب کو پانی کی احتیاج ہوئی ہر چند ادھر اُدھر
دوڑے مگر پانی نہ ملا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ انکو اس جگہ سے
تھوڑی دور لیجا کر اس صحرا مین ایک دیر نمودار ہوا اس دیر کے
رہنے والون سے اصحاب نے پانی مانگا اُسنے کہا کہ پانی یہانسے دو فرسنگ ہے

Presented by Ziaraat.Com

اصحاب گفتند اے امیرالمومنین اجازت دہ تا آنجا برویم
اصحاب نے خدمت بابرکت میں عرض کی کہ اے امیرالمومنینؑ

شاید پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم حضرت امیرؑ
وہاں جانے کی اجازت دیجئے شاید کہ اس سے پہلے بالکل

کرم اللہ وجہہ فرمود حاجت باین نیست عنان بغلبہ خود
قوت نہ ہے ہم پانی تک پہونچ جائیں حضرت امیرؑ

را بجانب قبلہ شتافت و بجای اشارت کرد کہ آن را بکاوید
کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی ضرورت نہیں

چون مقدارے خاک برداشتند سنگی بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ
ہی یہ فرما کر سواری مبارک کی باگ قبلہ کی جانب موڑی

آلتی بران کارنمی کرد حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این
(ایک جگہ ٹھہر کر) آپ نے اشارہ فرمایا کہ یہاں کھودو

سنگ برالائے آب ست جہد کنید و این را برکنید
جب تھوڑی مٹی ہٹی تو ایک ایسا بھاری پتھر نکلا کہ

اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند الا نتوانستند کہ آنرا
جس پر کوئی آلہ کارگر نہوتا تھا حضرت امیر کرم اللہ وجہہ

از جا بجنبانند چون حضرت امیرؑ آنرا بدید از بغلہ
نے فرمایا کہ پتھر پانی پر ہے کوشش کرکے اسکو ہٹا دو سب

خود فرود آمد و آستین از ساعد باز نورد و بدو انگشتان
اصحاب نے ملکر بہت کچھ زور کیا مگر وہ پتھر اپنی جگہ سے

مبارک بزیر آن سنگ در آورد و زور کرد و آن
ہلا تک نہیں حضرت امیرؑ نے یہ حالت دیکھی تو سواری مبارک

سنگ را از بالاے چشمہ دور انداخت آبی ظاہر
سے اترے اور کلائی تک آستین چڑھا کر اس پتھر کے نیچے

شد بغایت صافی و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر
انگلیاں ڈالکر زور کیا کہ وہ پتھر اس چشمہ سے دور جا گرا پھر تو

ازان نخورده بودند ہمہ آب خوردند و آن مقدار
ایسا صاف و شیرین اور ٹھنڈا پانی نکلا کہ اس سفر میں اس سے

کہ خواستند برداشتند پس امیرؑ کرم اللہ وجہہ آن
بہتر کسی نے پیا ہی نہ تھا غرض سب لشکر سیراب ہو گیا اور جسقدر

سنگ را برداشت و بالاے آن چشمہ نہاد و فرمود کہ
چاہا بھر بھی لیا پھر حضرتؑ نے اس پتھر کو اٹھا کر اسی چشمہ

آنرا بخاک بپاشند چون راہب آن دیر آن حال
پر رکھ دیا۔ اور فرمایا کہ اسپر مٹی ڈالدو اس دیر کے راہب نے

را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت
جو یہ حال دیکھا تو دیر سے نکلکر حضرت امیرؑ کے

امیرؑ بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی؟
سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور پوچھا کیا آپ پیغمبر مرسل ہیں؟

Presented by Ziaraat.Com

فرمود کہ نہ، پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربی؟ فرمود
کہ نہ پس گفت کہ تو چہ کسی؟ فرمود کہ من وصی پیغمبر مرسل
محمد بن عبداللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم ہستم
راہب گفت دست بیار کہ مسلمان می شوم حضرت
امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت
اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد
انّ محمّداً رسول اللہ واشھد انّک
وصیّ رسول اللہ
بعد ازان حضرت امیرؑ ازوے پرسید کہ سبب
چہ بود ترا بعد ازان کہ مدتی مدید بر دین خود بودی و
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنینؑ بنائے
این دیر از برائے کندہ این سنگ ست و پیش
ازین بسیار دیر بر دیر بودہ اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدیم
و از علمائے خود شنیدہ کہ درین موضع چشمۂ آب ست و
بر بالائے آن سنگی کہ آن را نداند و کندن آن را نتواند
مگر پیغمبر یا وصیِ پیغمبر پس چون من این دیدم
کہ تو کار کردی و آنچہ انتظار آن میبردم
باز وے خود رسیدم۔ چون حضرت امیرؑ آنرا بشنید
چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد

آپنے فرمایا کہ نہین پھر اُسنے کہا کیا آپ ملائکہ مقربین سے
ہین آپنے فرمایا نہین اُسنے عرض کیا تو پھر آپ کون ہین
حضرتؑ نے کہا کہ مین پیغمبر مرسل محمد ابن عبد اللہ
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی ہون راہب نے
کہا کہ ہاتھ بڑھائیے کہ مین اسلام سے مشرف ہون حضرت امیر
کرم اللہ وجہہ نے اسکی جانب دست مبارک دراز فرمایا۔
اسنے کلمۂ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انّ
محمّداً رسول اللہ و اشھد انک وصی رسول اللہ پڑھا۔
اسکے بعد جناب امیرؑ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ
کیا بات تھی کہ تو اتنی مدت تک اپنے مذہب پر رہا اور
آج اسلام لایا۔ اُسنے عرض کی کہ اس دیر کی بنا اس پتھر
کے کھودنے والے پر تھی اور اس سے پہلے بہت لوگ اس دیر
مین گذر چکے ہین یہانتک کہ مین نے اپنی کتابون مین پڑھا
ہے اور عالمون سے سنا بھی ہے کہ اس مقام پر ایک چشمہ ہے اور اس پر
ایک پتھر رکھا ہے جسکو پیغمبر یا وصی پیغمبر کے سوا کوئی اور
نہین جانتا اور نہ کھود سکتا ہے پس جیسے ہی مین نے اس امر کا
مشاہدہ کیا کہ آپنے اس کام کو کر لیا تو مین نے اپنی مراد
پائی اور جس چیز کا طالب تھا وہ ہاتھ آئی جب جناب امیرؑ نے
یہ بات سنی تو اسقدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہو گئی

بعد ازان گفت الحمد للہ الذی لم یکن عنہ منسیا و کنت فی کتبہ مذکورا پس آن راہب ملازم حضرت امیرؑ شد در پیش وی با اہل شام مقاتلہ کرد چندان کہ شہید شد حضرت امیرؑ بر وے نماز گذارده وے را دفن کرد و از برای وے از خدا تعالے آمرزش خواست و ہر گاہ کہ وے را یاد میکردی گفت کہ وے مولاے من ست (از شواہد النبوۃ صفحہ ۲۸۰)

اور فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فراموش نہین کیا اور اپنی کتابون مین مجھے یاد فرمایا۔ اسکے بعد راہب حضرت امیرؑ کی ملازمت مین داخل ہوا اور آپکے سامنے اہل شام سے خوب لڑ بھڑ کے شہید ہو گیا حضرت امیرؑ نے اسپر نماز پڑھکر دفنایا اور خدا تعالی سے اسکے مغفرت کی دعا فرمائی۔ آپ جب اسکو یاد کرتے تو یہ فرماتے "یہ میرا غلام ہے"۔

امامت ائمہ طاہرین بشہادت کتب سابقہ

واضح ہو کہ کتب سماوی مین تنہا وصی رسول اللہ کی ہی فضیلت کی پیشین گوئی نہین ہے بلکہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کا بھی اظہار کیا گیا ہے جیسا سلیمان بن ابراہیم بلخی ینابیع المودۃ مین لکھتے ہین دیکھو صفحہ (۴۴۳)۔

وفی المناقب عن واثلہ بن الاصقع بن قرخاب عن جابر بن عبد اللہ الانصاری قال دخل جندل بن جنادہ بن جبیر الیہودی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد اخبرنی عما لیس للہ وعما لیس عند اللہ وعما لا یعلمہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما ما لیس للہ فلیس للہ شریک واما ما لیس عند اللہ

مناقب مین واثلہ بن اصقع بن قرخاب سے اور اُسنے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کی ہے کہا اُنھون نے کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی خدمت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا عرض کیا کہ اے محمد! مجھے خبر دیجئے اُس شے سے جو خدا کے لئے نہین ہے اور اُس شے سے جو نزدیک خدا کے نہین ہے اور اُس شے سے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن وہ شے جو خدا کے لئے نہین ہے پس خدا کے لئے شریک نہین ہے اور جو چیز خدا

فليس عند الله ظلم للعباد وامّا
لا يعلمه الله فذلك قولكم يا معشر
اليهود ان عزيرا ابن الله والله لا يعلم
انّ له ولدا بل يعلم انّه مخلوقه وعبده
فقال اشهد ان لا اله الا الله وانك
رسول الله حقا وصدقا ثم قال انى
رأيت البارحة فى النوم موسى بن
عمران عليه السّلام فقال يا جندل
اسلم على يد محمّد خاتم الانبياء
واستمسك اوصياءه من بعده
فقلت اسلم فلله الحمد اسلمت
وهدانى بك ثم قال اخبرنى
يا رسول الله عن اوصيائك من بعدك
لاتمسك بهم قال وصيائى الاثنا
عشر قال جندل هكذا وجدناهم فى التوراة
وقال يا رسول الله سمهم لى فقال اولهم سيد
الاوصياء ابو الائمة على ثم ابناه الحسن
والحسين فاستمسك بهم ولا يغرنك جهل
الجاهلين فاذا ولد على بن الحسين زين العابدين

کے پاس نہین ہے۔ پس نہین ہے خدا کے لئے ظلم عباد
اور لیکن وہ شے کہ جسکو خدا نہین جانتا ہے پس اے گروہ
یہود وہ قول تمہارا ہے کہ عزیر ابن اللہ ہین۔ اور اللہ
نہین جانتا ہے کہ وہ اُسکے ولد ہین بلکہ جانتا ہے کہ وہ
اُسکے مخلوق ہین اور بندے ہین۔ جندل نے کلمہ پڑھا
کہ کوئی معبود بحق سوائے خدا کے نہین ہے اور حق یہ ہے کہ
آپ اُسکے سچے رسول ہین پھر کہا کہ بیشک مین نے شب گذشتہ
خواب مین موسی بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہین
اے جندل اللہ تو پر خاتم انبیا محمد کے اسلام لا اور بعد اُنکے
اُنکے اوصیا سے تمسک کر مین نے عرض کیا کہ اسلام لاؤنگا
للہ الحمد کہ مین اسلام لایا اور خدا نے آپکے سبب سے مجکو
ہدایت دی پھر کہا کہ مجھے خبر دیجئے یا رسول اللہ اپنے اوصیا
سے جو آپکے بعد ہونے والے ہین (کون کون ہین) تاکہ
مین اُنسے تمسک کرون فرمایا اوصیا میرے بارہ ہین
جندل نے کہا کہ اسیطرح مین نے توریت مین اُنکا ذکر
پایا ہے اور کہا کہ یا رسول اللہ اُنکے نام مجھے بتلائیے پس
فرمایا پہلے اُنمین سردار اوصیا ابو الائمہ علی ہین پھر اُنکے
دونون فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہین اُنسے تمسک کر اور تجکو جہل
جاہلون کا فریب نہ دے پس جب علی بن الحسین زین العابدین

يقضى الله عليك ويكون آخر — پیدا ہونگے تو تیری قضا جو خدا کی مقرر کردہ ہے آجائیگی
زادك من الدنيا شربة لبن تشربه — اور آخر زاد تیرا دنیا سے شربت لبن ہوگا یعنی دودھ
فقال جندل وجدنا في التوراة وفي — پینے کے بعد موت آئے گی، جندل نے کہا کہ ہم نے توریت
كتب الانبياء عليهم السلام ايليا — میں اور کتب انبیا علیہم السلام میں ایلیا اور شبرا اور شبیر
وشبرا وشبير افهذه اسم علي والحسن — نام پائے ہیں پس یہ تو نام علی اور حسن و حسین کے ہیں بعد
والحسين فمن بعد الحسين وما — امام حسینؑ کے جو اوصیا ہیں اُنکے کیا نام ہیں حضرت نے فرمایا
اسامیهم قال اذا انقضت مدة الحسين — کہ جب مدت حسینؑ کی منقضی ہو جائے گی تو امام اُن کے
فالامام ابنه علي ويلقب بزين العابدين — فرزند علی ہونگے جنکا لقب زین العابدین ہے اُن کے بعد
فبعده ابنه محمد يلقب بالباقر — اُنکے فرزند محمد ہیں جنکا لقب باقر ہے اُنکے بعد اُنکے
فبعده ابنه جعفر يدعى بالصادق — فرزند جعفر ہیں جو صادق کے نام سے پکارے جائینگے
فبعده ابنه موسى يدعى بالكاظم — اُن کے بعد اُنکے فرزند موسیٰ ہیں جو کاظم کے ساتھ پکارے
فبعده ابنه علي يدعى بالرضا — جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی ہیں جو رضا کے ساتھ
فبعده ابنه محمد يدعى بالتقي — پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو تقی اور
والزكي فبعده ابنه علي — زکی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد اُنکے فرزند علی
يدعى بالتقي والهادي فبعده — ہیں جو تقی اور ہادی کے ساتھ پکارے جائینگے اُنکے بعد
ابنه الحسن يدعى بالعسكري — اُنکے فرزند حسن ہیں جو عسکری کے ساتھ پکارے جائینگے
فبعده ابنه محمد يدعى بالمهدي — اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد ہیں جو مہدی اور قائم اور حجت کے
والقائم والحجة فيغيب ثم يخرج — ساتھ پکارے جائینگے پس وہ غائب ہو جائینگے پھر وہ
فاذا خرج يملاء الارض قسطا وعدلا — نکلینگے۔ جب نکلینگے تو زمین کو عدل و داد سے بھر دینگے

Presented by Ziaraat.Com

کما ملئت جورا وظلما طوبی للصابرین	جس طرح کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی خوش حالی ہے
فی غیبتہ طوبی للمقیمین علی	اُنکی غیبت مین صبر کرنیوالون کے لئے خوش حالی ہو ان
محبتھم اولئک الذین وصفھم	اوصیا کی محبت پر قیام کرنے والون کیلئے یہی وہ لوگ ہین
اللہ فی کتابہ وقال ھدی	جنکی خدا صفت کرتا ہی اپنی کتاب مین اور فرماتا ہی جنکا
للمتقین الذین یومنون بالغیب	حاصل ہی (ہدایت ہی واسطے اُن پرہیزگارون کے جو ایمان
ثم قال تعالی (اولئک حزب	لائے ہین ساتھ غیب کے) پھر فرماتا ہی جناب باری جسکا حاصل
اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون)	یہ ہی (یہ لوگ خدا کا گروہ ہین آگاہ ہو کہ خدا کا گروہ وہی
فقال جندل الحمد للہ وفقنی	غالب ہونیوالے ہین) جندل نے کہا الحمد للہ خدا نے مجھے
بمعرفتھم۔	اُنکی معرفت کی توفیق دے

آپ فرمائیے کہ اللہ جل شانہ نے کتب سماوی مین جناب ساقی آب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ ائمہ اطہار کا ذکر فرمایا ہے یا اصحاب ثلثہ کا ؟

ان شہادتون سے وصی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل اور ائمہ اثنا عشر کی امامت کا ثبوت ہوتا ہے یا اصحاب کے فضائل اور خلافت راشدہ کا ؟

Presented by Ziaraat.Com

قال

اب ہم ان مثالون کو جو توریت وانجیل مین مذکور ہین اور جن کی خبر خدائے جل شانہ نے اِس آیت مین دی ہے بیان کرتے ہین :-

قولہ حضرت ابوبکرؓ نے حسب احکام توریت اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا

پہلی شہادت توریت کی

توریت کی کتاب استثنا کے تیرھوین باب کے چھٹے درس مین لکھا ہے کہ (اگر تیرا بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست کوئی تجھے پھسلا دے اور کہے کہ آؤ غیر معبودون کی بندگی کرو تو تو اُسکے موافق نہ ہونا۔ اور اسکی بات نہ سننا اور اُسپر رحم کی نگاہ نہ رکھنا اور اس کی رعایت نہ کرنا اور اُسے پوشیدہ نہ رکھنا بلکہ اس کو ضرور قتل کر ڈالنا۔ اُسکے قتل پر پہلے تیرا ہاتھ پڑے) پس!

غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا صحابہ کرام نے اُسکو کر دکھایا۔ اور جیسی کچھ شدت اور سختی کافرون پر چاہیئے اُس کا ظہور صرف پیغمبر صاحب کے یارون کے ہاتھ سے ہوا۔ اسیواسطے خدا نے انکی شان مین اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ فرمایا۔

اگرچہ صحابہ کرام کی شدت اور صلابت کا جو دین مین تھی امامیہ انکار نہین کر سکتے۔ مگر ہم انکی اطمینان کیلئے حضرات شیخین کے حالات کو جو بڑے دشمن شیعون کے ہین اور جو صنمی قریش کر کے انہین مشہور ہین بیان کرتے ہین اور زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ اپنی ہی کتابون کی روایتون کو سنین اور پھر اسکو توریت کے مضمون سے اور قرآن شریف کی آیت سے ملائین اور خود ہی انصاف کرین اور اگر حیا و شرم مانع نہووے تو تعصب و عناد کو چھوڑ کر اُن کی فضیلت کا اقرار کرین اور اپنے باطل عقیدون کو چھوڑ کر جماعت مین داخل ہو جائین۔

(پہلی روایت)

کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا۔ امام اعظم شیعون کے حضرت شیخ حلّی

تذکرۃ الفقہا کی چھٹی فصل مین لکھتے ہین کہ حضرت ابو بکر صدیق نے اُحد کے دن اپنے باپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا کہ تو جانے دے اور کوئی یہ کام کرے گا۔

پس اے بھائیو! خدا کے واسطے ذرا اپنے امام اعظم کی تصدیق کو دیکھو کہ وہ صدیقیت صدیق اکبر کو کیسی تصدیق کرتے ہین اور جو کچھ توریت مین کفار پر شدت کرنے کا ذکر ہے اُسکو شان مین حضرت ابو بکر صدیق کی کیسا تسلیم کرتے ہین۔ کیون یارو! اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا مصداق کیا سوائے اُس کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہوا اور توریت کے اِس مضمون کا کہ

"غیر معبودون کی بندگی پر پھسلانے والے کو اگرچہ بھائی یا بیٹا یا جورو یا دوست ہو قتل کر ڈالنا اور پہلے اپنا ہاتھ اسکی طرف قتل پر اُٹھانا"

اطلاق کسی اور پر ہوگا تعجب ہے شیعون سے اور ان کے امام اعظم سے کہ ایسی روایت کو تصدیق بھی کرین اور صدیق اکبرؓ کی مستعدی کو باپ کے قتل پر قبول بھی کرین اور پھر اُن کی صدیقیت سے انکار فرمائین۔" (آیات بینات)

اقوال

حضرت صدیق کا یہ قصد معصیت تھا

آپنے حضرت ابوبکر صدیق کے اشداء علی الکفار ہونے کے ثبوت مین جو روایت پیش کی ہے وہ روایت کتب اہلسنت کی ہے نہ کہ کتب امامیہ کی جناب علامہ حلی اعلی اللہ مقامہ کے تذکرہ مین یہ روایت الزاماً منقول ہے یہ صحیح نہین ہے کہ جناب ممدوح اسکی تصدیق بھی فرماتے ہین اگرچہ آپ بہت شد و مد سے حضرت ابوبکر کو اسوجہ سے اشداء علی الکفار بتاتے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کے قتل کا قصد کیا لیکن اس سے انکی منقصت ثابت ہوتی ہے نہ کہ فضیلت کیونکہ حضرت صدیق کا یہ قصد طاعت تھا یا معصیت ؟ اگر طاعت تھا تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک امر نیک سے ان کو روکا۔ اگر معصیت تھا تو بجائے فضیلت منقصت ثابت ہوتی ہے اسلئے کہ حضرت صدیق نے اس فعل کا قصد کیا تھا جو بروے احکام الٰہی ممنوع ہے اور اسیوجہ سے جناب رسول خدا صلعم نے ان کو منع فرمایا۔ چنانچہ جو آیات حقوق والدین کے بارہ مین نازل ہوئی ہین انمین تو یہ حکم ہے کہ :۔

تم اپنے مان باپ کی اطاعت کرو ان کی خدمت اور تعظیم و تکریم کرو۔ جو زحمتین اور تکلیفین انھون نے تمھاری پرورش مین اٹھائی ہین انکا شکریہ بجالاؤ۔ ان کو اُف تک نہ کرو۔ ہان اگر وہ تم کو شرک و کفر کی دعوت دین تو اس امر خاص مین انکا حکم نہ مانو۔ مگر دنیا مین انکے ساتھ نیکی اور بھلائی سے پیش آتے رہو۔ اگرچہ وہ کافر و مشرک ہی کیون نہون۔"

آیات بابت سلوک والدین

وہ آیات پاک یہ ہین :۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ	اور ہم نے انسان کو اسکے مانباپ کے بارے مین اس بات
امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی	کہ اسکی مانے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو حمل مین رکھا دو برس تک (دودھ)
عامین ان اشکرلی ولوالدیک	اسکا دودھ چھٹا یہ حکم دیا کہ تو میرا بھی شکر گذار رہ اور اپنے والدین

Presented by Ziaraat.Com

الیّ المصیر وان جاھداك علی ان
تشرك بی مالیس لك به علم فلا
تطعھما وصاحبھما فی الدنیا معروفًا
واتّبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم
فانبئکم بما کنتم تعملون
پارہ ۲۱ سورہ لقمٰن
ع ۱

کا بھی (آخری) بازگشت میری طرف ہوگی اور اگر
وہ دونون تجھے اس بات پر مجبور کرین کہ میرا کسی ایسی چیز
کو شریک ٹھہرائے جسکا تجھے کوئی علم نہو تو ان دونون کی
اطاعت مت کر اور دنیا مین ان دونون کے ساتھ
نیک سلوک کرتا رہ اور رستہ پر اس شخص کے چل جو میری طرف
رجوع ہو پھر تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہوگی
پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے مین اُسے تم لوگون کو آگاہ کردونگا"

وقضی ربّك الّا تعبدوا الّا ایّاه
وبالوالدین احسانًا امّا یبلغن عندك
الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لھما
اُفٍّ ولا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا
واخفض لھما جناح الذل من الرحمة
وقل ربّ ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا
پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل
ع ۳

اور تمھارے پروردگار نے یہ حکم قطعی دیا ہے کہ تم
اُسکے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو اور مان باپ کے ساتھ نیکی
کرتے رہو اگر ان دونون مین سے ایک یا دونون تمھاری
موجودگی مین بڑھاپے کو پہونچ جائین تو اُنکے سامنے اُف بھی
نہ کرو اور نہ انکو جھڑکو اور ان سے آداب و اخلاق کی باتین کرو
اور رحم و مروّت سے عاجزی کا بازو ان کے سامنے خم کردو
یہ کہا کرو کہ اے میرے پروردگار تو ان دونون پر ایسا ہی
رحم فرما جیسا کہ ان دونون نے مجھے ننھا سا پالا تھا۔

اِس آیت کی تفسیر یہ ہے :-

"حقیقت دعاے رحمت از ولد در حق والدین دین است کہ اگر مومن اند ایشان را بہشت رسان و اگر کافر اند
رہنماے اسلام و ایمان و خوشنودی الٰہی برضاے والدین باز بستہ است" (تفسیر حسینی جلد اول صفحہ ۲۰)

Presented by Ziaraat.Com

اے بھائیو! اب ہم زیادہ تو نہین کہہ سکتے اتنا عرض کرتے ہین کہ خدا کے واسطے ذرا ان آیتون کو دیکھو اور اپنے صدیق کے قصد کو قرآن شریف کی آیتون سے ملاؤ ۔ اور خود ہی انصاف کرو ۔ کہ احکام الٰہی سے لاعلم سوا حضرت ابوبکر کے کوئی دوسرا ہوگا جو اپنے باپ کے قتل پر آمادہ ہو۔ تعجب ہے علمار مفسرین اہلسنت سے کہ ان آیتون اور تفسیرون کی تصدیق کرین اور وہ روایت بھی حضرت ابوبکر کی فضیلت مین بیان کرین جس سے انکا قرآن مجید سے لاعلم ہونا ثابت ہو اور باین شدو مدان کو "اشداء علی الکفار" ٹھہرائین۔ اور خدا کی آیتون مین تحریف معنوی کرکے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

اتحاد مابین حضرت صدیق رض و مشرکین

اگرچہ علمائے اہلسنت حضرت ابوبکر کو "اشدار علی الکفار" بتاتے ہین مگر پھر ایسی ایسی روایتین و حکایتین بھی ان کی شان مین بیان کرتے ہین جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کفار و مشرکین پر اشد تو کجا شدید بھی نہ تھے۔ بلکہ اُن سے خاص اتحاد و خلوص رکھتے تھے۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے:۔

ابوبکر صدیق بجہت ایذا و اضرار قریش از پیغمبر صلعم	ابوبکر صدیق قریش کی ایذا و ضرر رسانی
رخصت طلبیدہ بجانب حبش روان شد چون برک الغماد رسید	کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلعم سے اجازت لیکر
ابن الدغنہ کافر او را پیش آمد و پرسید کجا میروی جواب داد	حبش کیطرف گئے ابھی برک الغماد تک پہونچے تھے کہ
کہ قوم من مرا از شہر خویش بیرون کردند۔ ابن الدغنہ	ابن الدغنہ (جو کافر تھا) انکے سامنے آیا اور پوچھا کدھر چلے
مانع وے شد و گفت مثل تو از شہر بیرون رود من ترا	حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے شہر
در جوار خود میگیرم باز گرد ابوبکر با و معاودت نمود ابن الدغنہ	سے نکالدیا ہے ابن الدغنہ نے انکو جانے سے روکا اور کہا کہ تم
بر اشراف قریش گشت و گفت مثل ابوبکر را از شہر	جیسا شخص شہر سے نکل جائے۔ تم میرے ساتھ واپس چلو
بیرون نکنید قریش جوار ابن الدغنہ را معتبر	میں تم کو اپنی پناہ مین لیتا ہون حضرت ابوبکر اسکے ہمراہ
داشتند	لوٹ آئے ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے ملکر کہا تم ابوبکر
(جلد اول صفحہ ۱۰۰)	جیسے شخص کو شہر سے مت نکالو۔ پھر قریش نے انکو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا

یہ واقعہ تو یاد بھی ہوگا کہ اسی اسلام کی وجہ سے کفار حضرت عمار رضؓ اور اُن کے والدین کے تو اتنے دشمن تھے کہ ان کی ماں کو نہایت بیرحمی سے شہید کرڈالا۔ بخلاف اِسکے حضرت ابوبکر پر اسقدر شفیق و مہربان ہوے کہ ان کو اپنی پناہ مین لے لیا۔ اس روایت سے ہر شخص خوب سمجھ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور کفار کے باہم محبت و مودت تھی نہ کہ عداوت و خصومت۔ یہ بات بھی لطف سے خالی نہین ہے کہ علماء اہلسنت جن حضرت کو بڑے طمطراق سے "اشداء علی الکفار" کی فضیلت دیتے ہین انھین کی نسبت ایسی ایسی حدیثین بھی بیان کی جاتی ہین جن سے "اشداء علی الکفار" ہونے کی فضیلت ہوا ہوئی جاتی ہے یعنی حضرت ابوبکر کو کفار و مشرکین پر اسدرجہ رحیم و مہربان بتلاتے ہین کہ حضرت کے رحم و کرم کی مثال ملائکہ مقربین اور انبیاء علیہم السلام سے دیتے ہین جیسا کہ روضۃ الاحباب جلد اول صفحہ ۲۳۹ مین ہے:۔

رسول اللہ صلعم فرمود اے ابوبکر مثل تو مثل ابراہیم است کہ گفت:۔

"فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اے ابوبکر تیری مثال مثل ابراہیم کے ہے۔ کہ "وہ فرماتے تھے جس کسی نے کہ میری اطاعت اور پیروی کی وہ میرا دوست ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس خدا بخشنے والا اور رحیم ہے"

اسی طرح عبدالحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین تحریر کرتے ہین:۔

اے ابوبکر مثل تو در ملائکہ جبرئیل ست کہ برضاے حق تعالیٰ و عفو عباد خویش نزول میکند و مثل تو در انبیاء ابراہیم ست کہ نرم تر بود برقوم خود۔ (صفحہ ۵۷۴)

اے ابوبکر تیری مثال ملائکہ مین جبرئیل کی سی ہے کہ جو خوشنودیٔ خدا اور بندون کی مغفرت کیلئے نازل ہوتی ہین اور انبیاء مین مثال تیری ابراہیم کی سی ہے جو اپنی قوم پر بہت مہربان تھے۔

ان علماء نے تو حضرت ابوبکر کے رحم کو صرف ملائکہ اور انبیاء ہی سے مثال دی ہے۔ لیکن

Presented by Ziaraat.Com

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے تو اِس رحم و کرم کو خاص رحمت آلٰہی سے ملا دیا ہے۔ جیسا کہ مطاعن ابوبکر طعن یازدہم مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

" درینجا لطیفہ دیگر است کہ بعض مدققین المہنت بآن بی بردہ اند کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مظہر صفت رحمت آلٰہی بود۔ (تحفۂ اثنا عشریہ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ فخر المطابع)

واضح ہو کہ یہ لطیفے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کے بارے مین گھڑے گئے ہین کہ حضرت ابوبکرؓ نے بنظر ترحم قیدیون سے فدیہ لینے کی راے دی تھی جسپر آیۂ کریمہ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ عتاب و عذاب مین نازل ہوئی اسکا حال اسی جلد کی پانچوین آیت کے جواب مین ملاحظہ سے گذریگا انشاء اللہ تعالےٰ

اب ہمارے بھائی اِن روایتون اور لطیفون پر غور کرین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ حضرت صدیقؓ کفار و مشرکین پر شدید تھے یا رحیم و رؤف۔ اُن پر "اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ" کا اطلاق ہوتا ہے یا رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ کا؟

قال

دوسری روایت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رشتہ دارون کے قتل کا مشورہ دیا تفسیر مجمع البیان اور منہج الصادقین اور خلاصہ تفسیر جرجانی مین امامیہ مذہب کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب بدر کی لڑائی فتح ہوئی اور بہت سے لوگ مکہ کے قید ہوے جن مین اکثر مہاجرین کے عزیز و قریب تھے اور حضرت نے ان کے معاملہ مین صحابہ سے مشورہ کیا تب حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ (جو کوئی جسکا رشتہ دار ہے وہ اُسکے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے کافر رشتہ دار کو قتل کرے اور خدا کی محبت کے سامنے رشتے اور قرابت کا خیال نہ کرے اسلئے عقیل علی کو اور نوفل مجھے اور فلان فلان کے حوالے کیا جائے واسطے قتل کے) اے شیعیان! پاک ذرا اس روایت کو اپنی تفسیرون مین دیکھو اور انصاف کرو کہ "اشداء علی الکفار" کا مضمون حضرت عمر پر صادق ہے یا نہین اور جو حضرت موسیٰ نے کفار پر شدت کرنے کے لئے فرمایا وہ اُن کے حال سے مطابق ہے یا نہین۔ اور اگر اسپر بھی نہ سمجھو تو خدا تم سے سمجھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

وقت جہاد حضرت عمرؓ کا خوف

جبکہ آپ کل اصحاب کی فضیلت کے مدعی ہین تو لازم تھا کہ کلھم اجمعین کے متعلق وہ شہادتین پیش کرتے جن سے ان سب کا "اشداء علی الکفار" ہونا ثابت ہوتا بخلاف اسکے آپنے اصحاب ثلثہ کے بھی تکمیل نہ کی یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین کی شدت وصلابت کا کچھ بھی ذکر نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت اشداء علی الکفار کی صفت سے خارج ہین حضرت عمر فاروقؓ کے اشداء علی الکفار" کے ثبوت مین جو روایت آپ نے پیش کی وہ بھی کتب اہلسنت کی ہے افسوس ہے۔ کہ جو روایتین علماء امامیہ کتب اہلسنت سے الزاماً نقل کرتے ہین۔ آپ ان کو امامیہ ہی کی طرف منسوب کرتے ہین چونکہ آپنے یہی حال پانچوین آیت مین لکھا ہے اسلئے ہم وہ اقوال اہلسنت جو اس واقعہ سے متعلق ہین اسی جگہ کیلئے محفوظ رکھتے ہین۔ جو اسی جلد میں ملاحظہ سے گذرین گے۔

یہان مجملاً یہ عرض کرتے ہین کہ آپ حضرت عمرؓ کو صرف ایک نوفل کے قتل کرنیکے قصد پر" اشداء علی الکفار" بتاتے ہین۔ حالانکہ فی الواقع اس آیت کے وہی لوگ مصداق ہوسکتے ہین جو دواماً کفار ومشرکین پر شدت وصلابت کرتے رہے ہون۔ کیونکہ خداے تعالیٰ نے زبانی جمع خرچ کرنے والون کی کہین تعریف نہین کی بلکہ عتاب فرمایا ہے۔

لاتحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون	اے رسول تم انھین خیال مین بھی نہ لانا جو اپنے کارتانون
ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنھم بمفازۃ	پر اترائے جاتے ہین اور کیا کرایا خاک نہین مگر تعریف کے
من العذاب ولھم عذاب الیم	خواہشگار ہین۔ پس تم ہرگز خیال نہ کرنا کہ ان کو عذاب سے
پ۴۔ س آل عمران۔ ع۱۹	چھٹکارا ہے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہان "اشداء علی الکفار" وہ مجاہدین جنھون نے کھیت مین جم کر جدال وقتال کیا اور

یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون — یعنی رضاے خدا کے لئے قتل کرتے ہین

ویقتلون ہ — اور خود قتل ہوتے ہین

کا ثبوت دیا۔ حضرت عمرؓ کی شدت وصلابت جو مشرکین وکفار پر تھی وہ مخفی نہین ہے، عیان را
چہ بیان، چنانچہ جب آنحضرت صلعم نے آپ سے فرمایا کہ مکہ جاؤ اور کفار قریش سے کہو کہ ہم صرف
عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آرہے ہین تو اُن حضرت نے وہان جانے سے جی چرایا اور عرض کیا کفار
ومشرکین ہمین زندہ نہ چھوڑینگے اور مکہ مین کوئی ہمارا حامی ومعین نہین ہے جو اُن کے ہاتھ سے
ہمین بچاے۔ یہ حال کتب سیر وتواریخ مین درج ہے۔ اسجگہہ تاریخ الامۃ حصہ اوّل سیرۃ الرسول
مصنفہ مولوی حافظ محمود اسلم صاحب مطبوعہ مطبع علی گڈھ کے صفحہ ۱۲۹ کی عبارت نقل کی جاتی ہے
اور وہ یہ ہے :—

" رسول اللہ صلعم نے حضرت عمر کو منتخب فرمایا کہ قریش کے پاس بھیجین۔ انھون نے کہا یا رسول اللہ
قریش کے ساتھ جسقدر سختی اور عداوت کا اظہار مین نے کیا ہے اس سے وہ واقف ہین اس لئے انکی
طرف سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ علاوہ برین میرے قبیلے بنی عدی کا بھی کوئی شخص مکہ مین
موجود نہین ہے جو مجھے پناہ دے۔ میری راے یہ ہے کہ حضرت عثمان بھیجے جائین کیونکہ وہ خاندان
بنی امیہ کے ایک باعزت رکن ہین "

احد مین آپکی صلابت خود آپ کے اس قول سے ثابت ہے کہ مین پہاڑ پر مثل بز کوہی اُچکتا
تھا (دیکھو تفسیر درّ منثور) خیبر مین علمبردار بنکر تین دن متواتر گئے مگر کفار کے اوچھے حملے کی بھی
تاب نہ لاسکے اور ہر روز ٹھنڈے ٹھنڈے پلٹ کر آتے رہے اور خداے پاک کے اس حکم

ومن یولّھم یومئذ دبرہ الا متحرفاً — اور اُسدن جو پیٹھ دکھائے گا سواے اسکے کہ لڑائی

لقتال او متحيزا الى فئة فقد باء	کیلئے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
بغضب من الله وماوٰىه جهنم و	مقصود ہو وہ یقیناً غضب الٰہی مین گرفتار ہوگا۔
بئس المصير (پ۔ س انفال ع ۱)	اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے:

کی بھی کچھ پرواہ نہ کی۔ آپ کی شدت وصلابت اور ہمت وشجاعت پر مداح مہر وماہ فلک اسلام شبلی صاحب نے خوب روشنی ڈالی ہے کہ

قلعہ قموص جو کہ مرحب کا تخت گاہ تھا اُس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر و عمر کو بھیجا لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری نے روایت کی ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے قدم نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی۔ لیکن فوج نے خود انکی نسبت یہی شکایت کی" (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۵۶)

خندق مین عمرو بن عبدود کا نعرہ "ھل من مبارز" سنکر یہ "اشداء علی الکفار" اور دیگر اصحاب ایسے خائف ولرزان ہوے کہ گویا روح تن سے مفارقت کرگئی جس کی شہادت خود خداے عزوجل دیتا ہے:-

اشحة عليكم فاذا جاء	تمنے اپنی جان چرائی (اور چل دیئے) اور جب (انپر)
الخوف رايتهم ينظرون اليك	کوئی خوف کا (موقع) آپڑا تو تم دیکھتے ہو کہ (یاس سے)
تدور اعينهم كالذى يغشى	تمھاری طرف دیکھتے ہین (اور) ان کی آنکھین اسطرح
عليه من الموت فاذا	گھومتی ہین جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے
ذهب الخوف سلقوكم	پھر جب خوف کا (موقع) جاتا رہا (اور ایمانداون کی فتح
بالسنة حداد اشحة	ہوئی) تو مال (غنیمت) پر گرتے پڑتے فوراً تم پر اپنی تیز
على الخير اولئك	زبانیون سے طعنہ کرنے لگے یہ لوگ (شروع سے)

Presented by Ziaraat.Com

لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم وکان ذلک علی اللہ یسیرا ط (پ۲۱ : س احزاب ع۲)

ایمان بھی نہین لائے تو خدا نے بھی انکا کیا کرایا سب اکارت کر دیا اور یہ تو خدا کے واسطے ایک (نہایت) آسان بات تھی ؛

یہی نہین بلکہ اسکی شجاعت کا حال بیان کرکے دوسرون کو بھی ڈرایا ۔ یہ حالات انشاء اللہ اسی جلد مین ملاحظہ سے گذرینگے ۔

آپ ایسے " اشداء علی الکفار " تھے کہ جناب شبلی صاحب الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ

" خلافت کے زمانہ مین وہ کافرون کے ساتھ جس رحمدلی اور لطف سے برتاؤ کرتے تھے آج مسلمان سے مسلمان نہین کرتے " (دیکھو الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۵)

روایت دربارہ عودت کفار اور رد لفدا مسلم سے سفارش

اس موقع پر ہم ازالۃ الخفا سے ایک اور روایت نقل کرتے ہین جس سے کفار قریش کے ساتھ حضرت اول و ثانی کے خلوص کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علیؑ قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وخلفاءک وان اناسا من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ للفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم جیرانک وخلفاءک

یعنی امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے چند لوگ قریش سے خدمت رسول اللہ مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ اور پڑوسی ہین ہمارے غلامون سے کچھ لوگ بخوف کاروبار زراعت بھاگ کر آپکی خدمت مین آگئے ہین حالانکہ انکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب ہین فقط جان بچا کر آپکے پاس آئے ہین آپ ان کو ہمارے حوالہ کر دین پھر دین آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپکے حلفاء اور

فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم جیرانک وحلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ فقال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او لیضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً نعلہ یخصفھا۔

(ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ (۲۵۶) مطبوعہ مطبع صدیقی بریلی)

جیران سے ہین اسپر رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوگیا پھر عمر کی طرف متوجہ ہوئے کہ تمہاری کیا رائے ہے آپنے انکی رائے کی تائید کی اور فرمایا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین آپ کے حلفاؤ جیران سے ہین پھر رنگ چہرہ اقدس متغیر ہوگیا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم تم مین سے اُس شخص کو تم پر بھیجیگا جس کے قلب کا ایمان کے ساتھ امتحان کیا گیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو یا تم مین سے بعض کو دین پر ماریگا۔ ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ شخص میں ہون حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ مین ہون فرمایا نہین بلکہ وہ شخص ہے جو نعل کی مرمت کر رہا ہے قبل اسکے آنحضرت نے حضرت علی کو نعلین مبارک مرمت کیلئے عطا فرمائی تھی

کفار سے دوستی نہ کرو

ان روایتون کے ملاحظہ سے ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مابین ان حضرات اور کفار و مشرکین کے کیسا ربط ضبط اور میل جول تھا۔ حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ باپ بھائی سے بھی اگر ان کا میلان طبع جانب کفر ہو محبت و مودت کرنے کو منع فرماتا ہے :۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اٰباءکم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظالمون

پ ۱۰ س توبہ ع ۳

اے ایماندارو! اگر تمھارے (مان) باپ اور تمھارے بھین بھائی ایمان کے مقابلہ مین کفر کو ترجیح دیتے ہون تو تم اُن کو (اپنا) خیر خواہ نہ سمجھو۔ اور تم مین جو شخص اُنسے الفت رکھے گا تو یہی لوگ ظالم ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر رضہ اہبیت نبوی پر اشد تھے

غرض ان واقعات اور حالات کے لحاظ سے جو علماء کرام اور فضلاء عظام نے اُن کے فضائل و مناقب مین لکھے ہین آپکا "اشداء علی الکفار" ہونا تو محض بے اصل ہے۔ ہان "اشداء علی الآل و اصحاب" ضرور تھے۔ لاریب جناب خلیفۂ ثانی اِس شدّت وصلابت مین لاثانی تھے کہ ع

"نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسول"

کہ بنت رسول اللہ کا گھر جلانے کو آگ ولکڑی لیکر گئے۔ جیسا کہ شبلی صاحب الفاروق حصہ اوّل صفحہ ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین :۔

"ابن ابی شیبہ نے مصنف مین۔ اور علامہ طبری نے تاریخ کبیر مین روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت فاطمہ کے گھر کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہا۔ یا بنت رسول اللہ خدا کی قسم آپ مجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہین تاہم اگر آپکے پاس لوگ اس طرح مجمع کرتے رہین تو مین انکی وجہ سے گھر مین آگ لگا دون گا"

اور حسب روایت نظام ان معصومہ کو وہ صدمہ پہونچایا کہ حضرت محسن شکم مبارک مین شہید ہو گئے عامۃ الناس پر شدّت وصلابت کا اندازہ اِس سے بخوبی ہوتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے آپ کو خلیفہ کیا تو بقول جناب شبلی صاحبؒ جب اس بات کے چرچے ہوے کہ حضرت ابو بکر حضرت عمر کو خلیفہ کرنا چاہتے ہین تو بعضون کو تردّد ہوا چنانچہ طلحہ نے حضرت ابو بکر سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمر کا ہم لوگون کے ساتھ کیا برتاؤ تھا اب وہ خود خلیفہ ہونگے تو خدا جانے کیا کرینگے اب آپ خدا کے ہان جا رہے ہین یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا" (دیکھو الفاروق حصہ اوّل)

اور شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین کہ :۔

"بعض اشخاص نے خود حضرت ثانی سے کہا کہ رعایا تمھاری درشت مزاجی اور شدّت زجر و توبیخ کی شاکی ہے"

Presented by Ziaraat.Com

کفار و مشرکین سے حضرت عثمان کے دوستانہ تعلقات

حضرت عثمان غنی رضؓ کی شفقت و عنایت کفار و مشرکین پر جیسی کچھ تھی اسکا ذکر کیا جائے جسپر خود حضرت عمر کا وہ کلام شاہد ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور کتب اہلسنت مین ہے کہ کچھ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے عزیز تھے۔ جاسوس بنکر آتے جاتے تھے۔ ان کو آپ اپنے گھر مین چھپا رکھتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا کہ معاویہ بن مغیرہ آپکے گھر مین چھپا بیٹھا ہے۔ جناب رسول خدا صلعم نے حضرت عثمان کو حکم دیا کہ تین دن کے اندر اسکو مدینے سے نکال دو۔ مگر آپنے نہ نکالا کسی اور صحابی نے اسکو قتل کر دیا۔

ان حضرات اور مشرکین و کفار کے باہمی تعلقات اور میل جول سے اہلسنت کسیطرح انکار کر ہی نہین سکتے۔ اسلئے کہ اسپر آیات الٰہی شاہد ہین۔

(۱) یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تومنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جھادًا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ۰

(پ ۲۸ - س الممتحنہ ع ۵)

اے ایمان لانے والو اگر تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین گھر سے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنون کو دوست نہ بناؤ تو تم انکے پاس دوستی کا پیغام بھیجتے ہو اور جو (دین) حق تمھارے پاس آچکا ہے وہ اسکے قطعی منکر ہو چکے ہین کہ وہ لوگ رسول کو اور تم کو اس بات پر گھر سے نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ ان کے پاس چھپ چھپکر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تم جو کچھ چھپا کر یا اعلان سے کرتے ہو مین اس سے خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص ایسا کرے گا۔ وہ سیدھی راہ سے یقیناً بھٹک گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

(۲) ولو کانوا یومنون باللہ — اور اگر (یہ لوگ) اللہ اور پیغمبر پر اور جو کچھ
والنبی وما انزل الیہ ما اتخذوھم — انپر نازل کیا گیا اُسپر ایمان رکھتے ہوتے تو ہرگز ان
اولیاء ولکن کثیرا منھم — (مشرکون) کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن انمین سے
فاسقون ہ — بہتیرے نافرمان ہین۔

سبحان اللہ! آپ تو "اشداء علی الکفار" کی فضیلت کا تاج ان کے سر پر رکھتے ہین۔ اور خداوند متعال فرماتا ہے کہ یہ لوگ کفار کے دوست ہین۔ اور چھپ چھپ کر ان سے دوستانہ پیغام و سلام کرتے ہین۔

اگرچہ آپ نے تو کوئی ایسی شہادت توریت و انجیل کی پیش نہین کی جس سے ظاہر ہوتا کہ خداوند پاک نے اصحاب ثلثہ کے صفات و حالات تمثیلا بیان فرمائے ہین۔

لیکن ہم قرآن مجید کی شہادتون سے کئی مثالین پیش کرتے ہین۔ جن مین ان اصحاب کے نقص ایمان کی مثال اصحاب ناقص الایمان حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما السلام سے خدا نے دی ہے۔

پہلی مثال — الم یان للذین امنوا ان — کیا اِن لوگون کے لئے جو ایمان لائے ہین۔
یخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل — اسکا وقت نہین آیا ہے کہ اِن کے دل یاد خدا کیلئے
من الحق ولا یکونوا کالذین — اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے اسکے لئے
اوتوا الکتب من قبل فطال علیھم الامد — پگھل جائین اور وہ ان لوگون کے مانند نہو جائین
فقست قلوبھم وکثیر منھم — جنکو پہلی کتاب (توریت و انجیل) دیگئی تھی پھر انپر
فاسقون ہ — ایک زمانہ گذر گیا پھر ان کے دل سخت ہو گئے انمین سے
(پ ۲۷ س الحدید ع ۲) — بہتیرے فاسق ہین۔

پہلی مثال اصحاب مہاجرین کے نقص ایمان کی اصحاب موسیٰ سے

اِس آیت مین صاف ارشاد فرمایا ہے کہ اصحاب رسول کے دل مثل اصحاب عیسیٰ و موسیٰ خدا کی

یاد سے سخت ہوگئے ہین اور ان مین بہتیرے فاسق ہین۔

اب ہم وہ اقوال اور تفاسیر بھی نقل کرتے ہین جو محدثین و مفسرین اہلسنت نے کی ہین انکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ یہ آیت مخصوص اصحاب مہاجرین اولین کے بارے مین نازل ہوئی ہے۔

تفاسیر اہلسنت کہ آیہ یہ الم یان الخ مہاجرین کے حق مین ہے

پہلی

آوردہ اند کہ مومنان در مکہ با فقر و فاقہ تمام قواعد طاعت تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت نتیجہ سختی دل غفلت است و نشانہ نرمی دل توجہ طاعت ؎

دلی کز نور معنے نیست روشن
مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن
دلے کز گرد غفلت زنگ دارد
ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

منقول ہے کہ مسلمان مکہ مین فقر و فاقہ کی حالت مین رہتے تھے اسلئے خدا کی عبادت خوب کیا کرتے تھے مگر ہجرت کے بعد جب بہت سا مال اُنکے ہاتھ آیا اور دولت سے مالا مال ہوگئے تو اُن کی عبادت اور اوراد و وظائف مین فتور و قصور پیدا ہوگیا سخت دلی کا نتیجہ غفلت ہے اور نرم دلی علامت طاعت۔ ؎

جو دل کہ نور معرفت سے روشن نہو
وہ دل ہی نہین بلکہ لوہا اور پتھر ہے
جو دل کہ گرد غفلت سے زنگ آلود ہوجاتا ہے
اس سے پتھر اور لوہا بھی عار کرتا ہے

(جلد ثانی تفسیر حسینی صفحہ ۲۸)

دوسری

قال بعضہم نزل فی المنافقین الذین اظہروا الایمان وفی قلوبہم النفاق المبائن للخشوع

تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ہشتم صفحہ (۱۳۱)

بعضون کا بیان ہے کہ یہ آیت منافقون کے بارہ مین نازل ہوئی ہے جو بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور دل مین سخت نفاق رکھتے تھے جو خشوع کے مبائن ہے۔

تیسری عن الاعمش قال ان الصحابۃ لما قدموا المدینۃ اصابوا لینا فی العیش و رفاھیۃ ففتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا بھذہ الایۃ (تفسیر کبیر صفحہ ۱۲۲)

اعمش سے روایت ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آئے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا۔

اقوال شاہ ولی اللہ صاحب

(۱) عن ابن مسعود لما نزلت الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ الایۃ قیل بعض علی بعض ای شئ احدثنا ای شئ صنعنا۔

"ابن مسعود سے منقول ہے کہ جب آیت الم یان للذین الخ نازل ہوئی تو اصحاب کہنے لگے ہم نے کونسی بدعتین کین جو یہ عتاب نازل ہوا"

(۲) عن ابن عباس قال اللہ استبطاء قلوب المھاجرین عاتبھم عتی راس ثلثۃ عشر سنۃ من نزول القرآن فنزل الم یان للذین امنو الایۃ

ابن عباس سے روایت ہے کہ پروردگار عالم نے مہاجرین کے امتحان کو تاخیر مین ڈالا۔ یہان تک کہ نزول قرآن سے تیرہ برس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

(۳) عن الاعمش قال لما قدم اصحاب النبی المدینۃ فاصابوا من لین العیش بعد ما کان بھم الجھد فکانھم فتروا عن بعض ما کانوا علیہ فعوتبوا و نزلت (الم یان للذین امنوا الایۃ) الخ

اعمش سے نقل ہے کہ جب اصحاب اردمدینہ ہوے تو عیش و راحت مین مبتلا ہوے۔ اور تکالیف و شدائد بھول گئے یہان تک کہ اس عیش کے سبب اعمال مین کوتاہی کرنے لگے تو یہ آیت (الم یان للذین نازل ہوئی)

Presented by Ziaraat.Com

ان روایتون سے یہ تو بخوبی منکشف ہوگیا کہ آیہ مذکورہ خاص اصحاب ہی سے متعلق ہے مگر جنکے حق مین ہے ان کے اسماء مبارک مصلحتاً راز مین رکھے ہین لیکن جناب امام فخرالدین رازی کی تفسیر سے وہ راز فاش ہوگیا کہ جن اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہے اُن کے پیشوا حضرت ابوبکر ہین چنانچہ خود حضرت ابوبکر نے اِس آیت کو سنکر جو اپنی حالت معرفت الٰہی کی بیان فرمائی تھی وہی امام صاحب موصوف نے نقل کردی اور وہ یہ ہے :-

(۴) عن ابی بکرؓ ان ھذہ الایۃ قرأت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامہ فبکوا بکاءً اشدیداً فنظر الیھم فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب

(جلد ہشتم صفحہ ۱۳۲)

حضرت ابوبکر سے منقول ہے (کہ مجلس خلافت مین) اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت سے روئے آپنے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب دل سخت ہوگئے۔

(۵) اس روایت کو علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی تاریخ الخلفاء مین باین الفاظ تحریر کیا ہے:-

اخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی صالح قال لما قدم اھل الیمامہ زمان ابی بکرؓ وسمعوا القرآن جعلوا یبکون فقال ابوبکر ھکذا کنا ثم قست القلوب

جب حضرت ابوبکر کے زمانہ خلافت مین یمن کے لوگ آئے اور آیات قرآنی کی سماعت کی تو رونے لگے حضرت ابوبکر نے کہا پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے مگر اب تو دل سخت ہوگئے۔

واضح ہو کہ جو اصحاب خدائے پاک کی یاد سے غافل ہوگئے تھے اِن کی نسبت اللہ جل شانہ اپنے پیغمبر سے فرماتا ہے کہ یہ لوگ طالب دنیا ہین تم اِن سے روگردان رہو۔

فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا

پس جس نے ہماری یاد سے منھ پھیر لیا ہو اور سوائے زندگی دنیا کے اور کسی چیز کا خواستگار ہی نہین ہے

ذلك مبلغهم من العلم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبيله واعلم بمن اهتدى - پ۲۷ - س النجم - ع۲

پس تم بھی ان سے منہ پھیر لو ان کے علم کی انتہا اتنی ہے بیشک تمہارا پروردگار اس سے بھی خوب واقف ہے جو اسکی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہ اس سے بھی آگاہ ہے جسنے ہدایت پائی۔

یہ اسناد جو نقل کئے گئے وہ تو خدائے عز وجل کی یاد سے غافل ہونے کے بارے مین تھے۔ اب ہم وہ اقوال بھی پیش کرتے ہین جنکے ملاحظہ سے منکشف ہوگا کہ اصحاب ممدوحین کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعظ و پند کی نسبت بھی یہی حال تھا یعنے تعلیم رسالت اور وعظ و نصیحت کا اثر ان حضرات کے دلون پر اسی وقت تک رہتا تھا جب تک مجلس وعظ مین حاضر رہتے تھے مگر جب آپکے پاس سے اٹھتے تو اپنے اپنے گھرون مین پہونچنے تک وہ ساری تعلیم اور وعظ و نصیحت بھول جاتے تھے۔ اور مومنین مخلصین سے پوچھتے پھرتے تھے کہ ابھی رسول اللہ نے وعظ مین کیا فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس آیۂ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے۔

دوسری مثال صحابہ وعظ و ہدایت سنکر بھول جاتے تھے

ومنهم من يستمع اليك حتى اذا خرجوا من عندك قالوا للذين اوتوا العلم ماذا قال انفا اولئك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا اهوائهم والذين اهتدوا زادهم هدى واتهم تقويهم

اور انمین سے کوئی کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری باتین غور سے سنتا ہے یہان تک کہ جب تمہارے پاس سے اٹھکر چلے جاتے ہین تو ان لوگون سے جنکو علم دیا گیا ہے کہتے ہین کہ ابھی (رسول اللہ نے) کیا کہا تھا یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیرو ہو گئے ہین اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہو گئے انکی ہدایت کو اور زیادہ کر دیگا اور انکو پرہیزگاری کی توفیق عطا فرمائیگا۔ (پ ۲۶ - س محمد - ع ۴)

اس آیت کی تفسیر "تفسیر قمی" مین جو تفاسیر امامیہ سے ہے یہ ہے کہ:-

"یہ آیت اصحاب رسول سے جو منافق تھے انکے بارے مین نازل ہوئی ہے انکی حالت یہ تھی کہ

جب کوئی بات سنتے تھے تو اُسپر ایمان نہ لاتے اور نہ اُسے یاد رکھتے۔ اور جب آنحضرتؐ کے پاس سے نکلکر باہر جاتے تو مومنین سے دریافت کرتے کہ رسول اللہ نے ابھی کیا کہا تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان مین جناب امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ ہم جناب رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور حضرت ہم کو وحی کی باتین سناتے تھے تو مین ان کو یاد رکھتا تھا ان لوگون کو کچھ بھی یاد نہ رہتا۔ اور جب آنحضرت کی خدمت سے اُٹھکر باہر آتے تو مجھ سے دریافت کیا کرتے کہ آنحضرتؐ نے ابھی کیا فرمایا تھا۔ اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب کو دعوت رسالت فرماتے پس جس شخص کی بہتری خدا کو منظور ہوتی وہ سنتا بھی اور سمجھتا بھی کہ حضرت کیا فرما رہے ہین اور جس کی بدنصیبی کے باعث خدائے تعالیٰ کو اسکی خیر و خوبی مدنظر نہوتی تو اسکے دل پر چھاپہ لگا دیتا تھا کہ وہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا (مقبول ترجمہ صفحہ ۸۱۰)

تفسیر فتح المنان مین منافق کی تعریف اور حضرت ابوبکر رضہ کا وعظ و پند بھول جانے پر اعتراف کرنا

یہ تفسیر تفاسیر امامیہ سے ہے شاید ہمارے بھائی اس تفسیر کو عداوت پر محمول کرین۔ لہذا ہم خالص مخلصین و معتقدین صحابہ ہی کے اقوال ان کے سامنے پیش کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ جو اصحاب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہدایت و تعلیم بھول جاتے تھے۔

ازانجملہ حضرت ابوبکر ہین۔ جیسا کہ جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب اپنی تفسیر فتح المنان معروف بہ تفسیر حقانی مطبوعہ فاروق دہلوی صفحہ ۸۷ مین رقمطراز ہین :-

"نفاق کی چند قسمین ہین اول یہ کہ زبان سے اسلام اور ایمان ظاہر کرے مگر در پردہ صاف منکر ہو۔

دوم دوم صاف منکر تو نہو مگر یقین بھی نہو بلکہ متردد اور مذبذب ہو۔

سوم سوم یہ کہ دل مین تو ہو مگر کامل نہو یہ تینون خدا کے نزدیک سخت کافر ہین۔ اور صحابہؓ تو اپنی حالت قلبیہ مین ذرا بھی فرق آنے کو نفاق سمجھتے تھے۔ چنانچہ امام مسلم نے روایت کی ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

حنظلہ بن ربیع اسدی حضرت ابوبکر سے ملے حضرت ابوبکر نے پوچھا کیا حال ہے اس نے کہا مین تو منافق ہوگیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا تو یہ کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ جب ہم نبی صلعم کے پاس سے گھر آتے ہین اور بیوی بچون مین مشغول ہوتے ہین تو وہ کیفیت جو وہان ہوتی ہے اُسکو بھول جاتے ہین۔ حضرت ابوبکر نے کہا میرا بھی یہی حال ہے

دوسری وصال السعدین ترجمہ مرج البحرین مصنفہ جناب شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی صہ

وصال السعدین وغیرہ سے تفسیر بالا کی تائید

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ حنظلہ جنکو حنظلۃ الغسیل کہتے ہین جو کاتبان وحی سے تھے ایکبار حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اور کچھ شکایت اپنے حال کی لائے آپ نے فرمایا نافق حنظلہ یعنے حنظلہ منافق ہوا مین تو اسکو مخلصون سے جانتا تھا مگر وہ منافق نکلا۔ دل اسکا ساتھ زبان کے اور ظاہر اسکا باطن کے ایک نہین ہے اور نہ حال اسکا ساتھ استقلال کے ہے اور کہا حاشا للہ یہ کیا بات ہے جو تم نے کہی اس کہنے سے تمھارا مطلب کیا ہے حنظلہ نے عرض کیا کہ جسوقت مین روبرو آنحضرت صلعم کے ہوتا ہون اور جمال وکمال آپ کا دیکھتا ہون۔ اور آپ کی باتین سنتا ہون تو نور یقین کا ایسا جلوہ گر ہوتا ہے گویا حقیقت معرفت کو چشم سے دیکھتا ہون اور دوزخ وبہشت کا علانیہ مشاہدہ کرتا ہون۔ اور جب آپ سے جدا ہوتا ہون اور اہل وعیال سے مخالطت کرتا ہون تو حال دوسرا ہوجاتا ہے اور بہت باتین جو یاد ہوتی ہین بھول جاتا ہون دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو سردار صدیقون کے ہین کیا فرماتے ہین اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

تیسری صحیح ترمذی جلد دوم صفحہ ۸۴

عن عثمان النهدی عن حنظلة الاسدی کان من کتاب النبی

عثمان نہدی سے روایت ہے کہ وہ حنظلہ اسدی سے روایت کرتا ہے جو کاتب وحی آنحضرت کا تھا

Presented by Ziaraat.Com

انه مر بابی بکرؓ وھو یبکی فقال	ایک مرتبہ وہ روتا ہوا ابوبکر کے پاس سے گذرا۔ ابوبکر
مالك یا حنظلة قال نافق حنظلة	نے پوچھا حنظلہ کیون روتے ہو کیا ہوا ہے اُس نے
یا ابا بکرؓ نکون عند رسول الله	کہا اے ابوبکر حنظلہ تو منافق ہو گیا۔ جب ہم رسول خدا
یذکرنا بالنار والجنة	کے پاس ہوتے ہین اور آپ جنت و نار کو یاد دلاتے
کان رأی عین فاذا رجعنا عافسنا	ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم اپنی آنکھون سے
الازواج والصغیر ونسینا	دیکھ رہے ہین مگر جب وہان سے اپنے اہل و
کثیرا قال فنوالله انا	عیال مین آتے ہین تو اکثر باتین بھول جاتے
کذلك۔	ہین۔ ابوبکر نے کہا بھائی کیا پوچھتے ہو بخدا مین
	بھی ایسا ہی ہو گیا ہون۔

بھائیو! ان آیتون و تفسیرون کو خوب بغور ملاحظہ فرماؤ کہ ان سے اصحاب مہاجرین کا مدینہ مین آکر دولت و مال پانا بوجہ تعیش ذکر خدا سے غافل اور سخت دل ہو جانا۔ رسول اللہ کی ہدایت و نصیحت بھول جانا اور فرد اصحاب مین سب سے اول سابق الاسلام، افضل الصحابہ، افضل المہاجرین۔ اور سب صدیقون کے سردار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا نام خصوصیت سے بتانا۔ اور خود حضرت صدیق کا وعظ و ہدایت بھول جانے اور آیات الٰہی سے دل سخت ہو جانے کا اعتراف کرنا تمہارے ہی محدثین کرام اور مفسرین عظام کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے یا اس مین کچھ فرق ہے خوب غور کر کے دیکھو کہین یہ دشمنون کے فقرے تو نہون۔

فارجع البصر هل تری من فطور ثم ارجع	(ایکبار دیکھنے سے نہ دیکھائی دے) تو دو بار نظر کر (اور پھر دیکھ)
البصر کرتین ینقلب الیك البصر خاسئا	کہ تجھ کو (کسیجگہ) کوئی دراڑ دکھائی دیتی ہو پھر بار بار نظر کر (نتیجہ
وھو حسیر ۔ پ ۲۹ ۔ س الملك ۔ ع	یہی ہوگا کہ) تیری نظر کھسیانی ہو کر تھکی ماندی تیری طرف الٹی لوٹ آئیگی"

Presented by Ziaraat.Com

غور کرنے کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر جن کو آپ سب صدیقون کا سردار بتلاتے ہین جنکا سب سے پہلے ایمان لانا اور رسالت و نبوت کی تصدیق کرنا بڑے طمطراق سے بیان کرتے ہین۔ جن کو کل امت سے اعلے و افضل اور ایمان و اسلام مین کامل اور یار غار محرم اسرار خفی و جلی و عالم رموز قرآنی اور واقف حقائق ربانی سمجھتے ہین جنکو یہ شرف حاصل ہو کہ ؎

در سفر ہم رکاب او بودند　　در حضر ہم خطاب او بودند

ہمہ آثار وحی دیدہ از و　　ہمہ اسرار دین شنیدہ از و

جنکے ایمان و معرفت کا یہ حال ہے تو کیا اسی ایمان پر بڑے شد و مد سے اصحاب کی تعریفون کے پل باندھے جاتے ہین کہ انھون نے کفر و شرک مٹا کر توحید پھیلائی۔ انھین سے گمراہون نے ہدایت پائی۔ انھین کیواسطے سے ہم کو قرآن پہونچا۔ انھین کے ذریعے سے رسول اللہ کے احکام ہم کو حاصل ہوئے۔ انھین کے وسیلہ سے وحی کا آنا۔ جبرئیلؑ کا نازل ہونا۔ اور پیغمبر خدا کا ملکوتی صفات سے متصف ہونا ثابت ہوا۔ انھین نے معرفت الٰہی کی راہین ہم کو بتائین یہ وہ مہر و ماہ فلک اسلام ہین کہ ؎

پایۂ دین بلند از ایشان شد　　کار شرع ارجمند از ایشان شد

فاعتبروا یا اولی الابصار

واے اس بصارت پر کہ ہر ذرہ سے آہ　　جلوہ گر ہے آفتاب اور تاب بینائی نہین

غرض ہمارے بھائی اپنی عقیدتمندی سے جیسا چاہین انکی شان بڑھائین اور کتنا ہی اُن کو آسمان پر چڑھائین مگر ان روایتون اور تفسیرون سے کسی طرح انکار نہین کر سکتے اور ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو حسب آیۂ شریفہ

ولما یدخل الایمان فی　　ایمان کی ہوا بھی نہین لگی۔ اور معرفت الٰہی

قلوبکم　　سے جو ایمان کی جان ہے کورے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

ال و اولاد فتنہ ہے

دنیا کی رغبت اور آل اولاد کی الفت کے آگے ان کے نزدیک خدا و رسول کی محبت و معرفت کوئی چیز ہی نہ تھی۔ حالانکہ یہی تعلقات خدا و رسول کی یاد سے غافل کرنے والے ہین۔ اور انھین کو خلاق عالم نے فتنہ فرمایا ہے۔

انما اموالکم واولادکم فتنۃ — تمھارے مال اور تمھاری اولاد فتنہ ہین۔

اور جا بجا اپنے کلام پاک مین دنیا کی مذمت کی ہے اور ان مکروہات سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تلھکم — اے ایمان لانے والو تمکو تمھارے مال۔ خدا کی یاد
اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن — سے غافل نہ کرنے پائین اور نہ تمھاری اولاد اور
یفعل ذلک فاولئک ھم الخاسرون — جو ایسا کرینگے وہی نقصان اٹھانے والے ہین۔
(سورۂ منافقون)

چنانچہ اصحاب کبار ان مکروہات سے اجتناب کرتے رہے۔ از انجملہ ایک حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہین جنکے بارہ مین شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی صفحہ (۱۵۳) مین یہ تحریر فرماتے ہین۔

حضرت ابوذرؓ ال جمع کرنیوالے کو لج از اسلام سمجھتے تھے

"حضرت ابوذر جن کا اسلام لانے والون مین چھٹا یا ساتوان نمبر تھا۔ ان کے اسلام لانے کا واقعہ یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے بت پرستی چھوڑ چکے تھے اور غیر متعین طریقہ سے جس طرح ان کے ذہن مین آتا تھا خدا کا نام لیتے تھے اور نماز پڑھتے تھے۔ اور جب آنحضرت کا حال سنا تو اپنے بھائی کو بھیجا کہ صحیح خبر لائین وہ مکہ مین آئے اور آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر قرآن مجید کی سورتین سنین۔ واپس جاکر ابوذر سے کہا کہ مین نے ایک شخص کو دیکھا جس کو لوگ مرتد کہتے ہین وہ مکارم اخلاق سکھاتا ہے۔ اور جو کلام سناتا ہے وہ شعر نہین کوئی اور چیز ہے۔ تمھارا طریقہ اس سے بہت ملتا جلتا ہے ابوذر کو اس سے تسکین نہین ہوئی۔ خود مکہ مین آکے زبان مبارک سے آپ کا ارشاد سنا اور اسلام قبول کیا۔ وہ تمام عمر دنیاوی تعلقات سے الگ رہے ان کا عقیدہ تھا کہ جو شخص زر و مال جمع کرتا ہے وہ مسلمان نہین۔ چنانچہ اس بنا پر حضرت عثمان نے اپنے زمانہ مین ان کو مدینہ سے دور بھیجدیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اب حضرت ابوبکر اور حضرت ابوذر غفاریؓ کے ایمان کا تقابل کرو اور خود ہی انصاف کرو آیۂ کریمہ

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان و	لیکن خدا نے تو تم کو ایمان کی محبت دیدی ہے
زینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر	اور اسکو تمہارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے اور کفر و
والفسوق والعصیان اولئک ھم	بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا ہے یہی
الراشدون فضلا من اللہ ونعمۃ واللہ	لوگ خدا کے فضل و احسان سے راہ ہدایت پر ہین
علیم حکیم ۰ (پ ۲۶ س حجرات ع ۱)	اور خدا تو بڑا واقفکار و حکمت والا ہے۔

کا مصداق کون ہے۔ اور آیۂ شریفہ

افرأیت من اتخذ الھہ ھواہ و	بھلا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جس نے
اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ	اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اسکی
وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن	حالت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراہی مین چھوڑ دیا ہے اور
یھدیہ من بعد اللہ افلا	اسکے کان اور دل پر علامت مقرر کر دی ہے اور اسکی
تذکرون ۰	آنکھون پر پردہ ڈال دیا ہے پھر خدا کے بعد اسکی ہدایت کون
(پ ۲۵ س الجاثیہ ع ۴)	کر سکتا ہے کیا تم لوگ اتنا بھی غور نہین کر سکتے۔

کا اطلاق کسپر ہوتا ہے۔

قبلۂ دنیا و دین جناب امیر المومنین علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین۔

اقوال جناب امیرؑ دنیا کی مذمت مین

الایا ساکن القصر المعلی	ستدفن عن قریب فی التراب
اے عمارتہاے عالی و قصرہاے بلند کے رہنے والے	آگاہ ہو کہ تو عنقریب پیوند خاک ہو جائے گا
لک ملک ینادی کل یوم	لد واللموت وابنوا للخراب
خدا کا ایک فرشتہ ہے جو ہر روز جانب خداوند عالم سے اہل زمین کو	ندا دیتا رہتا ہے کہ اے غافلو۔ تم مرنیکے لئے پیدا ہوئے ہو اور بنیاد تعمیر کرو

Presented by Ziaraat.Com

الا انما الدنیا کمنزل راکب　　اراح عشیا وھو فی الصبح راحل

دنیا مثل ایک سرائے کے ہے کہ مسافر آکر اسمین شب بھر رہا　　اور صبح کو اُسے سفر کیا۔ پھر سفر بھی کیسا کہ جہان سے کوئی نہ پھرا

مضی الدھر والایام والذنب حاصل　　وانت بما تھوی من الحق غافل

افسوس زمانہ زندگی آخر ہوا اور تو نے بجز گناہ کے کچھ توشۂ آخرت حاصل نہ کیا　　ابھی تک تیری غفلت کا حال یہ ہے کہ ہوا و ہوس نفسانی مین گرفتار ہے اور اپنے خالق سے بالکل غافل ہے

سرورك فی الدنیا غرور وحسرة　　وعیشك فی الدنیا محال وباطل

نہین جانتا کہ تیرا دنیا مین خوشی کرنا دنیا سے فریب کھانا ہے آخر کار ہوا حسرت و ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا　　اے طالب راحت تیرا ہمیشہ دنیا مین زندگانی کرنا امر محال و خیال باطل ہے

تزود من الدنیا فانك راحل　　وبادر فان الموت لاشك نازل

اے غافل خواب غفلت سے بیدار ہو اور کچھ توشۂ زاد آخرت بہم پہونچا اسلئے کہ عنقریب تو دنیا سے کوچ کرنے والا ہے　　تحصیل زاد راہ مین جلدی کر کہ موت تیری کمینگاہ مین ہے اور اکیدن ضرور آنیوالی ہے

اس مفہوم کو جناب مفتی محمد عباس صاحب اعلی اللہ مقامہ نے نظم فرمایا ہے جس کے بعض اشعار یہ ہین ؎

اے مسافر زاد راہے ہم بگیر　　خستہ حالی پارۂ مرہم بگیر

وا بکن از خواب نوشین چشمکے　　خفتۂ بسیار بنشین اندکے

بگذر از دنیا تامل خوب نیست　　خواب راحت بر سر پل خوب نیست

داعی حق چون رسد بودن کجا　　مہلت کفہا بھم سودن کجا

این سفر شام و عراق و روم نیست　　این سفر را منزلے معلوم نیست

این نہ شرق و غرب و شمال　　این نہ راہ بر و بحر و جبال

غیر ازین راہے دگر داری بہ پیش　　سنگلاخ پر خطر داری بہ پیش

کاروان بگذشت و کس بر جا نماند　　غلغل و شور جرس بر پا نماند

کس ز تنگی لحد آگاہ نیست　　راہ تاریک و خضر ہمراہ نیست

Presented by Ziaraat.Com

روم وصنعا با قوافل میروی — وز جہان تنہا و غافل میروی
مثل مرقد خانۂ تاریک نیست — کاندر آنجا ہیچ کس نزدیک نیست
زود برگردند قوم و خویش تو — کس نخواہد ماند آنجا پیش تو
از برائے عمر سامان میکنی — خانہ را شبہا چراغان میکنی
می روی تنہا در ایوان لحد — کو چراغی در شبستانِ لحد
در مزارت قاقم و سنجاب نیست — خواب چون آید کہ فرش خواب نیست
مونست جز کار خوب و زشت نیست — بالشت در قبر تو جز خشت نیست
بارے از فکر مآلِ خود بنال — بیکسی بیکس بحالِ خود بنال

جناب امیرؑ کی معرفت

اب جناب امیر المومنین امام المتقین امام المشارق والمغارب صاحب المفاخر والمناقب حجۃ اللہ ولی اللہ ید اللہ عین اللہ لسان اللہ وجہ اللہ اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی معرفت اور یقین کا بھی کچھ حال سن لیجئے۔ جو راس الرئیس جمیع اہل مناصب و مناقب مخزن کل مکارم و محامد اور معدن جملہ فضائل و فواضل ہیں جنکو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلعت انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور خدائے ذوالجلال والاکرام نے تاج اوتوا العلم عطا فرمایا اور حسب آیۂ کریمہ

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام — جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو اُس کا سینہ کھول دیتا ہے۔

اپنے فضل و کرم سے آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ — کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کیلئے کھول دیا ہے وہ پروردگار کی طرف سے نور (ہدایت) پر ہے (یا کوئی اور)

فویل للقسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ — پس افسوس ان لوگون پر ہے جن کے دل

اولئک فی ضلالٍ مبین — یاد خدا سے سخت ہوگئے ہین۔ وہی تو کھلی گمراہی

(پ ۲۳ س الزمر ع ۳) — مین ہین۔

اپنے ولی کی شان مین نازل فرمائی جیساکہ تفسیر کبیر وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کا حصۂ اول جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہما کی شان مین ہے

اوّل — قیل نزلت الایۃ فی حمزۃ وعلی رضی اللہ عنہما — روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ اور حمزہ کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ تفسیر کبیر

دوم — دراسباب نزول آوردہ کہ این آیت در شان علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وحمزہؓ است سبحانہ تعالیٰ دل ایشان را بہ نور معرفت روشن گردانید — شان نزول اس آیت کا یہ بیان کیا ہے کہ یہ آیت علیؑ اور حمزہؓ کی شان مین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل نور معرفت سے منور کردیے ہین (تفسیر حسینی جلد ۲ صفحہ ۲۶)

اور بنا بر قول باری تعالیٰ

یھدی اللہ لنورہ من یشاء — یعنی (خدا) جسکو چاہتا ہے اپنے نور کیطرف راہ دکھاتا ہے

یہدی اللہ لنورہ

اوران کے دل کی آنکھین کھول دیتا ہے الہامات ربانی اسکے گوش جان مین پہونچتے ہین۔ وہ ہر چیز کو نور خدا سے دیکھتا ہے اور جبکہ چراغ ایمان دل مین روشن ہوجاتا ہے تو اسکا نور تمام روزنون سے ساطع ہوتا ہے اور کبھی زائل نہین ہوتا۔ چنانچہ اپنی ہدایت کا اظہار ان پاک الفاظ مین فرماتا ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور و — بیشک تمھارے پاس خدا کی طرف سے نور اور

کتاب مبین ہ یھدی بہ اللہ من اتبع — ایسی واضح کتاب آئی ہے جس کے ذریعے

رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من — خدا ہدایت کرتا ہے اُن کی جو خدا کی رضامندی کے پیرو ہین

Presented by Ziaraat.Com

الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم — سلامتی کی راہون کی جانب اور انھین اپنے حکم سے جہالت کی
الی صراط مستقیم — تاریکی سے نکالکر ایمان و علم کی روشنی مین لاتا ہے اور سیدھی راہ دکھاتا ہے

کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ تصنیف ابو نعیم اصفہانی مین حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آیہ شریفہ

یوم لا یخزی اللہ النبی — اسدن اللہ اپنے نبیؐ اور ان لوگون کو جو انکے
والذین امنوا معہ نورھم یسعی — ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا بلکہ انکا نور اُن کے آگے
بین ایدیھم وبایمانھم یقولون ربنا — اور انکے داہنی طرف پھیل رہا ہوگا اور یہ لوگ دعا کرتے ہونگے
اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی — پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کر اور ہمین بخشدے
کل شیئ قدیر — بیشک تو ہر شے پر قادر ہے۔

سے جناب امیر علیہ السلام مراد ہین۔

تفسیر سیوطی مین ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیہ کریمہ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام تلاوت فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ

نور جسوقت دل مین اترآتا ہے تو اسکے لئے دل مین جگہ ہوجاتی ہے اور دل کا کنول کھل جاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کی کوئی علامت بھی ہے جس سے پہچان لیا جائے کہ اسکے دل مین نور آگیا ہے۔ فرمایا کہ ہان اس فریب دینے والے مقام سے برداشتہ رہنا اور ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اسکے لئے مستعد رہنا۔

جناب امیرؑ دنیا سے کراہت فرماتے رہے

جو کچھ آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا وصی رسول ہمیشہ اسپر عمل فرماتے رہے۔ اپنے نفس کو اس کی خواہشات اور لذات دنیا سے باز رکھا۔ کبھی دنیا طلب اور اقبال وجاہ والون کے شعار و اطوار کو جن پر آیہ شریفہ

Presented by Ziaraat.Com

فامّا من طغیٰ واٰثر الحیوۃ الدنیا فان — تو جس نے سرکشی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت پر)

الجحیم ھی الماوی (پ۳۰۔ س والنازعات ع) — مقدم رکھا تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہے

کا اطلاق ہوتا ہے۔ اپنا نصب العین قرار نہ دیا مولوی روم فرماتے ہین ؎

از عمل آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزّہ از دغل

بلکہ اپنے نفس کو مار کر ہر امر مین خداے عزوجل کے تابع فرمان رہے اور آیۂ کریمہ

واما من خاف مقام ربّہ ونھی — اور جو اپنے پروردگار کی حضور مین

النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی — (جوابدہی کیلیے) کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو

الماوی — خواہشون سے رکتا رہا تو اسکا ٹھکانا بس بہشت ہے۔

کے مصداق ہوے

آیۂ کریمہ وتعیھا اذن واعیہ

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جناب امیر علیہ السلام کا سینہ کشادہ کر دیا تھا اسی طرح آپ کے گوش مبارک کو بھی یہ قوت عطا فرمائی تھی کہ جو کچھ آپ وعظ وہدایت کی باتین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کرتے تھے اُن کو کبھی بھولتے نہ تھے مفسرین کرام بیان ہے کہ آیۂ کریمہ

وتعیھا اذن واعیہ (پ۲۹۔ س الحاقۃ) — اور اسے یاد رکھنے والے کان (سنکر) یاد رکھین

جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان مین نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور مین ہے جس کا حاصل مطلب یہ ہے :۔

سعید بن منصور۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے مکحول سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیتہ نازل ہوئی تو جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ مین نے خدا سے عرض کیا تھا کہ ایسے کان علیؑ کے بنادے کہ وہ یاد رکھے۔ اسوجہ سے حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جو بات مین نے رسول اللہؐ سے سنی وہ کبھی نہین

Presented by Ziaraat.Com

بھولا۔ اور ابن جریر ابن ابی حاتم واحدی۔ ابن مردویہ ابن عساکر ابن بخاری نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ مین تم کو اپنے سے قریب کرون اور تم کو تعلیم دون اور تم یاد رکھو اسپر یہ آیت" وتعیہا اذن واعیۃ نازل ہوئی اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تم کو قریب کرون اور تعلیم دون تاکہ تم یاد رکھو اسی پر یہ آیت مندرجہ بالا نازل ہوئی۔ اسوقت رسولؐ اللہ نے فرمایا۔ یا علیؑ تو میرے علم کا یاد رکھنے والا کان ہے"

اس بیان کے ثبوت مین ہم اُن تفسیرون کی نقول بھی ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہین

پہلی

واخرج ابن جریر وابن ابی حاتم	ابن جریر وغیرہ نے بریدہ سے روایت
والواحدی وابن مردویہ وابن عساکر و	کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
ابن البخاری عن بریدۃ قال قال رسول	نے علیؑ سے فرمایا کہ اے علیؑ خدا نے مجھے حکم دیا
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ان اللہ امرنی	ہے کہ مین تمکو اپنے سے قریب کرون اور دور نہ کرون
ان ادنیک ولا اقصیک وان اعلمک وان تعی وحق لک	تم کو تعلیم دون تم کو اور تم یاد رکھو اور تمہارے لئے
ان تعی فنزلت ھذہ الایۃ وتعیہا اذن واعیۃ	سزاوار ہے کہ تم یاد رکھو (پس یہ آیت نازل ہوئی)

(تفسیر درمنثور مطبوعہ مصر جلد ۶) صفحہ ۲۰۰

دوسری

عن مکحول عن علی	مکحول جناب امیرؑ سے روایت کرتے ہین کہ
قال رسول اللہ صلعم۔ سالت	جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے
اللہ ان یجعل اذنک واعیۃ	خدائے پاک سے یہ امر طلب کیا ہے کہ وہ سننے والا
یا علی ففعل فکان	کان تمہارے کان کو بنا دے۔ پس خدا نے ایسا ہی
یقول ما سمعت من رسول اللہ	کر دیا۔ جناب امیرؑ فرمایا کرتے تھے کہ اس روز سے

Presented by Ziaraat.Com

صلی اللہ علیہ وسلم کلاما الا وعیتہ وحفظتہ ولم انسہ (اخرجہ الدیلمی)

کوئی کلام مین نے حضرت صلعم سے ایسا نہین سنا کہ مجھے یاد نہ رہا ہو۔

سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبید اللہ نسرتی مطبوعہ لاہور (صفحہ ۱۰۶)

تیسری

عن بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی ان اللہ امرنی ان اعلمک فتعی وحق علی اللہ ان تعی فنزلت وتعیہا اذن واعیہ اخرجہ الثعلبی فی تفسیرہ والامام الواحدی فی اسباب النزول والحافظ ابو نعیم فی ما نزل من القرآن فی علی وابن جریر وابن ابی حاتم والدیلمی فی فردوس الاخبار (ایضا صفحہ)

بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب امیرؑ سے فرماتے ہوے سنا ہے کہ خداے تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ مین تمھین تعلیم کرون پس تم یاد رکھو اور خدا پر حق ہے اس کا کہ تم یاد رکھو پس یہ آیت نازل ہوئی جسکا ترجمہ یہ کہ یاد رکھے اسکو سننے والا کان۔

چوتھی

در حدیث آمد کہ حضرت پیغمبرؐ مر علی را گفت من از خداے درخواستم کہ گرداند اذن واعیہ گوش ترا اے علی۔ پس علی گفت بعد از ان ہیچ چیز فراموش نکردم (نظم)

گرچہ ناصح را بود صد داعیہ پند را اذنی بباید واعیہ
گر نبودی گوشہای عیب گیر وحی نا دردے زگردون یک بشر

(تفسیر حسینی جلد ثانی صفحہ ۴۲۲)

حدیث مین وارد ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے خاص طور پر جناب علی مرتضیٰؑ سے ارشاد فرمایا کہ مین نے خداوند عالم کے حضور مین درخواست کی ہے کہ وہ تمھارے کان کو گوش شنوا قرار دے جناب علیؑ مرتضیٰ ارشاد فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم کے اس ارشاد مبارک کے بعد مین نے کوئی بات سنی ہوئی فراموش نہین کی

Presented by Ziaraat.Com

اقوال دربارہ معرفت جناب امیرؑ

جناب مولائے کونین کے علم و معرفت اور یقین کے کل علمائے محدثین اہلسنت کبیر و صغیر معترف ہین چنانچہ چند اقوال اُن کے نقل کئے جاتے ہین ۔

پہلا قول کتاب وصال السعدین و دیگر کتب اہلسنت مین ہے :۔

"غور کرنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ مرتضیٰ شاہ اولیاء امام اصفیاء ارشاد فرماتے ہین :۔

لو کشف الغطاء ما ازددت یقینا — یقیناً اگر پردہ کھولا جائے تو میرا یقین زیادہ نہو

مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو یا نہ ہو میرا یقین یکسان ہے اگر پردہ درمیان ہو تو مین اُس پردہ مین ایسا دیکھتا ہون گویا پردہ نہین ہے"۔

دوسرا قول "بخاری شریف مین حضرت ابوجحیفہ اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا مشہور واقعہ مندرج ہے کہ جب حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے اسرار معانی قرآنیہ کو سنا تو متعجب ہو کر دریافت فرمایا کہ کیا آپ کے پاس کوئی اور کتاب ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ نہین یہی کتاب اللہ ہے اور اس کا فہم (اسرار حق صفحہ ۴۷)

تیسرا قول عن ابن عباسؓ قد سأله الناس فقالوا ای رجل کان علیا قال کان ملاء جوفہ حکما وعلما وباسا ونجدۃ مع قرابتہ من رسول اللہ صلعم اخرجہ احمد فی المناقب

(دیکھو سوانح عمری حضرت علی کرم اللہ وجہہ مولفہ مولوی عبداللہ صاحب ترابی مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۰۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا حضرت علی کیسے آدمی تھے ؟ کہا اُن کا شکم علم و حکمت اور شجاعت اور بزرگی سے بھرا ہوا تھا اور آنحضرت صلعم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے ۔

چوتھا قول جناب امیر علیہ السلام کی معرفت الٰہی اور یقین کی نسبت عبدالحمید ابن ابی الحدید معتزلی کی یہ رائے ہے

مین اس شخص کی شان مین کیا کہون کہ تمام فضیلتین اسی سے منسوب اور جمیع کمالات اسی تک منتہی ہوتے ہین وہ تمام مناصب کا راس رئیس اور تمام مکارم و محامد کا سرچشمہ اور جملہ فضائل کا معدن ہے

کوئی اس سے میدان سبقت مین آگے نہ نکل سکا۔ جس نے کسی فضیلت مین کچھ حصہ لیا ہے وہ اسی کی وجہ سے اور جو جس کمال سے بہرہ ور ہوا وہ اسی کے سبب سے یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا مین اور تمام علوم سے مشکل خداشناسی اور معرفت الٰہی کا علم ہے۔ مگر جس نے خدا کو پہچانا وہ بربنا حدیث نبوی صلعم

لا یعرف اللہ الا انا و علیؑ۔ ولا یعرفنی الا اللہ و علیؑ۔ ولا یعرف علیاً الا اللہ و انا

یعنی خدا کو بجز میرے اور علیؑ کے کسی اور نے نہین پہچانا۔ اور مجھے سوائے خدا اور علیؑ کے کسی نے نہین پہچانا اور علیؑ کو بجز میرے اور خدا کے کسی نے نہ پہچانا۔

اسی کے سبب سے اسی کے کمال سے معرفت خدا کے اصول مستنبط کئے گئے خداشناسی کی راہین اسی کے بیان سے روشن ہوئین تمام دنیا مین نور معرفت اسی کی تعلیم سے پھیلا اسلامی دنیا مین صحابہ کبار سے لیکر تابعین اور تبع کی جماعت مین کسی کے ارشاد اور تعلیم کیلئے اہل اسلام اتنے زیر بار احسان نہین ہین جتنے کہ حضرت علی کے ہین اسلام مین تمام علوم کی تعلیم انھین سے ہوئی اور اہل اسلام نے جو کچھ حاصل کیا وہ انھین کی تعلیم صحبت اور خدمت سے۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تحصیل جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت اور تربیت پر موقوف تھی صحابہ کبار مین ہونیکی حیثیت سے علاوہ اہلبیت ابن عم اور خویش رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہونے کی شرافتون نے جناب علی مرتضیٰ کے تعلقات کو آنحضرت صلعم کی ذات ہمایون سے ایسا وابستہ کر رکھا تھا کہ وہ دوسرون کے لئے قطعی ناممکن تھا ان تعلقات سے قطع نظر کرکے امیر المومنین علیہ السلام کی خاص تحقیق طلب طبیعت بھی اسلام کی پاک بشارتون اور بانی اسلام کی مقدس تعلیمون پر ہمیشہ ایسی ہی رغبت و خواہش اور شوق سے توجہ فرماتی رہی جو عموماً اہل اسلام سے قطعی دشوار ثابت ہوتا ہے۔

(از رسالہ اقوال علیؑ۔ مترجمہ منظومہ نہر الحسینی راجہ سر کشن پرشاد صوفی مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ پیشکار و سابق وزیر اعظم دولت آصفیہ)

Presented by Ziaraat.Com

جناب امیرؑ مدینۃ العلم کے باب ہین

ہرچند کہ جس کی شان مین جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

انا مدینۃ العلم وعلی بابہا — مین شہر علم ہون اور علیؑ اس کا دروازہ ہین

ارشاد فرمائین۔ اسکا باب علم اتنا وسیع ہے کہ جسکا احصا نہین ہوسکتا مگر کتاب ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بلخی قندوزی کی دو چار عبارتین نقل کیجاتی ہین۔ اور وہ یہ ہین :-

پہلی

اخرج ابن المغازلی بسندہ عن ابی الصباح عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما صرت بین یدی ربی کلمنی وناجانی فما علمت شیئا الا علمتہ علیا فھو باب علمی

ابن مغازلی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب شب معراج خداے پاک نے مجھ سے کلام کیا تو جو کچھ خدا نے مجھے تعلیم کیا تھا وہ سب مین نے علیؑ کو تعلیم کردیا وہ میرے علم کے باب ہین۔

(حد السارق حصہ سوم صفحہ ۲۸)

دوسری

اخرج ابن المغازلی وموفق الخوارزمی بسندھما عن علقمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسئل عن علم علیؑ فقال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علیؑ تسعۃ اجزاء والناس جزأ واحدا وھو اعلم بالعشر الباقی (ایضاً ص۲۹)

ابن مغازلی وموفق خوارزمی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا حکمت کی تقسیم دس حصون پر ہے جس مین سے نو حصہ علیؑ کے ہین اور باقی ایک حصہ مین سب شریک ہین۔ مگر علے اسمین بھی سب سے اعلم ہین۔

تیسرے

موفق بن احمد بسندہ عن سلیمان الاعمش عن ابیہ عن علی قال واللہ ما نزلت آیۃ الا وقد علمت فیما

موفق بن احمد نے بسند اپنے سلیمان اعمش سے روایت کی ہے کہ فرمایا حضرت علیؑ نے قسم خدا کی جو آیہ نازل ہوا اسکو مین جانتا ہون

نزلت واین نزلت وعلی من انزلت و — کس بارے مین کہان کسپر نازل ہوا خدا نے مجھکو

ان ربی وھب لی لسانا طلقا وقلبا عقولا — لسان گویا اور قلب عقول عنایت کیا ہے ۔

(ایضا)

چوتھی — موفق بن احمد بسندہ عن ابی — موفق بن احمد روایت کرتے ہین کہ حضرت علیؑ

الطفیل قال قال علی بن ابی طالب — نے فرمایا سوال کرو مجھ سے کتاب اللہ سے کہ اسکی

رضی اللہ عنہ سلونی عن کتاب اللہ — کوئی آیت ایسی نہین ہے کہ جسکو مین نہ جانتا ہون

فانہ لیس من آیۃ الا وقد عرفت بلیل — کہ دن کو نازل ہوئی یا رات کو پہاڑ پر نازل

نزلت ام بنہار ام فی سھل ام فی — ہوئی یا زمین ہموار پر

جبل (ایضاً)

پانچوین — وفی الدر المنظوم اعلم ان — در منظوم مین ہے جان تو کہ جتنے اسرار کتب

جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القرآن و — سماویہ مین تھے وہ سب قرآن مین ہین اور جو قرآن

جمیع ما فی القرآن فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی — مین ہے وہ سب سورۂ فاتحہ مین ہے اور جو کچھ سورۂ فاتحہ

البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ — مین ہے وہ سب بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بسم اللہ مین ہے

وجمیع ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی ھی — وہ سب بائے بسم اللہ مین ہے اور جو کچھ بائے بسم اللہ مین ہے وہ اس نقطہ مین ہے جو

تحت الباء قال الامام علی کرم اللہ وجھہ — بار کے نیچے ہے ۔ فرمایا حضرت علیؑ نے کہ مین وہی

انا النقطۃ التی تحت الباء وقال یعنی — نقطہ ہون جو کہ بار کے نیچے ہے ۔ اور یہ بھی فرمایا

العلم نقطۃ کثرھا الجاھلون والالف وحدۃ — کہ علم ایک نقطہ ہے جس کو بڑھا دیا جاہلون نے اور

عرفھا الراسخون ۔ (ایضا ص۲۷) — الف وحدت ہے جسکو پہچانا راسخون نے

چھٹی — موفق بن احمد بسندہ عن سلمان — موفق بن احمد نے روایت کی ہے

رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال — کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Presented by Ziaraat.Com

اعلم امتی علی محمد بن علی الحکیم
الترمذی فی شرح الرسالۃ الموسومۃ
بالفتح المبین قال ابن عباس
رضی اللہ عنہما وھو امام المفسرین العلم
عشرۃ اجزاء لعلی تسعۃ اجزاء وللناس
العشر الباقی وھو اعلمھم بہ وقال
ایضا شرح لنا علی رضی اللہ عنہ نقطۃ
الباء من بسم اللہ الرحمن الرحیم
لیلۃ فانفلق عمود الصبح وھو
بعد لم یفرغ فرأیت نفسی فی جنبہ
کالفوارۃ فی جنب البحر المتعنجر وقال
علی کرم اللہ وجھہ لو ثنیت لی
الوسادۃ وجلست علیھا لحکمت لاھل
التوراۃ بتوراتھم ولاھل الانجیل
بانجیلھم ولاھل القرآن بقرآنھم
ولھذا کانت الصحابۃ رضی اللہ عنھم
یرجعون الیہ فی احکام الکتاب و
یاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمر بن
الخطاب فی عدۃ مواطن۔ لولا علی لھلک عمر

تمامی امت سے اعلم علی ہین۔ محمد بن حکیم ترمذی
نے شرح رسالہ فتح مبین مین روایت کی ہے
ابن عباس سے کہ علم کے دس حصون سے
نو حصہ علیؑ کو ملا ہے اور ایک حصہ مین سب شریک
ہین۔ مگر اس مین بھی وہ سب سے زیادہ عالم ہین
وہی کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ایک شب نقطۂ
باء بسم اللہ کی شرح بیان کرنی شروع کی طلوع
صبح تک۔ حالانکہ ابھی آپ کا بیان تمام نہین
ہوا تھا مین نے اپنے نفس کو اُن کے مقابلے مین
ایک فوارہ پایا۔ بمقابلہ سمندر کے اور حضرت علیؑ نے
فرمائے تھے کہ اگر فرش میرے لئے بچھایا جائے
اور اسپر مین بیٹھون تو اہل تورات کے لئے مطابق
تورات اور اہل انجیل کیلئے مطابق انجیل اور
اہل قرآن کے لئے مطابق قرآن فیصلہ کرون اسلئے
تمامی اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے
احکام کتاب مین اور آپ سے فتوے حاصل کرتے
جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا:۔
"لولا علی لھلک عمر" یعنی اگر علیؑ نہ ہوتے
تو عمر ہلاکت مین پڑتا۔

(ایضا ص۲۹)

Presented by Ziaraat.Com

اللہ جل شانہ مومنین کے خوف کا ذکر کئی جگہ اپنے کلام پاک مین اسطرح فرماتا ہے

(۱) انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون ۝ (پ ۹ ۔ س انفال ۔ ع ۸)

سچے ایماندار تو بس وہی لوگ ہین کہ جب اُنکے سامنے خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُنکے دل دہل جاتے ہین اور جب اُنکے سامنے اُسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور بھی زیادہ کردیتی ہین اور وہ لوگ بس اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہین۔

(۲) تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ ذلک ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فمالہ من ھاد۔ پ ۲۳ ۔ س زمر ۔ ع ۲

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اُنکے رونگٹے قرآن سنکر کھڑے ہوجاتے ہین پھر اُنکے جسم اور اُنکے دل نرم ہوجاتے ہین (اور) خدا کی یاد کیطرف مائل ہوجاتے ہین۔ یہ تو خدا کی ہدایت ہے جسکے ذریعہ سے جسکو وہ چاہتا ہے ہدایت فرما دیتا ہے اور جسے خدائے تعالی توفیق ہدایت سلب کرے تو اسکا رہبر کوئی نہین ہوتا

یہ شان مخصوص اہلبیت اطہار علیہم السلام ہی کی ہے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

نماز مین جناب امیرؑ کی محویت

جناب امیرالمومنین علیہ السلام تن تنہا ایک باغ مین جاکر مشغول عبادت ہوے اور ذکر خدا کے ساتھ اسقدر گریان ونالان ہوئے کہ روتے روتے بیہوش ہوکر گر پڑے ۔ اور ہاتھ پانون سرد ہوکر مثل چوب خشک کے اینٹھ گئے ۔ ابودرداء نے اتفاقاً آواز سن لی اور حضرت کے پاس پہونچے یہ حال دیکھکر بہت پریشان ہوے اور دوڑکر دولتسرائے جناب سیدہ علیہا السلام پر حاضر ہوے اور حضرت کی حالت بیان کرکے آپکے انتقال کی خبر دی۔ جناب سیدہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے بلکہ ذکر خدا کے وقت اکثر یہ حالت ہوجاتی ہے"۔

غرض ؎

وہ زور وہ شوکت وہ سخاوت وہ شجاعت وہ خلق وہ اعجاز وہ ہمت وہ کرامت

Presented by Ziaraat.Com

وہ خوف الٰہی وہ عبادت وہ عدالت　　وہ شکر وہ تسبیح وہ فاقہ وہ قناعت

الطاف یتیمون پہ ترحم غربا پر

تھا خاتمہ ان سب کا شہِ عقدہ کشا پر

آپ وہ ولی خدا ہین کہ بسبب کثرت عبادت وخضوع وخشوع آیہ کریمہ

والذین یبیتون لربھم سجدًا　　یعنے اور وہ لوگ کہ اپنے رب کے واسطے راتین سجدے اور

وقیامًا　　سورہ فرقان　　قیام مین کاٹ دیتے ہین۔

آپ کی شان مین نازل ہوئی۔ یہی حالات سب اہلبیت رسالت کے تھے چنانچہ جناب امام حسن علیہ السلام جب نماز کیلئے مسجد تشریف لیجاتے تو در مسجد پر مثل گنہگار کھڑے ہو کر عرض کرتے تھے۔

الٰہی عبدك ببابك فقیرك ببابك　　خداوندا تیرا بندہ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر حاضر ہے

جب وضو فرماتے تھے تو خوف خدا سے رنگ چہرۂ مبارک کا زرد پڑجاتا تھا۔ جناب سید الساجدین علیہ السلام کا لقب کثرت عبادت سے عابد بلکہ سجاد ہوا۔ مرقوم ہے کہ شیطان نے بطور آزمائش آپکی نماز باطل کرنے کی غرض سے سانپ بنکر پردۂ شب مین بحالت قیام آپکے پاؤن کا انگوٹھا منہ مین لیکر دبایا اور کاٹنا شروع کیا مگر آپ ایسے محو تھے کہ مطلق خبر نہوئی ہاتف غیبی نے آواز دی انت زین العابدین تو عبادکی زینت ہے بضعۃ الرسول جناب فاطمۃ الزہرا کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ جسوقت وہ معصومہ محراب عبادت مین کھڑی ہوتی تھین تو بند بند کانپتا تھا۔ غرض علم وحکمت اور حقیقت ومعرفت آل رسول صلعم ہی پر ختم تھی۔ ان خاصان خدا سے معرفت الٰہی کا انکشاف عہد طفولیت ہی سے ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ جلیل القدر ابن حجر کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے بچپنے کا ایک ایسا واقعہ تحریر فرماتے ہین جس سے ان جناب کے بہت سے صفات پر روشنی پڑتی ہے اور وہ یہ ہے :—

ومناقبہ رضی اللہ عنہ کثیرۃ　　یعنی جناب حسن عسکری کے فضائل ومناقب بہت

Presented by Ziaraat.Com

ففی درر الاصداف وقع للبهلول
معه اتہ رأہ وھو صبی یبکی
والصبیان یلعبون فظن انہ
یتحسر علی ما بایدیھم فقال
لہ اشتری لک ما تلعب بہ فقال
یا قلیل العقل ما للعب خلقنا
فقال لہ فلما ذا خلقنا فقال
للعلم والعبادۃ فقال لہ
من این لک ذلک فقال من
قولہ تعالی
افحسبتم انما خلقنکم
عبثا وانکم الینا لا ترجعون
ثم سالہ ان یعظہ
فوعظہ بابیات ثم خر
الحسن رضی اللہ عنہ
مغشیا علیہ فلما افاق
قال لہ ما نزل
بک وانت صغیر

کثرت سے ہین۔ کتاب درر الاصداف مین ہے ایک دفعہ بہلول
کا گذر حضرت امام حسن عسکریؑ کے پاس ہوا۔ آپ اسوقت بالکل
بچے تھے اور وہان رو رہے تھے اور آپکے ساتھی دوسرے لڑکے
کھیل مین مشغول تھے بہلول کو خیال ہوا کہ دوسرے بچون کے کھلونے
دیکھکر آپ رو رہے ہین پس آپکی خدمت مین عرض کی کہ فرمایئے تو
مین آپ کیلئے بھی کھلونے خرید لاؤن اسپر حضرت نے فرمایا اے کم عقل
شخص تو نہین جانتا کہ ہم لوگ کھیلنے کیلئے نہین پیدا ہوئے ہین
بہلول نے یہ سنکر دریافت کیا تو پھر کس لیے پیدا ہوئے ہین آپ نے فرمایا کہ
علم حاصل کرنے اور عبادت خدا بجالانیکے لئے ہم لوگون کی خلقت ہوئی ہے
بہلول نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا اور کس دلیل سے آپ یہ فرماتے ہین جواب دیا
کہ خداوند عالم کے اس قول پر افحسبتم انما خلقنا کم عبثا
کیا تم لوگ یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بیکار پیدا کیا
ہے اور یہ کہ تم ہماری درگاہ مین (مرکر) نہین حاضر ہوگے
اس جواب سے بہلول نے یہ سمجھکر کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہین بلکہ
ہادی خلق ہے لہذا کچھ علوم وارشاد کا استفادہ کرنا چاہیے حضرت
کی خدمت مین عرض کی کہ کچھ وعظ فرمایئے حضرت نے اس خوش
پورا کیا اور چند اشعار وعظ و پند کے بھرے ہوئے بیان فرمائے جسکے بعد
خود غش کھا کر زمین پر گر پڑے جب افاقہ ہوا تو بہلول نے
عرض کیا کہ یہ وعظ فرماتے ہوئے آپ کو کیا ہو گیا تھا جو غش کھا کر
گر گئے خوف خدا کا اثر تو ہو نہین سکتا اسلئے کہ ابھی آپ بالکل

Presented by Ziaraat.Com

لاذنب لك فقال اليك عنى — بچے ہین گناہ کا نام تک نہین جانتے حضرت نے فرمایا بہلول

یا بہلول انی رأیت والدتی — تم میرے دل کا حال کیا جانو۔ مین نے اپنی والدہ ماجدہ کو دیکھا

توقد النار بالحطب — ہے کہ چولھا جلاتین تو بڑی بڑی لکڑیون سے ہین لیکن وہ بڑی

الکبار فلا تتقد الا بالصغار — لکڑیان بغیر چھوٹی لکڑیون کے روشن نہین ہوتین اسیطرح مین ڈرتا ہون

وانی اخشی ان اکون من صغار — کہ جہنم کے بڑے ایندھن کو روشن کرنیکے لئے جو چھوٹی چیزین

حطب جہنم — ایندھن بنینگی انمین میرا شمار نہو

حضرت کی عہد طفولیت کا ایک دوسرا دلچسپ واقعہ یہ ملتا ہے جو کتاب خرائج مین مذکور ہے۔

روی عن محمد بن عبداللہ — یعنی محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہین کہ ابو محمد حضرت

وقع ابو محمد علیہ السلام وھو — امام حسن عسکری علیہ السلام جب بچہ تھے تو دفعۃً کنوئین مین گر گئے

صغیر فی بئر الماء وابو الحسن — آپکے پدر عالیقدر امام علی نقی علیہ السلام اُس وقت نماز

علیہ السلام فی الصلوۃ والنسوان — مین مشغول تھے خواتین چیخنے لگین لیکن حضرت نے نماز

یصرخن فلما سلم قال لا باس — قطع نہین کی جب سلام سے فارغ ہو گئے خواتین سے

فراده وقد ارتفع الماء الی — فرمایا ڈرو نہین کوئی خوف کی بات نہین ہے۔ اسکے بعد لوگون

راس البئر وابو محمد علیہ السلام — نے حضرت امام حسن عسکری کی طرف کنوئین مین نظر کی تو دیکھا کہ

علی راس الماء یلعب بالماء — قدرت خدا سے کنوئین کا پانی سر تک بلند ہو گیا اور حضرت پانی مین کھیل رہے ہین

بھائیو دیکھو ع

"جہاز امت عاصی کے لنگر ایسے ہوتے ہین

معرفت الٰہی اسکا نام ہے طاعت و عبادت یہ ہے خالق ذوالجلال سے خائف ہونیکے معنی یہ ہین

خضوع و خشوع اسکو کہتے ہین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بڑھکر خدا کی معرفت کسکو ہو سکتی ہے

Presented by Ziaraat.Com

اسپر فرماتے تھے کہ

ماعرفتك حق معرفتك — اے خدا جو حق تجھے پہچاننے کا ہے ویسا مین نے نہین پہچانا

علاوہ اداے فرائض نبوت و رسالت عبادت مین اسقدر مشقت فرماتے تھے کہ رات رات بھر نماز پڑھتے تھے حتی کہ قیام وقعود سے پاؤن ورم کر گئے۔ اپنے حبیب کی یہ مشقت دیکھکر خداے پاک نے ارشاد فرمایا

طٰہٰ ما انزلنا علیك القران لتشقی — اے رسول ہمنے تپر قرآن اسلیے نازل نہین کیا کہ تم اسقدر تکلیف اٹھاؤ

اللھم صل علی محمد و آل محمد

غرض اسلامی دنیا پر جو درجہ اور مرتبہ آل رسول کا ہے وہ کسی اور کا نہین ہے اور یہ خدا کی دین ہے" واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم اب اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات پر بھی نظر کرو جنکے عشق مین تم نے خدا و رسول کی شہادتون کو بھی بالائے طاق رکھدیا ہے۔ ذرا ان کے اعمال کو وصی رسول کے ایمان و عقائد اور حقیقت و معرفت سے تقابل کرو جنکی نماز کا بفحواے شعر ؎

اگر بود پیش تو تن در نماز — بدل بود اندیشہاے دراز

وگر بود پیش تو سر در سجود — تو خود نیک دانی کہ در سر بود

یہ حال تھا کہ نیت کے ساتھ ہی دل مین تو غیر ملک و مال کی تدبیرین سوچتے تھے زبان پر تو الحمد للہ ہے اور دل مین جزیہ کی آمدنی کا حساب۔ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے الفاروق مین حضرت عمر رض کے زہد و تقوے اور نماز روزے کے جو صفات تحریر فرمائے ہین ان کو ملاحظہ کرو جس سے جناب خلافت مآب کے خضوع و خشوع اور معرفت الٰہی پر خوب روشنی پڑتی ہے اسکی نقل یہ ہے:۔

کوئی ضروری کام آپڑتا اور وقت کی تاخیر کا خوف نہوتا تو حضرت عمر پہلے اس کو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہوچکی تھی اور صفین درست ہوچکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر ان کی طرف بڑھا وہ اسکی طرف متوجہ ہوئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کھانے سے فارغ ہوکر وہ

تب نماز پڑھو بعض اوقات جہاد وغیرہ کے اہتمام مین اسقدر مصروف رہتے کہ نماز مین بھی وہی خیال بندھا رہتا تھا۔ خود ان کا بیان ہے کہ مین نماز پڑھتا ہوتا ہون اور فوجین تیار کرتا ہون۔ ایک روایت ہے کہ مین نے نماز مین بحرین کے جزیہ کا حساب کیا۔ بعض اوقات جمعہ کا خطبہ پڑھتے پڑھتے کسی سے مخاطب ہوجاتے۔ (دیکھو حصۂ دوم ص۲۲۳)

ایکدفعہ رمضان مین بدلی کی وجہ سے آفتاب کے ڈوب جانے کا دھوکا ہوا حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمود ہوگیا۔ لوگ متردد ہوے حضرت عمر نے فرمایا معاملہ چندان اہم نہین ہم اپنی طرف سے کوشش کرچکے ص۲۹۷

کبھی موقع ملتا تو زندہ دلی کے اشغال سے جی بہلاتے تھے۔ ایکدفعہ حضرت عبداللہ بن عباس سے رات بھر اشعار پڑھوایا کئے۔ ایکدفعہ رات کو گشت کررہے تھے ایک طرف سے گانے کی آواز آئی اُدھر متوجہ ہوے اور دیر تک کھڑے سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین حضرت عثمانؓ وغیرہ ساتھ تھے عبداللہ بن زبیر اپنے ہمجولیون کے ساتھ چہل کرتے اور حنظل کے دانے اُچھالتے چلتے تھے حضرت عمرؓ صرف اسقدر فرماتے تھے دیکھو اونٹ بھڑکنے نہ پائین۔ لوگون نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر نے کچھ ناراضی نہ ظاہر کی تو رباح نے گانا شروع کیا حضرت عمر بھی سنتے رہے۔ ایکدفعہ سفر حج مین ایک سوار گاتا جاتا تھا۔ لوگون نے حضرت عمر سے کہا کہ آپ اسکو منع نہین کرتے فرمایا کہ گانا شتر سوارون کا زادراہ ہے۔

خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایکدفعہ سفر مین مین حضرت عمر کے ساتھ تھا لوگون نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤ۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ یہ خود اپنے اشعار گائین چنانچہ مین نے گانا شروع کیا اور ساری رات گاتا رہا ص۳۳۳ (جب زخمی ہوئے) لوگون کو خیال تھا کہ زخم چندان کاری نہین ہے غالباً شفا ہوجائے۔ چنانچہ طبیب بلایا گیا اسنے نبیذ (مسکرات سے ہے) اور دودھ پلایا (حصۂ اول)

عبادت مین جناب امیرؑ اور حضرت عمرؓ کا تقابل

بھائیو! تعصب کو چھوڑو اور جو کچھ تمھاری ہی کتابون سے ہم نے تمھارے اصحاب ممدوحین اور جناب امیر علیہ السلام کے ایمان و عمل صالح کے حالات تمھارے سامنے پیش کئے ہین اور آیات الٰہی، اور تمھارے ہی مفسرین کرام کی تفاسیر نقل کی ہین ان کو چشم انصاف سے دیکھو اور برائے خدا انصاف کرو کہ آیۂ وافی ہدایہ

انما یومن بایٰتنا الذین	ہماری آیتون پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہین
اذا ذکروا بھا خروا سجدًا وسبحوا	جب انکو وہ (آیتین) یاد دلائی جاتی ہین (تو) سجدے مین
بحمد ربھم وھم لا یستکبرون	گر پڑتے ہین اور اپنے پروردگار کی (حمد و ثنا) کے ساتھ
تتجافی جنوبھم عن المضاجع	تقدیس و تسبیح کرنے لگتے ہین اور وہ کسیطرح تکبر نہین کرتے
یدعون ربھم خوفا وطمعًا	(رات کے وقت) ان کے پہلو بستروں سے آشنا نہین ہوتے اور
ومما رزقنھم ینفقون	(عذاب) خوف کے اور (رحمت کی) امید سے اپنے پروردگار سے دعائین
پ ۲۱ + س سجدہ	مانگتے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے تو اسمین سے راہ خدا مین
ع ۲	خرچ کرتے ہین۔

کس عابد و زاہد کے حال پر شہادت دیتی ہے اور آیۂ کریمہ

ولا تطع من اغفلنا قلبہ	اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جسکے دل کو ہم نے
عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان	اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشون کے پیچھے
امرہ فرطًا (پ ۱۵ + س کہف ع ۴)	پڑا ہے اور اسکی دنیاداری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔

کن کے حسب حال ہے۔ وہ کون عاشق رب العلا ہے جسکے نور معرفت کی تصدیق آیۂ وافی ہدایہ

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام	کیا وہ شخص جسکے سینہ کو اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہے
فھو علی نور من ربہ۔	اور وہ اپنے پروردگار کیطرف سے نور (ہدایت) پر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

سے ہوتی ہے۔ اور وہ کون ہے جنکے وعظ و ہدایت بھولجانے۔ ذکر خدا سے دل سخت ہوجانے پر نص جلی

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ — پس افسوس ان لوگون پر ہے جنکے دل یاد خدا کرنے

اولئک فی ضلال مبین ٥ — سے سخت ہوگئے ہین وہی تو کھلی گمراہی مین ہین

شاہد ہے۔ وہ کون خدا کا ولی ہے جو آیۂ کریمہ

افمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح — جسکی نسبت اللہ یہ چاہتا ہے کہ اُسے ہدایت کرے تو

صدرہ للاسلام — اُسکا سینہ کھولدیتا ہے۔ اسلام کیلئے

کا مصداق ہے۔ اور وہ لوگ کون ہین جنپر آیۂ شریفہ

ومن یرد ان یضلہ یجعل — اور جنکی نسبت یہ چاہتا ہے کہ اُن سے توفیق ہدایت سلب

صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی — کرے تو اُسکے سینہ کو تنگ ٹھوس کردیتا ہے گویا کہ وہ آسمان

السماء۔ — پر چڑھا چلا جاتا ہے۔

صادق آتی ہے۔ کیا خدائے پاک کے کلام پر ایمان لانے کے یہی معنی ہین کہ وہ تو یہ فرمائے۔

ھل یستوی الذین یعلمون — کیا برابر ہین وہ لوگ جو جانتے ہین۔ اور

والذین لا یعلمون — جو لوگ کہ نہین جانتے۔

اور تم لاعلم کو عالم پر افضل ٹھہراؤ۔ المختصر ان تمام روایتون۔ آیتون اور تفسیرون سے ثابت ہے کہ وہ سب روایتین جو حضرت ابوبکر رضہ کے صدق ایمان اور عالم قرآن و حدیث ہونیکے بارے مین بڑے طمطراق سے مشہور کی جاتی ہین وہ محض بے اصل ہین اسلئے کہ حضرت کا ذکر خدا سے سخت دل ہونا۔ اور خضوع و خشوع نہونا بخوبی ظاہر ہے اور خضوع و خشوع تجلی الٰہی سے ہوتا ہے اور تجلی اکمل الایمان ہونے پر منحصر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جسقدر انسان کی معرفت اور علم مین زیادتی ہوگی اسیقدر اُسکا ایمان کامل اور یقین محکم ہوگا۔ جناب امیر المومنین و امام المتقین ارشاد فرماتے ہین:۔

Presented by Ziaraat.Com

سبحانك عجبًا من عرفك كيف — اے خدا تو پاک ہے اور اس سے مین تعجب کرتا ہون

لا يخافك — کہ جسنے تجھکو پہچانا اور تجھ سے نہین ڈرتا۔

پس جن تفسیرون اور روایتون سے خود حضرت ابوبکر کا اپنے نقص ایمان پر اعتراف کرنا روشن ہو تو ان شہادتون کی تکذیب سے نہ صرف اپنے ہی مفسرین و مجتہدین کی تکذیب ہے بلکہ خود حضرت صدیق کی صدیقیت پر داغ لگانا ہے۔

حواریان حضرت عیسیٰؑ و اصحاب نبیؐ

تیسری مثال ان اصحاب کی مثال حواریان حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام سے خوب ملتی ہے کہ جب ان جناب کو سولی پر لیگئے تو آپ کے پیرو بھاگ گئے ان کا نشہ دینی جاتا رہا اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجہ مین گرفتار چھوڑ کر چلدیئے۔ یہی حال ہو بہو اصحاب خاص کا تھا کہ جب غزوۂ احد مین جناب سرور کائنات فخر موجودات مشرکین و کفار کے حربون سے مجروح ہو کر ایک غار مین گر گئے تو یہ رفقا اور جان نثار اپنے ایمان کو خیرباد کر کے اپنے پیغمبر کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہو گئے۔ چنانچہ ان کے فرار پر علماء مورخین اہلسنت کے اقوال تیسری آیت کے جواب مین نقل کی جائین گی۔ اس جگہ صرف شمس العلما شبلی نعمانی کا بیان نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

> حضرت امیر حمزہؑ اور حضرت علیؑ اور ابو دجانہؓ دشمن کی فوج مین گھس گئے ان کی صفین الٹ دین فتح کے بعد لوگ غنیمت پر ٹوٹ پڑے خالد نے بڑے زور و شور سے حملہ کیا کفار نے رسول اللہ صلعم پر پتھرون اور تیرون کی بوچھار کی یہان تک کہ دندان مبارک شہید ہوئے اور پیشانی مبارک پر زخم آیا رخسارون مین مغفر کی کڑیان چبھ گئین آپ ایک گڑھے مین گر گئے جب آنحضرت کی شہادت کی خبر مشہور ہوئی تو کچھ لوگ ایسے سراسیمہ ہوئے کہ انھون نے مدینے سے ادھر دم نہین لیا کچھ لوگ تو جان پر کھیل کر لڑتے رہے کہ رسول اللہ کے بعد جینا بیکار ہے بعضون نے سپر ڈال دی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

حضرت عمر اس تیسرے گروہ مین تھے علامہ طبری نے بسند متصل روایت کی ہے کہ اس موقع پر جب انس بن نضر نے حضرت عمر و طلحہ اور چند مہاجرین و انصار کو دیکھا کہ مایوس ہوکر بیٹھ رہے تو پوچھا کہ بیٹھے کیا کرتے ہو ان لوگون نے کہا کہ رسول اللہ نے شہادت پائی۔ انس بولے کہ رسول اللہ کے بعد زندہ رہ کر کیا کروگے تم بھی انھین کی طرح لڑکر مرجاؤ۔ یہ کہکر کفار پر حملہ آور ہوے اور شہادت حاصل کی۔ قاضی ابو یوسف نے خود حضرت عمر کی زبانی نقل کیا ہے کہ انس بن نضر میرے پاس سے گذرے اور مجھ سے پوچھا کہ رسول اللہ پر کیا گذری، مین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ شہید ہوے۔ انس نے کہا رسول اللہ شہید ہوے تو ہوے خدا تو زندہ ہے"

(الفاروق حصۂ اول صفحہ ۱۳۵)

جناب شبلی صاحب نے جس صفائی سے اسناد کے ساتھ حضرت عمر رض کا فرار قلمبند کیا ہے اسکو ملاحظہ کرو اور یہ بھی جان لو کہ مجاہد کا بجز صبر و شہادت دوسرا فرض ہی نہین ہے۔ فرار تو فرار خداے پاک نے تو کفار سے مقابلہ کے وقت پیٹھ پھیرنے کی بھی ممانعت کی ہے اور اس کی سزا "ماواہ جھنم وبئس المصیر" قرار دی ہے۔

یہ امر بھی قابل غور ہے کہ باوجودیکہ حضرت عمر رض اپنے نزدیک یہ سمجھ چکے تھے کہ رسول اللہ نے شہادت پائی مگر حیف ہے کہ اسپر بھی جس شمع کے پروانہ تھے اسکے گل ہوجانے کا اور جس چاند کے چکور تھے اسکے غروب ہوجانے کا انکو ذرا بھی غم نہ ہوا۔ اور نہ حضرت انس کے غیرت آمیز کلام سے رگِ فاروقی کچھ جوش مین آئی۔ حضرت انس نے تو جنکی تعریف ہم نے جہاد اور ایمان کے بارے مین اپنے سنی بھائیون سے کبھی نہ سُنی اپنی جان اپنے محبوب پر نثار کرکے اپنے پروردگار سے

وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ — اور راہ خدا مین اپنے مالون اور اپنی جانون سے

اولئک ھم الصادقون ۰ — جہاد کیا ایسے ہی لوگ تو سچے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

کی سند حاصل کی۔ مگر حضرت عمر و دیگر مہاجرین و انصار جو ہمیشہ لن ترانیان کیا کرتے تھے۔ اور رات دن جہاد کے لئے اپنے سر کٹوانا و جان نثاری اس شد و مد سے جتایا کرتے تھے ؎

بگفتند یا سید المرسلین — قدم پیش بگذار و ما را ببین
کہ با دشمن دین چہا می کنیم — چہ سان در پیت جان فدا میکنیم
بود تا بہ تن جان و در کف توان — بباریم شمشیر بر دشمنان
کہ با جان و دل با ہمین عہد دست — بدست تو روز یکہ دادیم ہست
سر و مال و فرزند و خویش و تبار — ہمان روز کردیم بر تو نثار

مگر جب سر فدا کرنے اور جان نثار کرنے کا وقت آیا تو پھر ؎

دگر کس نہ بدزان دلیران بجا — رسول خدا ماند و شیر خدا
نہ کس از مہاجر نہ انصار ماند — علی ماند و یا تیغ خونخوار ماند
چہ بکر و چہ عمر و چہ زید و ولید — شدند آن زمان از نظر ناپدید
یکے زد بعرض و دگر زد بہ طول — نہ خوف از خدا و نہ بیم از رسولؐ

اپنے محبوب کو دشمنون کی تلوارون مین تنہا چھوڑ کر ایک ٹیلے پر بیٹھے بیٹھے تماشا دیکھا کئے اب کوئی نظر انصاف سے ان حضرات کے اقوال و افعال پر نظر کرے کہ کہتے کیا تھے۔ اور کرتے کیا تھے کون جہاد مین ثابت قدم رہا۔ اور فراری کون ہوا۔ اور وقت امتحان حسب آیۂ کریمہ

ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم — اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائینگے تاکہ تم لوگون مین
والصابرین ونبلو اخبارکم ۝ — جو جہاد کرنیوالے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو
دیکھ لین۔ اور تمہارے حالات جانچ لین

کون پورا نکلا۔

Presented by Ziaraat.Com

جناب شاہ صاحب نے تحفہ مین اِن حضرات کے جہاد کی بہت کچھ ثنار وصفت کی ہے لہذا جناب میرن صاحب قبلہ اعلے اللہ مقامہ نے اصحاب ممدوحین کی یہی گفتار و رفتار حرکات وسکنات اور اقوال وافعال کتب اہلسنت مین ملاحظہ فرماکر جناب شاہ صاحب کو یہ جواب دیا ہے کہ

"سیرت شیخین دلالت برخبث سیرت انہا دارد کہ در وقت کتمان از حضرت نبوی درخواست اظہار دعوت می نمودند و در فکر اضرار آنحضرت برمی آمدند و بر وقت از نصرت دست میکشیدند فاعتبروا یا اولی الابصار"

اب چشم انصاف سے اِس جواب کو جناب شبلی صاحب کی تحریر کے ساتھ ملاحظہ فرمائین کہ جناب اعلے اللہ مقامہ نے جو جواب دیا وہ من کل الوجوہ اصحاب کے حسب حال ہے یا نہین اور جناب شمس العلمار نے جس صراحت اور وضاحت سے باظہار نام حضرت عمر و دیگر مہاجرین وانصار کا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا چھوڑکر میدان جنگ سے ایک ٹیلہ پر بیٹھے بیٹھے تماشہ دیکھنے کی جو حالت تحریر فرمائی ہے اُس سے ہمارے سنّی بھائیون کا بڑے طمطراق سے یہ فرمانا کہ

"ہرگاہیکہ آنجناب بہجرت وجہاد مامور شد اصحاب وے در مقابلہ کفار چہ رنجہا کہ نہ کشیدند وچہ غمہا کہ نہ چشیدند"

باطل ثابت ہوا کہ نہین بالیہمہ ان حالات پر وہ تمام آیات فضیلت جو خاص مجاہدین کی شان مین نازل ہوئی ہین اُن حضرات کے حق مین بتانا خدا پر بہتان ہے یا نہین عزیزو اجاؤ حق سے نہ پھرو خدا عزوجل کے اس کلام پاک کو

لو انزلنا ھذا القران علی جبل لرأیتہ	اگر یہ قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو وہ ہیبت خدا
خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ	سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔

بازیچۂ طفلان نہ بناؤ ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے	دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

قولہ تعالیٰ :-

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ۝ — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو اور حق کو جان بوجھکر نہ چھپاؤ ۔

چوتھی مثال حضرت عمر کا یہود کے جلسون مین شریک ہونا اور آنحضرت کا برہم ہونا

چوتھی مثال کتب اہلسنت کے دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عمر رض کا رجحان طبع اہل یہود کی طرف بہت تھا۔ آپ یہود کی محفلون اور جلسون مین ہمیشہ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور یہودی بھی آپ کو اسوجہ سے عزیز رکھتے تھے۔ توریت کی تلاوت بہت ذوق وشوق سے فرماتے تھے۔ ایک دن اسکو لیکر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین آئے اور پڑھ کر سنانے لگے جو جو آپ پڑھتے تھے آنحضرت صلعم کا چہرہ مبارک غصے سے سرخ ہوتا جاتا تھا ۔

جناب شاہ ولی اللہ صاحب نے ازالۃ الخفا مین متعدد روایتین لکھی ہین از انجملہ دو ایک اسجگہ نقل کی جاتی ہین ملاحظہ فرمائین وہ یہ ہین :-

قال انطلقت انا فانتسخت کتابا من اهل الکتاب ثم جئت به فی ادیم فقال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم ما هذا فی یدك یا عمر قلت یا رسول الله کتاب نسخته لنزداد به علما الی علمنا فغضب رسول الله حتی احمرت وجنتاه ثم نودی بالصلوة جامعة فقالت الانصار غضب نبیکم السلاح السلاح فجاؤا حتی احدقوا بمنبر رسول الله فقال ایها الناس انی اعطیت جوامع الکلم وخواتیمه واختصر لی الکلام اختصارا

حضرت عمر کہتے ہین کہ مین کتاب یہود لکھوا کر حضرت کے پاس لایا آپنے پوچھا اے عمر یہ کیا ہے مین نے کہا یہ کتاب ہے جسے مین نے لکھوایا ہے کہ میرا علم بڑھے حضرت اس کلام کو سنکر اسقدر غصہ ہوئے کہ دونون رخسار مبارک آپکے سرخ ہوگئے اور ندا دیگئی الصلوٰۃ جامعۃ کی کہ سب جمع ہون جب انصار نے یہ سنا تو کہا حضرت کو غصہ آیا ہے سب ہتھیار لگا کر چلو جب وہ آئے تو سب نے گرد منبر حلقہ باندھ لیا حضرت نے فرمایا ایہا الناس مجھکو جوامع کلم وخواتیم کلم عطا کیا گیا ہے اور اختصار کیا گیا ہے میرے کلام کا

لقد اتیتکم ببیضاء نقیہ فلا تتھوکوا	اور مین دین پاک صاف لایا ہون کہ تم لوگ حیران
ولا یغرنکم المتھوکون قال عمر	وگمراہ نہ ہو اور ایسے لوگ تم کو گمراہ نہ کرین جو خود
فقمت وقلت رضیت باللہ ربا	متحیر ہین عمر نے کھڑے ہو کر کہا کہ مین راضی ہوا
وبالاسلام دینا وبک رسولا ثم نزل	خدا کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	آپ کی رسالت پر اسکے بعد حضرت منبر پر سے
(صفحہ ۱۹)	اُتر آئے۔

اور یہ حدیث بھی مشکوٰۃ شریف کی ہے جسپر اہلسنت کے مذہب کا دار و مدار ہے اور وہ یہ ہے:۔

عن جابر ان عمر بن الخطاب اتی	جابر سے مروی ہے کہ حضرت عمر ایک نسخہ
رسول اللہ ص بنسخۃ من التورات فقال	توریت لیکر حضرت رسول اللہ کی خدمت مین آئے
یا رسول اللہ ص ھذہ نسخۃ من التورات	اور کہا کہ یا حضرت یہ نسخہ توریت کا ہے پس حضرت
فسکت فجعل یقرأ ووجہ رسول اللہ	خاموش رہے اور عمر نے اوسکو پڑھنا شروع کیا
یتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل	اور رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تھا حضرت
ما تری ما بوجہ رسول اللہ فنظر	ابوبکر نے کہا تو مرجاتا کہ تیری ماں بہنین تیرے غم مین
عمر الی وجہ رسول اللہ ص فقال اعوذ	رونے کو بیٹھین تو نہین دیکھتا کہ چہرہ رسول ص کی
باللہ من غضب اللہ وغضب رسول	کیا حالت ہے عمر نے رسول اللہ کے چہرہ کی طرف دیکھکر
اللہ ص رضینا باللہ ربا وبالاسلام	کہا کہ مین غضب خدا اور ناراضی رسول سے پناہ مانگتا ہون
دینا وبمحمد نبیا۔ فقال	اور مین راضی ہوا خدا سے اور دین اسلام نبوت محمد سے
رسول اللہ والذی نفس محمد	یہ سنکر فرمایا آنحضرت نے قسم بخدا جسکے قبضہ قدرت مین
بیدہ لو بدا لکم موسی	محمد کی جان ہے اگر موسی (علیہ السلام) ظاہر ہون

Presented by Ziaraat.Com

واتبعتموہ وترکتمونی لضللتم عن سواء السبیل — مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین ص ۳۴۵

اور تم اُن کی اطاعت کرو اور مجھے چھوڑ دو تو گمراہی اختیار کرو گے سیدھے راستے سے۔

غرض ان روایتون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر کو مذہب یہود کی جانب دل سے رغبت تھی حالانکہ خداے پاک اہل اسلام کو ان سے میل جول کو بھی منع فرماتا ہے بلکہ میل جول کرنے والون کو بھی انھین مین سے بتاتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین ۰

اے مسلمانو یہود اور نصارا کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہین اور تم مین سے جو کوئی انکو دوست بنائیگا تو بیشک وہ بھی انھین مین کا ایک ہے خدا ایسے ظالم لوگون کو راہ راست نہین دکھایا کرتا۔

لیکن ان حضرات نے احکام خدا اور رسول پر یہ عمل کیا کہ بعد رحلت سرور کائنات سرداران یہود کو داخل دربار اور مقرب بارگاہ کیا اور کتاب خدا کی ترتیب اور جمع اُنکے حوالے کی جیسا کہ زید بن ثابت کے بارے مین حضرات ثلثہ کے طرز عمل سے ظاہر ہے۔

اور شاہ ولی اللہ صاحب موصوف فرماتے ہین:۔

"فاش شدن اخبار بنی اسرائیل در روایت آن از اہل کتاب و آن اول بیگانہ است کہ با علوم دینیہ مختلط شد"

شمس العلماء شبلی نعمانی بھی ان روایتون کی تصدیق کرتے ہین کہ

مسند دارمی مین روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر توریت کا نسخہ آنحضرتؐ کے پاس لیگئے اور اسکو پڑھنا شروع کیا وہ پڑھتے جاتے تھے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ یہ امر صحیح روایتون سے ثابت ہے کہ یہودیون کے ہان جسدن توریت کا درس ہوتا تھا حضرت عمر اکثر شریک ہوتے تھے

ان کا خود بیان ہے کہ یہودیون کے درس کے دن اُن کے وہان جایا کرتا تھا۔ یہودی کہا کرتے تھے کہ تمھارے ہم مذہبون مین ہم تم کو سب سے زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ تم ہمارے پاس آتے جاتے ہو

(دیکھو الفاروق حصۂ دوم صفحہ ۲۱۹)

مثل بنی اسرائیل اصحاب آنحضرتؐ سے سوالات کرنا

پانچوین مثال اہل یہود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بیڈھنگے سوالات کیا کرتے تھے۔ جو اکثر کفر کی حد تک پہونچتے تھے اور یہ سوالات وہی لوگ کرتے تھے جو ناقص الایمان تھے یہی صورت اُن اصحاب رسول صلعم کی تھی جن کا ایمان ناقص تھا۔ وہ بھی آنحضرت صلعم سے فضول سوالات کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ جل شانہ خود اصحاب کو مخاطب کرکے ارشاد فرماتا ہے :۔

ام تریدون ان تسئلوا رسولکم	(مسلمانو) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح پہلے زمانہ مین
کما سئل موسیٰ من قبل ط و	موسیٰ سے (بیہودہ درخواستین) اور سوالات کئے گئے تھے
من یتبدل الکفر بالایمان فقد ضل	(ویسے ہی) تم بھی اپنے رسولؐ سے (بیہودہ درخواستین اور)
سواء السبیل	سوالات کرو اور جو ایمان کے بدلے کفر اختیار کرے
(پ ۱ + س بقر + ع ۱۳)	تو وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا۔

جناب شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمۂ قرآن مجید مین یہ تحریر فرماتے ہین :۔

یہودی حضرت موسیٰؑ سے بیہودہ درخواستین بھی کیا کرتے تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ ہمین خدا کو لا دکھاؤ کبھی کہتے تھے کہ ہم من وسلویٰ نہین کھاتے۔ کبھی کہتے کہ دوسری قومین بتون کو پوجتی ہین ہمارے لئے بھی ایک بت بنا دو۔ اسی طرح بعض باتین مسلمانون سے بھی منقول ہین مثلاً ذات انواط ایک درخت تھا جس مین مشرکین چلّے باندھا کرتے تھے بعض مسلمانون نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی کہ ایسا ہی کوئی تھان ہم مسلمانون کا بنا دیجئے (صفحہ ۲۲)

مثل امم انبیاء باسلف اصحاب کی سرتابی

چھٹی مثال امم سابقہ نے اپنے اپنے پیغمبرون حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت زکریاؑ۔ حضرت یحییٰ علیہم السلام سے تکبر اور

انحراف اسوجہ سے کیا کہ جو احکام انبیا علیہم السلام منجانب خداوند متعال ابلاغ فرماتے تھے وہ ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی تھی اسپر امتون نے اپنے پیغمبرون کو ایذائین اور تکلیفین دین کسی کی تکذیب کی اور کسی کو قتل کیا۔ جیسا کہ پروردگار عالم ارشاد فرماتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم — تو کیا تم اسقدر شوخ ہوگئے ہو کہ جب تمھارے پاس

استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون — کوئی رسول تمھاری خواہشون کے خلاف کوئی حکم لیکر آیا

(پ ۱ ؛ س بقر ؛ ع ۱۱) — تم اکڑ بیٹھے پھر بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو لگے قتل کرنے

صاحب تفسیر حسینی اس آیت کی یہ تفسیر کرتے ہین:۔

ایا ہرگاہیکہ از نزد ما آمد بشما فرستادہ بہ آنچہ — یعنی جب ہمارا بھیجا ہوا پیغمبر تمھارے پاس ایسی

دوست ندارد نفسہاے شما آن را و سخن او بر وفق ہوا — ہدایتون کے ساتھ پہونچا جسکو تمھارے دل قبول نہین

و مدعا شما نہ باشد تعظم کردید و گردن نہادید — کرتے تو تم نے تکبر کیا اور ان کی عظمت نہین کی کسی کو

پس گروہے را از ایشان بدروغ داشتید چون محمدؐ و — جھٹلایا۔ مثل محمدؐ اور عیسیٰؑ کے اور کسیکو زکریاؑ و یحییٰؑ کیطرح

عیسیٰؑ و گروہے را بکشتید چون زکریاؑ و یحییٰؑ — قتل کیا

(قرآن مجید مع تفسیر حسینی مطبوعہ مطبع رحمانی صـ۱۶)

یہی حالت ان اصحاب رسول مقبول صلعم کی تھی جو منافق تھے کہ جب آنحضرت ان کی مرضی اور خواہش کے خلاف ارشاد فرماتے تو اصحاب فوراً بگڑ جاتے تھے۔ اور طرح طرح کی بدگمانیان خدا و رسول کی طرف کرنے لگتے تھے۔ حضرت صلعم کے سامنے تو آپکے حکم پر رضامندی کا اظہار کرتے تھے مگر جب اپنے گروہ مین جاکر بیٹھتے تو حضرت کے خلاف شورے و مشورے اور سرگوشیان کرتے تھے۔ اُن کی سازشون اور نفاق و شقاق سے خداوند تعالیٰ اپنے حبیب صلعم کو وحی سے آگاہ فرمادیا کرتا تھا۔

ویقولون طاعۃ — اور (انکی حالت یہ ہے کہ) وہ منھ سے تو اطاعت کا اقرار

فاذا برزوا من عندك بيت طائفة منهم غير الذی تقول واللہ یکتب مایبیتون فاعرض عنهم وتوکل علی اللہ وکفی باللہ وکیلا

(پ ۵ ۔ س نساء ۔ ع ۱۱)

کرتے ہین اور جب تمہارے پاس سے باہر چلے جاتے ہین تو جو کچھ تم کہدیتے ہو اُسکے برخلاف اُنمین سے ایک گروہ راتون کو مشورہ کرتا ہے اور جو کچھ کہ وہ راتون کو مشورہ کرتے ہین اسکو اللہ لکھتا جاتا ہے تو (اب) تم اُنسے روگردانی کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور کارساز ہونے کیلیے اللہ کافی ہے

چند اصحاب کا رسول کو ہلاک کرنے پر آمادہ ہونا

صاحب تفسیر حسینی نے آیۂ شریفہ "افکلما جاءکم رسول" کی جو تفسیر لکھی ہے اسمین جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت صرف یہ لکھا ہے کہ "پس گروہے از ایشان بدروغ داشتند چون محمدؐ" حالانکہ اصحاب رسولؐ نے صرف آنحضرت صلعم کی تکذیب ہی نہین بلکہ آپ کو ہلاک کرنے پر مستعد وآمادہ ہوگئے تھے۔ جیسا کہ کتب اہلسنت مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم نے غزوۂ تبوک سے مراجعت فرمائی تو بارہ اصحاب شب کے وقت اثناء راہ مین بمقام عقبہ ڈھاٹے باندھکر ایک گھاٹی کے دامن مین چھپ کر کھڑے ہوگئے دشمنون کی اس سازش اور ارادے سے اللہ جل شانہ نے آنحضرت صلعم کو وحی سے آگاہ فرمایا جب سواری مبارک دامن کوہ پر پہونچی تو یہ لوگ آپ کو نظر آئے۔

حضرت حذیفہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے آپنے اُن سے فرمایا کہ ان لوگون کو یہان سے نکالدو۔ اور شناخت کرلو کہ یہ کون کون ہین۔ حضرت حذیفہ اُن لوگون کی طرف چلے۔ وہ لوگ گھاٹی سے نکلے حضرت حذیفہ نے اُن کے منہ پر چابک مارے اور وہ سب کے سب فرار ہوگئے۔ اسیطرح سے اللہ جل شانہ نے آپ کو دشمنون کے ہاتھ سے بچایا اور اُن کی سازش کے بارے مین یہ آیت نازل ہوئی۔

یحذر المنافقون ان تنزل علیهم سورة تنبئهم بما فی قلوبهم قل استهزؤا ان اللہ مخرج ما تحذرون ۝ (پ ۔ س توبہ ۔ ع)

منافقین اس بات سے ڈرتے ہین کہ (کہین ایسا نہو) ان مسلمانون پر (رسول کی معرفت) کوئی سورہ نازل ہوجائے جو ان کو جو کچھ ان منافقین کے دل مین ہے بتادے (اے رسول) تم کہدو (اچھا) تم مسخرہ بنگئے جاؤ جس سے تم ڈرتے ہو خدا اُسے ضرور ظاہر کردیگا

Presented by Ziaraat.Com

تفاسیر وغیرہ امر متذکرہ بالا کے ثبوت مین

اس واقعہ کا حال کتب سیر و حدیث و تفاسیر اہلسنت مین مثل روضۃ الاحباب حبیب السیر معارج النبوۃ شواہد النبوۃ تفسیر جلالین تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر کبیر وغیرہ مین بتوضیح و تصریح درج ہے۔ ہم نے یہ حال تفصیل سے آیات محکمات جلد سوم احوال غدیر خم مین لکھا ہے اور اُن اصحاب کے نام بھی بتا دیے ہین جو اس واقعہ مین شریک تھے۔ اس جگہ ہم اپنے بھائیون کے اطمینان خاطر کے لئے آیۂ کریمہ مندرجۂ بالا کی تفسیر تفسیر جلالین اور تفسیر کبیر سے نقل کرتے ہین چنانچہ تفسیر جلالین مین ہے۔

وھموا بما لم ینالوا من الفتک	وہ کیا چیز تھی جسکا منافقین نے قصد کیا تھا اور وہ
بالنبی صلعم لیلۃ العقبۃ عند	پورا نہ ہوا اور نہ انکی مراد حاصل ہوئی وہ قصد نبی صلعم کے قتل
عودہ من تبوک وھم بضعۃ	کر ڈالنے کا تھا مقام عقبہ پر رات کیوقت جبکہ نبی صلعم تبوک
عشر رجلا فصرف عمار بن یاسر	سے واپس تشریف لا رہے تھے اور وہ لوگ جنھون نے ایسا بد ارادہ
وجوہ الرواحل لما غشوہ فردوا	کیا تھا دس سے زیادہ تھے جن کے سواریون کے منھ پر حضرت عمار یاسر
صفحہ ۱۵۸	نے چابک مارے اور وہ لوگ حضرت کو غافل نہ پا کر لوٹ گئے۔

امام فخر الدین رازی تحریر فرماتے ہین:۔

وقال الاصم ان عند رجوع	اصم کہتے ہین کہ جب رسولخدا تبوک سے واپس آ رہے تھے
الرسول علیہ الصلوۃ والسلام من	تو عقبہ پر بارہ آدمی کھڑے ہوئے تھے کہ حضرت کو روکین اور اذیت
تبوک وقف علی العقبۃ اثنا عشر رجلا	پہونچائین۔ جبرئیل نے اس حال سے آنحضرت صلعم کو خبر دی کہ
لیفتکوا بہ فاخبرہ جبرئیل وکانوا	وہ لوگ آپ سے چھپ کر کھڑے ہین کہ دکھائی نہین دیتے آپ
متلثمین فی لیلۃ مظلمۃ وامرہ ان یرسل	انکے پاس ایسے لوگون کو بھیجین جو ان کی سواریون کے منھ پر
الیھم من یضرب وجوہ رواحلھم فامر	مارین حضرت نے حذیفہ کو حکم دیا وہ گئے اور اُن کو مارا
حذیفۃ بذلک فضربھا حتی نحاھم	یہان تک کہ وہ لوگ بھاگ گئے۔ جب حذیفہ واپس آئے

Presented by Ziaraat.Com

ثم قال من عرفت من القوم فقال فلم
اعرف منهم احدا فذکر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اسماءھم وعدھم لہ و
قال ان جبرئیل اخبرنی بذلک
فقال حذیفۃ الا تبعث الیھم لیقتلوا
فقال ایکرہ ان تقول العرب قاتل
محمد باصحابہ حتی اذا ظفر صار
یقتلھم تفسیر کبیر جلد چہارم (صفحہ ۶۸۶)

تو حضرت نے فرمایا کہ تم نے پہچانا وہ کون کون لوگ تھے
حذیفہ نے عرض کیا کہ مین نے اُنمین سے کسی کو نہین پہچانا
پس حضرت نے اُن کی تعداد اور ایک ایک کا نام بتایا
اور فرمایا کہ جبرئیلؑ نے یہ نام مجھے بتائے ہین حذیفہ نے
کہا کہ آپ لوگون کو کیون نہین بھیجتے کہ اُنکو قتل کر ڈالین
حضرت نے فرمایا کہ مجھے اچھا معلوم نہین ہوتا کہ عرب کہینگے
کہ محمدؐ نے اپنے اصحاب کو لیکر جنگ کی اور جب ظفر پائی
تو خود اُن کو قتل کرنے لگے۔

جناب امام صاحب ممدوح نے اِس تفسیر کی جو توضیح کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے جس کی نقل یہ ہے

قال الحسن اجتمع اثنا عشر رجلا
من المنافقین علی امر من النفاق فاخبر
جبرئیل الرسول علیہ الصلوۃ والسلام
باسمائھم فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان اناسا
اجتمعوا علی کیت وکیت فلیقوموا و
لیعترفوا ولیستغفروا ربھم حتی اشفع لھم فلم
یقوموا فقال علیہ الصلوۃ والسلام بعد ذلک
قم یا فلان ویا فلان حتی اتی علیھم ثم
قالوا نعترف ونستغفر فقال الان انا کنت
قلت لامراطیب نفسا بالشفاعۃ

جس کا بیان یہ ہے کہ وقت مراجعت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بارہ اشخاص اصحاب منافقین سے جمع
ہوئے اور خندق کھودی جبرئیلؑ نے آنحضرت صلعم کو
اِس حال سے مطلع کیا اور اِن لوگون کے نام بتائے۔
آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس فعل کیلئے جمع
ہوئے تھے وہ توبہ و استغفار کرین تاکہ مین انکی شفاعت
کرون لیکن کوئی سامنے نہ آیا۔ تب آنحضرت نے ہر ایک کا
نام لیکر ارشاد فرمایا کہ فلان فلان شخص اُٹھے تب وہ
اشخاص سامنے آئے اور اعتراف کرکے استغفار چاہا حضرت نے
ارشاد فرمایا اب کیا کہتے ہو اس سے پہلے مین خوشی شفاعت کرتا

Presented by Ziaraat.Com

واللہ کان اسرع فی الاجابۃ اخرجوا عنی	اور خداوند عالم جلد قبول فرماتا ہے پھر فرمایا کہ میرے پاس
اخرجوا عنی فلم یزل یقول حتی خرجوا	سے نکل جاؤ نکل جاؤ حضرت کے بار بار فرمانے سے
بالکلیۃ۔ (صفحہ ایضا)	وہ لوگ چلے گئے۔

اِن تفسیرون سے ثابت ہوا کہ اصحاب اقدام قتل رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجرم ہین اور یہ اصحاب اُن اصحاب سے تھے۔ جو سفر وحضر اور خلوت وجلوت مین حاضر رہتے تھے۔

مثل بنی اسرائیل اصحاب کی جہاد کے بارے مین نزول آیت کی تمنا

ساتوین مثال بعد حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام بنی اسرائیل نے اپنے نبی حضرت شمویل علیہ السلام سے جہاد کی تمنا اور خواہش ظاہر کی۔ اور جب اُنکی خواہش کے بموجب اُن پر جہاد واجب کیا گیا تو بجز معدودے چند سبھون نے لڑنے سے منھ پھیر لیا۔ جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔

الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل	(اے رسول) کیا تم نے موسی کے بعد بنی اسرائیل کے
من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث	سردارون (کیحالت) پر نظر نہین کی جب انھون نے اپنے
لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال	نبی (شمویل) سے کہا کہ ہمارے واسطے ایک بادشاہ مقرر کیجئے
ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال	تاکہ ہم راہ خدا مین جہاد کرین (پیغمبر نے) فرمایا کہین ایسا
الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل	تو نہو کہ جب تمپر جہاد واجب کیا جائے تو تم نہ لڑو کہنے لگے جبکہ
فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا	ہم اپنے گھرون اور اپنے بال بچون سے نکالے جا چکے تو (پھر)
وابناءنا فلما کتب علیھم القتال	ہمین کونسا عذر باقی ہے کہ ہم خدا کی راہ مین جہاد نہ کرین
تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم	پھر جب ان پر جہاد واجب کیا گیا تو انمین سے چند آدمیون کے سوا
بالظلمین ۰	سب کے سب نے لڑنے سے منھ پھیرا اور خدا تو ظالمون کو خوب
پ ۲ ۔ س بقر	جانتا ہے۔

یہی حالت بعینہ جناب رسول مقبول کی اصحاب کی تھی کہ جہاد کے بارے مین نزول آیات کی تمنا کرتے تھے

مگر جب آیتین نازل ہوئین اور جہاد واجب کیا گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیتین اُن کو سُنائین تو ان کو سنکر پیغمبر خدا کو اس طرح دیکھتے تھے جیسے کہ وہ دیکھتا ہے جس پر غشی موت کی طاری ہوتی ہو اللہ جل شانہ ان لوگون کی اس حالت سے اپنے حبیب صلعم کو اس طرح آگاہ فرماتا ہے۔

ویقول الذین امنوا لولا نزلت	اور وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کہتے ہین کہ (جہاد
سورة فاذا انزلت سورة محکمة و	کے بارے مین) کوئی سورت کیون نہین نازل کیگئی پھر جب وقت
ذکر فیها القتال رأیت الذین فی قلوبهم	صاف صاف سورت اتارگئی اور اُسمین لڑائی کا ذکر کیا گیا تو
مرض ینظرون الیك نظر المغشی	تم نے ان لوگون کو جنکے دلون مین روگ ہے دیکھ لیا کہ وہ تمھاری
علیه من الموت فاولی لهم	طرف اس نظر سے دیکھتے تھے جس طرح وہ دیکھتا ہی جسپر موت کی غشی
(پ ۲۶ + س ۔ محمد + ع ۲)	طاری ہو انھین کے لیئے خرابی ہے۔

چنانچہ جنگ بدر جس کو دیگر غزوات پر خاص امتیازات حاصل ہین کہ خداوند کریم نے خاص سورۂ انفال مین اس غزوہ کے حالات مفصّل بیان فرمائے ہین۔ اور باوجودیکہ یہ پہلا غزوہ تھا۔ مگر بہت سے اصحاب نے شرکت سے اسطرح جی چرایا گویا وہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خداے عزّ وجل فرماتا ہے۔

وان فریقا من المومنین لکارهون	درانحالیکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس کو پسند نہین
یجادلونك فی الحق بعد ما تبیّن	کرتا تھا یہ لوگ حق کے ظاہر ہونیکے بعد تجھ سے جھگڑا کرتے
کانما یساقون الی الموت وهم ینظرون	تھے گویا کہ (وہ لوگ) موت کی طرف ہنکائے جا رہے ہین
(پ ۹ ۔ س انفال ع ۱)	اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔

جناب شبلی صاحب نعمانی نے اس غزوہ کا حال سیرۃ النبی مین مفصّل لکھا ہے جسکے بعض جملہ یہ ہین

یہ بھی مسلم ہے کہ صحابہ مین کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو شرکت سے ہچکچاتے تھے جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے۔ ڈر کے مارے بہت صحابہ کا دل بیٹھا جاتا ہے اور ان کو نظر آتا ہی کہ کوئی موت کے منہ مین لئے جاتا ہی۔ ص ۲۵۱ و ۲۵۳

ہمنے آیات بینات کی دوسری آیت کی بحث مین اصحاب کا جہاد سے جی چرانا اور معرکہ سے فرار کرنا اسی جلد مین آگے بیان کیا ہے جس طرح غزوۂ بدر پر جانے سے جی چرا گئے اسی طرح غزوۂ تبوک پر بھی جانے سے حیلے حوالہ کرکے بیٹھ رہے تھے جسپر اللہ جل شانہ نے اُن پر سخت عتاب فرمایا۔

یاایھا الذین امنوا مالکم	مسلمانو! تم کو کیا ہوگیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا
اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ	ہے کہ راہ خدا مین (لڑنے کیلئے) نکلو تو تم زمین پر ڈھیر ہوجاتے ہو
اثاقلتم الی الارض ط ارضیتم	کیا آخرت کے بدلے دنیا کی زندگی پر قناعت کر بیٹھے ہو (اگر
بالحیوٰۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع	یہ بات ہی تو (یہ تمھاری سخت غلط فہمی ہے کیونکہ) آخرت کے
الحیوٰۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل	(فائدون کے) مقابلہ مین دنیا کی زندگی کے فائدے محض بے حقیقت
الا تنفروا یعذبکم عذابا الیما ویستبدل	ہین اگر تم (بلائے جانے پر بھی) راہ خدا مین لڑنے کیلئے نہ نکلوگے
قوما غیرکم ولا تضروہ شیئا ط واللہ	تو تم کو بڑی دردناک دیگا اور تمھارے بدلے دوسرے لوگ (رسول کی مدد کو)
علی کل شئ قدیر	لا موجود کریگا اور تم اسکا کچھ بھی نہین بگاڑ سکوگے اور اللہ ہر چیز
پ ۱۰ س توبہ ع	پر قادر ہے۔

صاحب تفسیر حسینی نے جو تفسیر اس آیت کی کی ہے اسکو ملاحظہ فرمائین۔

نقل است کہ در سال نہم از ہجرت کہ حضرت	رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے
رسالت پناہ عازم غزوۂ تبوک شدہ ہوا در غایت	نوین سال غزوۂ تبوک کا عزم فرمایا۔ اس وقت
حرارت بود اہل مدینہ بسبب خشک سالی مقل	شدت کی گرمی تھی اہل مدینہ خشک سالی کیوجہ
الحال میگذارنیدند چون فرمان رسید کہ اصحاب	سے تنگ حال تھے جب یہ حکم ہوا کہ اصحاب جہاد
کمر جہاد بر میان اجتہاد بستہ عنان عزیمت بدان	کے لئے مستعد ہین اُس طرف چلین اُنھون نے
صوب معطوف سازند ایشان بسبب بعد مسافت و	بسبب فاصلۂ دور و دراز ، اور

کثرت اعداد قلت زاد و گرمی ہوا بکراہت طبعی کثرت دشمنان قلت زاد راہ اور موسم گرما اس سفر
در رفتن تکاسل می ورزیدند آیت آمد یا ایھا الذین سے تساہل اور کراہت کی اسپر آیت "یا ایھا
امنوا مالکم الخ" (جلد اول صفحہ ۲۵۵) الذین امنوا الخ" نازل ہوئی

آیات بینات مین اس آیت کا جو شان نزول تحریر فرمایا ہے اُس کی بھی نقل کیجاتی ہے اور وہ یہ ہے

جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف اور حنین سے مراجعت فرمائی اور تھوڑے دن
مدینہ مین قیام فرما کر قصد جہاد روم کا کیا تو بعض لوگون پر نہایت گران گذرا اس لئے کہ گرمی کے دن
تھے۔ اور سفر دور و دراز تھا خرمون کے پکنے کے فصل تھی اور روم کا خوف بھی غالب تھا۔ تب اللہ جل شانہ
نے واسطے ترغیب جہاد کے ان آیتون کو نازل کیا۔ (آیات بینات صفحہ ۳۴)

اس عبارت مین "ترغیب" کا لفظ اصحاب کی عیب پوشی کی خاطر لکھا ہے حالانکہ اللہ جل شانہ نے تو
ان آیتون مین بہت تہدید اور تخویف کی ہے (اسی طرح دیگر آیات مین بھی ہے)

قل ان کان اٰباءکم وابناءکم (اے رسول) تم کہدو کہ اگر تمھارے باپ (دادا) اور
واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم تمھارے بیٹے (پوتے) اور تمھارے بھائی بند اور بیبیان اور تمھارا
واموال اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کنبہ (قبیلہ) اور وہ مال جو تم نے جمع کر لیا ہے اور وہ تجارت
کسادھا ومساکن ترضونھا احب الیکم جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے تھے اور وہ مکانات جو تم کو
من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ پسند آگئے ہین یہ سب چیزین اللہ سے اور اُسکے رسول سے اور راہ خدا
فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ مین جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہین تو (جس حالت مین ہو)
لایھدی القوم الفاسقین ۰ رہو یہان تک کہ اللہ اپنے امر کو ظاہر کردے اور اللہ نافرمان
(پ ۱۰ س توبہ ع ۳) لوگون کی راہبری نہین فرماتا۔

آٹھوین مثال حب بنی اسرائیل کی درخواست کی بنا پر جو ایک بادشاہ مقرر کرنے کی بابت حضرت شمویل نے

اصحاب کی عدول حکمی اسامہ کی سرداری سے

دعا کی تو خدا نے ایک برتن روغن سے بھرا ہوا اور ایک عصا نازل فرمایا اور وحی بھیجی کہ ان لوگون مین سے جسکے آنے پر روغن جوش کھانے لگے اور عصا اُسکے قد کے برابر ہو جائے اُسی کو بنی اسرائیل کا بادشاہ مقرر کرو۔ یہ سنکر بہت سے لوگ بن ٹھنکر آئے مگر کچھ نہ ہوا۔ جب طالوت آئے تو روغن بھی جوش کھانے لگا اور عصا بھی اُسکے قد کے برابر ہو گیا۔ یہ دیکھکر حضرت شمویل نے اُن کو بادشاہ بنایا بنی اسرائیل قدیم عادت کے موافق لگے اعتراض کرنے اور اپنے نبی سے بحث کرنے لگے کیونکہ اُنکی خواہش یہ تھی کہ جسکے پاس خزانہ مال اور تزک احتشام ہو اُسی کو بادشاہ ہونا چاہیئے۔ اور حضرت شمویل کا جواب شرع کے قاعدے پر مبنی تھا کہ سلطنت کا کام ظاہری تزک سے نہین چلتا اسکے لئے علم اور حکمت کے خزانہ کی ضرورت ہے اور اسی کا لحاظ خداوند عالم نے بھی ہمیشہ ہر نبی یا خلیفہ کے مقرر کرنے مین رکھا ہے۔ (دیکھو تفسیر حسینی وغیرہ)

اِس قصہ کا بھی ذکر قرآن مجید مین ہے :-

وقال لهم نبيهم ان الله	اور اُن کے نبی نے اُنسے کہا کہ بیشک خدا نے (تمہاری
قد بعث لكم طالوت ملكا قالوا انى يكون	درخواست کے مطابق) طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا (تب)
له الملك علينا ونحن احق بالملك منه	کہنے لگے اُنکی حکومت ہمپر کیونکر ہو سکتی ہے حالانکہ سلطنت کے
ولم يوت سعة من المال قال ان الله	حقدار اُس سے زیادہ تو ہم ہین کیونکہ اسے تو مال (کے اعتبار)
اصطفاه عليكم وزاده بسطة فى العلم	سے بھی فارغ البالی (تک نصیب نہین) (نبی نے) کہا خدا نے
والجسم والله يوتى ملكه	(تو اسے پر فضیلت) دی ہے اور (مال مین نہ سہی مگر) علم اور جسم
من يشاء والله واسع عليم	کا پھیلاؤ اسی کا خدا نے زیادہ فرمایا ہے اور خدا اپنا ملک
(پ ۲ س بقرہ ع ۳)	جسے چاہے دے۔ اور خدا بڑی گنجائش والا اور واقف کار ہے

یہ مثال اصحاب ثلثہ اور دیگر اصحاب منافقین پر پوری صادق آتی ہے کہ جب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی رحلت سے دو چار دن قبل جنگ روم کے لئے لشکر تیار کیا تو امیر لشکر اسامہ بن زید کو

مقرر فرمایا اور علم فوج جس کو آپنے باوجود تکلیف مرض خود دست مبارک سے تیار کیا تھا اُسامہ کو عطا فرمایا۔ اور روانگی کا حکم دیا۔ اور حسب روایات مندرجہ کتب اہلسنت اکابر مہاجرین وانصار سے یعنی حضرت ابوبکر رضہ حضرت عمر بن خطاب رضہ حضرت عثمان رضہ بن عفان سعد بن ابی وقاص ابوعبیدہ جرّاح سعید بن زید اور سلمہ بن اسلم وغیرہ وغیرہ کو اُسامہ کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور اُسامہ حضرت سے رخصت ہوکر روانہ ہوگئے اور ایک موضع مین مقام کیا کہ کل لوگ وہان جمع ہوجائین تو آگے بڑھین مگر یہ حضرات باوجود حکم مکرر در مکرر اُسامہ کے ہمراہ نہ گئے اور رسول خدا صلعم کے اس حکم پر طعن کی کہ ایک غلام کو ہم پر سردار کیا۔

اصحاب کی یہ باتین حضرت کے سمع اقدس تک پہونچین تو باوجود شدت مرض آپ مسجد مین تشریف لائے اور بالائے منبر بعد حمد وثنا حق تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین وانصار یہ کیا باتین ہین جو تم مین سے بعضون نے اُسامہ کی سرداری کے باب مین میری نسبت کین اور اسیطرح اُسکے باپ کی امارت کے بارے مین بھی تم لوگ طعن وطنز کرچکے ہو حالانکہ وہ سزاوار امارت تھا اور اسی طرح اسامہ بھی ہے۔ اور اُسامہ بن زید کو مین تم سب لوگون سے زیادہ دوست رکھتا ہون۔ اگرچہ یہ بیان ہمارا مطابق کتب اہلسنت ہے مگر اصل عبارت بھی روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۱۴۵) سے اس جگہ نقل کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

روز دوشنبہ بست وہشتم ماہ صفر سنہ مذکور حضرت امر فرمود مردم را ساختن لشکر کند جہت حرب روم وروز دیگر اُسامہ بن زید حارثہ را طلبید وفرمود ترا امیر این لشکر میگردانم۔ وروز چہارشنبہ بست ونہم ماہ مذکور آنحضرت صلعم را شدت مرض طاری شد وروز دیگر باوجود حرارت مرض بدست مبارک لوائے براے وے عقد فرمود وگفت اغزو بسم اللہ فی سبیل اللہ فقاتل من کفر اللہ۔

پس اُسامہ لوا را گرفت وبیرون رفت وبریدہ بن الحصیب را داد تا در آن لشکر صاحب لوا راو

باشد، در جرف منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجرین و انصار مثل ابوبکر صدیق، و عمر فاروق و عثمان ذی النورین و سعد بن ابی قاص و ابوعبیدہ بن الجراح و سعید بن زید و قتادہ بن نعمان و سلمہ بن اسلم بن حریش مامور گشتند تا آنکہ در آن لشکر ہمراہ اسامہ باشند انصورت بر بعضے مردم دشوار نمود بر سبیل طعن گفتند این غلام را پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بر مہاجرین اولین امیر میگرداند مقالہ این جمع بہ سمع شریف حضرت رسید بسیار بغضب رفت و با وجود حمی وصداع از خانہ بیرون آمد و سر مبارک را بعصابہ بربستہ بود بر منبر برآمد و حمد و ثنائے حق تعالی بتقدیم رسانید بعد ازان فرمود اے گروہ مردم این چہ مقالہ است کہ از بعضے از شما بمن رسید در باب امیر گردانیدن من اسامہ را اگر امروز طعن در امارت وے می نمایند پس البتہ طعن کردہ آید در امارت پدرش ازین قبل یعنے در غزوہ موتہ بخدا سوگند او سزاوار امارت بود و پسر وے نیز بعد از وے سزاوار امارتست و زید از احب مردم بود بمن و اسامہ از جملہ دوست ترین مردم ست بمن بعد از وے

(اسی طرح یہ حال "مدارج النبوۃ" و "معارج النبوۃ" وغیرہ کتب مین ہے)

الحاصل یہ وہ مثالین ہین جو بہت واضح ہین اور جن کی تطبیق و تصدیق آیات قرآنی سے بھی جو ہم اوپر نقل کر آئے ہین بخوبی ہوتی ہے۔ اگر تعصب چھوڑ کر سرکشان بنی اسرائیل کے ایمان و اعمال سے ان حضرات کے ایمان و اعمال کا تقابل کرو تو دونون کو ایک ہی قالب مین ڈھلا ہوا پاؤ گے۔ آخر ان حضرات کے ایمان کا یہ رنگ دیکھکر جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

تتبعن سنن من قبلکم شبرا	یعنی تم ضرور پیروی کروگے طریقون کی اُن لوگون کی جو تم سے
بشبر و ذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر	پہلے تھی بالشت بالشت بھر اور ہاتھ ہاتھ بھر یہانتک کہ اگر وہ
ضب تبعتموھم قیل یا رسول اللہ الیھود	کسی سمار کے سوراخ مین داخل ہوئے ہونگے تو تم بھی انکی پیروی کروگے کسی نے عرض
والنصاری قال فمن متفق علیہ	کیا یا رسول اللہ آپکی مراد پہلے لوگون سے یہود و نصاری ہے فرمایا انکے سوا اور کون مراد ہو سکتا ہے

مشکوۃ المصابیح ص۴۵۸

بھائیو! اگر کتب سماوی اور کلام الٰہی کی ایسی ایسی جلی شہادتون کے بعد بھی اچھے اور برے مومن ومنافق مین امتیاز نہ کرو۔ اور اپنے ہی مفسرین عظام ومحدثین کرام کی ایسی ایسی صاف وصریح تفاسیر و اقوال پر قائل نہو تو ہم بجز اس دعا کے کہ خدا تمھین توفیق ہدایت دے اور کس طرح سے سمجھائین ؎

یارب وہ سمجھتے ہین نہ سمجھینگے مری بات دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور

بیشک جو فرقہ شیعہ ہو یا سنی حق کھل جانیکے بعد بھی تعصب اور اپنی ہوا و ہوس کو دخل دے کر سخن حق تسلیم کرنیسے منھ پھیرے اور آیات الٰہی واحادیث نبوی کو پہیلی سمجھے تو ضرور خدا اُس سے سمجھے گا اور جن امور مین باہم اختلاف ہے انکا خود فیصلہ فرمائے گا۔

قل اللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ فیما کانوا فیہ یختلفون

پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن فیصلہ کریگا جنمین انکو اختلاف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

دوسری شہادت انجیل کی

قولہ انجیل سے اصحاب کی فضیلت کی مثال

متی کی انجیل باب ۱۳ کے درس ۳۱ و ۳۲ مین لکھا ہے کہ (آسمان کی پادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے جسے ایک شخص نے لیکر اپنے کھیت مین بویا اور وہ سب بیجون سے چھوٹا ہے۔ پھر جب اُگتا ہے تو سب ترکاریون سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے اسکی ڈالیون پر بسیرا کرتے ہین اس پیشین گوئی کو اس آیت سے ملانا چاہیئے جو ابھی مذکور ہوئی کہ

مثلهم فی الانجیل کزرع	یعنی خداوند تعالی فرماتا ہے کہ پیغمبر کے یارونکی
اخرج شطأه فآزره فاستغلظ	مثال انجیل مین اسطرح لکھی ہے جسطرح ایک چھوٹا سا دانہ کہ
فاستوی علی سوقه یعجب	اسمین اول پتی نکلتی ہے پھر وہ بڑھتا جاتا ہے یہانتک کہ
الزراع۔	بڑا درخت ہوجاتا ہے اور دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے۔

پس اس آیت کے مضمون کی اُس عبارت سے انجیل کی جو ہم نے اوپر بیان کی ہے کیسی تصدیق ہوتی ہے اور اس سے بشہادت قرآن وبشہادت انجیل صحابہ کی فضیلت بخوبی ثابت ہوتی ہے اور درحقیقت یہ مثال بالکل صحابہ کے حال کے مطابق ہے اسلئے کہ وہ اول تھوڑے تھے پھر آہستہ آہستہ بڑھ گئے اور ایک بڑا لشکر ان کا ہو گیا جسکی جماعت اور کثرت کو دیکھکر کفار تعجب کرتے تھے اور انکی قوت کو دیکھ دیکھ کر جلے مرتے تھے۔

پس جو کوئی ان کی بزرگی کا قائل اور اُن کی فضیلت کا معتقد نہ ہو وہ درحقیقت قرآن اور انجیل اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوال

کفار اصحاب مومنین سے جلتے تھے

اسلام لانیوالون کی کثرت اوران کا بڑا لشکر ہوجانے سے اصحاب ثلثہ کی فضلت کو کیا علاقہ اگر وہ جماعت جو اول اول تھوڑی تھی رفتہ رفتہ بڑھ گئی تو اس سے انکی فضیلت کیونکر ثابت ہوسکتی ہے حالانکہ نص قرآن

منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ۔ — تم مین سے بعض دنیا چاہتے ہین اور بعض آخرت کے طالب ہین۔

اور مصداق شعر

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین — یکے بھر دنیا یکے بھر دین

ان کثرت والون مین مومن بھی تھے اور منافق بھی بلکہ اس جماعت اور اس لشکر مین تھوڑے ہی ایسے تھے جو بہ نیت جہاد گھرون سے نکلے اور اپنے ایمان کا ثبوت دیا اور جماعت کی جماعت اور فوج کی فوج ایسی تھی کہ جہاد کا نام سنتے ہی ان پر موت کی غشی طاری ہوتی تھی جس کا اظہار خدائے پاک نے آیہ متذکرہ بالا ویقول الذین امنوا لولا نزلت سورۃ الخ مین فرمایا ہے۔

ہان غنیمت لوٹنے کے لئے مجاہدین کے گروہ مین شریک ہوجاتے تھے۔ اور ایسی طمّاع اور حریص تھے کہ بقول شبلی صاحب

"کفار کے ایمان لانے پر رنج ہوتا تھا کہ ان کا مال ہاتھ سے نکل گیا"

پس ایسی جماعت والون کے حق مین خداے پاک نے

وانہ لحب الخیر لشدید — اور آدمی مال کی محبت پر بہت مضبوط ہے

ارشاد فرمایا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اللہ جل شانہٗ آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہٗ مین اُن اصحاب رسولؐ کے حالات و صفات بیان فرماتا ہے جو صدق دل سے ایمان لائے تھے جنھون نے بعد قبول کرنے ایمان کے اسمین شبہ نہین کیا جنھون نے ہر امر مین خدا و رسولؐ کی اطاعت و پیروی کی جب میدان کارزار مین گئے تو محض خدا کے لئے مشرکین و کفار پر وہ شدت و صلابت کی کہ یا تو خود مقتل مین شہید ہو گئے یا فتح کے ساتھ پھر وہی مجاہدین تھے جن کی ثنا و صفت اللہ جل شانہ اِس طرح کرتا ہے۔

ان اللہ اشتری من المومنین	بیشک اللہ نے مومنونسے انکی جانین اور انکے مال اس
انفسہم واموالہم بان لہم	وعدے پر خرید لئے کہ ان کے بدلے ان کو جنت دیگا
الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ	یہ لوگ جان و مال کی پروا نہ کرکے اللہ کے رستے مین
فیقتلون و یقتلون وعدًا	لڑتے ہین اور لڑتے ہین تو دشمنون کو مارتے اور آپ بھی
علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل	مارے جاتے ہین یہ خدا کا پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا
والقرآن ومن اوفی بعہدہٖ من	اُسنے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور یہ وعدہ تورات اور
اللہ فاستبشروا ببیعکم	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہوا موجود ہے اور خدا سے
الذی بایعتم بہٖ ط وذلک ھو	بڑھکر اپنے قول کا پورا اور کون ہو سکتا ہے تو مسلمانو
الفوز العظیم ۝	اپنے اس سودے کی جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے خوشیان
(پ ۱۱ ۔ س توبہ)	مناؤ اور یہ معاملہ جو تم نے خدا کے ساتھ کیا ہے اسمین
ع ۱۳	تمھاری بڑی کامیابی ہے۔

انھین غازیون کی شجاعت و صلابت کی دہشت سے کفار و مشرکین کے دم نکلتے تھے انھین کو دیکھکر جلتے تھے جو ان کے خون کے پیاسے تھے۔ کیا کسی کی سمجھ مین یہ بات آسکتی ہے کہ مشرکین و کفار اُن سے ڈرتے ہون جنکی پست ہمتی اور بزدلی کا ثبوت اُس روایت سے بخوبی ہوتا ہے جو صلح حدیبیہ کے بارے مین

Presented by Ziaraat.Com

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی نے تحریر فرمائی ہے۔

یعنی ایک شخص کا نام عروہ تھا وہ کفار و مشرکین کی طرف سے معاہدہ حدیبیہ کے بارے مین سفیر مقرر ہوا تھا اسنے اثنا گفتگو مین جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اصحاب رسولؐ کی شجاعت و ہمت پر ایک سخت طعن کی تھی اس کو جناب شبلی صاحب ان الفاظ مین تحریر فرماتے مین :-

"محمدؐ فرض کرو کہ تم نے قریش کا استیصال کر دیا تو کیا اس کی اور بھی کوئی مثال ایسی ہے کہ کسی نے اپنے قوم کو خود برباد کر دیا ہو۔

اس کے سوا اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکرؓ کو اس بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ گالی دے کر کہا کہ "کیا ہم محمدؐ کو چھوڑ کر بھاگ جائینگے"

(دیکھو سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۲۱)

شاید حضرت صدیق اکبرؓ کو احد سے فرار ہونا یاد نہین رہا جس کا خود ان الفاظ مین اعتراف کیا ہے :-

لما صرف الناس یوم	یعنی اُحد کے دن سب لوگ جناب رسول اللہؐ
احد عن رسول اللہ ص کنت اول من	کو چھوڑ کر چلدئے تھے مگر ہم ان اشخاص مین تھے
جاء النبی ص	جو پلٹ کر پہلے آئے تھے

(دیکھو تاریخ خمیس جلد اول صفحہ ۴۳۱)

ان حضرات کے "اشداء علی الکفار" کے مصداق ہونے اور اُنپر "امنوا و عملوا الصلحت" کے منطبق ہونے سے آیات محکمات کی ایک جلد تو پوری ہو چکی۔ اب یہ دوسری شروع ہوئی ہے

Presented by Ziaraat.Com

اس مین بھی بہت کچھ احوال پیش کیے جائینگے۔

غرض جو کوئی اصحاب منافقین کے نفاق کا فرارون کے فرار کا سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمانداروں کے جماعت کی جماعت اور گروہ کے گروہ کا ایمان سے پھر جانے کا اقرار نہ کرے وہ صدہا آیات قرآنی مثل آیۂ کریمہ

ان الذین اٰمنوا ثم کفروا	جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوے پھر
ثم اٰمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا	ایمان لائے پھر کافر ہوے اور کفر مین ترقی کرنے لگے
کفرا لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم	اللہ اُن کو نہ بخشے گا اور نہ اور اُن کو ہدایت کی
سبیلا ۵	راہ ملے گی۔

اور توریت و انجیل کی شہادتون کا جو اُن کے نقص ایمان پر شاہد ہین معتقد نہو وہ درحقیقت قرآن شریف اور تمام کتب سماوی کا منکر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قوله
آیہ کریمہ محمد رسول اللہ الخ
سے کون لوگ مراد ہین

اے صاحبو! اگر صحابۂ رسول کے ایمان واسلام کے تم قائل نہین ہو تو مہربانی کرکے ذرا ارشاد فرماؤ کہ "والذین معہ" سے کیا مراد ہے یعنی وہ کون لوگ حضرت کے ساتھ تھے جن کی صفت اللہ جل شانہ اس آیت مین فرماتا ہے "اشداء علی الکفار" کا مصداق بتلاؤ کہ وہ کون حضرات تھے جو کفار پر سختیان کرتے تھے۔ اگر صحابہ کبار سوائے چار چھ کے سب کے سب منافق اور کافر تھے (ونعوذ باللہ من ذلک) تو وہ کون لوگ تھے جنکے سبب سے اسلام ایک دانہ سے بڑا درخت ہوگیا اور وہ کتنے شخص تھے جنکو کفار دیکھکر غیظ مین آتے تھے کیا کسی کے قیاس مین آسکتا ہے کہ چار چھ شخصون کو دیکھکر کفار جلتے ہون اور معدودے چند کے ایمان لانے پر تعجب کرتے ہون اگر ہزارون آدمی مسلمان نہین ہو گئے تھے اور وہ سب کے سب ایمان مین کامل نہ تھے تو اللہ جل شانہ "فاستغلظ فاستوی علی سوقہ" کیون فرماتا اور اگر ہزارون شخص اسلام نہین لائے تھے تو کنکو دیکھکر کفار کو غصہ آتا۔ پس جب تک کوئی صحابہ کی فضیلت اور اُنکی کثرت کو تصدیق نکرلے وہ اِن آیتون کو بھی تصدیق نہین کرسکتا۔

اے یارو! خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرکے ماننا کہ ہم کو نہایت ہی تعجب آتا ہے کہ جو لوگ ایسی آیتون کو تصدیق کرتے ہین اور جو مثال انجیل مین مذکور ہے اُسکو پیغمبر خدا کی نبوت کی نسبت پیشین گوئی پر محمول کرتے ہین اور پھر صحابہ کرام کی فضیلت اور کثرت سے انکار کرتے ہین اور ایسی آیتون اور پیشینگوئیون کو صرف چار چھ شخصون پر ختم کرتے ہین اور صحابہ سے عداوت رکھکر "لیغیظ بھم الکفار" کی تہدید سے ذرا بھی نہین ڈرتے۔

اقوال

اصحاب مومنین مراد ہین

امامیہ اصحاب مومنین کے ایمان و اسلام کو تہِ دل سے قبول کرتے ہین اور ان کی منزلت و فضیلت کے معتقد ہین۔ جیسا کہ جابجا اپنا یہ اعتقاد ظاہر کر چکے ہین

سلام اُنپہ جو اس کے اصحاب ہین — وہ اصحاب کیسے کہ احباب ہین
خدا اُن سے راضی رسولؐ اُنسے خوش — علیؑ اُنسے راضی بتولؑ اُنسے خوش

کل آیات جو صحابہ کے فضائل مین ہین اُن کے حق مین تسلیم کرتے ہین بلاشبہہ وہ اُن جمیع صفات مذکورۂ قرآنیہ سے متصف تھے ایمان مین کامل تھے کثرت سجود سے پیشانیون پر نشان تھے کفار و مشرکین پر ایسے شدید تھے جن کی شہادت خود کفار دے چکے ہین۔ مجاہد ایسے تھے کہ معرکۂ جہاد سے قدم سرکانا اور پیٹھ پھیرنا جانتے ہی نہ تھے۔ ازانجملہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شدت و صلابت کا حال مورخین نے یہ لکھا ہے کہ

جب غزوہ مُوتہ مین حضرت زید شہید ہو گئے تو اِسکے بعد جعفرؑ بن ابی طالبؑ نے علم اپنے ہاتھ مین لیا وہ بھی زخمون سے چور ہو کر گر پڑے۔ اِن کے جسم پر تقریباً سو زخم تھے اور سب سامنے کے حصہ پر تھے پشت کی طرف ایک بھی نہ تھا۔ دیکھو تاریخ الامۃ مطبوعہ ملیہ علیگڈھ صفحہ ۱۳۶

اِس روایت کی جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی اِن الفاظ مین تصدیق فرماتے ہین۔

"غرض یہ مختصر گروہ آگے بڑھا اور ایک لاکھ فوج پر حملہ آور ہوا۔ حضرت زید برچھیان کھا کر شہید ہوئے اُن کے بعد حضرت جعفرؑ نے علم ہاتھ مین لیا گھوڑے سے اُتر کر پہلے خود اپنے گھوڑے کے پاؤن پر تلوار ماری کہ اسکے کوچین کٹ گئین پھر اس بے جگری سے لڑے کہ تلوارون سے چور چور ہو کر گر پڑے حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے کہ مین نے انکی لاش دیکھی تھی تلوارون اور برچھیون کے نوے زخم تھے۔ لیکن سب کے سب سامنے

کیجانب تھے پشت نے یہ داغ نہین اٹھایا۔ (دیکھو سیرۃ النبی جلد اول ص۳۷۱)

سبحان اللہ آیہ وافی ہدایہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الی اخرہ" کی تفسیر کیا خوب آیات الٰہی کے مطابق کی ہے۔ کہ جو مجاہد اس شوق سے خالصاً لوجہ اللہ کفار کا مقابلہ کرین کہ نوبت زخم سے ایک بھی پشت پر نہ لین اور اپنے پروردگار کے اس حکم

یاایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار (پ۱۰ س انفال ع ۲)

اے ایماندارو! جب تم کفار سے میدان جنگ مین مقابل ہو تو (خبردار) اُن کی طرف پیٹھ نہ پھیرنا۔

پر پورا عمل کرین۔ وہ تو آیہ مذکورہ بالا کی فضیلت سے خارج کر دیئے جائین۔ اور جو مہاجرین و انصار نہ صرف پشت پھیر کر۔ بلکہ فرار ہو کر

ومن یولھم یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب من اللہ و ماواہ جھنم وبئس المصیر (ایضاً)

اُس شخص کے سوا جو لڑائی کے واسطے کترائے یا کسی جماعت کے پاس جا کر موقع پائے اور جو شخص بھی اسدن ان کفار کیطرف اپنی پیٹھ پھیریگا وہ یقینی خدا کے غضب مین آگیا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ اور وہ (کیا) برا ٹھکانا۔

کے مصداق ہون وہ "اشداء علی الکفار رحماء بینھم" اور سبھی کچھ ٹھہرائے جائین۔ عاشقان صحابہ جوش محبت مین آیہ شریفہ

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون (سورہ بقرہ ع ۴)

اور باطل کو حق کے پیرائے مین مت ظاہر کرو۔ اور حقکو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ۔

کو پس پشت ڈالکر خدا کی آیتون کو جو اس نے اپنے خالص و مخلص مجاہدین کی تعریف مین نازل فرمائی ہین

Presented by Ziaraat.Com

اپنے اصحاب ممدوحین کی شان مین بتائین اور اس طریق سے اپنے مذہب کا رنگ جمائین

فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

غرض فوج اور لشکر خدا کے سردار جناب امیر المؤمنین امام المتقین قاتل المشرکین یعسوب الدین کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام تھے جنکی ہمت و شجاعت کا مخالفین و معاندین بھی لوہا مانے ہوئے ہین یہ خلق خدا پر جلی ہے کہ ؎

علی کی تیغ چمکی بارہا اعدا کے لشکر مین — جمل اُحد بدر مین صفین مین خندق مین خیبر مین

دم پیکار تیغ شاہ مردان پیر جاتی تھی — زرہ مین چار آئنہ مین دستانہ مین بکتر مین

کفار و مشرکین اسد اللہ ہی کی شدت و صلابت سے مثل مار سیاہ زہر کھاتے رہے جس نے لوجہ اللہ بڑے بڑے پیل تنون سرکشون اور آتش مزاجون کو ذوالفقار کے پانی سے ٹھنڈا کیا ہے ؎

کیون عمر کو تھا اپنے تن و توش پہ کیا ناز — مرحب کو یہ دعوے تھا کہ مجھ سا نہین جانباز

تھا ناریون مین عنتر مردود بھی ممتاز — تینون تھے شقی بندہ حرص و ہوس و آز

ایک ایک کا سر تن سے اُتارا ہے علیؑ نے

تڑپے بھی نہین یون انھین مارا ہے علیؑ نے

اُسی شیر خدا سیف اللہ ہی کی ہیبت اور دہشت سے سیاہ رو جلے مرتے تھے جس کی شجاعت کے ڈنکے آجتک بج رہے ہین ؎

رعب مانے ہوے ہین ساکن افلاک ابتک — ڈر سے ہل جاتے ہین اکثر طبق خاک ابتک

خوف سے کانپتے ہین دشمن ناپاک ابتک — اُٹھ گئے آپ مگر خلق مین ہے دھاک ابتک

پہلوان اپنے مقامون پہ اکڑ لیتے ہین

جب سنا نام علیؑ کان پکڑ لیتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

ضرغام الٰہی نے اپنے مالک کے اِس حکم

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ (سورۂ حج) خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنیکا ہے۔

پر عمل کرکے دین خدا کے پھیلانے مین جو سختیان کفّار و مشرکین پر کین اور اعلاء کلمۃ اللہ مین جو کڑیان جھیلین وہ مثل آفتاب جہانتاب روشن ہین۔ اللہ اکبر ؎

خدا کے گھر کو کیا تیرگی کفر سے پاک — حسام خوف سے تھے مشرکون کے دل صد چاک
علیؑ کے زور کا غل تھا زمین سے تا افلاک — اذان جو دی تو ہوے شاد سیّد لولاکؐ

حرم مین جس طرف آواز اُن کی جاتی تھی
صداے کلمۂ طیّب اُدھر سے آتی تھی

شجاعت شہِ مردان نہان جہانمین نہین — بہادر ایسا تہِ آسمان جہان مین نہین
علیؑ سا کوئی رفیع المکان جہانمین نہین — قوی کوئی۔ کوئی ایسا جوان جہانمین نہین

جلو مین نصرت و اقبال ساتھ چلتے تھے
علیؑ کی تیغ سے اعدا کے دم نکلتے تھے

حیدر کرّار غیر فرار اللہ الغالب علی بن ابیطالب علیہ السلام ایسے اشدّاء علی الکفّار ہین جنکی بہادری و دلیری پر ملائکہ مقربین نے تحسین و آفرین کی ہے ؎

امینِ سرِّ الٰہی، معینِ ختمِ رسُل — شگفتہ گلشن عدل و نہیب داد کا گل
شجاع وہ کہ ہی غزوون کا جنکے دہر مین غل — کہ جنسے کفر کے جلتے چراغ کردیے گل

دم نبرد عرب کے دلیر لڑ نہ سکے
وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اکھڑ نہ سکے

مدارج النبوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

ہرگاہیکہ شیر بیشۂ ہجا علیؑ مرتضےٰ بدفع مشرکان مشغول گشت رسول اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی

مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان میگوید

"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

سیاہ ذوالفقار حیدر کرار قاتل المشرکین یعسوب الدین علی مرتضےٰ علیہ السلام جوقت معرکہ کارزار مین لشکر خدا کی صف بندی فرماتے تھے۔ اس صف کی نسبت خداوند متعال یہ شہادت دیتا ہی :۔

حیدر صفدر کی شجاعت پر آیت کا نزول

اِنّ اللہ یحب الذین — بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہی جو

یقاتلون فی سبیلہ صفًّا کانّھم — اسکی راہ مین اسطرح صف باندھ کر لڑتے ہین گویا وہ

بنیان مرصوص۔ — سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہین۔

ضحاک نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جس جماعت کی تعریف مین یہ آیت نازل ہوئی ہے وہ علیؑ بن ابیطالب حمزہؓ عبیدہ اور مقداد ابن اسود ہین۔ (دیکھو تفسیر عمدۃ البیان مولفہ مولوی اعجاز علی صاحب)

شیر خدا غزوۂ خندق مین جب عمرو ابن عبدود کے مقابل ہوئے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ — پورا ایمان پورے کفر سے مقابلہ کو نکلا ہے۔

(ابرج المطالب)

جب حیدر کرار نے اس دشمن خدا کو قتل کر دیا تو یہ مژدہ سنکر آپ نے اسلام کی فتح پر سجدہ شکر کیا اور ولی خدا کی منزلت و عظمت مین یہ ارشاد فرمایا

لمبارزۃ علی بن ابی طالب — علیؑ نے خندق کے دن جو جنگ کی وہ

یوم الخندق افضل من اعمال امتی — فضل ہے تمام امت کے اُن اعمال سے جو

الی یوم القیمۃ (روضۃ الاحباب ابرج النبوۃ) — تا روز حشر کرینگے۔

اور دوسری روایت مین یہ الفاظ ہین :۔

Presented by Ziaraat.Com

قتل علی لعمرو بن عبدود — یعنی علی کا عمرو بن عبدود کو قتل کرنا جن و

افضل من عبادۃ الثقلین (ابرج المطالب) — انس کی عبادت سے افضل ہے

اس حدیث کو میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے اس حسن سے نظم کیا ہے ؎

خندق کی وغا عمر سیہ کار کی وہ دھوم — تھرّاتا تھا تلوار سے جسکی عرب و روم

رد کر کے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم — جھپٹا اسد آہو پہ ہوا سب کو یہ معلوم

اک وار مین نہ گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا

خندق کے اُدھر لاش سر نخل ادھر تھا

جسوقت ظفریاب ہوے حیدر کرّار — ایک ہاتھ مین عمر کا تھا ایک مین تلوار

فرمایا محمدؐ نے باعلان و بتکرار — افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار

سر فتحکا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے

جبریل امین چومتے تھے ہاتھ علی کے

جس جماعت کے سپہ سالار شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰ تھے اسی جماعت سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اُس جماعت سے جسکے سپہ سالار حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ تھے جو بقول شبلی صاحب

"جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن نہ جم سکے اور آنحضرت صلعم کیخدمت مین حاضر ہو کر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج نے خود ان کی نسبت یہی شکایت کی"

جس جماعت نے آئینہ اسلام کو جلا دی اسی سے کفار ڈرتے تھے نہ کہ اس جماعت سے جس سے آئینہ اسلام کو زنگ لگا۔ اس جماعت کو دیکھکر کیا تعجب کرتے جو ان کے ہمرنگ تھے۔ چنانچہ جماعت منافقین کے ایمان و اسلام کا رنگ اس روایت سے بخوبی روشن ہوتا ہے۔

اصحاب منافقین کے بارے مین روایت

قال عبداللہ بن الزبیر ذھبت مع ابی الی یارموک — عبداللہ بن زبیر کہتے ہین کہ ہم جنگ یرموک مین

وانا صبیّ لا اقاتل فلمّا قتل الناس — اپنے باپ کے ساتھ تھے جب لڑائی شروع ہوئی تو کچھ لوگون
بصرت الی ناس لا یقاتلون فرکبت — کو ٹیلہ پر دیکھا کہ وہ لوگ جنگ نہین کرتے۔ وہان جو
ذھبت الیھم واذا ابوسفیان بن — ہم پہونچے تو دیکھا کہ ابوسفیان ہین اور کچھ اور لوگ
حرب ومشیخۃ من قریش من ھاجرۃ — بزرگان قریش سے ہین چونکہ ہم کمسن تھے اسلئے
الفتح فرأونی حدثا فلم یتقونی — کسی نے ہماری پروانہ کی اور بے پردہ باتین کرنیلگے
فجعلوا واللہ اذا جالت المسلمون و — دیکھا کہ جب روم والے مسلمانون پر حملہ کرتے تھے تو
رکبتھم الروم یقولون ایہ بنی اصفر — وہ خوش ہوتے تھے اور اُنکی تعریف کرتے۔ اور جب
فاذا جالت الروم ورکبتھم المسلمون — مسلمان اُنپر حملہ کرتے اور رومیون کی شکست ہوتی
قالوا ایہ بنی اصفر فلما ھزم اللہ — تو کہتے تھے ہاے ہاے روم والے۔ جب لڑائی فتح
الروم اخبرت ابی فضحک فقال — ہوئی اور اس خبر کو ہم نے پدر سے کہا تو ہنسے اور کہا
قاتلھم اللہ ابوا لا ضغنا لنحن خیر — خدا غارت کرے کینہ ان کے دل سے نہین جاتے
لھم من الروم — از کلام شعبان ۳۳ — حالانکہ ہم انکے لئے روم والون سے بہتر ہین۔

افسوس کہ یہی ابوسفیان صاحب دربار خلافت مین معزز وممتاز کئے گئے۔ اور مشیر مہام خلافت ہوے اور اُن کے فرزند ارجمند امیر معاویہ صاحب عہدہ ہاے جلیلہ سے سرفراز ہوئے۔ عہدے کیسے حضرت عثمان رض نے تو پوری سلطنت ہی ان کے ہاتھ مین دیدی۔

حضرت حذیفہ رض کے بیان پر آیت کا نزول

شیعون کا مخصوص چار چھہ اصحاب کو اچھا سمجھنا اسلئے اہلسنت کو خوش نہین آتا کہ وہ خدا و رسول کے نزدیک دیگر اصحاب مین ممتاز تھے۔ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ تا وفات کسی موقع محل پر بھی ان کے ایمان مین لغزش نہین ہوئی۔ گو دشمنون نے بہت کچھ بہکایا مگر اپنے ایمان سے نہ پھرے اور نہ کبھی اسلام اور ہادی اسلام کی رسالت اور نبوت مین شبہہ کیا اور نہ کبھی اپنے سعیہ سے مخالفت و حجت کی ان کے صدق ایمان پر

خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

ودّ کثیر[1] من اھل الکتاب	اہل کتاب مین سے بہت سون کی خواہش ہے کہ
لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارًا	ایمان لانیکے بعد تم کو مرتد بنا کر کافر کر لین (صرف)
حسدًا من عند انفسھم من بعد	حسد کیوجہ سے جو انکے دلون مین ہے اس بات کی کہ
ما تبین لھم الحق فاعفوا حتی	حق انپر کھل چکا ہے پس تم معاف کرو اور درگذر رو
یاتی اللہ بامرہ ان اللہ علی کل	یہان تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر کر دے بیشک
شی قدیر۔	اللہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جنگ احد کے بعد یہودیون نے حضرت عمار اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اگر تمھارے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہوتی اب بھی ہمارا کہا مانو ہمارے دین مین چلے آؤ حضرت عمار نے جواب دیا کہ مین عہد کر چکا ہون کہ زندگی بھر کفر اختیار نہ کرون گا اور حذیفہ نے کہا مین خدا کو رب اور اسلام کو دین اور قرآن کو کتاب اور کعبہ کو قبلہ اور مومنین کو برادر پسندیدہ قرار دیچکا ہون یہ خبر حضرت رسول اللہ صلعم کو ملی تو آپنے حضرت عمار و حذیفہ کی تعریف کی اسپر یہ آیت نازل ہوئی۔ چنانچہ تفسیر حسینی نے اس آیت کو حضرت حذیفہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما کی شان مین بتایا ہے۔

دوست میدارند بسیارے از اہل توریت چون فنحاص بن عازورا کہ دانشمند ایشان بود امثال او از احبار آنکہ بازگردانند مر شمارا مراد حذیفہ یمان و عمار یاسر ست کہ فنحاص بن عازر دریاران او مر ایشان را دعوت بہ یہودیت میکردند۔ حق سبحانہ منزہ بود کہ یہود می خواہند کہ بگردانند شمارا۔ (مجلد اول صفحہ ۱۸)

---

[1] دیکھو تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۶۶۔

آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کا اطلاق اصحاب ثلاثہ پر نہین ہوتا

پس شیعون کا چار چھہ کو زیادہ اچھا سمجھنا قابل اعتراض نہین ہے۔ ہان اہلسنت کا باوجود اس دعوے کے کہ "جمیع صحابہ عدول اند" ہزارون اور لاکھون اصحاب مین صرف دس ہی اصحاب کو کامل الایمان سمجھنا اور عشرۂ مبشرہ کی سند دینا اور آیۂ کریمہ محمد رسول اللہ کو مخصوص اصحاب کی شان مین بتانا البتہ موجب تعجب و باعث حیرت ہے۔ چنانچہ جو تقسیم اس آیت کی علماء اہلسنت نے کی ہے وہ البتہ قابل مضحکہ ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین۔

عن ابن عباس "محمد	ان الفاظ مین ہر ایک اصحاب کی فضیلت
رسول اللہ والذین معہ ابوبکر	خاص کی طرف اشارہ ہے یعنی والذین معہ
اشداء علی الکفار عمر رحماء	ابوبکر صدیق کی تعریف مین ہے جو آنحضرت کے ساتھ
بینھم عثمان تراھم رکعًا	سفر مین رہتے تھے اور اشداء علی الکفار فاروق کی
سجدًا علی یبتغون فضلا	صفت مین ہے اور جو مشرکین اور منافقین پر شدت سے
من اللہ ورضوانا طلحۃ والزبیر	سخت تھے اور رحماء بینھم سے عثمان کی مدح ہے
سیماھم فی وجوھھم من اثر	اور تراھم رکعا سجدًا علی مرتضیٰ کی شان مین ہے
السجود عبد الرحمن بن عوف	اور یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا طلحہ زبیر کی شان
وسعد بن ابی وقاص وابو عبیدۃ	مین ہے اور سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود سے
بن الجراح (۲۳۸) مقصد اول	عبد الرحمن سعد اور ابو عبیدہ مراد ہین۔

اس تفسیر سے جناب شاہ صاحب کے تبحر علم و فضل کی شان خوب ظاہر ہوتی ہے جسپر ایک طفل مکتب بھی معترض ہو سکتا ہے کہ اللہ جل شانہ تو صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ محمد تو خدا کے رسول ہین اور کچھ لوگ جو ان کی صحبت مین ہین ایسے ہین جو کفار پر سخت ہین ایک دوسرے پر رحیم و مہربان ہین۔ ایسے راکعین اور ساجدین ہین کہ ان کے چہرون سے سجدون کے آثار نمایان ہین وہ خدا کے فضل کے

خواستگار رہتے ہین۔ یہی وہ لوگ ہین جنکی تعریف توریت وانجیل مین ہے۔ اس تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام صفات اُن اصحاب مین ہونے چاہئین جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ مگر یہ تفسیر سراسر آیات الٰہی کے خلاف ہے باوجودیکہ خود اللہ جل شانہ نے "وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت" فرماکر مومنین کی تصریح کردی۔ پھر بھی اُس سے اعراض کرکے اصحاب کی خاطر یہ تفسیر کی گئی۔ یہی نہین بلکہ جو ان اصحاب کا مخالف ہو اُسکو کافر بتایا ہے۔ جیساکہ تفسیر حسینی مین ہے جسکی نقل یہ ہے :۔

امام قشیری رحمہ اللہ فرمودہ کہ این آیت درشان اصحاب است۔ پس ہرکہ برایشان خشم گیرد وایشان را دشمن دارد داخل کفار خواہد بود۔ ودر تفسیر عجائب آوردہ کہ مراد از عمل صالح (وعد اللہ الذین اٰمنوا وعملوا الصلحت) اینجا دوستی صحابہ است (جلد دوم صفحہ ۳۳۸)

قطع نظر اسکے یہ تقسیم صحابہ ثلثہ کے اعمال وافعال سے بھی مطابقت نہین رکھتی۔ کیونکہ ان کے حالات اسکے برعکس ہین۔ جیساکہ حضرت ابوبکر کو محض غار مین حضرت صلعم کے ہمراہ ہونے پر والذین معہٗ بتایا ہے حالانکہ نہ تو اس آیت مین معیت غار کا کچھ ذکر ہے اور نہ وہ معیت قابل تحسین وآفرین ثابت ہوئی، بلکہ جو رفاقت یار غار نے کی تھی وہ باعث افشاء راز ہوئی کہ جب دشمن حضرت صلعم کا پتہ لگاتے ہوئے در غار تک آگئے۔ اور ان کے سردار نے کہا کہ محمدؐ اسی جگہ ہین یہان سے آگے کہین نہین گئے۔ تو یہ سخن سنکر حضرت ابوبکرؓ چلا چلا کر فرمانے لگے یا رسول اللہ دشمن سر پر آگئے۔ اگر ہم کو دیکھ لینگے تو مار ڈالینگے کبھی زور زور سے رونے لگتے۔ جسکو علماء اہلسنت سانپ کے کاٹنے کا سبب بتاتے ہین۔

ہرچند آنحضرت صلعم تسلی فرماتے ہین مگر آپکا اضطراب کسیطرح دور نہین ہوتا یہ حال ساتوین آیت کے جواب مین ہم لکھین گے جو قابل ملاحظہ ہوگا۔ انشاء اللہ

حضرت عمر کے اشداء علی الکفار ہونے کا کچھ ذکر اوپر ہوچکا ہے باقی آگے آئیگا۔ اب رہے حضرت عثمان رضؓ آپ کے حالات اور اصحاب رسول ؐ سے تعلقات اور مودت ومحبت رحماء بینہم کے سراسر

خلاف ہین۔ آپکی بدسلوکیان اصحاب کبار پر اظہر من الشمس ہین کہ حضرت ابوذر غفاریؓ کو جلا وطن کرادیا۔ اور حضرت عمار یاسر کو اسقدر مارا کہ وہ خریب عارضۂ فتق مین مبتلا ہوگئے۔ حضرت ابن مسعود بھی انھین کی زدوکوب سے ہلاک ہوئے۔

حالانکہ جمہور علماء اہلسنت کے نزدیک بھی یہ لوگ عاشقان خدا و رسولؐ سے تھے۔ اِن بدسلوکیون کے مستحق صرف اس بنا پر ٹھہرائے گئے کہ انھون نے اپنے رسول کی وصیت کے موافق حدیث ثقلین پر عمل کیا تھا۔ اسیطرح حضرت طلحہ و زبیر وغیرہ وہ ذات بابرکات ہین جنکی دشمنی اور عداوت پر حواُن کو وصی رسولؐ سے تھی کتب سیر و تواریخ اہلسنت شاہد ہین کہ جنگ صفین و جمل انھین حضرات کی سازشون کے نتائج تھے۔ اور خداے عزّ و جل فرماتا ہے۔

والفتنۃ اکبر من القتل — فساد برپا کرنا خون ریزی سے بڑھ کر ہے

افسوس کہ علمائے اہلسنت اِن کو صرف اسوجہ سے کہ انھون نے وصی رسولؐ سے عداوت و بغاوت کی خدا کی طرف سے یبتغون فضلا من اللہ رضوانا کا پروانہ دیتے ہین۔

الحاصل کیا کسی کے خیال و قیاس مین آسکتا ہے۔ کہ کفار و مشرکین حضرت ابوبکرؓ کو ابن الدغنہ کی سفارش پر اور حضرت عمرؓ کو ان کے مامون ابوجہل کی حمایت پر امن دین اور پھر انھین کی شدت و صلابت سے جلتے بھی ہون۔ اور اصحاب منافقین کے اِسلام لانے پر تعجب و حیرت کرتے ہون۔

اصحاب کثیر بعد اسلام مرتد ہوگئے

بھائیو! خیال کرو کہ جو لوگ آنحضرت کے ساتھ تھے اگر حسب اعتقاد تمھارے سب کے سب اسلام مین سچے اور ایمان مین پکے تھے تو اللہ جل شانہ

وان تتولوا کما تولیتم من قبل — اور اگر تم روگردان ہو جیسے کہ پہلے روگردان
یعذبکم عذابا الیما (سورہ فتح) — ہوے تھے تو تم کو خدا عذاب کریگا بعذاب دردناک

کن لوگون کی نسبت فرماتا ہے۔ اگر ہزارون اور لاکھون آدمی جو اسلام لاچکے تھے کلھم اجمعین تادم مرگ اپنے

ایمان پر قائم رہے تھے تو اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد

لاتعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم ۔ بہانہ مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہو گئے

کن سچے اسلام اور پکے ایمان والون سے ہے۔ اور بروز حساب کن لوگون سے یہ فرمائے گا :۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ ۔ جس دن کچھ چہرے نورانی ہون گے اور کچھ

فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم ۔ منہ کالے۔ پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے

بعد ایمانکم فذوقوا العذاب بما کنتم ۔ (انسے کہا جائیگا) کہ تم ایمان لانیکے بعد منکر ہو گئے تھے

تکفرون ۔ (پ۴ ۔ س آل عمران ع ۱۱) ۔ اب جیسا انکار کرتے تھے (ویسا) بدلے عذاب بھی چکھو

پس جب تک کوئی جماعت کی جماعت ۔جوق کی جوق۔ فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ کے ایمان سے پھر جانے پر یقین نہ لائے اور منافقین و مرتدین کی کثرت اور انکی نفاق و شقاق کی تصدیق نہ کرے وہ ان صدہا آیتون کی جو ان کے کفر و ارتداد پر شاہد ہین۔ عموماً اور سورۂ منافقون کی خصوصاً ہرگز ہرگز تصدیق نہین کرسکتا۔

اب صاحبان بصیرت غور فرمائین کہ اللہ جل شانہ جن اصحاب رسولؐ کے نقص ایمان اور حرص و ہوا کا ذکر کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے کرے جنکی حُب دنیا پر

بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا ۔ لیکن تم دنیا کی زندگانی کو مقدم رکھتے ہو

ارشاد فرمائے۔ جن کے حق مین

اولئک الذین طبع اللہ علی ۔ یہی وہ لوگ ہین جنکے دلون پر خدا نے مہر لگادی

قلوبھم واتبعوا اھوائھم ۔ ہے اور یہی اپنی خواہشون کے پیرو ہو گئے ہین۔

فرمائے۔ جنکے خوف اور دہشت پر جو وقت جنگ انپر طاری ہوتی تھی۔ آیہ کریمہ

فاذا جاء الخوف رایتھم ینظرون ۔ اور جبکہ کوئی (موقع) خوف کا آپڑا (اے رسولؐ) تو تم دیکھتے ہو کہ

Presented by Ziaraat.Com

الیک تدرواعینہم کالذی یغشی علیہ من الموت — تمہاری طرف دیکھتے ہین اور اُن کی آنکھین اس طرح گھومتی ہین کہ جیسے کسی شخص پر موت کی بیہوشی چھا جائے

شاہد ہو۔ جو اصحاب اپنے پیغمبر کو تلوارون مین چھوڑ کر فرار ہو جائین اور خود پیغمبر خدا صلعم ان لوگون کو باین القاب۔ یا اصحاب بیعۃ الرضوان۔ یا اصحاب بدر فرما کر پکارین اور اصحاب منھ پھیر کر بھی نہ دیکھین، جس کی تصدیق آیہ شریفہ

اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم — اسوقت کو یاد کرو جب تم (بدحواس) بھاگے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے کھڑے تمکو بلا رہے تھے لیکن تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے — سورہ آل عمران

سے ہوتی ہو۔ اور کفار و مشرکین سے ربط و ضبط رکھنے پر آیہ کریمہ

تسرون الیہم بالمودۃ — تم اِن کو خفیہ دوست رکھتے ہو۔

گواہ ہو۔ افسوس کہ علمار اہلسنت ایسے آیات جلی سے اعراض کر کے آیہ کریمہ "محمد رسول اللہ" کا مصداق انھین لوگون کو ٹھہرائین اور جو لوگ

آیہ محمد رسول اللہ پر مفسرین کی تفاسیر پر تنقید

جاھدوا باموالھم وانفسہم فی سبیل اللہ — خدا کی راہ مین اپنے جانون اور اموال سے جہاد کرو۔

کے صفات سے کورے ہون وہی غازی اور مجاہد کہلائے جائین۔ اور انھین کو خداے پاک کی طرف سے لقد رضی اللہ عنہم بتائین۔

خدا کی قسم سچ جاننا اور یقین کرنا ہم کو سخت تعجب آتا ہے اور نہایت ہی حیرت ہوتی ہے کہ جو محدثین و مفسرین ان آیات پاک کی جو ماں باپ کی تعظیم و تکریم کی نسبت ہین تصدیق کرتے ہین اور پھر بھی اپنے صدیق کو اپنے باپ کے قتل کرنیکے قصد پر اشداء علی الکفار اور عالم قرآن ٹھہراتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

افسوس ہے کہ جو مفسرین آیۂ شریفہ "المریان للذین امنوا" الخ کی یہ تفسیرین کرین :-

عن ابی بکران ھذہ الایۃ قرءت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً اشدیدًا فنظر الیھم فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب

ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اہل یمامہ کے سامنے پڑھی گئی تو وہ لوگ بہت روئے ابوبکر نے انکا رونا دیکھکر فرمایا کہ ایسے ہی ہم تھے کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ قساوت آگئی۔

اور باوجود اسکے کہ خود حضرت ابوبکرؓ کا قول نقل کرین کہ وہ حنظلہ سے فرماتے ہین۔

"اے بھائی تم سچ کہتے ہو ہمارا بھی یہی حال ہے"

اسی طرح حضرت عمرؓ خود اپنی زبان سے صلح حدیبیہ کے باب مین یہ فرمائین کہ :-

"رسالت مین جیسا شبہہ مجھے آج ہوا ایسا کبھی نہین ہوا"

اور سورۂ انا فتحنا لک فتحًا مبینًا سنکر بقول جناب شبلی صاحب پیغمبر خدا صلعم سے طنزًا کہین کہ "کیا یہی فتح ہے"، اسپر بھی آیۂ وافی ہدایہ

کیف یھدی اللہ قومًا کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق وجاءھم البینات واللہ لا یھدی القوم الظالمین ۰

خدا ایسے لوگون کو ہدایت کیونکر کرے جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے حالانکہ وہ گواہی دے چکے تھے کہ رسولؐ برحق ہین اور اُن کے پاس کھلی نشانیان آچکی تھین اور اللہ ظالم لوگون کو توفیق ہدایت نہین دیتا۔

(پ ۳ - س آل عمران ع ۱۱)

کو پس پشت ڈال کر انھین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اُن کے حقیقی حالات سے چشم پوشی کرکے یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ وہ اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتے تھے۔ حرص و ہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے۔ شب و روز خدا اور اُسکے رسول کی رضا کے طالب رہتے تھے۔ ایمان مین کامل اور دل اُنکے معرفت الٰہی سے

Presented by Ziaraat.Com

روشن و منور تھے۔ علم قرآن و حدیث سے اُنکے سینہ معمور تھے۔ انھون نے بت خانون کو مسمار کرکے بت پرستون کو خدا پرست بنا دیا تھا۔ انکی رائے بموجب وحی خدا نازل ہوا کرتی تھی۔ انھین کے اسلام لانے سے اسلام کو عزت اور قوت ہوئی غرض ؎

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل　　آن شرح ندارد کہ بگفتار در آید

خدا ان کو توفیق ہدایت دے جو آل رسولؐ سے منحرف ہوکر۔ اور مخالفین آل نبیؐ سے مودت اور عقیدت رکھ کر

یاایھا الذین امنوا لا تتولوا قوما　　اے ایمان والو نہ دوستی کرو اُن لوگون سے جنپر

غضب اللہ علیھم　　خدا نے غضب کیا ہے

کی تہدید اور تخویف سے ذرا بھی نہین ڈرتے اور جو مثالین کتب سماوی مین بطور پیشینگوئی کے اور قرآن مجید کی آیتین وصی رسول کے فضائل اور اکمل الایمان ہونے پر شاہد ہین ان کو تسلیم کرنے کے بعد بھی نفس رسولؐ کی سابق الاسلامی اور افضلیت سے انکار اور اعراض کرکے اپنے آپ کو صریح منکر کتب سماوی اور کلام الٰہی کا ٹھہراتے ہین۔ کاش اب بھی سوچین اور سمجھین۔ اور امامیہ اثنا عشریہ کو اپنے مذہب کی دعوت دینے کے بجائے بفحوائے آیۂ شریفہ

اگر اہل سنت نجات چاہتے ہین تو مذہب امامیہ اختیار کرین

ویاقوم مالی ادعوکم الی النجاۃ و　　اے میری قوم تجھے کیا ہوا ہے کہ مین تو تم کو نجات

تدعوننی الی النار　　کیطرف بلاتا ہون اور تم مجھے دوزخ کیطرف بلاتے ہو۔

امامیہ کی ہدایت اور نصیحت قبول کرین۔ اور اُس جماعت سے جسپر

ویفسدون فی الارض اولئک　　اور دنیا مین فتنہ و فساد پھیلاتے ہین اور آخرکار

ھم الخاسرون ٥　　وہی نامراد اور ناکام رہینگے۔

کا اطلاق ہوتا ہے جس جماعت کی بدولت اوراق مصحف ایمان پارہ پارہ ہوے۔ اور اہلبیت نبوی ؑ کا

یہ حشر ہوا ؎

آل نبیؐ کو قتل کیا گھر جلا دیا　　مٹی مین خاندان رسالت ملا دیا

نکل کر زمرہ مومنین مین جو بفضلہ صراط مستقیم پر ہین جنکو اللہ تبارک و تعالی نے اولئک ھم المھتدون سے ممتاز فرمایا ہے۔ شامل ہو جائین اور دامن شاہ ولایت مظہر العجائب امام المشارق والمغارب علی بن ابی طالب علیہ السلام کا پکڑین جو امام منصوص من اللہ اور مفترض الطاعۃ ہین۔ جیسا کہ آپ ہی کے پیشوایان کبار سے امام شافعیؒ عقیدۃً ارشاد فرماتے ہین ؎

ینابیع المودۃ صفحہ ۸۶

علی حبہ	قسیم النار والجنۃ	وصی المصطفی حقا	امام الانس والجنۃ
علی کی محبت سر پر ہے	دوزخ اور بہشت کے قاسم ہین	از روے حق محمد مصطفی صلعم کے وصی	اور جن و انس کے امام ہین

اللھم صل علی محمد وآل محمد

اللہ! اللہ! جناب امیر المومنینؑ کی مودت اور ولایت کا مسئلہ کیسا مہتم بالشان ہے کہ بغیر اس کے ایمان ہی کامل نہین ہوتا۔ اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک مین ارشاد فرماتا ہے۔

بروز حشر جناب امیر کی ولایت کا سوال کیا جائے گا

وقفوھم انھم مسئولون ۝　　(اہل محشر کی نسبت حکم ہوگا) کہ انھین ٹھہراؤ تو ان سے کچھ پوچھنا ہے۔

(پ ۲۳ ۔ س والصفت ع ۲)

ابن حجر مکی صواعق محرقہ مین اس آیت کے تحت مین یہ لکھتے ہین کہ

دیلمی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ اہل محشر سے علی بن ابیطالبؑ کی ولایت کا سوال کیا جائے گا۔

اور امام واحدی وغیرہ بھی تفسیر مین اس آیۂ کریمہ کی یہی روایت کرتے ہین :۔

عن ابی سعید وابن عباس　　ابو سعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالی وقفوھم　　روایت ہے اس آیۂ کریمہ کے متعلق کہ کھڑا کرو انکو

Presented by Ziaraat.Com

انهم مسئولون یوم القیمۃ عن ولایۃ علیؑ
(اخرجہ الامام الواحدی فی تفسیرہ وابوبکر بن مردویہ والدیلمی فردوس الاخبار)

تحقیق انسے پوچھنا ہے قیامت کے دن علی کی ولایت سے
(از سوانح عمری امیرالمومنین مولفہ مولوی عبیداللہ صاحب امرتسری صفحہ ۵۰)

بغیر مودت جناب امیرؑ جنت حرام ہے

اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ تمام اعمال حسنہ بغیر مودت علیؑ ابن ابیطالب بیکار اور اکارت ہین۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلعم لو ان عبدًا عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ ومدّ فی عمرہ حتی یحج الف حج علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلومًا ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم یدخلھا۔
(اخرجہ الدیلمی ایضا صفحہ ۵۲۱)

جناب امیر علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے۔ اگر کوئی خدا کا بندہ خدائے عزوجل کی اتنی عبادت کرے کہ جسقدر نوح علیہ السلام نے اپنی قوم مین قیام فرماکر کی ہے اور احد کے پہاڑ کے برابر سونا خدا کی راہ مین خرچ کرے پھر اسکی عمر اسقدر دراز ہو کہ پیادہ ایک ہزار حج کرے اور پھر صفا و مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے لیکن اے علیؑ تجھے دوست نہ رکھتا ہو تو وہ جنت کی بو نہین سونگھ سکے گا اور نہ اُس مین داخل ہوسکیگا۔

اس حدیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے ؎

بندہ ہزار سال عبادت اگر کرے
اور زر بقدر کوہ احد راہ حق مین دے
حج بھی پیادہ پا جو ہزار اسنے ہون کئے
بیجرم گر شہید بھی ہو تیغ ظلم سے
حب علیؑ کی مے نہین جس دل کے جام مین
بوے جنان نہ پہونچے گی اُسکے مشام مین

هذا بیان للناس وهدًی و — یہ کل آدمیون اور پرہیزگارون کیلئے ہدایت

موعظۃ للمتقین — ونصیحت ہے۔

المختصر ولی خدا اور وصی رسول اللہ کی مودت اور عقیدت مین صلاح کونین و فلاح دارین ہے اور جنت آل رسول ہی کی اطاعت اور مودت کا صلہ ہے

غلامان علی واحمد و زہرا کا حصہ ہے — ارم مین خلد مین تسنیم مین طوبیٰ ہیں کوثر مین

قال اللہ تبارک وتعالیٰ

ان اصحب الجنۃ الیوم فی شغل — بہشت کے رہنے والے آج (روز قیامت) ایک شغلہ سے جی بہلا رہے ہین

فاکھون ھم وازواجھم فی ظلال علی — وہ اپنی بیبیون کے ساتھ ٹھنڈی چھاؤن مین تکیے لگائے تختون پر

الارائک متکئون لھم فیھا فاکھۃ — (جمے) بیٹھے ہوئے ہین بہشت مین اُنکے لئے (تازہ) میوے تیار ہین

ولھم مایدعون سلام قولا من رب — اور جو وہ چاہین اُنکے لئے موجود ہو۔ مہربان پروردگار کیطرف سے

رحیم (سورہ یٰسین) — سلام کا پیغام آئیگا۔

اللھم صل علی محمد النبی وآلہ الطاہرین الذین اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

حدیث شیعیان علی کی فضیلت مین

شیعیان جناب امیر علیہ السلام کی فضیلت مین بہت حدیثین کتب اہلسنت مین موجود ہین از انجملہ یہ ہے:-

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا علی انت غدًا فی الاخرۃ اقرب الخلق منی وانت علی الحوض خلیفتی وان شیعتک علی منابر من نور مبیضۃ وجوھھم حولی اشفع لھم ویکونون فی الجنۃ جیرانی

(اخرجہ ابن المغازلی فی المناقب والخوارزمی عن علی والملا فی وسیلۃ المتعبدین الی متابعۃ سید المرسلین ومحمد بن یوسف الکنجی الشافعی فی کفایۃ الطالب وابراہیم بن عبداللہ الوصابی الیمنی الشافعی فی الاکتفاء فی فضائل الاربعۃ الخلفاء وابن اسبوع الاندلسی فی الشفاء وابو سعید عبدالملک بن محمد ابراہیم الخرکشی فی شرف النبوۃ۔ (ارجح المطالب ص۳۰)

جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت ہے کہ جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تم کل قیامت کو بہ نسبت تمام خلائق کے مجھسے زیادہ قریب اور حوض (کوثر) پر میرے خلیفہ ہوگے اور تمھارے شیعہ نور کے منبرون پر نورانی چہرون سے میرے اردگرد ہونگے مین اُنکی شفاعت کرونگا وہ جنت مین میرے ہمسایہ ہونگے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوال حافظ ابن حجر و شاہ صاحب شیعیان علی سے مراد اہلسنت ہین

اس حدیث کے علاوہ اور بہت سی حدیثین فضائل شیعہ گروہ کے بارے مین ہین ان حدیثون کو اکابر علماے اہلسنت تسلیم کرتے ہین مگر لطف یہ ہے کہ ان کو فرقۂ اہلسنت کے حق مین بتاتے ہین چنانچہ ابن حجر صواعق محرقہ مین تحریر فرماتے ہین ۔

وشیعۃ اھل البیت ھم اھل السنۃ والجماعۃ لانھم الذین احبوھم کما امرھم اللہ ورسولہ اما غیرھم فاعداء ھم فی الحقیقۃ

یعنی اہلسنت والجماعت ہی شیعہ اہلبیت ہین کیونکہ یہی لوگ خدا و رسولؐ کے حکم کے موافق اہلبیت سے محبت رکھتے ہین۔ اور اہلسنت کے سوا دوسرے لوگ فی الحقیقت اہلبیت کے دشمن ہین (ایضاً)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب ایک سالہ مین جو بجواب فرقہ امامیہ ہے یہ تحریر فرماتے ہین :۔

" ما ایم شیعہ اولی و احادیث کہ در فضل شیعہ وارد اند ما ایم نہ روافض " (ایضاً)

الحاصل خدا و رسولؐ تو سب طرح سے ہدایت اور نصیحت فرما چکے ہین ۔ مگر کون دیکھتا ہے اور کون سنتا ہے ؎

ہر گل تو ز گلرخے یاد ہمی کند ولے گوش سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو

قولہ تعالیٰ

ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنھا (پ ۲۱ ۔ س السجدہ)

اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہے کہ اسکو اسکے پروردگار کی آیتون (کے ذریعہ) سے نصیحت کیجاے اور وہ منھ پھیرے

قال

قرآن مجید کی شہادتین صحابہ کی فضیلت مین

پہلی آیت

قولہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ اصحاب کی فضیلت مین

کنتم خیر امۃ اُخرجت للناس — (یعنی) تم بہترین امت ہو جن لئے گئے ہو آدمیون
تامرون بالمعروف وتنھون عن — کے لئے حکم کرتے ہو نیک باتون کا اور روکتے ہو بری
المنکر وتومنون باللہ ولو اٰمن — باتون سے اور ایمان رکھتے ہو خدا پر۔ اور اگر ایمان
اھل الکتاب لکان خیرا لھم — لاتے اہل کتاب تو بہتر ہوتا ان کے حق مین بعضے
منھم المومنون واکثرھم الفاسقون — انمین سے مومن ہین اور اکثر فاسق

اس آیت مین اللہ جل شانہ صحابہ کی فضیلتون کو اور ان کی بزرگیون کو خود اُن سے بیان فرماتا ہے اور اُن سے مخاطب ہو کر ارشاد کرتا ہے کہ تم بہترین امت سے ہو اور تم کو مین نے اور مخلوق سے منتخب کر لیا ہے تاکہ لوگون کو ہدایت کرو۔ چنانچہ تم جس کام کے لئے مقرر ہوے ہو وہ کرتے ہو اور جو خدمت تمھارے سپرد ہوئی اسکو ادا کر رہے ہو۔ تا" تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" کہ لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو۔ اور بری باتون سے بچاتے ہو۔ جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک آیت عقائد شیعیان عبداللہ بن سبا کے بطلان پر کافی ہے کہ خداوند کریم کہ جبکہ اصحاب رسول کی نسبت فرمائے کہ وہ بہترین امت سے ہین۔ اور واسطے ہدایت بنی آدم کے پیدا کیے گئے ہین اور انکے افعال حسنہ کی تصدیق کرے کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے ہین اور باوجود اسکے حضرات شیعہ ان کو

Presented by Ziaraat.Com

بدترین امت سے جانین اور انکی بزرگی اور فضیلت سے انکار کرین۔

ہم نہایت تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون اور ایسی صاف شہادتون پر بھی وے اپنے عقیدہ کے فساد پر خیال نہین کرتے اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔ اگر صحابۂ کبار بہترین امت سے نہین تھے تو خدا کا خطاب کنتم خیر امۃ (یعنی تم بہترین اُمت سے ہو) کس سے ہے؟ اور ان کے اعمال نیک نہ تھے تو اللہ جل شانہ کا ارشاد "تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر" (تم نیک کام اورون کو بتاتے ہو اور بُرے کامون سے منع کرتے ہو) کس کی طرف ہے اگر وے سچے دِل سے ایمان نہین لائے تو خدا کی اِس تصدیق کے تومنون باللہ کہ تم خدا پر سچے دل سے ایمان رکھتے ہو۔ کیا معنی ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

یہ آیت دیگر اصحاب مومنین کے شان مین ہین

اللہ جل شانہ کا یہ ارشاد کہ تم بہتر امت سے ہو محض اصحاب مومنین مخلصین سے ہے اور یہ خطاب بھی تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر لوگون کو نیک کام سکھلاتے ہو اور بری باتون سے بچاتے ہو انھین سے ہے۔ بیشک وہ ایمان مین ایسے کامل تھے کہ خداے پاک نے نہ صرف اسی ایک آیت سے بلکہ متعدد آیات سے اِن کے امنوا وعملوا الصٰلحت کی تصدیق کی ہے از انجملہ یہ ہین :-

والمؤمنون والمومنات بعضھم	ایمان والے مرد اور عورتین بعض اِن مین
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	بعض کے کارساز ہین سکھلاتے ہین نیک بات
وینھون عن المنکر ویقیمون الصلوٰۃ	اور منع کرتے ہین بری بات سے اور قائم رکھتے ہین
ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ	نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور اللہ اور رسول کے
اولئک سیرحمھم اللہ ان اللہ عزیز حکیم	حکم پر چلتے ہین وہی لوگ حق پر ہین اور اللہ رحم
پارہ ۱۰ سورہ توبہ رکوع ۹	کریگا البتہ اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔

دوسری

یومنون باللہ والیوم الاخر یامرون	اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے اور
بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون	اچھے (کام کرنے) کو کہتے اور برے (کامون) سے منع
فی الخیرات ط واولئک من الصلحین ۵	کرتے اور نیک کامون مین دوڑ پڑتے ہین اور یہی
(پارہ ۴ سورہ ال عمران ع ۱۲)	لوگ نیک بندون مین (داخل ہین)

تیسری

التائبون العابدون	توبہ کرنے والے بندگی کرنے والے شکر
الحامدون السائحون الراکعون	کرنے والے وبے تعلق رہنے والے۔ رکوع
الساجدون الامرون	کرنے والے سجدہ کرنے والے حکم کرنے والے

Presented by Ziaraat.Com

بالمعروف والناهون عن المنكر	نیک بات کے اور منع کرنیوالے بری بات کے
والحافظون لحدود الله وبشر المومنين	اور بنانے والے حدین اللہ کی اور
(پارہ (۱۱) سورہ توبہ ع ۱۴)	خوشخبری سنانے والے مومنین کو۔

نیز مومن کے صفات کی تصریح اس آیہ وافی ہدایہ مین فرما دی ہے۔

ليس البر ان تولوا وجوهكم قبل	یہ کوئی نیکی نہین ہے کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب
المشرق والمغرب ولكن البر من امن	کی طرف کرو بلکہ حقیقی نیکی اُس کی ہے جو اللہ پر
بالله واليوم الاخر والملئكة والكتاب والنبيين واتى المال	اور قیامت کے دن پر اور فرشتون۔ اور کتاب اللہ
على حبه ذوى القربى واليتمى والمساكين وابن السبيل	پر ایمان لائے اور خدا کی محبت مین اپنا مال
والسائلين وفى الرقاب واقام الصلوة	رشتہ دارون کو یتیمون کو محتاجون کو اور
واتى الزكوة والموفون بعهدهم	مسافرون کو اور سوال کرنے والون کو۔ اور
اذا عاهدوا والصابرين فى البأساء	گردنین آزاد کرتے ہین وے۔ اور نماز پڑھے
والضراء وحين البأس ط اولئك	اور زکوٰۃ دے۔ اور جب معاہدہ کرلین تو اپنے عہد کو
الذين صدقوا ط واولئك هم	پورا کرنے والے ہون۔ اور تندرستی اور بیماری اور
المتقون ۝	لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے یہی
(پارہ (۲) سورہ بقرہ ع ۶)	لوگ ہین جو عملا سچے اور یہی متقی ہین۔

پس جو اصحاب ناقص الایمان تھے وہ آیہ کریمہ کنتم خیر امۃ کے مصداق کیونکر ہوسکتے ہین جنکے نفاق وشقاق کے بارے مین متعدد آیات واحادیث کتب صحاح وغیرہ مین موجود ہین چنانچہ حدیث اصحابی جو اصح الکتب بعد کلام الباری۔ بخاری مین ہے۔ جسکے راوی حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہین۔ تحفہ اثنا عشریہ سے نقل کی جاتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:۔

Presented by Ziaraat.Com

حدیث اصحابی کہ اصحاب کو فرشتۂ عذاب جہنم کی طرف لے جائینگے

الا وانہ یجاء برجال من امتی فیوخذ بھم ذات الشمال فاقول یارب اصحابی فیقال انک لاتدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئ شھید فیقال ان ھؤلا لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم (تحفہ ص۳۲۳)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے (رسول اللہ نے فرمایا) آگاہ ہو بیشک میری امت سے کچھ لوگ لائے جائینگے۔ پھر اُن کو جانب شمال پکڑ کر لیجائینگے تو مین کہونگا یہ تو میرے اصحاب ہین پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا کہ اے رسول تم کو ان باتون کی کیا خبر ہے جو تمھارے بعد ان لوگون نے احداث کی ہین۔ پس مین کہونگا جیسا عیسی نے کہا تھا کہ مین اپنی زندگی مین انپر داروغہ رہا اور بعد میرے توان کا نگران رہا اور تو ہر شی پر قادر ہے پس خدا کی طرف سے خطاب ہوگا۔ اے رسولؐ جب سے تم ان لوگون سے جدا ہوے یہ برابر مرتد ہوتے رہے۔

یہ حدیث مخصوص اُن اصحاب سے متعلق ہے۔ جو رات دن جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مین رہتے تھے بظاہر اپنا ایمان جتاتے تھے اور باطن مین نفاق رکھتے تھے۔ خدا و رسول کی مخالفت اور احکام رسالت و نبوت مین شبہات و اعتراضات کیا کرتے تھے جیسا کہ علامہ عبد الکریم شہرستانی ملل و نحل مین تحریر فرماتے ہین۔

رسول اللہ کے حرکات پر اصحاب معترض ہوتے تھے

فھذا ما کان فی زمانہ علیہ السلام وھو علی شوکتہ وقوتہ وصحۃ بدنہ والمنافقون یخادعون فیظھرون الاسلام ویبطنون النفاق وانما یظھر نفاقھم

جناب رسول خدا صلعم کے زمانہ مین حضرت کی شان و شوکت کی وجہ سے منافق لوگ بظاہر اسلام کا دعوے کرتے تھے چنانچہ اُن کا نفاق انکے افعال سے ہر وقت ظاہر ہوتا تھا یعنی منافقین آنحضرتؐ کے

Presented by Ziaraat.Com

فی کل وقت بالاعتراض علی حرکاته	حرکات وسکنات پر معترض ہوا کرتے تھے اور
وسکناته فصارت الاعتراضات کالبزور	یہ اعتراض مثل تخم روز بروز ترقی پذیر ہو کر
وظهر منها الشبهات کالزروع (ملل ونحل ص۱)	باعث اختلافات کثیرہ و مذاہب مختلفہ کے ہوئے

حدیث اصحابی کی تائید

اور حدیث اصحابی کی تائید اُن احادیث نبوی سے بخوبی ہوتی ہے جسمین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احداث اور بدعات سے جو آپ کے بعد صحابہ سے سرزد ہونے والی تھین پیشین گوئی فرمائی تھی اگرچہ بعض احادیث آیات محکمات جلد اول مین درج کی گئی ہین تاہم کچھ اس موقع پر بھی پیش کرتے ہین ملاحظہ فرمائین :-

پہلی جناب سرور کائنات علیہ التحیۃ والثنا نے جو خطبہ بمقام غدیر خم زبان مبارک سے فرمایا تھا جس کو سید شہاب الدین احمد نے جو علماء اکابر اہلسنت سے ہین اپنی کتاب توضیح الدلائل علی ترجیح الفضائل مین لکھا ہے جس کے بعض جملہ یہ ہین :-

فقال اتقوا الله ایها	اے لوگو خدا سے ڈرو جو حق ڈرنے کا ہے اور نہ مرو
الناس حق تقاته ولا تموتن الا	مگر یہ کہ حالت اسلام مین اور تم کو معلوم ہو کہ خدا تمام
وانتم مسلمون واعلموا ان	چیزون پر احاطہ کیئے ہوے ہے اور قریب ہے کہ میرے
الله بکل شیء محیط وانه	بعد کچھ قومین ہونگی جو جھوٹی باتین میری طرف
سیکون من بعدی اقوام	منسوب کرینگی اور لوگ اُن کے جھوٹ کو قبول
یکذبون علی فیقبل	کرلینگے۔ حالانکہ معاذ اللہ جو مین خدا کی طرف
منهم ومعاذ الله ان	سے سوائے امر حق کے کچھ اور زبان سے نکالون۔ اور
اقول علی الله الا الحق	سوائے امر راست کے اُس کے حکم کے خلاف کچھ اور
او انطق بامره الا الصدق	کہون۔ اور سوائے اُس حکم کے جو خدا نے مجھے دیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

وما امرکم الا ما امرنی بہ ولا
ادعوکم الا الی اللہ وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون فقام
الیہ عبادۃ بن الصامت فقال و
متی ذاک یا رسول اللہ ومن ھؤلاء
عرفناھم لنحذرھم قال اقوام
قد استعدوا لنا من یومھم وسیظھرون
لکم اذا بلغت النفس منی ھھنا
واومأ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم
الی حلقہ فقال عبادۃ اذا کان ذلک
فالی من یا رسول اللہ فقال صلی اللہ
علیہ وبارک وسلم علیکم بالسمع والطاعۃ
للسابقین من عترتی والاخذین
من نبوتی فانھم یصدونکم عن الغی
ویدعونکم الی الخیر وھم اھل الحق
ومعادن الصدق یحیون فیکم الکتاب
والسنۃ ویجتنبونکم الالحاد والبدعۃ
ویقمعون باھل الباطل لا یمیلون مع الجاھل
ایھا الناس ان اللہ خلقنی وخلق اھل بیتی من طینۃ

مین تمھین کوئی اور حکم دون اور بجز خدا کی طرف کے اور
کسی چیز کی طرف مین تم کو نہین بلاتا اور جو لوگ ظالم
ہین وہ بہت جلد معلوم کرینگے کہ ان کی جاے بازگشت
کیا ہے۔ پس عبادہ ابن صامت نے کھڑے ہو کر پوچھا
یا رسول اللہ یہ کب ہوگا اور وہ کون لوگ ہین اُن کو
ہمین شناخت کرا دیجیے۔ تاکہ ہم اُس سے بچین۔
سرور عالم نے فرمایا کہ کچھ لوگ ہین جو ابتدا ہی سے میرے
دشمن ہین اور جب میری جان (حلق مبارک کی طرف اشارہ)
کرکے) یہانتک پہونچے گی۔ اُسوقت ظاہر ہون گے
عبادہ نے کہا جب ایسا وقت آئے تو ہم کسکی طرف رجوع
کرین۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اُنکی پیروی کرنا جو میری
عترت مین سب سے سبقت کرنیوالے ہین میری پیغمبری کا
علم لینے والے ہین اور وہی تم کو یقینا گمراہی سے باز رکھینگے
اور نیکی کی طرف دعوت کرینگے اور یہی اہل حق اور
معدن صدق ہین۔ کتاب و سنت کو تم لوگون مین زندہ
رکھینگے الحاد و بدعت سے تم کو بچائین گے اور حق کے
ذریعے اہل باطل کو پست کرینگے اور کسی جاہل
کی طرف میلان نہ کرینگے۔ اے لوگو خدا نے مجھکو اور
میرے اہلبیت کو ایک طینت سے خلق فرمایا۔ اور اُس سے

Presented by Ziaraat.Com

احادیث نسبت تعداد صحابہ

لم یخلق منہا غیرہا کنا اول من ابتداء
من خلقہ فلما خلقنا نور بنورنا
کل ظلمۃ واحیی بنا کل طینۃ
(۲۳۲ غدیر چاپ لکھنو جزء ثانی نصف آخر)

اور کسی کو پیدا نہین کیا۔ سب سے پہلے ہم وہ لوگ ہین کہ
جنکے سبب سے خلقت واقع ہوئی۔ اور جب خدا
ہم کو پیدا کر چکا تو ہمارے نور سے ہر تاریکی کو روشن
کیا اور ہمارے سبب سے ہر طینت کو حیات بخشی۔

دوسری عن عبادۃ سیلی امورکم من بعدی
رجال یعرفونکم ما تنکرون و
ینکرون علیکم ما تعرفون فلا طاعۃ لمن
عصی اللہ وعند ابی بکر بن ابی شیبۃ من
طریق ازہر بن عبد اللہ عن عبادۃ رفعہ
سیکون علیکم امراء یامرونکم بما لا تعرفون و
یفعلون ما تنکرون فلیس لاولئک علیہم طاعۃ

بہت قریب ہے کہ ایسے لوگ بعد ہمارے خلیفہ ہون
جو ان باتون کو تسبیح بتائین جس کو تم اچھا جانتے ہو
اور اچھا بتائین بری بات کو۔ پس نہین طاعت ہے
اسکی جو نافرمانی کرے خدا کی۔ اور عبادہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا قریب ہے تمپر ایسے امیر مقرر ہون جو
اچھے کو برا۔ اور برے کو اچھا بتائین۔ انکی طاعت تمپر
واجب نہین ہے۔ (فتح الباری جلد ۶ صفحہ ۵۲۳)

تیسری وعن اسامۃ بن زید قال اشرف النبی
علی اطم من اطام المدینۃ فقال ہل
ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری
الفتن تقع خلال بیوتکم کوقع المطر
صفحہ ۱۳۷ (ایضا)

یعنی حضرت نے ایک قلعہ سے جو مدینہ مین تھا نیچے
دیکھا۔ اور فرمایا کہ تم بھی دیکھتے ہو جو مین دیکھ رہا ہون
کہا نہین۔ حضرت نے فرمایا ہم دیکھ رہے ہین کہ
فتنہ لوگون کے گھرون مین اس طرح گر رہے ہین
جس طرح آب باران

چوتھی عن ابن عمر انہ سمع النبی یقول لا ترجعوا
بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب
بعض (ایضا صفحہ ۲۱۶)

ابن عمر راوی ہین کہ مین نے حضرت سے یہ
فرماتے سنا کہ ہمارے بعد ایسا نہو کہ تم لوگ پھر کفر
کی طرف پھر جاؤ کہ بعض بعض کو قتل کرین۔

Presented by Ziaraat.Com

پانچوین

اذا فتحت علیکم فارس والروم
ای قوم انتم قیل نکون کما امر الله
قال او غیر ذلك تتنافسون ثم
تتحاسدون ثم تتدابرون ثم
تتباغضون ثم تنطلقون فی مساکن
المهاجرین فتجعلون بعضهم علی رقاب بعض

جب فارس وروم تمپر فتح ہوگا تو کونسی قوم ہوجاؤگے
کہا جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے اسکے مطابق عمل
کرینگے حضرت نے فرمایا اسکے خلاف عمل کروگے تنافس کروگے
پھر حسد کروگے پیچھے پھروگے پھر بغض کروگے۔ پھر
مہاجرین کے گھرون مین گھسکر ایک دوسرے کی
گردن پر سواری کروگے۔

مر۔ہ۔عن ابن عمر ص۲۹ (ایضاً ص۲۲۵)

چھٹی

عن علی قال قال رسول الله صلی
الله علیه وسلم یا علی کیف انت اذا
زهد الناس فی الاخرة ورغبوا
فی الدنیا واکلوا التراث اکلا لما
واحبوا المال حبا جما واتخذوا
دین الله دخلا ومال الله دولا قلت
اترکهم وما اختاروا واختار الله ورسوله
والدار الاخرة واصبر علی مصائب الدنیا
وبلواها حتی الحق بك انشاء الله
قال صدقت اللهم افعل ذلك به
(الثقفی فی الاربعین)
(ص۶۹ جلد ۶ کنز العمال ایضاً ص۲۲۵)

جناب رسالتمآب نے جناب امیرؑ سے پوچھا کہ
یا علیؑ تمہارا کیا حال ہوگا اُسوقت کہ لوگ آخرت سے
منہ موڑینگے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے
میراث کو بالکل ہضم کرڈالینگے اور مال سے پوری
محبت کرینگے دین خدا مین اپنا دخل دینگے اور
مال خدا کو اپنی دولت بنالینگے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی
یا حضرت مین چھوڑ دونگا اُن لوگون کو جو کچھ وہ لوگ اختیار کرینگے
اور مین خدا و رسولؐ کو اختیار کرونگا اور دار آخرت
کو اور مصائب بلائے دنیا پر صبر کرونگا یہانتک کہ آپسے
ملحق ہون انشاء اللہ حضرت نے فرمایا سچ کہا یا اللہ
ایسا ہی کرنا (اس روایت کو حافظ ثقفی نے
اربعین مین روایت کیا ہے)

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ اسلام اسپر شاہد ہے کہ بدعات و احداث جو اُنکے دلون مین نہان تھے وہ واقعہ غدیر خم کے وقت سے عیان ہونے لگے تھے اور جناب رسول اللہ صلعم کے احکام سے سرتابی اور نافرمانی کا ظہور وقت مرض الموت آنحضرت صلعم سے ہی ہونے لگا تھا۔ جیسا کہ لشکر اسامہ سے عدول حکمی کی وصیت مین مزاحم ہوے حدیث ثقلین سے اعراض کرکے آل رسولؐ سے منحرف ہوگئے۔ رسول اللہ کی آنکھ بند ہوتے ہی جور وستم کے دروازے کھل گئے بنت رسول اللہؐ کے حقوق ضبط کئے۔ خانۂ زہرا کے جلانیکا قصد کیا امور شریعت مین خلاف احکام خدا و رسول اپنے قیاس کو دخل دیکر حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا۔ مثل متعۃ النساء و متعۃ الحج وغیرہ وغیرہ قرآن جلا دیئے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی حدیثین مٹائی اور جلائی گئین۔ اِن کے مٹانے مین اسقدر جدوکد کی گئی کہ بذریعہ فرمان اشاعت بند کی گئی۔ اگر کسی بندۂ خدا نے حدیث بیان کی تو اُسکو درّے لگائے گئے کسی کو قید کیا۔ سنت رسولؐ کی بجائے سیرت شیخین جاری ہوگئی۔ اگرچہ ہم اصحاب ثلاثہ کے حالات جو منافی ایمان ہین حسب اقوال علمائے اہلسنت بہت کچھ اس سے پہلے لکھ آئے ہین مگر اس جگہ بھی بعض وہ امور جو مخصوص شریعت سے متعلق ہین درج کرتے ہین جن سے اِن کے

امر بالمعروف ونہی عن المنکر — حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے ہین بری بات سے

پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

ذکر قتل مالک بن نویرہ بعہد خلافت اوّل

ذکر قتل مالک بن نویرہ

کتب سیر و حدیث اہل سنت مین ہے کہ

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر بامارت خالد بن ولید۔ مالک بن نویرہ۔ اور اس کی قوم کے قتل کو بھیجا ان پر یہ الزام لگایا کہ مالک نے اپنی قوم کو زکوٰۃ دینے سے روکا۔ خالد مع لشکر جب وہان پہونچے تو مالک اور اس کی قوم کو پابند شریعت پایا مگر اسپر بھی خالد نے بہت بیدردی سے مالک اور اسکی قوم والون کو قتل کرا دیا۔ اور ان کے سرون کا چولھا بنا کر کھانا پکوایا۔ اور خالد نے زوجۂ مالک سے

Presented by Ziaraat.Com

جو حسینہ و جمیلہ تھی عقد کر لیا اور بلالحاظ عدت ہم بستر ہوے۔ با این ہمہ حضرت ابوبکرؓ نے خالد پر حد جاری نہ کی بلکہ مالک کے بھائی کو بیت المال سے دیت دلوادی۔ حالانکہ بیت المال سے اس کو کچھ تعلق نہ تھا۔ اگرچہ صحابۂ کبار نے جن مین حضرت عمرؓ بھی تھے۔ ان دونون باتون پر حضرت ابوبکرؓ کو متوجہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ حضرت عمرؓ نے خالد سے فرمایا اگر ہم خلیفہ ہوتے تو ضرور قصاص لیتے۔"

جناب شاہ صاحب نے۔ بعد تسلیم صحت واقعہ حضرت ابوبکر اور خالد کو بچانے مین جو سعی اور کوشش کی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیے اسکا اقتباس یہ ہے :-

قول شاہ صاحب خالد کی تائید مین

بعد استماع خبر وحشت اثر وفات پیغمبر	پیغمبر صلعم کی وفات کی خبر سنکر مالک بن نویرہ نے
مالک بن نویرہ صدقاتیکہ از قوم خود گرفتہ بود	جو صدقات اپنی قوم سے لئے تھے انکو واپس
بر آنہا رد نمود۔ وگفت بارے از موت این شخص	کر دیے اور کہا تم نے خلاصی پائی۔ اسپر خالد نے اسکے
خلاص شدید۔ خالد حکم فرمود کہ اورا بہ قتل رسانند	قتل کا حکم دیا جب یہ خبر مدینہ پہونچی تو خالد کے
چون این خبر بہ مدینہ منورہ رسید وازین حرکت	اس فعل پر ابو قتادہ انصاری بگڑے اور دار الخلافت
خالد ابو قتادہ انصاری بر آشفتہ بدار الخلافتہ	مین آکر خالد کو خاطی بتایا اور عمر بن خطاب نے
آمد وخالد را تخطیہ نمود۔ وعمر بن خطاب در اول	بھی پہلے مالک کے قتل کو بیجا سمجھا تھا مگر جب
وہلہ ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد چون	ابوبکر صدیقؓ نے خالد کو اپنے پاس بلا کر یہ حال
ابوبکر صدیقؓ خالد را بحضور خود طلبیدہ۔ ماجرا من	دریافت کیا تو پوری حقیقت معلوم ہونے پر خالد کو
وعن ظاہر شد در ہیچ کتاب معتبر نیست کہ خالد	بیخطا سمجھ کر اس سے کچھ تعرض نہ کیا اور یہ بات کسی معتبر کتاب
ہمان شب با آن زن صحبت داشت واین زن	مین نہین ہے کہ اس شب خالد زوجۂ مالک سے ہم بستر ہوا
را مالک از مدتے مطلقہ ساختہ محبوس داشتہ بود بنا بر رسم جاہلیت	نیز ایک عرصہ سے مالک اسکو طلاق دیچکا تھا اور بعد طلاق
وبرائے دفع ہمین رسم فاسد این آیہ نازل شدہ	دینے کے محبوس رکھا تھا اسی رسم بد کے دور کرنیکے لئے یہ آیت نازل ہوئی

Presented by Ziaraat.Com

واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن (وقتیکہ طلاق بدہید زنان را پس رسند بعدت خود پس بند مکنید ایشان را ازین عدت او منقضی شدہ بود و نکاح او حلال گشت بہمین جہت خالد انتظار عدت دیگر نہ کشید (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۶۳)

(کہ جب تم اپنی عورتون کو طلاق دیچکو اور اپنی عدت پوری ہو چکی) تھی اس لئے نکاح خالد نے کیا وہ حلال ہوا اور اس نے دوسری عدت کا انتظار نہین کیا۔

سلمنا کہ مالک بن نویرہ مرتد نبود اما شبہہ ارتداد او بلا ریب در ذہن خالد جا گرفتہ بود جواب دیگر ابوبکر صدیق خلیفہ رسول ص بود نہ خلیفہ شیعہ و سنی او را بہ فرمائش و خواہش ایشان کار کردن نمیرسد بلکہ موافق سنت پیغمبر ابوبکر دیت مالک ہم از بیت المال دہانید اگر توقف ابوبکر در قصاص مالک قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در قصاص عثمان بطریق اولے قادح باشد بیقیناً قصاص مالک بن نویرہ از خالد آن وقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثہ مالک طلب قصاص میکردند و ہرگز طلب ورثہ او ثابت نہ شدہ (تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۲۶۳ تا ۲۶۴)

اور ہم نے مانا کہ مالک مرتد نہین ہوا تھا مگر خالد کو اس کے مرتد ہونے کا شبہہ ضرور ہوا تھا دوسرا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق خلیفہ رسول تھے نہ خلیفہ شیعہ و سنی کہ حسب فرمائش اور خواہش انکے عمل کرتے بلکہ موافق سنت پیغمبر عمل کیا اسپر بھی ابوبکر نے دیت مالک کی بیت المال سے دلادی اگر مالک کے قصاص مین توقف کرنے سے خلافت ابوبکر پر کوئی الزام عائد ہوتا ہے تو اُنسے زیادہ حضرت امیر مورد الزام ہوتے ہین جنھون نے عثمان کے قصاص مین توقف کیا تھا۔ اور خالد سے مالک کا قصاص لینا ابوبکر پر اس وقت واجب تھا کہ اگر ورثہ مالک طالب قصاص ہوتے۔ حالانکہ اس کے ورثا ہرگز طالب قصاص نہین ہوے

تردید قول

حضرت شاہ صاحب کا یہ کلام کتب اہل سنت مثل تاریخ خمیس و استیعاب و تاریخ طبری و تاریخ کامل

وفیات الاعیان وکنز العمال وروضۃ الاحباب وروضۃ الصفا وغیرہ وغیرہ کے بالکل خلاف ہے چنانچہ دوچار روایتین نقل کی جاتی ہین اور وہ یہ ہین :-

عن ابن ابی عون وغیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان مالك بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالك ذلك وقال انا علی الاسلام ماغیرت ولا بدلت وشھد لہ ابوقتادۃ وعبد اللہ بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجھا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالك بن نویرۃ وتزوجہ امرأتہ فقال لابی بکر انہ قد زنی فارجمہ فقال ابوبکر ماکنت لارجمہ تاول فاخطاء وقال انہ قد قتل مسلما فاقتلہ قال ماکنت لاقتلہ تاول فاخطاء قال فاعزلہ

یعنی خالد نے دعوے کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوگیا ہے اور یہ دعوے کسی ایسے کلام کی بنا پر تھا جو خالد کے کانون تک پہونچا تھا پس مالک نے اسکا انکار کیا۔ اور کہا مین تو اسلام پر قائم ہون مین نے اپنے مذہب مین کوئی تغیر و تبدل نہین کیا ہے۔ ابوقتادہ وعبداللہ بن عمر نے اسکے اسلام کی شہادت بھی دی۔ مگر خالد نے نہ مانا ضرار بن ازور اسدی کو حکم دیا۔ اسنے مالک کا سر قلم کردیا اور خالد نے زوجۂ مالک ام متمم پر (اسیدن) قبضہ کرلیا واقعات کی اطلاع ہوتے ہی عمر بن خطاب ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ خالد نے زنا کا ارتکاب کیا ہے۔ لہذا اسکو سنگسار کرا دو۔ ابوبکر نے کہا مین ایسا نہین کرسکتا (اسکا قصور ہی کیا ہے) اسنے ایک مسئلہ مین (مجتہدانہ) تاویل کی لیکن راے خطا کرگئی تب عمر نے کہا کہ خیر اسنے ایک مسلمان کو تو قتل کیا ہے پس اسکو معمول طریق سے قتل کردو ابوبکر نے کہا مین یہ بھی نہ کرونگا کیونکہ اسنے تاویل کی اور خطا ہوگئی

قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفا سله الله علیهم ابدًا

کنز العمال کتاب الامارۃ والخلافۃ

پھر کیون قتل کرون۔ عمر نے کہا کہ اچھا یہی کرو کہ اُسکو معزول کر دو۔ ابوبکر نے کہا کہ مین ہرگز اس تلوار کو میان مین نہ رکھون گا جس کو خدا نے کفار پر کھینچ رکھا ہے۔

اور مشکوٰۃ شریف مین ہے:۔

قال لما توفی رسول الله ص و استخلف ابوبکر و کفر من کفر من العرب قال عمر بن الخطاب لابی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول الله امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله فقال ابوبکر لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال والله لو منعونی عناقا کانوا یودونها الی رسول الله ص لقاتلتهم علی منعها

جناب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد جب ابوبکر خلیفہ ہوے اور عرب مرتد ہوگئے تو عمر بن الخطاب نے ابوبکر سے کہا کیونکر ان لوگون سے مقاتلہ کروگے حالانکہ رسول اللہ فرماتے تھے مین مامور ہوا ہون کہ لوگون سے مقاتلہ کرون یہانتک کہ وہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہین پس جس نے یہ کلمہ کہا تو اُسکے نفس نے اور مال نے مجھ سے پناہ لی اسکا مستحق وہی ہے حساب اسکا اللہ پر ہے۔ ابوبکر نے کہا ضرور جہاد کرونگا اُس شخص سے جو زکوٰۃ اور صلوٰۃ کے درمیان فرق کریگا پس بتحقیق زکوٰۃ حق مال ہے واللہ اگر مجھے منع کرینگے اس سے جو رسول اللہ کو دیا کرتے تھے تو مین ان کو زکوٰۃ نہ دینے پر قتل کرون گا۔

(از تشئید المطاعن صفحہ ۲۸)

امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ "صل علیھم ان صلواتک سکن لھم" کی جو تفسیر کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صدیق کو اس زکوٰۃ کا استحقاق بھی نہ تھا۔

احتج مانعوا الزکوٰۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بھذہ الایۃ وقالوا ان اللہ تعالی امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یصلی علیھم وذکر ان صلوتہ سکن لھم فکان وجوب الزکوٰۃ مشروطا بحصول ذلک السکن ومعلوم ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ فی حصول ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوٰۃ الی احد غیر الرسول۔

زمانہ ابوبکر مین اس آیت سے یہ دلیل پیش کی ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول ؐ کو صدقات کے لئے یہ حکم دیا کہ ان پر صلواۃ بھیجین کہ صلواۃ موجب ان کے نفوس سکون کا ہے پس گویا کہ زکوٰۃ کا وجوب سکون حاصل ہونے کی شرط ہے اور ظاہر ہے کہ سوائے رسول خدا کے ؐ ان کا قائم مقام اس سکون کو حاصل نہین کر سکتا پس واجب ہے کہ سوائے رسول ؐ کے کسی کو زکوٰۃ نہ دی جائے۔

اب ان تمام روایتون کو جناب شاہ صاحب کے قول سے ملائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ ان روایتون سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اور جناب شاہ صاحب کیا فرماتے ہین۔ اور حضرت شاہ صاحب کا یہ قول

عمر بن الخطاب در وھلہ اول ہمین دانست کہ این قتل بیجا واقع شد و من بعد معترف گردید کہ ہرچہ صدیق بعمل آورد عین حق بود و دلیل واضح برین آنکہ عمر ابن الخطاب با وصف آن شدتیکہ در اجراے حدود و استیفاے قصاص داشت در زمان خلافت خود ہرگز

پہلے عمر نے یہی سمجھا تھا کہ یہ قتل بیجا ہوا مگر بعد ازان قائل ہوگئے کہ جو کچھ صدیق نے کیا عین صواب اور حق تھا جس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ باوصف اس کے عمر حد جاری کرنے اور قصاص لینے مین بہت ہی سخت تھے لیکن اپنے زمانہ خلافت مین خالد سے نہ متعرض ہوے

تعرض احوال خالد نشد نہ حد و نہ قصاص گرفت — نہ متعرض ہوئے نہ حد جاری کی نہ قصاص لیا۔

ملل ونحل کی اِس عبارت کے خلاف ہے۔

الخلاف السابع فی قتال مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لانقاتلھم قتال الکفرۃ وقال قوم بل نقاتلھم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا رسول اللہ لقاتلتھم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالھم ووافقہ الصحابۃ باسرھم وقد ادی اجتھاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال الیھم واطلاق المحبوسین منھم۔..... انتھی۔

ساتوان اختلاف مانع الزکوٰۃ کی لڑائی مین ہے پس ایک قوم نے کہا کہ ہم ہرگز کافرون کی مثل اُنسے جنگ نہ کرینگے۔ اور دوسرون نے کہا کہ ہم جنگ کرینگے یہان تک کہ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر وہ مجھ کو اُن زمینون سے کہ جو رسول اللہ کو اُنھون نے دی ہین منع کرینگے تو ضرور مین اس سے لڑائی کرونگا۔ اور لڑائی کا پس نفس نفیس حکم دیا اور کل صحابہ نے اُن کی موافقت کی اور حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ مین قیدی اور اموال اُن کے طرف لوٹائے گئے

اِس سے ظاہر ہے کہ حضرت عمر اپنے عہد خلافت مین بھی اسبات پر قائم تھے کہ خالد نے مالک کو حالت اسلام مین قتل کیا۔ چنانچہ تاریخ خمیس دیار بکری جلد ۲ صفحہ ۲۳۸ و استیعاب ابن عبد البر و فیات الاعیان ابن خلکان۔ تاریخ کبیر طبری۔ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی طبقات ابن سعد۔ کنز العمال جمع الجوامع اور کتب تواریخ و طبقات وغیرہ مین حضرت فاروق کا یہ قول خالد بن ولید کی نسبت ہے کہ

قتلت امرأ مسلماً ثم نزوت علی امرأتہ واللہ لارجمنک باحجارک — (اے خالد!) تو نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اور پھر اسکی زوجہ سے مرتکب فعل حرام کا ہوا واللہ مین تجھ کو سنگسار کرونگا۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر پر منجملہ دیگر مطاعن ایک طعن یہ بھی ہے کہ باوجود ثبوت اس امر کے ثبوت کی کہ خالد نے مالک کو بیگناہ قتل کیا۔ مگر انھون نے اپنے عہد خلافت مین خالد سے قصاص نہ لیا۔ شاہ صاحب موصوف کے اس قول کی بھی۔

قول شاہ صاحب کہ ورثا مالک بن نویرہ طالب قصاص نشدند

قصاص مالک از خالد آنوقت بر ذمہ ابوبکر واجب می شد کہ ورثا مالک طلب قصاص می کردند و ہرگز طلب قصاص ورثا ثابت نہ شد۔

تردید روضۃ الاحباب کی اس عبارت سے ہوتی ہے۔

تردید قول بالا

برادر مالک متمم بن نویرہ نیز بمدینہ آمد صورت واقعہ را بعرض صدیق رسانید و طلب خون برادر و التماس رد بسایا ہائے خویش کرد عمر خطاب متمم را امداد و اسعاد نمودہ با ابوبکر گفت کہ شمشیر خالد بر اہل اسلام کشیدہ شد صدیق فرمود تا دیت مالک را از بیت المال بدادند و بسایاے قوم مالک را تسلیم برادر وے کردند

(جلد دوم صفحہ ۲۸)

مالک کا بھائی متمم بن نویرہ آیا اور سب واقعہ حضرت ابوبکر سے بیان کیا اور اپنے بھائی کا خون بہا طلب کیا اور مال غنیمت واپس مانگا حضرت عمر نے متمم کی درخواست کی حمایت اور اعانت کی اور حضرت ابوبکر سے فرمایا کہ خالد کی تلوار مسلمانون پر چلی ہے صدیق نے فرمایا کہ بیت المال سے دیت دیدی جائے اور غنیمت جو مالک کے لوگون سے لے لیگئی ہے واپس دیدیجائے۔

حضرت شاہ صاحب کا یہ فرمانا۔

"در ہیچ کتب معتبرہ نیست کہ خالد ہمان شب با آن زن صحبت داشت"

علامہ قوشجی کے اس قول کے برعکس ہے

حیث قتل مالك بن نويره وهو مسلم طمعا في التزويج بامرأته لجمالها ولذلك

یعنی جب مالک بن نویرہ کو قتل کیا حالانکہ وہ مسلمان تھا اور باعث اسکے قتل کا یہ تھا کہ اس کی زوجہ حسینہ و جمیلہ تھی جس سے

Presented by Ziaraat.Com

تزوج بھا من لیلتہ وضاجعھا۔ جس سے مالک نے اسی شب عقد کیا اور ہم بستر ہوا۔

جناب شاہ صاحب کا حضرت ابوبکر کی جانبداری اور حمایت مین یہ ارشاد

اگر توقف ابوبکر در استیفا قصاص مالک بن نویرہ قادح در خلافت او باشد توقف حضرت امیر در استیفار قصاص عثمان بطریق اولیٰ قادح باشد

اگر ابوبکر نے مالک بن نویرہ کے قصاص لینے مین توقف کیا اور انکی خلافت پر الزام ہو تو حضرت امیر کا توقف عثمان کے قصاص لینے مین نہایت درجہ قادح ہوگا

حضرت کی عقیدتمندی پر دلالت کرتا ہے اسلئے کہ وہ کون قاتل جناب امیر علیہ السلام کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور وہ کون سی شہادت ثبوت جرم کی پیش ہوئی تھی جس کے لینے اور حکم قصاص صادر فرمانے مین ان جناب نے توقف فرمایا۔

اب ناظرین پر تمکین۔ مورخین۔ محدثین اہل سنت کی روایتون کو جو دربارۂ قتال اہل اسلام و قتل مالک بن نویرہ۔ ان لوگون نے بیان کی ہین ملاحظہ کرین کہ جناب شاہ صاحب خالد کے مالک کو بیگناہ قتل کرنے اور دیگر مقتولان اہل اسلام کے سرون کا چولھا بنانے اسپر دیگ رکھ کر کھانا پکانے۔ انکے اہل وعیال کو مثل کفار اسیر کرنے۔ اور زوجۂ مالک سے زنا کرنے وغیرہ وغیرہ خطاؤن کی کس شد و مد سے پردہ پوشی کر کے حضرت ابوبکرؓ کی حمایت کرتے ہین۔ اور باوجودیکہ خالد کے قصاص اور حد پر صحابہ کا اجماع تھا مگر حضرت صدیقؓ نے کچھ التفات نہ فرمایا۔ بلکہ خالد کو سیف اللہ کا خطاب عطا کیا تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ مین تو یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو اس مضمون کے خط بھی لکھے تھے۔

حضرت ابوبکر کا خط بنام خالد

(۱) فان اظھرہ اللہ علیھم انشاء اللہ تعالیٰ وامکنہ منھم فلیقتلھم بالسلاح ولیحرقھم بالنار ص۲۲۵ ج ۲ خمیس

یعنی اگر خدا ان لوگون پر ایسی ظفر دے تو چاہیئے کہ سب کو قتل کر ڈالے کسی کو زندہ نہ چھوڑے اور آگ سے جلا ڈالے۔

(۲) ان اظفرک اللہ باھل الیمامۃ

اگر اہل یمامہ پر فتح پاؤ تو

فایاك والابقاء علیهم اجهز علی جریحهم واطلب مدبرهم واحمل اسیرهم علی السیف وهول فیهم القتل واحرقهم بالنار وایاك ان تخالف امری والسلام علیك (تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۰)

کسی کو زندہ نہ چھوڑو اور بھاگے ہوئے کا تعاقب کرو۔ زخمی کو ہلاک کرو قیدیون کو قتل کرو۔ اور سب کو آگ سے جلا ڈالو۔ خبردار میرے حکم کے خلاف نہ کرنا۔

آخر ایسا ہی ہوا کہ خالد نے سب کو آگ سے جلوا دیا۔ جیسا کہ تاریخ خمیس صفحہ ۲۲۱ مین ہے

وفی کتاب الزہری ثم لحقوا اصحاب طلیحۃ فقتلوا واسروا وصاح خالد لا یطبخن رجل قدرا ولا لیسخن ماء الا اثفیۃ راس رجل وامر خالد بالحظائر ان تبنی ثم اوقد فیہا النار ثم امر بالاسری فالقیت فیہا والقی یومئذ حامیۃ بن سبیع بن الخشخاش الاسدی وھو الذی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استعملہ علی صدقات قومہ (تاریخ خمیس جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

خالد نے حکم دیدیا تھا کہ جو شخص کھانا پکائے یا پانی گرم کرے تو اسکو چاہیئے کہ کسی آدمی کے سر کا چولھا بنائے اور خالد نے بڑے حظیرے بنوائے اُس مین آگ روشن کی پھر سب قیدیون کو انہین ڈالدیا حامیہ بن سبیع بن خشخاش اسدی جس کو رسول اللہ نے اپنی قوم کے صدقہ کو وصول کرنے پر حاکم بنایا تھا وہ بھی اس حظیرہ مین ڈال دیا گیا۔

فجاءۃ سلمی کو جلادینا

حضرت ابوبکرؓ نے فجاءہ سلمی کو بھی اسوجہ سے کہ اُسنے آپ کی اطاعت نہین کی جلوا دیا۔ حالانکہ وہ بھی صحابی تھا کہ بآواز بلند کلمۂ شہادت پڑھتا ہوا جل گیا۔ جیسا کہ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۲۲ مین ہے۔

ثم سار حتی لحق بالفجاءۃ السلمی واسمہ ایاس بن عبد اللہ بن عبد یالیل فاسرہ وانفذہ الی ابی بکر فلما قدم بہ الیہ اوقد لہ نارا وامر بہ فقذف فیہا حتی احرق۔

یعنی جب فجاءہ سلمی گرفتار کرکے لایا گیا تو ابوبکر نے حکم دیا کہ آگ روشن کی جائے آخر وہ اُس مین زندہ ڈلوا دیا گیا۔ یہان تک کہ جل گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کسی کا مسئلہ پوچھنا

یہ روایت صحیح بخاری وغیرہ مین بھی ہے ۔

حضرت خلیفہ صاحب موصوف کا مسائل فقہ مین یہ حال تھا کہ جب کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو آپ دوسرون سے دریافت کرتے تھے ۔ جیسا کہ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۶۶ مین ہے ۔

قال میمون بن مهران جاء اعرابی	میمون بن مہران راوی ہے کہ ایک اعرابی
الی ابی بکر رضی الله عنه فقال انی اصبت	ابوبکر کے پاس آیا اور کہا کہ مین نے فلان فلان
من الصید کذا وکذا فسئل بوبکر رضی الله	جانورون کا شکار کیا آپ نے ابی بن کعب سے
عنه ابی بن کعب فقال الاعرابی اتیتك	پوچھا اس اعرابی نے کہا کہ مین تو آپ سے دریافت
اسئلك وانت تسئل غیرك	کرتا ہون اور آپ دوسرون سے پوچھتے ہین ۔

ایک ضعیفہ کا مسئلہ پوچھنا

ایک ضعیفہ نے جو کسی کی دادی تھی آپ کے پاس آکر کہا کہ میری میراث دلا دو مگر خلیفہ صاحب اس مسئلہ سے لاعلم تھے ۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ صفحہ (۲) مین ہے ۔

ان الجدة جاءت الی ابی بکر تلتمس	کسی کی دادی ابوبکر کے پاس آئی اور درخواست
ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب	کی کہ میری میراث دلا دو ۔ آپ نے فرمایا کتاب خدا
الله شیئا وما علمت ان رسول الله صلی	مین تو تیرے سوال کے بارے مین کوئی حکم
الله علیه وسلم ذکر لك شیئا ۲۰-۳۷	نہین ہے اور نہ رسول اللہ نے کچھ فرمایا ۔

یہ جواب سنکر وہ ضعیفہ دوسرون سے پوچھتی پھری آخر مغیرہ اور محمد بن سلمہ نے خلیفہ صاحب سے کہا کہ رسول اللہ نے جدہ کو چھٹا حصہ دیا ہے اسپر اسکو چھٹا حصہ دلا دیا گیا یہ روایت وضاحت سے ازالۃ الخفا صفحہ ۳۱ ۔ مقصد دوم مین بھی ہے اور وہ یہ ہے :-

عن الزهری قال جاءت الی ابی بکر	زہری کہتا ہے کہ ابوبکر کے پاس ایک دادی
جدة اما اب او ام فقالت	یا نانی نے آکر کہا کہ میرا پوتہ یا نواسہ مر گیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

ان ابن ابنی او ابن ابنتی
توفی و بلغنی ان لی نصیبًا
فمالی۔ فقال ابوبکر ما سمعت
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
قال فیھا شیئًا وسأسئل
الناس فلمّا صلی الظھر فقال
ایکم سمع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی الجدّۃ شیئًا
فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال ماذا
قال اعطاھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سدسا۔ قال ایعلم ذالک
احد غیرک فقال محمد بن مسلمۃ
صدق فاعطاھا ابوبکر السدس فجاءت
الی عمر مثلھا فقال ما ادری ما سمعت
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فیھا شیئا وسأسئل الناس فحدثوہ
بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ ومحمد
بن مسلمۃ فقال عمر لیتکما
خلت بہ فلھا السدس

اور مجھے خبر ملی ہے کہ اُسکے مال متروکہ مین میرا
حصہ ہے پس بتائیے میرا حصہ کس قدر ہے ابوبکر
نے کہا کہ مین نے نہین سنا کہ رسول اللہ صلعم نے
جدّہ کے بارے مین کچھ کہا ہو۔ عنقریب مین لوگون
سے پوچھون گا۔ جب نماز ظہر پڑھ چکے تو لوگون
سے پوچھا کہ تم لوگون مین سے کسی نے سنا ہے کہ
رسول اللہ نے جدّہ کے حصہ کے بارے مین کچھ
ارشاد فرمایا ہے۔ پس مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ مین نے
سنا ہے ابوبکر نے پوچھا وہ کیا ہے۔ مغیرہ نے
کہا کہ رسول خدا نے جدہ کو چھٹا حصہ دلوایا ہے
ابوبکر نے کہا سوا تمھارے کوئی دوسرا شخص بھی یہ جانتا
ہے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مغیرہ نے سچ کہا ہے۔
پس ابوبکر نے اس جدہ کو چھٹا حصہ دلوادیا پھر عمر
کے پاس اسی عورت کے مانند ایک عورت آئی عمر
نے کہا مین نہین جانتا مین نے رسول اللہ سے جدہ
کے بارہ مین کچھ نہین سنا عنقریب مین لوگون سے
پوچھونگا۔ تب عمر سے لوگون نے مغیرہ اور مسلمہ کی
حدیث بیان کی پس عمر نے اس عورت سے کہا کہ
تم دونون سے جو تنہا ہوگی اسکے واسطے چھٹا حصہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

فان جمعتما فهو بینکما — پس اگر دونون موجود ہون گی تو وہی چھٹا حصہ تم دونون مین تقسیم ہوگا۔

(ازالۃ الخفا ص۳۱ مقصد دوم)

(چہارم) حضرت ابوبکر نے ایک سارق کی نسبت حکم صادر فرمایا کہ اسکے دہنے ہاتھ کی عوض بایان ہاتھ کاٹو امام فخر الدین رازی کا قول ہے کہ پہلے مرتبہ کے چوری مین بایان کاٹنا خلاف اجماع ہے

(پنجم) اللہ جل شانہ ایام حج مین زدوضرب وگالی گلوج اور لڑنے جھگڑنے سے منع فرماتا ہے۔

الحج اشهر معلومات فمن فرض فیهن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔

(پ۲ سورۃ البقرۃ ع ۹)

حج کے مہینہ سب کو معلوم ہین (شوال ذیقعدہ ذی الحجہ) پس جو شخص ان مہینون مین اپنے اوپر لازم کرلے تو (احرام سے احرام آخر تک) عورت کے پاس جاے اور نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑے۔

مگر صواعق محرقہ مین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر نے زمانۂ حج مین احرام باندھنے کے بعد اپنے غلام کو مارا یہ حال تفسیر درمنثور مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے

واخرج الحاکم وصححه عن اسماء بنت ابی بکر قالت خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم حجاجا وکانت زاملتنا مع غلام ابی بکر فجلسنا ننتظر حتی تاتینا فاطلع الغلام یمشی ما معه بعیره فقال ابوبکر این بعیرك۔ قال اضلنی اللیلة فقام

حاکم نے اسماء بنت ابوبکر سے روایت کی ہے اسنے بیان کیا کہ ہم سب رسول اللہ کے ہمراہ حج کرنے کی غرض سے گئے۔ اور میرے باپ کا غلام بھی میرے ہم سفر تھا پس سب اطمینان سے بیٹھ گئے اور ادھر اُدھر دیکھتے تھے یہانتک کہ وہ ہمارے پاس آئے پس غلام پیدل آیا کہ اسکے ساتھ اُسکا اونٹ نہین تھا پس اُس سے حضرت ابوبکر نے دریافت کیا کہ اونٹ کیا ہوا۔ کہا آجکی شب کھو گیا یہ سنکر

ابوبکر یضربہ ویقول بعیر واحد — حضرت ابوبکرؓ اس کو مارنے لگے اور کہتے جاتے تھے

اضلک وانت رجل فما یزید رسول اللہ — کہ ایک اونٹ تجھ سے کھو یا گیا حالانکہ تو مرد ہے

صلی اللہ علیہ وسلم علی ان تبسم وقال — پس رسول اللہ نے آواز سے کہا کہ اے لوگو ذرا دیکھو

انظروا الی ھذا المحرم ما یصنع (جلد اول صفحہ ۴۲) — اس احرام باندھنے والے کو کہ کیا کر رہا ہے۔

حضرت افضل الصحابہ حسب عادت زمانہ جاہلیت گالی دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفا مین ہے

کانا ابوبکر سبابا — یعنی ابوبکر بڑی گالیان دینے والے تھے۔

حضرت ابوبکر دشنام دہی کے عادی تھے

نیز مدارج رکن چہارم مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۴۹ مین ہے۔

صلح حدیبیہ کے وقت عروہ بن مسعود ثقفی نے جو زمرۂ کفار سے تھا۔ آنحضرت صلعم سے عرض کیا کہ یہ لوگ قابل بھروسہ نہین ہین اور نہ ذی عزت ہین۔ ان سے امید نہ رکھئے کہ یہ کسی مشکل کے وقت آپ کے کام آئینگے۔ حضرت ابوبکر کو یہ کلمہ ناگوار گذرا۔ اور اسکے بتون کو گالیان دینے لگے۔

یہ روایت شمس العلماء شبلی نعمانی نے بھی سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۳۱ مین لکھی ہے جس کے آخر الفاظ یہ ہین ملاحظہ ہو۔

عروہ نے کہا محمد اگر لڑائی کا رخ بدلا تو تمھارے ساتھ جو یہ بھیڑ ہے گرد کی طرح اڑ جائے گی۔

حضرت ابوبکر کو اس پر اتنا غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کیا ہم بھاگ جائینگے۔

اور عروج الاسلام جلد ۸ صفحہ ۳۹ مین ہے۔

حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا کہ انصار مین سے کسی ایسے شخص کو امیر لشکر مقرر کیجیے جو اسامہ سے عمر مین بڑا ہو۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر کہ بیٹھے ہوئے تھے اچھل پڑے اور حضرت عمر کی ڈاڑھی پکڑ کر کہا۔ کہ۔ تیری مان تجھے روئے۔

حالانکہ اللہ جل شانہ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم پ سورۃ انعام رکوع ۱۳

اور یہہ (مشرکین) جنکی اللہ کے سوا (خدا سمجھکر) عبادت کرتے ہین انہین تم برا نہ کہو ورنہ یہہ لوگ بھی خدا کو بے سمجھے عداوت سے بُرا کہہ بیٹھین گے

حالات حضرت عمرؓ

حضرت عمر نے متعہ کو حرام کیا

حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت مین بخلاف احکام خدا و رسولؐ اپنی رائے اور قیاس کو دخل دے کر امور شریعت مین تغیر و تبدل کیا۔ از آنجملہ متعۃ الحج و متعۃ النسا جو بعہد جناب رسول مقبول صلعم جاری تھے اُن کو محض اپنی رائے سے یہہ فرما کر۔

گو خدا اور رسول نے اجازت دی ہے مگر مین ان دونون کو منسوخ کرتا ہون حرام ٹھہرا دیئے۔ حالانکہ متعۃ الحج حسب آیہ کریمہ۔

فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج جو شخص حج تمتع کا عمرہ کرے

اور متعۃ النساء بروے آیۂ شریفہ۔

فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃ ط پ۵۔ سورۃ النساء ع جن عورتون سے تم نے متعہ کیا تو اُنہین جو مہر معین کیا ہے دیدو۔

اقوال مفسرین اہلسنت

جائز تھے۔ اور تفاسیر اہلسنت مین مثل تفسیر کبیر۔ تفسیر در منثور۔ تفسیر کشاف تفسیر معالم التنزیل۔ تفسیر طبری۔ صحیح مسلم یعنی شرح بخاری۔ و دیگر کتب ازالۃ الخفا وغیرہ مین بھی ہے کہ دونون مُتعہ آنحضرت صلعم کے زمانہ سے لیکر تا نصف عہد خلافت خلیفہ دوم جاری رہے۔ مگر پھر حضرت عمر نے دونون حرام ٹھہرا دیئے۔ اس بارہ مین کثرت سے روایتین۔ اور تفسیرین ہین۔

چنانچہ۔ از آنجملہ دو چار اقوال اس جگہ نقل کئے جاتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

(۱) علامہ ابن القیم زاد المعاد مین دربارۂ متعۃ الحج فرماتے ہین۔

ویدل علی ان ذلک رای محض لا ینسب
الی انہ مرفوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لما نھی عنھا قال
لہ ابو موسی الاشعری یا امیر المومنین
ما احدثت فی شان النسک فقال ان
ناخذ بکتاب ربنا فان اللہ یقول و
اتموا الحج والعمرۃ وان ناخذ بسنۃ رسول
اللہ فان رسول اللہ لم یحل حتی نحر
فھذا اتفاق من ابی موسی وعمر علی ان منع
الفسخ الی المتعۃ وارا حرامہا ابتداء انما
ھو رای من عمر احدثہ فی النسک ولیس عن رسول اللہ صلعم
وان استدل لہ بما استدل ابو موسی کان یفتی الناس
بالفسخ فی خلافۃ ابی بکر کلھا صدرا من خلافۃ
عمر حتی فاوض عمر فی نھیہ عن ذلک واتفقا
علی انہ رای احدثہ عمر فی النسک ثم صح
عنہ الرجوع عنہ

یعنی دلیل اسکی کہ یہہ محض رائے عمر تھی نہ یہہ کہ
حضرت کی کوئی حدیث ہو جب عمر نے اسکی ممانعت
کی تو ابو موسی اشعری نے کہا تم نے کہان سے نئی
بدعت نکالی ہے حج کے بارہ مین عمر نے کہا اگر کتاب
چاہتے ہو تو واتموا الحج والعمرۃ ہے اگر سنت رسول
چاہتے ہو حضرت اس وقت تک نحل نہ ہوتے
جبتک نحر نہ کر لیتے۔ پس ابو موسی و عمر کا اتفاق
ہے کہ یہہ رائے عمر ہے جسکو انھون نے احداث
کیا یا رسول اللہ کا حکم ایسا نہین ہے۔ اگرچہ
استدلال مین کچھ ہی پیش کیا جاے یہی وجہ ہے
کہ ابو موسی اسی مطابق فتوی دیتے تھے۔ زمانہ
ابو بکر مین اور ابتداے خلافت عمر مین جب
عمر نے اس پر اصرار کیا تو ابو موسی نے بھی اُن کی
رائے سے اتفاق کر لیا۔ جس سے معلوم ہوا یہہ
عمر کی نئی ایجاد تھی یعنی ذاتی رائے۔

(۲) وکان ابن عباس یذھب الی
ان الایۃ محکمۃ وترخص فی نکاح المتعۃ روی عن
ابی نضرۃ قال سألت ابن عباس عن المتعۃ

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ یہہ آیت
منسوخ نہین ہے اور متعہ کی اجازت دیتے تھے
ابو نضرہ نے ابن عباس سے متعہ کے بارہ مین

Presented by Ziaraat.Com

فقال اما تقرء فی سورة النساء فما — پوچھا تو انھون نے کہا کیا تم سورۂ نساء مین"

استمتعتم به منهن الی اجل مسمی قیل — فما استمتعتم به منهن الی اجل مسمّی

لا اقرء هکذا قال ابن عباس هکذا — نہین پڑہتے۔ اس نے کہا ہم اس طرح نہین

انزل الله ثلث مرات — پڑہتے اس پر ابن عباس نے تین مرتبہ فرمایا

(در تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۲۰۹) — کہ اسی طرح خدا نے نازل کیا ہے۔

تیسری۔ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد سوم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۸۷ مین تحریر فرماتے ہین۔

واما عمران بن الحصین فانه قال — عمران بن حصین کہتے تھے کہ آیہ متعہ نازل ہوا۔

نزلت اٰیة المتعة فی کتاب الله ولم ینزل — کتاب اللہ مین اُس کے بعد کوئی آیہ ناسخ اُس کا

بعدها اٰیة تنسخها وامرنا بها رسول الله — نہین نازل ہوا رسول اللہ نے اُس کا حکم دیا اور

صلی الله علیه وسلم وتمتعنا بها معه و — آپ کے معیت مین ہم لوگون نے متعہ کیا اور حضرت نے

مات ولم ینهنا عنه ثم قال رجل برایه — وفات پائی۔ اور اُس سے منع نہ کیا۔ پھر ایک شخص

ما شاء واما امیر المومنین علی ابن — نے اپنی رائے سے جو چاہا وہ کیا اور امیر المومنین علی

ابیطالب رضی الله عنه فالشیعة یروون عنه انه اباحه — ابن ابیطالب سے شیعہ روایت کرتے ہین حضرت

المتعة وروی محمد بن جریر الطبری فی تفسیره عن — جواز متعہ کا حکم دیتے تھے اور محمد بن جریر طبری امام

علی بن ابیطالب رضی الله عنه انه قال لولا — اہلسنت نے اپنی تفسیر مین حضرت علی ابن ابیطالب

ان عمر نهی الناس عن المتعة ما زنی — سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے اگر عمر متعہ سے

الا شقی — منع نہ کرتے تو بجز شقی کے کوئی زنا کا مرتکب نہ ہوتا۔

(چوتھی) امام موصوف پھر فرماتے ہین

الحجة الثالثة ما روی ان عمر رضی الله عنه — یعنی تیسری دلیل جواز متعہ کی یہہ ہے کہ حضرت عمر نے

Presented by Ziaraat.Com

قال علی المنبر متعتان کانتا مشروعتین فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وانا انهی عنهما متعة الحج ومتعة النکاح وهذا منه تنصیص علی ان متعة النکاح کانت موجودة فی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وقوله وانا انهی عنهما یدل علی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ما نسخه وانما عمر هو الذی نسخه واذا ثبت هذا فقول هذا الکلام یدل علی ان حل المتعة کان ثابتا فی عهد الرسول صلی الله علیه وسلم وانه علیه السلام ما نسخه وانه لیس لنا ناسخ الا نسخ عمر واذا ثبت هذا وجب ان لا یصیر منسوخا ما کان ثابتا فی زمن الرسول صلی الله علیه وسلم وما نسخه الرسول یمتنع ان یصیر منسوخا بنسخ عمر وهذا هو الحجة التی احتج بها عمران بن الحصین حیث قال ان الله تعالی انزل فی المتعة آیة ونسخها بآیة اخری وامرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم بالمتعة وما نهانا عنها ثم قال رجل برایه ما شاء یرید ان عمر نهی عنها ایضا صفحہ ۲۰۲

منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین بحکم شریعت جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین یعنی متعۃ الحج اور متعۃ النکاح اور یہہ کلام حضرت عمر نص ہے اسپر کہ دونون متعہ بحکم رسول جاری تھے اور عمر کا کہنا کہ ہم دونون کو منع کرتے ہین دلالت کرتا ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ نہین کیا۔ بلکہ عمر نے منسوخ کیا تو جب یہہ ثابت ہوا کہ وہ عہد رسول اللہ مین جاری تھا تو وہ عمر کے کہنے سے کیسے منسوخ ہو سکتا ہے۔ یہی وہ دلیل ہے جس سے عمران بن حصین نے استدلال کیا۔ اور کہا کہ خدا نے قرآن مجید کے ایک آیہ مین اسکو جائز کیا۔ اور دوسرا آیہ ناسخ نازل نہین ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور منع نہین کیا۔ اس کے بعد ایک شخص (عمر) نے اپنے دل سے جو چاہا کہا۔

قول امام فخر الدین رازی۔

(پانچوین) امام موصوف نے اسی پر قناعت نہین کی بلکہ حرام ٹھہرانے والے کی نسبت کفر کا لفظ لکھا ہے۔

الحجة الثانیة روی عن عمر رضی الله عنه انه قال فی خطبته متعتان کانتا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم

یعنی جواز متعہ کی دوسری دلیل یہہ ہے کہ عمر نے مجمع صحابہ مین منبر پر کہا کہ دو متعہ عہد رسول اللہ

Presented by Ziaraat.Com

انا انهی عنهما واعاقب علیهما ذکر هذا الکلام فی
مجمع الصحابة وما انکر علیه احد فالحال ههنا
لا یخلو اما ان یقال انهم کانوا عالمین بحرمة المتعة
فسکتوا او کانوا عالمین بانها مباحة ولکنهم
سکتوا علی سبیل المداهنة او ما عرفوا اباحتها
ولا حرمتها فسکتوا لکونهم متوقفین فی ذلک
والاول هو المطلوب (والثانی) یوجب
تکفیر عمر وتکفیر الصحابة لان من علم ان النبی
صلی الله علیه وسلم حکم باباحة المتعة ثم قال
انها محرمة محظورة من غیر نسخ لها فهو کافر بالله
ومن صدقه علیه مع علمه بکونه مخطئا کافر لکان
کافرا ایضا وهذا یقتضی تکفیر الامة وهو
علی ضد قوله کنتم خیر امة تفسیر کبیر جلد سوم ص۲۸۷

مین جاری تھے اور ہم دونون سے منع کرتے ہین اس
کلام کو عمر نے مجمع صحابہ مین کہا تھا اور کسی نے انکار نہین
کیا تو اب تین حال سے خالی نہین ایک یہہ کہ وہ
سب جانتے تھے کہ متعہ حرام ہے اس وجہ سے سکوت
کیا اور یہی مطلوب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ جانتے تھے
کہ یہہ جائز ہے اور مباح ہے مگر بہ سبیل سہل انکاری
سکوت کیا تو عمر کا اور ان صحابہ کا کفر لازم آتا ہے
جنھون نے سکوت کیا۔ کیون کہ جس کو معلوم ہوا کہ
رسول اللہ نے اس کو مباح کیا۔ اور پھر وہ کہے کہ
یہہ حرام ہے تو وہ کافر ہے اور جو اس کی تصدیق
کرے باوصفیکہ جانتا ہو کہ وہ خاطی ہے تو وہ
بھی کافر ہے۔ اس سے تمامی امت کی تکفیر لازم
آتی ہے اور یہہ خلاف آیہ کنتم خیر امة کے ہے۔

ان اقوال کے ساتھ آیۂ کریمہ۔

یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات
ما احل الله لکم ولا تعتدوا ان الله لا یحب
المعتدین
(پ ۷ - س مائدہ ع ۲)

اے ایمان والو جو پاک چیزین تمھارے لیے حلال
کی گئی ہین اُن کو اپنے اوپر حرام نہ کرو اور حد سے
زیادہ نہ بڑھو کیونکہ خدا حد سے زیادہ بڑھ جانے
والون کو ہرگز دوست نہین رکھتا۔

غرض باوجودیکہ علمائے مفسرین حضرت عمر کا احکام خدا اور رسول مین دخل دینے اور متعۃ الحج و متعۃ النساء،

Presented by Ziaraat.Com

حرام ٹھہرانے سے مقر ہین مگر پھر بھی صحابہ کی محبت مین اسقدر راسخ الاعتقاد ہین کہ جو آیہ کریمہ۔

وماکان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی — جب خدا اور اُس کا رسولؐ کسی امر کا فیصلہ کردین

اللہ ورسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ — تو کسی مومن اور مومنہ کو اُس کے کسی معاملہ مین

من امرھم ومن یعص اللہ ورسولہ — کوئی اختیار نہین ہے۔ اور جو خدا اور اُس کے

فقد ضل ضلالا مبینا (پ۲۲۔ س احزاب) — رسولؐ کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہے۔

کے مصداق ہون ان کو "خیر امتہ" بتا کر اونکی بدعتون سے چشم پوشی کرتے ہین۔

معالم التنزیل صفحہ ۸۵۲ مین روایت ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر من — ابن عمر راوی ہین۔ حضرت نے فرمایا اے وہ لوگ

امن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تغتابوا — جو زبان سے ایمان لائے ہین اور دل ایمان سے

المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم فانہ من یتبع — خالی ہین مسلمانون کو فتنہ مین نہ ڈالو اور اُن کے

عورات المسلمین یتبع اللہ عورتہ فیفضحہ — راز فاش نہ کرو اگر کوئی ایسا کریگا تو خدا اُسکو رسوا

ولو فی جوف رحلہ — کریگا۔ اگرچہ وہ اپنے گھر مین ہو۔

تفسیر کبیر مین ہے کہ حضرت عمر نے افشاء راز کیا

لیکن حضرت عمر کا عمل اس حدیث کے خلاف تھا جیسا کہ تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۶۰۹ مین ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما الشجرۃ بنو امیۃ — ابن عباسؓ راوی ہین کہ مراد شجرہ سے بنی امیہ ہین

یعنی الحکم بن ابی العاص قال رای رسول اللہ — یعنی حکم بن ابی العاص اور ابن عباس کہتے ہین

صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام ان ولد مروان — کہ رسالتمآب نے خواب مین دیکھا بنی مروان آپکے

یتداولون منبرہ نقص رویاہ علی ابی بکر وعمر — منبر پر چڑھتے ہین۔ اس خواب کو آپ نے حضرت

وقد خلا فی بیتہ معھما فلما تفرقوا سمع — ابوبکر وعمر سے تخلیہ مین بیان کیا۔ پس جبکہ وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحکم یخبر — لوگ متفرق ہوگئے تو رسولخداؐ نے حکم کو سنا کہ

Presented by Ziaraat.Com

بر و یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاشتد — خواب رسول خدا کا بیان کر رہا ہے تو بہت غصہ

ذلک علیہ واتھم عمر فی افشاء سرہ — ہوئے اور عمر کو افشائے راز مین متہم کیا۔

حضرت ابوبکر و عمر کا تجسس و غیبت کرنا

حضرت ابوبکر و عمر بدگمانی و تجسس اور غیبت کیا کرتے تھے۔ حالانکہ خداوند متعال نے سخت ممانعت فرمائی ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من — اے ایماندارو بہت سے گمان بد سے بچو کیونکہ بعض

الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا — بدگمانی گناہ ہے اور آپس مین ایک دوسرے کے

یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان — حال کی ٹوہ مین نہ رہا کرو اور نہ تم مین سے ایک دوسرے

یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ ط — کی غیبت کرے کیا تم مین سے کوئی اس بات کو پسند

واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم — کریگا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے

پ ۱۶ س حجرات — تم تو اس سے (خود) نفرت کرو گے اور خدا سے

ع ۲ — ڈرو بیشک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

صاحب درمنثور نے اس آیت کا شان نزول انہین حضرات کے حق مین بتایا ہے وہ یہہ ہے۔

واخرج الحکیم الترمذی فی — حکیم ترمذی نوادر الاصول مین یحیی بن کثیر سے روایت

نوادر الاصول عن یحیی ابن — کرتے ہین کہ رسول خدا صلعم ایک مرتبہ سفر مین تھے۔

ابی کثیر ان النبی اللہ صلی اللہ — اور حضرت ابوبکر و عمر آپکے ہمراہ تھے ان صاحبون نے

علیہ وسلم کان فی سفر ومعہ — کسی کو گوشت لانیکی غرض سے رسول اللہ صلعم کے

ابوبکر وعمر فارسلوا الی رسول اللہ — پاس بھیجا حضرت نے فرمایا کہ کیا تم لوگ گوشت سے

صلی اللہ علیہ وسلم یسئلوہ — سیر نہین ہوئے اونہون نے کہا کہ کہان سے سیر ہوتے

لحما فقال اولیس قد ظللتم — پس قسم بخدا ہمنے کتنے ہی دنون سے گوشت دیکھا بھی نہین

من اللحم شباعا قالوا من این فوالله — حضرت نے فرمایا کیا تم نے فلان شخص کی غیبت
مالنا باللحم عهد منذ ایام — کرکے اُس کا گوشت نہین کھایا۔ اونھون نے کہا
فقال من لحم صاحبکم الذی ذکرتم — یا رسول اللہ ہم نے تو اتنا ہی کہا کہ وہ ضعیف ہے
قالوا یا نبی الله انما قلنا انه لضعیف — ہماری کچھ اعانت نہین کرتا حضرت نے فرمایا یہی
ما یعیننا علی شئ قال ذلك فلا — ہیں نکھو پس وہ شخص واپس آیا اور جو کچھ حضرت نے
تقولوا فرجع الیهم الرجل فاخبرهم — فرمایا اوسکی خبر دی راوی کہتا ہے پھر ابوبکر آئے
بالذی قال فجاء ابوبکر فقال یا — پس اونھون نے کہا اے نبی خدا میرے کانون کو
نبی الله طاء علی صماخی واستغفر لی — روندے اور میرے لیے استغفار کیجیے حضرت نے
ففعل وجاء عمر فقال یا نبی الله — استغفار فرمایا اور عمر آئے اور اونھون نے کہا
طاء علی صماخی واستغفر لی — اے نبی خدا میرے کان کو روندئے اور میرے
ففعل جلد ۵ — لیے استغفار کیجیے پس حضرت نے استغفار کیا اس
صفحہ ۹۵ — خیال سے توبہ کرتا ہون۔ یہی عمر نے بھی کہا۔

مہر گران بند کرنا

عورت کے مہر کے بارہ مین آپ احکام الٰہی کے خلاف حکم صادر فرماتے تھے جیسا کہ تفسیر مدارک مین بہ ذیل آیۂ شریفہ (واتیتم احدیهن قنطارا) ہے :-

قال عمر علی المنبر لا تغالوا — یعنی حضرت عمر نے منبر پر کہا کہ تم لوگ اپنی عورتون
بصدقات النساء فقالت امرأة — کے مہر کو گران نہ کرو۔ پس ایک عورت نے کہا کہ ہم
انتبع قولك ام قول الله واتیتم — تمھارے قول کی پیروی کرین یا خدا کے قول کی کہ
احدهن قنطارا فقال عمر — اُس نے فرمایا ہے اگرچہ تم اُن مین سے ایک کو بہت سا
کل احد اعلم من عمر حتی زوجوا — مال دے چکے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص عمر سے زیادہ

علی ماشئتم۔ عالم ہے جسقدر مہر پر چاہو نکاح کرو۔

غیر کے گھر مین دیوار کود کر جانا

اللہ جل شانہ بغیر اذن صاحب خانہ اُن کے گھرون مین جانا یا گھرون مین دیوار پھاند کر جانا منع فرماتا ہے۔

ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا ولکن البر من اتقیٰ واتوا البیوت من ابوابھا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون (پ ۲ س بقر ع ۸)

اور کوئی اچھی بات نہین ہے کہ گھرون مین پچھواڑے سے (پھاند کر) آؤ بلکہ نیکی اُس کی ہے جو پرہیزگاری کرے۔ اور گھرون مین اُن کے دروازون کی طرف سے آئے اور خدا سے ڈرتے رہو تاکہ تم مراد کو پہنچو۔

مگر جناب خلافت مآب حضرت عمر اغیار کے گھرون مین دیوار پھاند کر گھس جاتے تھے جیسا کہ خود فرماتے ہین۔

وعن ثور الکندی ان عمر بن الخطاب کان یعس بالمدینۃ من اللیل فسمع صوت رجل فی بیت تیغنی فتسور علیہ فوجد عندہ امرأتہ وعندہ خمر فقال یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک و انت علی معصیتہ فقال وانت یا امیر المؤمنین لا تعجل علی ان اکن عصیت اللہ واحدًا فقد عصیت فی ثلاث قال ولا تجسسوا وقد تجسست و قال وأتوا البیوت من ابوابھا

ثور کندی راوی ہین کہ عمر نے کہا ہم مدینہ مین رات کو گلی کوچہ مین چھپکر گشت لگایا کرتے تھے۔ ایک رات ایک گھر مین پہونچے جہان سے گانیکی آواز آرہی تھی۔ ہم دیوار پھاند کر اُسکے مکان مین گئے دیکھا کہ اُس شخص کے پاس ایک عورت ہے اور شراب بھی۔ ہم نے کہا اے دشمن خدا تو جانتا تھا کہ خدا تجھے چھپائیگا حالانکہ تو اسکی معصیت پر ہے اس نے کہا اے امیر المومنین آپ مجھپر جلدی نہ کیجیے کیونکہ اگر مین نے خدا کا ایک گناہ کیا ہے تو تم نے تین گناہ کئے کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ کسی کا تجسس نہ کرو مگر تم نے تجسس کیا۔ دوسرے اللہ فرماتا ہے کہ گھرون مین اُسکے دروازہ سے آیا کرو

وقد تسورت علی ودخلت علی بغیر اذن قال الله تعالیٰ لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اهلها قال عمر فهل عندکم من خیر ان عفوت عنك قال نعم فعفا عنه وخرج وترکه

اور تم دیوار پہاند کر میرے گھر مین چلے آئے۔ میرے خدا کا حکم ہے کہ کسی گھر مین داخل نہو جبتک کہ اجازت نہ لے لو اور صاحب خانہ کو سلام کرو تم بلا اجازت میرے گھر مین داخل ہوگئے عمر نے کہا اگر ہم تم کو معاف کردین تو کیا تم بھی ہم کو معاف کروگے اُس نے کہا ہان پس اوس نے بخش دیا اور عمر وہان سے چلے آئے اور اوسکو چھوڑ دیا۔

ازالۃ الخفا مقصد اول ص۲۴۰ از فتح الرحمن

حضرت عمر کا تیمم سے نماز پڑھنا منع کرنا

قرآن مجید مین تیمم کے بارہ مین یہہ آیت ہے۔

وان کنتم مرضیٰ او علی سفر او جاء احد منکم من الغایط او لامستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیدًا طیبًا فامسحوا بوجوهکم وایدیکم ان الله کان عفوًا غفورا (پ۵۔ سورہ نساء۔ ع۷)

اگر تم مریض ہو یا سفر مین ہو۔ یا آئے کوئی تم مین سے جائے ضرور سے یا صحبت کرو عورتون سے۔ اور تم کو پانی نہ میسر ہو تو پاک مٹی پر تیمم کرلو اور اپنے منہ اور ہاتھون پر مٹی بھرا ہاتھ پھیر لو بیشک خدا معاف کرنیوالا ہے اور بخشش والا ہے۔

یہہ حکم سورہ مائدہ مین بھی ہے۔ بخلاف اسکے حضرت عمر تیمم سے نماز پڑہنے کو منع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک مہینہ تک بھی پانی نہ ملے تو تیمم سے نماز نہ پڑہو جیسا کہ بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ نسائی۔ معانی الاثار طحاوی۔ تذکار شرح موطا۔ کنز العمال۔ اور از الۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ مین ہے۔ چنانچہ حدیث مسلم مع ترجمہ یہ ہے۔

ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت فلم اجد ماء فقال لا تصل

ایک شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور کہا کہ مین جنب ہون اور پانی نہین ملتا۔ آپنے فرمایا کہ نماز نہ پڑہ۔

Presented by Ziaraat.Com

فقال عمار اما تذکر یا امیر المومنین اذانا وانت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد ماء فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فی التراب وصلیت فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ ثم تمسح وجھک وکفیک فقال عمر اتق اللہ یا عمار فقال ان شئت لم احدث بہ

عمار نے کہا اے امیر المومنین وہ وقت یاد کیجیے کہ مین اور آپ دونون ایک لڑائی مین تھے۔ اور ہم دونونکو غسل کی ضرورت پیش آئی اور پانی نہ ملا اُس وقت آپنے تو نماز نہ پڑھی۔ اور مین خاک مین لوٹا اور نماز پڑھی اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تم کو زمین پر دونون ہاتھ مار کر پھونکنا اور اپنے ہاتھون سے مسح منہ کا اور دونون پشت دست کا کرنا کافی تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ عمار خدا سے ڈرو۔ عمار نے کہا اگر آپکی یہی مرضی ہے تو مین نہین بیان کرتا۔

شبلی صاحب کا قول۔

ہر چند کہ مولوی شبلی نعمانی صاحب نے حضرت عمر کی مسائل فقہ مین بہت کچھ صفت و ثنا کی ہے مگر بعض مسائل مین دیگر اصحاب کو صواب پر اور حضرت عمر کو خطا پر بتایا ہے۔ جیسا کہ الفاروق مین ہے۔

لیکن بہت سے ایسے مسائل بھی ہین جن مین دیگر صحابہ نے اُن سے اختلاف کیا اُن مین سے بعض مسائل مین جن صحابہ نے اختلاف کیا وہی حق پر ہین۔ مثلاً تیمم۔ جنابت۔ منع تمتع حج طلقات ثلث وغیرہ مین حضرت عمر کے اجتہاد سے دیگر صحابہ کا اجتہاد زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ حصہ دوم (ص ۱۹۷)۔

تیمم کے بارہ مین ازالۃ الخفا مین بھی ہے کہ

حضرت عمر نے حکم دیا کہ جو جنب ہو وہ تیمم کرکے نماز نہ پڑھے اگرچہ اس کو ایک مہینہ تک پانی نہ ملے۔

روایات مندرجہ الفاروق نسبت حضرت عمر

جناب شمس العلما شبلی نعمانی کا قول اس جگہ نقل کیا جاتا ہے جس کے ملاحظہ سے مسئلہ میراث کے بارہ مین آپکے اجتہاد پر خوب روشنی پڑتی ہے۔

کلالہ کے مسئلہ کو جو ایک دقیق اور نہایت مختلف فیہ مسئلہ ہے اُنھون نے آنحضرت سے اسقدر بار بار دریافت

کیا کہ آپ دق آگئے۔ اور فرمایا کہ سورۂ نساء کی آخر آیت تیرے لیے کافی ہوسکتی ہے۔

قسطلانی نے شرح بخاری مین متعدد حوالے سے نقل کیا ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق حضرت عمر نے (۱۰۰) مختلف رائین قائم کین۔ بعض بعض مسائل کے متعلق ان کو مرتے دم تک کاوش رہی اور کوئی قطعی رائے نہ قائم کرسکے۔

مسند دارمی مین ہے کہ دادا کی میراث کے متعلق انھون نے ایک تحریر لکھی تھی لیکن مرنے کے قریب اُسکو منگاکر مٹا دیا اور کہا کہ آپ لوگ خود اِسکا فیصلہ کیجیے گا۔ اسی کتاب مین یہ روایت بھی ہے کہ جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو صحابہ کو بلاکر کہا کہ مین نے دادا کی میراث کی نسبت رائے قائم کی تھی۔ اگر آپ لوگ چاہین تو اس کو قبول کرین۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کی رائے ہم لوگ قبول کرین تب بھی بہتر ہے۔ لیکن ابوبکر کی رائے انمین تو وہ بڑے صاحب رائے تھے۔ اکثر کہا کرتے تھے کاش رسول اللہ تین مسئلون کے متعلق کوئی تحریر قلم بند فرما جاتے۔ کلالہ۔ دادا کی میراث۔ ربا کے بعض اقسام مسائل فقہ کے متعلق اُنکو جو کد و کاوش تھی اُس کے اندازہ کرنے کے لیے ذیل کی مثال کافی ہوگی۔ ورثاء کے بیان مین خدا نے ایک قسم کے وارث کو کلالہ سے تعبیر کیا ہے لیکن چونکہ قرآن مجید مین اُسکی تعریف مفصل مذکور نہین ہے اسلیے صحابہ مین اختلاف تھا کہ کلالہ مین کون کون ورثاء داخل ہین حضرت عمر نے خود آنحضرت سے چند بار دریافت کیا اُس پر بھی تسلی نہین ہوئی تو حضرت حفصہ کو ایک یادداشت لکھکر دی کہ رسول اللہ سے دریافت کرنا پھر اپنی خلافت کے زمانہ مین تمام صحابہ کو جمع کرکے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ لیکن ان تمام باتون پر کافی تسلی نہین ہوئی اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر رسول اللہ صلعم تین (۳) چیزون کی حقیقت بتا جاتے تو مجھکو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز ہوتی۔ خلافت۔ کلالہ۔ ربا۔ چنانچہ ان تمام واقعات کو محدث عماد الدین بن کثیر نے صحیح حدیثون کے حوالے سے اپنی تفسیر قرآن مین نقل کیا ہے (الفاروق صفحہ ۱۸۷ حصۂ دوم۔

شمس العلماء نے اس کا ذکر نہ کیا کہ اُس یادداشت کے متعلق رسول خدا صلعم نے حضرت حفصہ سے کیا فرمایا تھا۔

لہذا ہم بغرض انکشاف کنز العمال کی عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

عن سعید بن المسیب ان عمر سائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف یورث الکلالۃ قال ولیس قد بین اللہ ذلک ثم قرء وان کان رجل یورث کلالۃ او امرأۃ الی اخر الایۃ فکان عمر لم یفھم فانزل اللہ یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الی اخر الایۃ فکان عمر لم یفھم فقال لحفصۃ اذا رایت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طیب نفس فاسأ لیہ عنھا فسالتہ عنھا فقال ابوک ذکر لک ھذا ما اری اباک یعلمھا ابدا فکان یقول ما اری اعلمھا ابدا وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابن راھویہ و ابن مردویہ وھو صحیح ص۲ جلد ۶

یعنی سعید بن المسیب روایت کرتے ہین کہ عمر نے حضرت سے وراثت کلالہ کو دریافت کیا۔ فرمایا۔ کیا خدا نے اسکو نہین بیان کیا" ان کان رجل یورث کلالۃ مگر عمر نہ سمجھے تو خدا نے دوسرا آیہ" یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ نازل کیا عمر جب بھی نہ سمجھے تو حفصہ سے کہا جسوقت رسول اللہ کا مزاج خوش پاؤ۔ تو اُس کو دریافت کرنا حفصہ نے اُسی طرح پوچھا حضرت نے فرمایا تمھارے باپ نے تمکو سکھایا ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ وہ کبھی اسکو نہ سمجھین گے عمر کہتے تھے جہانتک ہم جانتے ہین یہہ مسئلہ ہمکو نہ معلوم ہوگا جیسا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے ابن راہویہ ابن مردویہ نے اسکی روایت کی ہے۔

رسول اللہ کی وفات سے انکار۔

کتب اہلسنت مین ہے کہ حضرت عمر رض جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی خبر سنتے ہی مسجد نبوی کے دروازہ پر آکھڑے ہوئے۔ اور تلوار غلاف سے نکالے ہوئے فرماتے تھے کہ رسول اللہ ہرگز فوت نہین ہوئے۔ بلکہ خدا نے اِن کو آسمان پر بلا لیا ہے۔ جو کوئی کہے گا کہ آپ نے وفات کی اسی تلوار سے اُس کی گردن کاٹونگا جب حضرت ابوبکر آئے۔ تو انھون نے فرمایا۔ اے عمر تلوار غلاف مین

رکھو کیا تم نے یہہ آیت نہین پڑھی۔ " انک میت وانھم میتون" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو اس آیت کا علم نہ تھا۔ اگر تھا تو آنحضرت کی موت کا چھپانا اغراض ذاتی پر دلالت کرتا ہے اور یہہ مومن کا شعار نہین۔

زن حاملہ کو سنگسار کرنا۔

ایک زن حاملہ کے سنگسار کا حکم دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حاملہ پر حد جاری نہین ہو سکتی۔ اس پر حضرت عمر نے فرمایا " لولا علیٌ لھلک عمر" یہہ حال بہت سی کتابون مین ہے یعنی شرح مواقف استیعاب ابن عبدالبر مکی کنز العمال رجال مشکوٰۃ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی سراجی شرح فرائض سید شریف مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ وغیرہ۔ جناب شاہ صاحب نے اس پر یہہ توجیہ کی ہے کہ۔

عمر را خبر نہ بود کہ این زن حاملہ است و حمل ہیچ چیزے نیست کہ بمجرد دیدن زن توان دریافت کہ حاملہ است مگر بعد از تمام مدت حمل یا قریب بہ تمام و چون حضرت امیر کہ از سابق بحال آن زن و بحاملہ بودنش اطلاع داشت و او را خبردار کرد (تحفہ صفحہ ۲۰۲)۔

یہی حکم ایک زن مجنونہ کے بارہ مین بھی دیا مگر۔ جناب امیر علیہ السلام اس مین بھی مانع ہوئے۔ اور فرمایا کہ تین (۳) شخصون پر سزا جائز نہین۔ ایک سوتا ہوا جب تک کہ جاگے۔ دوسرا طفل جبتک بالغ ہو تیسرا دیوانہ جبتک کہ صحت پاوے۔

چنانچہ مجنون کے متعلق منجملہ کتب اہلسنت مذکور بالا صرف استیعاب ابن عبدالبر مکی کی عبارت لکھی جاتی ہے جو ذکر اصحاب مین نہایت اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۴۷۴ مطبوعہ حیدرآباد دکن۔

قول حضرت عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔

عن سعید ابن المسیب قال کان	سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ عمر ہمیشہ پناہ
عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن	مانگا کرتے تھے ان مشکلون سے جن مین جناب امیرؑ
وقال فی المجنونۃ التی امر برجمھا	نہ ہون اور کہا تھا ایک مجنونہ کے بارے مین جس کے
وفی التی وضعت لستۃ اشھر	سنگسار کرنے کا حکم دیا تھا اور اوس عورت کے بارے مین

Presented by Ziaraat.Com

فاراد عمر رضی الله عنه رجمها فقال له علی کرم الله وجهه ان الله یقول وحمله وفصاله ثلثون شهرا الحدیث وقال له ان الله رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان یقول لولا علی لهلك عمر وقد روی مثل هذه القصة العثمان مع ابن عباس رضی الله عنهم وعن علی کرم الله وجهه اخذها ابن عباس والله تعالی اعلم

کہ جس نے چھ مہینے کے حمل سے بچہ جنا تھا پس عمر نے چاہا تھا کہ اوسے سنگسار کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بتحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے وحملہ الی آخر الآیۃ جس سے ثابت ہوا کہ حمل چھ مہینے کا ہوسکتا ہے اور فرمایا جناب امیرؑ نے فرمایا خدا نے مجنونون سے قلم اُٹھا لیا ہے۔ عمر کہا کرتے تھے اگر علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے ایسا ہی قصہ عثمان کو بھی پیش آیا جسکو ابن عباس نے بتایا انہون نے اس کی تعلیم جناب امیرؑ سے حاصل کی تھی اور خداوند عالم خوب جاننے والا ہے۔

شاہ صاحب اس کے جواب مین بھی ارشاد فرماتے ہین۔

(کہ) عمر را از حال جنون او اطلاع نبود۔ نزد حضرت عمر آوردند۔ حضرت عمر حکم فرمود کہ اورا سنگسار کنند پس مردم او را کشیدہ مے بردند۔ ناگاہ حضرت علیؑ در راہ درخورد و پرسید کہ این زن را کجا مے برید مردم عرض کردند کہ خلیفہ حکم برجم او فرمودہ ست حضرت علیؑ آن زن را از دست مردم کشیدہ ہمراہ خود گرفت و نزد عمر آمد و فرمود کہ زن مجنونہ است من این را خوب می دانم پس حضرت عمر رجم او را موقوف نمود تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۰۳۔

یعنی عمر کو اس کے جنون کا علم نہ تھا جب حضرت عمر کے پاس لائے تو انھون نے حکم دیا کہ اسکو سنگسار کرو۔ آدمی اسکو کھینچ کر لے جارہے تھے کہ ناگاہ حضرت علیؑ راہ مین ملے پونچھا کہ اس عورت کو کہان لے جارہے ہو عرض کیا کہ خلیفہ نے اسکو سنگسار کرنے کا حکم دیا ہے حضرت علیؑ اس عورت کو ان سے لیکر اپنے ہمراہ عمر کے پاس لائے اور فرمایا کہ یہ عورت مجنونہ ہے مین اس کو خوب جانتا ہون اس پر حضرت عمر نے اسکو سنگسار کرنا موقوف کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

خلاف عمل رسول اللہ میخور کی سزا مین بیشی

(۳) عہد جناب رسول خدا صلعم مین شراب خوار کو چالیس درّے لگائے جاتے تھے۔

یہی عمل عہد خلافت اوّل تک رہا مگر حضرت عمر نے حسب صلاح عبدالرحمن بن عوف اسّی درے کر دئے جیسا کہ صحیح مسلم جلد (۲) صفحہ ۷۱ مین ہے۔

عن انس بن مالك ان النبیؐ	انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کی خدمت
اتی برجل قد شرب الخمر فجلده	مین ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی حضرت نے
بجریدتین نحو اربعین قال وفعله	دہوری لکڑیون سے چالیس تک مارا یہی معمول حضرت
ابوبکرؓ فلما کان عمر	ابوبکرؓ کا رہا لیکن حضرت عمر نے لوگون سے مشورہ
استشار الناس فقال عبدالرحمن	کیا اپنے زمانہ مین تو عبدالرحمن نے کہا سبک ترین
اخف الحدود ثمانین فامر به	حدود اسّی کوڑے ہین پس یہی حکم عمر نے دیا۔
عمرؓ	از مجمع البحرین صفحہ ۳۶۸

دیگر اصحاب بھی شراب پیا کرتے تھے۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۹۳ کہ آیہ کریمہ

یسئلونك عن الخمر والمیسر الایة نزلت	یعنی یہ آیہ بجواب سوال عمر و معاذ بن جبل نازل
فی عمر بن الخطاب و معاذ بن جبل۔	ہوا۔

ولید بن عقبہ وحالت نشہ مین نماز

ولید بن عقبہ ایک دن نشہ کی حالت مین نماز فجر بجائے دو رکعت چار رکعت پڑھا گئے۔ اور سرور مین آکر فرمایا کیا اور بڑھا دون جیسا کہ روضۃ الاحباب مین ہے۔

روزے ولید بن عقبہ بی عاقبتی نمود جرعہ چند شراب در جوف محراب کشیدہ وقت نماز بام دادا ز خانہ خود سرخوشان و دامن کشان بیرون آمد و در محراب طاعت بآن حالت بادائے فریضہ قیام نمود و نماز صبح را چہار رکعت گزارد و رو بمردم آورد گفت آیا زیادہ کنم برائے شمار رکعات نماز را جلد (۲) صفحہ ۲۵۲۔

اور معالم التنزیل صفحہ ۹۴ مین ہے۔

روایات ہوش نسبت حضرت عمر

ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عماله ان ازرق المسلمین من الطلاء ما ذهب ثلثاه وبقی ثلثه۔

یعنی عمر نے اپنے بعض عمال کو لکھا مسلمانون کو وہ شراب پلایا کرو جس کا دو ثلث جل گیا ہو۔ اور ایک ثلث باقی رہے۔

شراب کا پینا تا دم مرگ نہ چھوٹا۔ چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے کہ وقت آخر اپنے غلام سے شراب منگا کر نوش فرمائی۔ مقصد دوم ص۲۱۹

قال یا یرفا ویحك اسقنی فجاء بقدح فیه نبیذ حلو فشربه فالصق رداءه ببطنه قال فلما وقع الشراب فی بطنه خرج من الطعنات قالوا الحمد لله هذا دم استکن فی جوفك فاخرجه الله من جوفك قال ای یرفا ویحك اسقنی لبنا

یعنی اپنے غلام یرفا سے کہا وائے ہو تجھپر مجھے پلا یرفا ایک قدح نبیذ شیرین لایا آپ نے وہ پی لی۔ پھر اپنا شکم چادر سے باندہا۔ جب شراب پیٹ مین پڑی تو زخمون سے بہہ گئی۔ لوگون نے کہا یہہ خون جما ہوا پیٹ مین بہرا تھا۔ خدا نے اسے نکال دیا اس کے بعد دودھ مانگا۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے بھی اس روایت کو لکھا ہے۔

ایک طبیب بلایا گیا اس نے نبیذ اور دودھ پلایا اور دونون چیزین زخم کی راہ سے باہر نکل گئین۔

(الفاروق صفحہ ۱۱۱)

روزہ قبل از وقت افطار کرنا

حضرت عمر کے نماز و روزہ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو امور ملکی و مالی سوچا کرتے تھے روزہ قبل از وقت افطار کر لیتے تھے۔ چنانچہ اس بارہ مین آپ نے مختلف احکام بھی صادر کیے ہین۔ جیسا کہ فتح الباری صفحہ (۲۸۹) مین ہے۔

واختلف عن عمر فروی ابن ابی شیبه وغیره من طریق زید بن وهب عنه ترك القضاء

یعنی عمر کا حکم اس بارہ مین مختلف ہے ابن ابی شیبہ وغیرہ تو یہہ روایت کرتے ہین کہ عمر صاحب ایسی حالت مین روزۂ قضا نہ رکھتے تھے چنانچہ زید بن وہب

Presented by Ziaraat.Com

ولفظ معمر عن الاعمش عن زید فقال عمر لم نقض واللہ ما یجانفنا الاثم۔ وروی مالک من وجہ اٰخر عن عمر انہ قال لما افطرنا ثم طلعت الشمس الخطب یسیر وقد اجتھدنا۔ (فتح الباری)

راوی ہین عمر سے روزہ کی ترک قضا کے اور معمر نے اعمش سے انہون نے زید سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ واللہ ہم قضا نہ کرین گے اور ہم گناہ پر بھی مائل نہین ہوئے۔ مالک دوسرے طریق سے روایت کرتے ہین کہ عمر کے افطار کے بعد جب آفتاب نکل آیا تو عمر نے کہا کوئی مشکل نہین ہے۔ کیونکہ ہم نے کوشش کرلی تھی۔

اس روایت کو جناب شبلی صاحب نعمانی نے بھی لکھا ہے۔

ایک فعہ بدلی کی وجہ سے آفتاب کے چھپ جانے کا دھوکہ ہوا۔ حضرت عمر نے روزہ کھول لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آفتاب نمودار ہوا لوگ متردد ہوئے عمر نے کہا" الخطب یسیر وقد اجتھدنا" یعنی معاملہ چندان اہم نہین ہے۔ ہم اپنی طرف سے کوشش کرچکے تھے۔

حالانکہ بخاری مین یہہ روایت موجود ہے۔

عن ھشام بن عروۃ عن فاطمۃ بنت المنذر عن اسماء بنت ابی بکر قالت افطرنا علی عھد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یوم غیم ثم طلعت الشمس قیل لھشام فامروا بالقضاء قال بد من قضاء وقال معمر سمعت ھشاما یقول لا ادری اقضوا ام لا۔

ہشام بن عروہ فاطمہ بنت المنذر سے روایت کرتے ہین۔ اسما بنت ابوبکر سے کہ ہم لوگون نے عہد نبی مین بدلی کے دن مین افطار کیا اس کے بعد آفتاب نکل آیا تو کسی نے ہشام سے کہا تو سب کو حکم قضا دیا گیا اور کہا کہ قضا ضروری ہے معمر روایت کرتے ہین ہشام سے مینے سنا کہتے تھے مگر نہ معلوم سب نے قضا کیا یا نہین۔

تفسیر در بارۂ افطار۔

قبل از وقت افطار کے بارہ مین تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۱ صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

اخرج الحاکم وصححہ عن ابی امامہ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بینا انا نائم اذ اتانی رجلان فاخذا بضبعی فاتیا بی جبلا وعرا فقالا لی اصعد فقلت انی لا اطیقہ فقالا انا سنسہلہ لک فصعدت حتی اذا کنت فی سواء الجبل اذا انا باصوات شدیدۃ فقلت ما ھذہ الاصوات قالوا ھذا عواء اھل النار ثم انطلقا بی فاذا انا بقوم معلقین بعراقیبھم مشققۃ اشداقھم وتسیل اشداقھم دما قلت من ھولاء قال ھؤلاء الذین یفطرون قبل تحلۃ صومھم

تفسیر درمنثور سیوطی صفحہ ۲۰۰

یعنی۔ حاکم نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہم سوتے تھے دو فرشتہ آئے اور ہمارا بازو پکڑ کر پہاڑ پر لے گیے جو نہایت سخت ناہموار تھا کہا کہ اس پر چڑھو مینے کہا کہ مجھے اس پر چڑھنے کی طاقت نہین ہے اونھون نے کہا کہ ہم اسکو آپکے لیے سہل کیے دیتے ہین جب ہم وہان پہونچے تو ہم نے سخت آوازین سُنین پوچھا یہہ کیسی آوازین ہین۔ کہا کہ یہہ اہل جہنم کی آواز ہے۔ وہان سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک قوم معلق ہے اپنے ایڑیون پر اور گل پھٹے۔ ان کے پھٹے ہوئے ہین اور خون اس سے جاری ہے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین۔ کہا یہ وہ لوگ ہین جو قبل از وقت روزہ افطار کرتے تھے۔

حضرت عمر نے حکم دیا کہ حج کے مہینہ مین عُمرہ نہ کرو۔ جیساکہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۱۰۴۔

قال عمر افصلوا بین حجکم وعمرتکم فان ذلک اتم لحج احدکم واتم لعمرتہ ان یعتمر فی غیر اشھر الحج۔

عمر نے کہا کہ اپنے حج اور اپنے عمرہ مین فصل کرو کہ یہ امر زیادہ تمام ہے تم مین سے ایک کے حج کے لیے اور زیادہ تمام اوسکے عمرے کے لیے یہ ہے۔ عمرہ غیر ماہائے حج مین کرے۔

حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر حج مین بتاکید تمام حکم دیا تھا۔ عمرہ اور حج ایک ساتھ

مناسک حج سے ناواقفیت

بجالاؤ۔ حضرت عمر مناسک حج سے واقف نہ تھے چنانچہ ازالۃ الخفا صفحہ ۱۰۴ مین ہے

سئل عمر عن العمرۃ وھو بمکۃ من	عمر سے سوال کیا گیا اگر کوئی شخص مکہ مین ہو اور عمرہ
ای موضع اعتمر فقال ایت علی ابن	کرنا چاہے تو کہان سے شروع کرے۔ جواب دیا کہ علیؑ
ابی طالب فسلہ فقال علی حیث ابدأت	کے پاس جاؤ حضرت علیؑ نے فرمایا جہان سے شروع کیا
یعنی من میقات ارضہ قال فاتی عمر	ہے یعنی جو میقات اسکے اصلی وطن کا ہے وہان سے
فاخبرہ فقال ما اجد لک الا ما قال	احرام باندھنا چاہیے اس نے عمر سے بیان کیا انہون نے
علی ابن ابیطالب صـ ۱۰۴ ازالۃ الخفا	کہا ہم بھی تو وہی چاہتے ہین۔ جو حضرت نے کہا۔

حضرت عمر کو یہ مسئلہ حج معلوم نہ تھا کہ طواف خانہ کعبہ کے پہلے عطر لگانا جائز ہے۔ لہذا آپنے حرمت کا حکم دیا جیسا کہ ازالۃ الخفا صـ ۱۰۵ مین ہے۔

ان عمر خطب الناس بعرفۃ علمھم	عمر نے عرفہ مین بغرض تعلیم حج خطبہ دیا تو کہا کہ جو شخص
امر الحج فقال لھم فیما قال اذا جئتم	رمی الجمرہ کرے اس پر سب چیزین بجز عورت اور
منی فمن رمی الجمرۃ فقد حل لہ ما حرم	خوشبو لگانے کے حلال ہو جاتی ہین۔ وہ نہ عورتون
علی الحاج الا النساء والطیب لا یمس	کے پاس جائے نہ خوشبو لگائے جبتک طواف
احد نساء ولا طیبا حتی یطوف بالبیت	نہ کرے۔ مالک نے ایک دوسری روایت مین بھی مثل
مالک فی روایۃ اخری مثلہ الا انہ قال	اسکے روایت کی ہے مگر تحقیق کہ اوسنے کہا ہے جو
من رمی الجمرۃ وحلق او قصر ونحر ھدیا	شخص رمی جمار کرے اور حلق یا تقصیر کرے اور
ان کان معہ فقد حل الحدیث قلت	قربانی نحر کرے اگر اوسکے ساتھ ہو پس وہ محل ہو جائیگا
ترک الفقہاء قولہ والطیب	آخر حدیث تک شاہ صاحب کہتے ہین کہ تمام فقہا نے
لما صح عندھم من حدیث عائشۃ	اس حکم کو ترک کر دیا کیونکہ ان کے نزدیک حدیث عائشہ

Presented by Ziaraat.Com

وغیرها ان النبی تطیب قبل طواف الافاضة (ایضاً ص مقصد دوم)

وغیرہ سے ثابت ہے کہ نبی صلعم نے قبل از طواف خوشبو لگائی تھی۔

صحابہ سے پوچھنا کہ اگر خلیفہ کسی کو گناہ کرتے دیکھے تو کیا سزا دے سکتا ہے؟

وروی عن عمر کان یعس فی المدینة ذات لیلة فرای رجلا وامرأة علی فاحشة فلما اصبح قال للناس ارأیتم لو ان اماما رای رجلا وامرأة علی فاحشة فاقام علیهما الحد ما کنتم فاعلین قالوا انما انت امام فقال علی لیس لك ذلك اذا یقام الحد علیك ان الله تعالی لم یامن علی هذا الامر اقل من اربعة شهداء ثم ترکهم ما شاء الله ان یترکهم ثم سالهم فقال القوم مثل مقالتهم الاولی فقال علی مثل مقالته وهذا مشیر الی ان عمر کان متردداً فی هذه المسئلة

عمر کا بیان ہے کہ ہم رات کے وقت مدینہ مین گشت لگایا کرتے تھے ایک رات ایک مرد و عورت کو فحش کرتے دیکھا صبح کو ہم نے اصحاب سے پوچھا کہ اگر امام کسی مرد عورت کو فحش کرتے دیکھے تو کیا ان پر حد جاری کر سکتا ہے اصحاب نے کہا کہ آپ امام ہین جو چاہین کر سکتے ہین۔ حضرت علیؑ نے فرمایا تم کو یہ حق نہین دیا گیا۔ اگر ایسا کروگے تو خود تم پر حد جاری کرنا واجب ہوگا۔ کیونکہ خدا نے چار گواہ سے کم کو زنا کے بارہ مین جائز نہین رکھا۔ عمرؓ نے دوبارہ صحابہ سے یہی سوال کیا صحابہ نے پھر وہی جواب خوشامدانہ دیا اور حضرت علیؑ نے پھر وہی کہا جو پہلے کہا تھا کہ یہ منصب کسی کو نہین ہے۔ یہ قصہ اس امر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر اس مسئلہ مین متردد تھے۔

مجلس شوریٰ مقرر کرنا۔

آپ کے امر بالمعروف ونہی عن المنکر" پر انعقاد مجلس شوریٰ سے خوب روشنی پڑتی ہے جسکا وقت رحلت انتظام فرما گئے تھے۔ اس انتظام سے مقصد یہ تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو خلافت نہ ملے۔ آپ نے اس مجلس کے رکنیت کے لیے چھ (۶) اشخاص تجویز کیے۔ اور خلافت کو ان کے درمیان بطریق شورے قرار دیا۔ جیسا کہ کتاب الامامة والسیاسة ودیگر کتب اہلسنت مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عمر نے ابوطلحہ انصاری کو طلب کرکے حکم دیا کہ انصار سے پچاس آدمیون کو اپنے ساتھ رکھکر ان چھ آدمیونکو یعنی علیؑ۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر۔ سعد ابی وقاص۔ اور عبدالرحمن۔ کو یکجا کر ایک کمرہ مین جمع کرو اور تم باشمشیر برہنہ اس گھر کے دروازہ پر کھڑے رہو۔ وہ چھ اشخاص آپس مین مشورہ کرکے کسی ایک کو خلافت کیلئے منتخب کرین اگر پانچ شخص متفق ہون اور ایک مخالفت کرے تو اوسکو قتل کرو اگر چار متفق ہون اور عبدالرحمن انمین ہون تو انکے قول پر عمل کرو۔ اگر دوسرے تین شخص مخالفت کرین تو وہ تینون قتل کر ڈالے جائین۔ اور تین دن سے زیادہ مہلت نہ دو۔ اگر تین دن گزر جائین اور یہ لوگ کسی کا انتخاب نہ کرین تو سبھون کو قتل کر ڈالو۔

قصہ مختصر حضرت کے حکم کے بموجب اُنکی وفات کے بعد حضرت عائشہؓ کے دولت خانہ مین مجلس منعقد ہوئی۔ بالآخر حضرت عبدالرحمن کی خاص تدبیر و فکر سے تاج خلافت حضرت عثمانؓ کے فرق مبارک پر رکھا گیا۔ اس انتظام سے حضرت عمر مورد مطاعن چند ہوے۔

اول - جن حضرات کا انتخاب کیا تھا۔ پہلے تو اُن کے صفات بیان کیے کہ۔

چھ اشخاص اس مجلس کے لیے تجویز کیے۔

رسولخدا ان لوگون سے راضی تھے۔ اور یہہ لوگ خلافت کے اہل ہین مگر پھر خود ہی ہر ایک کے عیب بیان کیے یعنی کسی کو متعصب کہا کسی کو مفسد۔ کسی کو حریص۔ کسی کو شدید۔ کسی کو امت کا فرعون بتایا چنانچہ حضرت طلحہ سے فرمایا کہ رسولؐ خدا تم سے آزردہ تھے۔ حضرت سعد سے کہا کہ تم متعصب اور متکبر ہو۔ حضرت زبیر سے فرمایا تم بدخصلت ہو اور مفسد ہو۔ حضرت عبدالرحمن سے کہا تم ضعیف و عاجز ہو اور اپنی قوم کو دوست رکھتے ہو۔ حضرت عثمان سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم خلیفہ ہوئے تو اپنے عزیزون کو مسلط کروگے اور اُن کو بیت المال سے مالامال کردوگے۔ جناب امیر علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ آپکے مزاج مین مزاح ہے۔

ان باتون کی تصدیق شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین باین الفاظ فرماتے ہین۔

حضرت عمر نے اور بزرگون کی نسبت جو خوردہ گیریان کین ہم نے ان کو ادب سے نہین لکھا۔ لیکن اس مین جائے کلام نہین۔ چنانچہ طبری وغیرہ مین اُن کے ریمارک بہ تفصیل مذکور ہین۔ (حصہ اول صفحہ ۱۱۷)

مجلس شوریٰ پر تنقید۔

دوم۔ آپ نے چار صورتون مین اس جماعت کے قتل کا حکم دیا۔ حالانکہ اختلاف راے کوئی گناہ نہین ہے جسکے سبب سے وہ مستوجب قتل ہون۔ اور خدا اور رسول کا کونسا حکم باستثنا جناب امیر علیہ السلام ان پانچ اشخاص کے وجوب اطاعت پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے قتل کا باعث ہو۔ حالانکہ یہ حکم قتل بہ نص قرآن حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

سوم۔ جناب امیر علیہ السلام سے فرمایا۔

اگر آپکے مزاج مین مزاح نہوتی تو خلافت کے لیے آپ بہتر تھے۔ بخدا اگر آپکا ایمان تولین تو تمام اہل زمین کے ایمان سے آپکے ایمان کا پلہ بھاری ہوگا۔

لیکن وہ تدبیرین کین کہ ان جناب کو خلافت نہ ملے۔

چہارم۔ آپ نے نفس رسول اللہ کے قتل کی تجویز کی جس کی مودت وعداوت جناب رسول اللہ کی مودت عداوت ہے۔

پنجم۔ آپنے اس عہد کو توڑا جس کو بروز غدیر قبول کیا تھا۔ اور جناب امیر علیہ السلام کو ان الفاظ مین مبارکباد دی تھی "بخ بخ یا علی اصبحت مولای ومولیٰ کل مومن ومومنۃ ای علی آپ کو کل مومنین ومومنات کی سرداری مبارک ہو"۔ لیکن جو زبان سے کہا تھا اُس پر عمل نہ کیا۔ حالانکہ مومن کی شان بہ نص قرآن یہ ہے۔ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا کہ وہ جب عہد کرتے ہین تو اُس کو پورا بھی کرتے ہین۔

ششم۔ جناب امیر علیہ السلام کے فضائل ومناقب آپ کو معلوم تھے۔ جس کے خود بھی معترف تھے۔ باین ہمہ حکم دیا کہ عبد الرحمن کی اطاعت کرو۔ حالانکہ یہ جانتے تھے کہ وہ حضرت عثمان کے چچازاد بھائی اور داماد ہین۔ اور حضرت عثمان کی طرفداری کرین گے۔ ان کی اطاعت جناب امیر علیہ السلام پر اس حد تک قرار دی کہ اگر ان کی رائے کی مخالفت کرین تو قتل ہون۔

اس موقع پر وہ مکالمہ جو امیر معاویہ اور ابن حصین سے ہوا تھا جسکو علامہ شہاب الدین المعروف بہ

ابن عبدربہ اندلسی نے اپنی مشہور کتاب عقد الفرید مین لکھا ہے لایق غور ہے جسکا خلاصہ ترجمہ ۔ ہے۔

زیاد نے ابن حصین کو معاویہ کے پاس بطور وفد روانہ کیا کہ وہ وہان چند روز رہے ۔ ایک شب معویہ نے ان سے تنہائی مین بات چیت کرنی شروع کی ۔ اور کہا ہم نے سنا ہے کہ تم عقیل وذہین ہو۔ لہذا بتاؤ کہ امور مسلمین کو کس چیز نے اس قدر منتشر کیا۔ اور کیون ایسا اختلاف پیدا ہوا۔

ابن حصین ۔ حضرت عثمان کا اس طرح قتل ہونا۔

معویہ ۔ اس سے تو کچھ بھی نہین ہوا۔

ابن حصین ۔ تو حضرت علیؑ کا تم سے لڑنے کو آنا اور تم سے جنگ کرنا اس کا باعث ہوا۔

معویہ ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین ۔ طلحہ وزبیر ۔ اور عائشہ کا حضرت علیؑ سے جنگ کرنا اسکا سبب ہوا۔

معویہ ۔ اس سے بھی کچھ نہ ہوا۔

ابن حصین ۔ اے امیرالمومنین ان کے سوا اور کوئی سبب مجھے معلوم نہین ہوتا۔

معویہ ۔ ہم بتاتے ہین کہ یہ سارا فساد اس شورے سے ہوا جس کو حضرت عمر نے قائم کیا۔ کیونکہ خدا نے آنحضرت کو حق کے ساتھ اس لیے مبعوث کیا تھا کہ اس دین کو وہ تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرکون کو اس سے کراہیت ہو۔ چنانچہ حضرت نے اس کے مطابق عمل کیا۔ جب خدا نے آپ کو اٹھالیا تو حضرت نے ابوبکر کو نماز پڑھانے کے لیے مقدم کیا (جیسا کہ روایت اہلسنت مین ہے) لہذا مسلمان بھی ان سے راضی ہوئے۔ اور اپنے امر دنیا کے لیے ان کو مقدم کیا۔ کیونکہ حضرت نے امر دین کے لیے انکو پسند کیا تھا۔

جب ابوبکر کا انتقال ہوا تو انھون نے عمر کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور وہ مطابق سیرت ابوبکر عمل کرتے رہے۔ مگر عمر نے مرتے وقت اس کو شوریٰ قرار دیا تو اب کوئی شخص ان مین ایسا نہ رہا جس کے قوم وقبیلہ نے

Presented by Ziaraat.Com

اس کی آرزو نہ کی ہو۔ پس ہر شخص نے اپنی گردنیں بلند کی۔ اگر عمر بھی کسی کو

مثل ابوبکر خلیفہ کر جاتے تو کبھی یہ اختلاف نہ پیدا ہوتا۔

شبلی صاحب اور حضرت عمر کے اخلاق کی تعریف۔

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۷۱ مین آپ کے خلق کی یہ تعریف کرتے ہین۔

منصب امامت کے لحاظ سے حضرت عمر کا سب سے بڑا کارنامہ جو تھا یہ تھا کہ آنحضرت نے دنیا کو جس قسم کے برگزیدہ اور پاکیزہ اخلاق کی تعلیم دی تھی اور جو آپ کے بعثت کا اصلی مقصد تھا حضرت عمر کے فیض سے قوم مین وہ اخلاق محفوظ رہے۔ حضرت عمر خود اسلامی اخلاق کے مجسم تصویر تھے انکا خلوص حق پرستی۔ راست گوئی حفظ لسانی یہ اوصاف خود بخود لوگون کے دلون مین اثر کرتے جاتے تھے۔

حضرت عمر مغلوب الغضب تھے۔

شمس العلماء کی یہ مدح و ثنا محض عقیدت مندانہ ہے۔ حالانکہ وہ بہت ہی مغلوب الغضب تھے جس کی شہرت تمام عرب مین تھی ان کے غیض و غضب سے صحابہ جو بڑے مرتبہ اور درجے والے تھے وہ بھی نالان تھے جیسا کہ اسی الفاروق مین ہے۔

ایک دفعہ بہت سے لوگ ابی کعب سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے ملنے گئے۔ جب وہ مجلس سے اُٹھے تو ادب اور تعظیم کے لیے لوگ اِن کے ساتھ ساتھ چلے اتفاق سے حضرت عمر اُدھر سے آنکلے یہ حالت دیکھ کر اُبے کو ایک کوڑا لگایا اُن کو نہایت تعجب ہوا اور کہا یہ آپ کیا کرتے ہین۔

احوال حضرت عثمانؓ

سرسری کر مظالم جو صحابہ رسول اللہ پر کیے۔

حضرت عثمان کا جیسا عمل امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر تھا وہ جمیع کتب حدیث و سیر اہلسنت مثل کتب صحاح۔ تاریخ طبری۔ تاریخ الخلفا۔ استیعاب۔ کنز العمال۔ تاریخ اعثم کوفی۔ روضۃ الاحباب روضۃ الصفا حبیب السیر۔ مدارج النبوۃ وغیرہ وغیرہ مین مذکور ہے کہ۔

آپ نے مسند نشین خلافت ہوتے ہی حکم بن العاص جس کو رسول خدا صلعم نے بوجہ اوس کے کفر و نفاق کے

Presented by Ziaraat.Com

مدینہ سے خارج البلد کر دیا تھا اور تاحیات اپنے مدینہ مین آنے کی اجازت ندی اس کو اعزاز و اکرام سے مدینہ مین بُلا لیا اور اپنا رفیق بنایا۔ حارس کو بازار مدینہ کی چنگی یعنی عشرہ قیمت و فروخت شدہ لینے کا حکم دیا۔ بنی اُمیہ کو بیت المال سے مالا مال کر دیا۔ مروان کو بصرہ کے پانچ شہر بخش دیئے۔ عبداللہ بن حارس کو تین لاکھ درہم دیئے۔ عہد رسول اللہ صلعم مین اذان ایک بار تھی آپ نے تین بار کر دی حضرت عبداللہ بن عمر نے ہمزان بادشاہ اہواز کو قتل کرا دیا کہ وہ حضرت عمر کے قتل مین شریک تھا۔ حالانکہ یہ الزام اُس پر ثابت نہ تھا مگر حضرت عثمان نے عبداللہ سے قصاص لیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے اسی الزام مین خفتہ نصرانی کو قتل کیا۔ ہر چند جناب امیر علیہ السلام و دیگر صحابہ کرام نے حضرت عثمان سے کہا کہ عبداللہ سے قصاص لیا جائے۔ مگر خلیفہ صاحب نے بجائے قصاص کے بیت المال سے دیت دلا دی۔

حضرت عثمان اپنی خلافت کے زمانہ مین ایک دن مسجد سے گھر جا رہے تھے کہ ابوسفیان آئے اور کہا دیا

یا بنی امیۃ تلقفوھا تلقف	یعنی اے بنی اُمیہ اس بادشاہت کو حاصل
الکرۃ فوالذی یحلف بہ ابوسفیان	کر کے مضبوط پکڑو قسم اُس کی نہ عذاب کوئی
ما من عذاب ولا حساب ولا جنۃ ولا نار	شے ہے۔ نہ حساب نہ بہشت نہ دوزخ اور
ولا بعث ولا قیامۃ	نہ حشر نہ قیامت۔

حضرت عثمان نے اُس پر حد شرع جاری کرنے کے عوض مسلمانون کے خزانہ سے اِنکو دو لاکھ (۲۰۰۰۰۰) دینار عطا کئے۔

آپکی بدعت کے بارے مین علما کے اقوال۔

حضرت مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب نے بھی اپنی تالیف و تصنیفات مین خلیفہ صاحب موصوف کے حالات بہت کچھ لکھے ہین۔ از آنجملہ یہ ہے۔

رسول اللہ صلعم کا دستور تھا کہ جب حج کو جاتے تھے تو منیٰ کے مقام پر نماز قصر کر دیتے چار رکعت مین دو رکعت پڑھتے۔ حضرت عثمان حج کو گئے تو آپ نے منی مین اپنا خیمہ نصب کیا اور وہان اقامت اختیار کی۔ اور

چار رکعت نماز پڑھی اس پر سب اصحاب بگڑ کر بولے یہہ کیا بدعت ہے۔ رسول اللہؐ نے تو یہان نماز دو رکعت پڑھی تم چار رکعت پڑھتے ہو۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف تو اس قدر تیز ہوے کہ بھرے مجمع مین کہا تیرا کیا اقرار تھا خلافت کے وقت۔ کیا تو بھول گیا۔ تو نے عہد کیا تھا کہ مین کتاب اللہ و سُنّت رسُولؐ پر عمل کرونگا آج سُنّت پیغمبرؐ سے انحراف کرتا ہے۔ حضرت عثمان نے جواب دیا کہ خفا کیون ہوتے ہو حضرت صلعم مسافرت کے سبب نماز قصر کیا کرتے تھے۔ مین مقیم ہون مجکو نماز قصر جائز نہین۔

صحابہ کو اس جواب سے اطمینان نہوا اور چند روز کے اندر سارے ملکون مین دُھوم مچ گئی کہ امیرالمومنین رسولؐ کی سُنّت کے خلاف کام کر رہے ہین"۔ (از مُحرّم نامہ)

تاریخ خمیس جلد (۲) صفحہ ۳۷۱ مین ہے۔

الحادی عشر نقلوا انہ قال لعبدالرحمن	گیارہوین نقل کیا ہے اون لوگون نے کہ کہا عثمان
بن عوف انہ منافق وذلك ان	نے عبدالرحمن ابن عوف کو کہ وہ منافق ہے اور یہ اسطرح
الصحابۃ لما نقموا علی عثمان ما احدثہ	پر ہے کہ جب صحابہ نے حضرت عثمان پر بوجہ اُن کی بدعتون
وعاتبوا عبدالرحمن فی تولیتہ ایاہ	کے کثرت سے اعتراض کرنا شروع کیا اور عبدالرحمن پر
فی اختیارہ فندم علی ذلك وقال	عتاب کیا تولیت عثمان پر تو عبدالرحمن بن عوف
انی لا اعلم ما یکون وان الامر الیکم	بہت نادم ہوے اور کہا کہ مجھے کیا خبر تھی کہ ایسے
فبلغ قولہ عثمان وقال ان عبدالرحمن	اُمور اُن سے سرزد ہون گے اور امر تمھارے اختیار مین
منافق وانہ لا یبالی ما قال فحلف	ہے۔ عثمان نے جب یہ سنا تو کہا کہ عبدالرحمن منافق
ابن عوف لا یکلمہ ما عاش و	ہے وہ پروا نہین کرتا کہ کیا کہتا ہے۔ عبدالرحمن کو
مات علی ھجرتہ وقالوا فان کان	جب اسکی خبر معلوم ہوئی تو قسم کھائی کہ اب کبھی
ابن عوف منافقا کما قال فما صحت	عثمان سے بات چیت نہ کرون گا۔ آخر اسی حال مین

Presented by Ziaraat.Com

بیعتہ ولا اختیار لہ ان لم یکن	اُنھون نے وفات پائی۔ صحابہ نے کہا۔ اگر عبدالرحمن
منافقًا فقد فسق بھذا القول	منافق تھے تو پھر اُنکی بیعت بخلافت صحیح نہین۔
وخرج عن اھلیۃ الامارۃ	اور اُن کو حق نتھا کہ عثمان کو خلیفہ بنائین اور اگر
ازالۃ الخفا صفحہ ۱۲۵	عثمان نے غلط کہا تو عثمان قابل خلافت نہ رہے۔

فتوی در بارہ جمع بین الاختین۔

حضرت عثمان نے جمع بین الاختین کے بارہ مین جو فتوی دیا تھا وہ بھی قابل ملاحظہ ہے۔ اس کی نقل ازالۃ الخفا سے کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

ان رجلا سال عثمان بن عفان	ایک شخص نے عثمان سے سوال کیا کہ ایک شخص
عن الاختین من ملك الیمین	بذریعہ ملک یمین دو بہنون کا مالک ہے
ھل یجمع بینھما فقال عثمان احلتھما	تو کیا ایک وقت مین دونون کو عقد مین لا سکتا ہے۔
ایۃ او "ما ملکت ایمانکم"	عثمان نے جواب دیا کہ ایک آیت سے حلال ہے
وحرمتھما ایۃ اخری ای ان	ما ملکت ایمانکم اور دوسری آیت سے
یجمعوا بین الاختین فاما انا	حرام ہے ان تجمعوا بین الاختین مگر
لا احب ان اصنع ذلك فقال	ہم اسکو پسند نہین کرتے۔ سائل وہان سے نکلا
فخرج من عندہ فلقی رجلا من	اور ایک صحابی سے ملاقات ہوئی ان سے
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ	دریافت کیا اور کہا کہ اگر ہم کو اس خلافت مین
وسلم فسالہ عن ذلك فقال	کوئی اختیار ہوتا تو ضرور ایسے شخص پر حد جاری
لو کان لی من الامر شیٔ ثم وجدت	کرتے۔ جو اس کام کو کرتا۔ ابن شہاب کہتے ہین
احدًا فعل ذلك لجعلتہ	کہ جہانتک ہم جانتے ہین وہ صحابی جناب

Presented by Ziaraat.Com

نکما قال ابن شہاب لدا ہ علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

امیر علیہ السلام ہین۔ (جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)۔

تیسری۔ ان عثمان بن عفان اتی بامرأۃ قد ولدت فی ستۃ اشہر فامر بہا ان ترجم فقال لہ علی بن ابیطالب لیس ذلک علیہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول فی کتابہ وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا وقال والوالدات یرضعن اولادہن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ فالحمل یکون ستۃ اشہر فلا رجم علیہا فبعث عثمان فی اثرہا فوجدہا قد رجمت

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۳۳۱ ایضاً

حضرت عثمان کے پاس ایک عورت حاضر کی گئی جس کے چھ مہینہ مین بچہ پیدا ہوا تھا۔ پس حضرت عثمان نے اُس عورت کے لیے رجم کا حکم دیا۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے کہا کہ یہ حکم اُس عورت پر جاری نہین ہو سکتا بہ تحقیق کہ اللہ جلشانہ اپنی کتاب مین ارشاد فرماتا ہے اور اُسکا زمانہ حمل اور زمانہ شیرخواری تیس مہینہ ہین اور ارشاد فرمایا خدائے برتر نے مائین اپنے بچونکو پورے دو برس دودھ پلائین اُس شخص کے لیے جو زمانہ شیرخواری کو پورا کرے۔ پس زمانہ حمل (چھ) مہینہ ہوگا۔ پس اُس عورت پر سنگساری کا حکم نہین ہے تب عثمان نے کسی کو اُس عورت کے پیچھے بھیجا اُس شخص نے اُس عورت کو سنگسار کیا ہوا پایا۔

ملک پر ان اشخاص کو حاکم بنایا جن سے رسول اللہ ناراض تھے۔

حضرت عثمان نے اُن لوگون کو مختلف صوبون مین اعلیٰ حاکم بنایا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضامند و خوش نہ تھے۔ از آنجملہ ولید بن عقبہ تھے جو کوفہ کے حاکم مقرر کئے گیے یہ حضرت عثمان کے مادری بھائی تھے جن کے فسق و فجور پر سورۂ حجرات مین آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق الخ

شاہد ہے۔ ایک دن آپ نے حالت نشہ مین نماز فجر مین بجائے دو رکعت کے چار رکعت پڑہادی اور نمازیون سے کہا۔ اگر کہو تو اور زیادہ کردون انہین حضرت کو جناب رسول اللہ صلعم نے بنی المصطلق کے بعد زکواۃ وصول کرنے کو بھیجا تھا اُن سے اور اُن لوگون سے کدورت تھی آپ اثناء راہ سے واپس چلے آئے اور آنحضرت صلعم سے یہ کہدیا کہ وہ سب لوگ تو مرتد ہوگئے جب وہ لوگ یہ خبر سنکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ ہم لوگون پر یہ افترا اور بُہتان ہے۔ آنحضرت نے اُسکی تحقیقات پر خالد بن ولید کو مقرر فرمایا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مرتد ہونیکی شکایت غلط تھی۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ مصر

حضرت عثمان نے اپنے عہد حکومت مین سارے ملکون کے قرآن شریف جمع کرواکر جلوا دیئے۔ اور خود نیا قرآن ترتیب دیکر جاری کیا۔ جس مین آیات کی ترتیب بموجب تنزیل نہین ہے۔

حضرت ابن مسعود نے اپنا قرآن دینے سے انکار کیا تو اُن کو اپنے غلام سے اتنا پٹوایا کہ اُنکی پسلیان ٹوٹ گئین۔

اسی طرح اور اصحاب رسولؐ سے کسی کو جلاوطن کسی کو زدوکوب کرایا۔

توریت کا ترجمہ عربی مین کیا۔

شاہ صاحب نے حضرت عثمان کے عہد خلافت کی بہت تعریف کی ہے۔ اور ان باتون کو مفتریات شیعہ اور شیاطین کوفہ سے بتایا ہے۔ اور حضرت عثمان کی حمایت کرکے اِن کے عمال کو لایق اور مستحسن ٹھراکر خوب اُن کی مدح وثنا کی ہے۔ اور اقربا کو مال دینے کے بارہ مین لکھا ہے کہ عثمان غنی تھے اپنے ذاتی مال سے اقربا کی امداد کی۔ اور اس امر مین عثمان نے آیۂ کریمہ ذوی القربیٰ پر عمل کیا۔ آخر بعد قیل وقال بسیار یہ فرماکر ؎

چشم بداندیش پراگندہ باد عیب نماید ہنرش در نظر

جناب خلیفہ صاحب موصوف کے کارنامہ کی خوب پردہ پوشی کی ہے۔ یہ سب حالات ہم نے آیات محکمات کی تیسری جلد مین لکھے ہین۔ اور شاہ صاحب کے اقوال نقل کرکے انہین کے علماء کرام

Presented by Ziaraat.Com

وفضلاء عظام اور محدثین ومفسرین کے اقوال حضرت کے کلام کے خلاف پیش کیے ہین ان کے ملاحظہ سے ان مطاعن کی صحت اور حضرتؓ کی صدق بیانی منکشف ہوگی۔

حضرت عبداللہ بن زبیر سے امور خلاف شریعت ہوئے۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمر کا بھی مرتبہ ودرجہ حضرت عمر سے کم نہین ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الندوہ مین حضرت عبداللہ بن عمر کے ایمان وعقاید کی توصیف وثنا مین فرماتے ہین کہ۔

عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر سے پیشتر یہ شرف حاصل کر چکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمر کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بہرحال اُن کا بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا اور بالکل بچپن ہی کے زمانہ مین انکو گنجینہ مراد ملا۔ صحابہ مین رسولؐ اللہ کے اقوال واوامر کے بلاکم وکاست بجالانے مین عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا انہون نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا مین بسر کی۔

لیکن جب آپ کے "امنوا وعملوا الصّٰلحٰت" کے کارنامہ پر نظر کی جاتی ہے تو اس صفت وثنا سے محض عقیدتمندی ظاہر ہوتی ہے اس لیے کہ آپ کے "امر بالمعروف ونہی المنکر" کا اندازہ تاریخ الخلفا سیوطی کی اس روایت سے بخوبی ہوتا ہے۔

واخرج عن النخعی ان رجلا	یعنی کسی نے عمر سے کہا کہ اپنے فرزند عبداللہ کو
قال لعمر الا تستخلف عبداللہ بن	خلیفہ کرو عمر نے کہا کہ خدا تجھے قتل کرے ہم کیونکر
عمر فقال قاتلك اللہ واللہ	ایسے شخص کو خلیفہ کرین جو اپنی زوجہ کو صحیح طور سے
ما اردت اللہ بھذا استخلف رجلا لا یحسن ان	طلاق دینا بھی نہ جانتا ہو۔
یطلق امرأتہ	(ارجح المطالب ص۷۷)

یہ روایت صواعق محرقہ ابن حجر مکی ص۶۲ مین بھی ہے بلکہ اتنا زائد ہے۔

فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کیونکہ اس نے عہد رسول اللہ صلعم مین اپنی زوجہ کو
وسلم طلقتھا فی الحیض فقال صلی اللہ	حالت حیض مین طلاق دی تھی جس پر آنحضرت صلعم نے
علیہ وسلم لعمر مرہ فلیراجعھا	عمر سے کہا کہ اپنے پسر کو کہو کہ رجوع کرلے۔

اسی طرح اعراض عن الدنیا پر تاریخ کامل کی یہ روایت شاہد ہے۔

فلما مات زیاد عزم معویۃ علی	یعنی زیاد کی موت کے بعد معویہ نے یزید کی بیعت
البیعۃ لابنہ یزید فارسل الی عبداللہ	یعنی چاہے تو عبداللہ بن عمر کو ایک لاکھ درہم
بن عمر مائۃ الف درھم فقبلھا فلما	بھیجے اُنھون نے قبول کر لیے اس کے بعد بیعت
ذکر البیعۃ لیزید قال ابن عمر ھذا اراد	یزید کا تذکرہ آگیا تو ابن عمر نے کہا اس لیے یہ روپیہ
ان دینی عندی اذن لرخیص وامتنع	بھیجا تھا کیا ہمارا دین سستا ہے اس کے بعد
ص۲۱۵ جلد ثالث طبع مصر	بیعت سے انکار کیا۔

غرض یہ تھی کہ اور روپیہ ملے چنانچہ وہی ہوا۔ پھر تو یزید کے ایسے طرفدار ہوئے کہ جو اُسکی مخالفت کرتا اس سے لڑنے کو تیار ہو جاتے چنانچہ بعد شہادت جناب امام حسین علیہ السلام لوگون نے یزید کے افعال قبیحہ سے تنگ آکر اُس کو خلافت سے معزول کرنا چاہا تو انہون نے مجمع عام مین جو تقریر کی وہ صحیح بخاری مین ہے فتح الباری جلد آخر ص۵۵۵ سے اس جگہہ نقل کی جاتی ہے۔

عن نافع قال لما خلع اھل المدینۃ	یعنی جب اہل مدینہ نے یزید کو خلافت سے خلع
یزید بن معویۃ جمع ابن عمر حشمہ وولدہ	کیا تو ابن عمر نے اپنی اولاد اور حشم کو جمع کیا اور
فقال انی سمعت النبی صلی اللہ علیہ	کہا ہم نے رسول اللہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے
وسلم یقول ینصب لکل غادر لواء	ہر غدر کرنے والے کے لیے بروز قیامت ایک جھنڈا
یوم القیمۃ وانا قد بایعنا ھذا الرجل	کھڑا کیا جائے گا فضیحت ہو اور ہم نے اس شخص کی

Presented by Ziaraat.Com

علی بیع اللہ ورسولہ وانی لا اعلم	بیعت کی ہے اوپر بیعت خدا ورسول کے لہذا
غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی	جہان تک ہم جانتے ہین اس سے بڑھکر کوئی غدر
بیع اللہ ورسولہ ثم ینصب لہ القتال	نہین ہوسکتا کہ ایک آدمی سے بیعت کیجائے اوپر بیعت
وانی لا اعلم احدًا منکم خلعہ	خدا ورسول کے پھر اس سے قتال کیا جائے اور مین تم مین سے
والا تابع فی ھذا الامر الا کانت	کسی کو ایسا نہین جانتا جس نے اس سے نکث بیعت کی ہو پس
الفیصل بینی وبینہ	جو شخص اس سے قتال یا اسکو خلع کریگا تو مابین ہمارے اور اسکے جدائی ہوجائیگی۔

یہ کمال ایمان ہی کا پرتو ہے کہ یزید کو تو اپنا امام بنایا اور جس نے اسکو خلع کرنا چاہا اس سے آمادہ مخالفت ہوے لیکن جناب امیر علیہ السلام سے بیعت گوارہ نہ کی جیسا کہ تاریخ کامل مین ہے۔

وجاء ابن عمر فقالوا بایع قال	یعنی جب ابن عمر کو بیعت کیلیے لائے تو انھون نے کہا جبتک
لا حتی یبایع الناس قال ائتنی	سب لوگ بیعت نکرین ہم بیعت نہ کرین گے حضرت نے فرمایا
بکفیل قال لا اری کفیلا قال الاشتر	اچھا کوئی ضامن لا کہا کوی ہمارا کفیل نہین ہے مالک اشتر
دعنی اضرب عنقہ قال علی دعوہ	نے کہا اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑا دون جناب امیر نے فرمایا
انا کفیلہ انک ما علمت لسیئ الخلق	چھوڑ دو اسکے ہم ضامن ہین تم کو معلوم نہین ہے یہ
صغیرا وکبیرا۔	بچپن سے کبر سن تک ہر آئنہ بدخلق رہا۔

اہلسنت کے نزدیک حضرت طلحہ وزبیر بھی صحابہ کبار سے ہین اور فرد عشرہ مبشرہ مین شامل ہین۔ حضرت طلحہ کے کمال صلاحیت وسعادت پر یہ نکتہ کافی ہے کہ بعد وفات رسولؐ حضرت عائشہ رضؓ سے عقد کا قصد رکھتے تھے۔ جیسا کہ دُرِ منثور (جلد ۵ صفحہ ۲۱۶) مین ہے۔

قال طلحۃ بن عبید اللہ لو قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم	طلحہ نے کہا کہ اگر رسول قضا کر جائین گے
تزوجت عائشۃ رضی اللہ عنہا فنزلت	تو عائشہ سے نکاح کرونگا اسپر یہ آیت نازل ہوی

Presented by Ziaraat.Com

وماکان لکم ان تؤذوا رسول اللہ و — تم کو یہ جائز نہین ہے کہ رسولؐ خدا کو اذیت دو۔ اور

لا ان تنکحوا ازواجہ من بعدہ ابدا ان — نہ یہ جائز ہے کہ تم اُس کے بعد کبھی اُنکی بیبیون سے نکاح

ذلکم کان عند اللہ عظیما (پ۲۲ سورہ احزاب ع۴) — کرو بیشک یہ خدا کے نزدیک بڑا (گناہ) ہے۔

اس آیۂ کریمہ کی تفسیر دُرِّ منثور جلد پنجم صفحہ ۲۱۴ مین جو تفسیر لکھی ہے اُسکا حاصل یہ ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ آیت حجاب نازل ہونے کے بعد حضرت طلحہ نے فرمایا کہ اب تو اندھیر ہے کہ ہم لوگ اپنے چچازاد بہنون (پیغمبر کی بیبیون) سے بھی پردہ کے باہر سے بات کرین۔ اگر رسولؐ اللہ مرین تو مین عائشہ سے نکاح کرونگا۔ اِسپر یہ آیت نازل ہوئی اور عام مسلمانون پر پیغمبرؐ کی بیبیان حرام ٹھہرائی گئین۔

طلحہ و زبیر کا حضرت عائشہ کو جناب امیرؑ سے جنگ پر آمادہ کرنا

حضرات طلحہ و زبیر نے جناب امیر علیہ السلام کو باصرار خلافت قبول کرنے پر رضامند کیا مگر جب اُنکے مقاصد جناب امیر علیہ السلام سے حاصل نہ ہوئے تو نکث بیعت کرکے مکہ پہنچے اور حضرت عائشہ رضؓ سے ملے۔ اور بحیلہ طلب خونبہاے عثمان وصیٔ رسول سے جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ آخر کار حضرت عائشہ تیار و آمادہ و مستعد ہوگئین۔ اور حضرت حفصہ بھی اونکے ساتھ ہوگئین۔ حضرت عائشہ پھر حضرت ام سلمہ رضؓ سے ملین جو حج کے لیے مکہ معظمہ آئی ہوی تھین۔ اپنے ارادہ مین اُنکو بھی شریک کرنا چاہا۔ حضرت ام سلمہ رضؓ نے اُن کی باتون کا یہ جواب دیا۔

حضرت ام سلمہ کا حضرت عائشہ کو اس قصد سے باز رہنے کی تفہیم

اے عائشہ مجھے تمھارے اِرادہ سے بہت استعجاب ہوا کہ تم عثمان کا خونبہا وصی رسولؐ سے لینا چاہتی ہو۔ حالانکہ تم عثمان کو ہمیشہ بُرا بھلا کہتی رہین تم اپنے اِرادہ سے باز آؤ اور اُس حدیث کو یاد کرو جو رسول اللہؐ نے ارشاد کی تھی کہ میری ازواج مین ایک زوجہ اہل بغی اور مفسدون کے ساتھ ہوکر جب چشمہ حواب پر پہونچے گی تو کُتّے بھونکین گے۔ تم کو لازم ہے کہ طلحہ و زبیر کے مکر و فریب مین نہ آؤ اور اپنے کو اس حدیث اور اس فعل قبیح سے بچاؤ۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت عایشہ نے اس نصیحت پر مطلق توجہ نہ کی اور اہل بغی کے ساتھ ملکر وصیٔ رسولؐ سے لڑین۔ اس لڑائی کو جنگ جمل کہتے ہین۔

ہم اپنے بیان کی تائید مین روضۃ الاحباب کی کچھ عبارت نقل کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

اقتباس روضۃ الاحباب دربارۂ جنگ جمل۔

ارباب سیر و تواریخ آوردہ اند کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (بخانہ) ام المومنین۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا رفت کہ وے نیز از مدینہ بعزم گزاردن حج بمکہ رفتہ بود۔ بعد از تقدیم مراسم تسلیم باوے گفت کہ اے دختر ابو امیہ بدرستیکہ تو اول ضعیفہ کہ مہاجرت در راہ خدا و رسولؐ کردی۔ و بواسطۂ شرف فراش حضرت رسالت مآب صلعم عظیم الشان رفیع القدری و از میان امہات مومنین بخواص و ممتازی پوشیدہ نباشد۔ بر تو کہ جماعتی از غوغایان امیر المومنین عثمان بن عفان را بقتل آوردہ اند اکنون جمع از ہواداران و یاران آن خلیفہ مقتول و مظلوم در مدد آن در آمدہ اند کہ از قاتلان او انتقام کشند و ایشان را بہ قصاص رسانند ام سلمہ گفت کہ اے دختر ابو بکر تو بخون عثمان باز خواست لیکن بخدا سوگند

مورخین لکھتے ہین کہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر گئین کیونکہ وہ بھی مدینہ سے حج کے ارادہ سے مکہ گئین تھین۔ بعد مراسم تسلیم اُن سے کہا کہ اے دختر ابو امیہ یہ تحقیق کہ تم وہ پہلی ضعیفہ ہو جس نے خدا و رسولؐ کی راہ مین ہجرت کی ہے اور اب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہونے کی وجہ سے ممتاز و معزز ہو اور تمام امہات المومنین مین خاص امتیاز رکھتی ہو تم پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ ایک گروہ نے امیر المومنین عثمان بن عفان کو قتل کیا ہے خلیفہ مقتول و مظلوم کے دوست اُن کے قاتلون سے انتقام و قصاص کے لیے تیار ہو گیے ہین ام سلمہ نے کہا اے دختر ابو بکر تم عثمان کا قصاص لینا چاہتی ہو قسم بخدا کہ تم عثمان پر نہایت درجہ غیظ و غضب کیا کرتی تھین اور سوائے

که تو از اشدمردمان بودی از روے قهر
وغضب نمیخواندی ۔ مگر نعثل می گفتی لعن اللہ
نعثلا وقتل اللہ نعثلا اے عائشہ بترس از
خدائے در نفس خود در امرے کہ ترا
رسول اللہ صلعم ازان ترسانیدہ دمباش
صاحبہ سگان حواب سوگند میدہم ترا
بخداوند تعالی کہ از پیغمبر نشنیدی کہ فرمود
سگان حواب بر یکے ازواج من صیاح و
نباح کنند و آن زن کہ این واقعہ او را
پیش آید در میان اہل بغی فساد و عناد باشد
در آن زمان کہ آنحضرت این فرمود من
انائے در دست داشتم از غایت اضطراب
وقلق از دست من بیفتاد و آن سرور
روئے بجانب من کرد موجب اضطراب
پرسید گفتم یا رسول اللہ اضطراب وقلق من
از خوف است مبادا کہ آن زن من باشم
آن سرور بہ تبسمی فرمود و بجانب تو نگاہے
کردہ گفت من گمانے میبرم کہ آن زن تو
باشی اے حمرہ ۔ عائشہ ام سلمہ را

نعثل کہنے کے اور کسی نام سے اُنکو نہین پکارتی
تھین اور کہا کرتی تھین کہ خدا کی لعنت نعثل پر
اور اللہ اس نعثل کو ہلاک کرے اے عائشہ
خدا سے ڈرو اُس امر مین جس سے رسول اللہ صلعم
تمھین ڈرا گئے ہین اور صاحبہ سگان حواب سے
نہ ہو اے عائشہ مین تم کو خدا کی قسم دلا کر پوچھتی
ہون کہ جناب رسول خدا کو کیا تم نے یہ فرماتے
نہین سنا کہ میری ازواج مین ایک زوجہ پر سگان
حواب بھونکین گے اور جس بی بی کو یہ واقعہ پیش
آنا ہے وہ باغیون اور مفسدون اور فتنہ پردازون
اور دشمنون کے گروہ کے ساتھ ہوگی جسوقت
آنحضرت صلعم نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت میرے ہاتھ مین
ایک برتن تھا مین یہ سنکر اسقدر مضطر و بیقرار
ہوئی کہ وہ میرے ہاتھ سے گر پڑا تو جناب رسول اللہ
نے یہ ملاحظہ فرما کر مجھ سے باعث اضطراب کا پوچھا
مین نے عرض کی مین اسوجہ سے مضطر و پریشان
ہون ۔ مبادا کہ وہ بی بی مین ہون آنحضرت صلعم
نے مسکرا کر تمھاری طرف نگاہ کر کے فرمایا
کہ میرا گمان ہے ۔ اے حمرہ کہ وہ بیوی تم ہوگی

در روایت این حدیث تصدیق نمود۔ عائشہ نے ام سلمہ کے ان باتونکی تصدیق کی۔

جلد سوم صفحہ ۲۰ و ۲۱) جلد سوم (۳) صفحہ ۲۰ و ۲۱)

لشکر عائشہ کا چشمہ حواب پر پہونچنا۔

یہ واقعہ دیگر کتب سیر و تواریخ مثل انساب سمعانی۔ روضۃ المناظر۔ تاریخ طبری۔ تاریخ کامل وغیرہ مین اور کتاب الامامہ والسیاستہ وغیرہ مین بہ تفصیل درج ہے اور یہ بھی کہ جب لشکر عائشہ رض چشمہ حواب پر پہونچا تو کتے بھونکنے لگے حضرت عایشہ نے پوچھا اس جگہ کا کیا نام ہے۔ لوگون نے کہا یہ آب حواب ہے حضرت ام المومنین نے حدیث رسول کو یاد کرکے واپسی کا ارادہ کیا۔ مگر عبداللہ بن زبیر نے آکر حلف اُٹھایا کہ یہ آب حواب نہین ہے۔

جناب شاہ صاحب نے عبداللہ بن زبیر کو اس جھوٹی شہادت کے الزام سے بچا کر اہل لشکر کے سر تھوپا ہے۔ جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

در روایات اہلسنت این قصہ چنان صحیح شد کہ حضرت عائشہ در باب مراجعت آمادگی کرد اہل عساکر قریب ہشتاد کس را از دہاقین گرد نواح شاہد آوردند کہ این آب حواب نیست پس عائشہ بیشتر روانہ شد۔ صفحہ ۲۳۰)

لیکن روضۃ الاحباب مین ہے کہ یہ مکر و فریب عبداللہ بن زبیر کا تھا۔ اور اسلام مین یہ پہلی جھوٹی شہادت ہے۔

پس عائشہ در ہودج نشستہ و ہودج را بر شتر عسکر کہ یعلی بن امیہ پیشکش کردہ بود بستہ بودند و پیش پیش لشکر میرفت تا رسیدند قریب بطلوع صبح بر سر چشمہ آبی کہ آنرا حواب می گفتند چون شتر عایشہ در گذر آمد سگان آن موقع جمع گشتند۔ و مانند حباب بر سر آن

ابن امیہ نے ایک اونٹ جو پیش کیا تھا اس پر ہودج باندھا گیا حضرت عائشہ اُس مین سوار ہوکر لشکر کے آگے آگے چلین۔ جب علی الصباح ایک چشمہ پر جسکو حواب کہتے ہین پہونچین جب عائشہ کا اونٹ اس مقام پر آیا تو اس موضع کے کُتے جمع ہوگئے اور حباب کی مانند جوش و خروش

بجوش خروش آمدند و نباح و صیاح در آن
صباح آغاز کردند۔ عائشہ شنید کہ شخصے
از دیگرے پرسید با آنکہ خود پرسید این چیست
مسئول۔ گفت این آب حواب ست
عائشہ گفت بازگردانید مرا۔ از وے پرسیدند
این برگشتن را چہ سبب ست مانع تو از
رفتن این راہ کیست در جواب سائل چنین
گفت کہ من شنیدہ ام از رسولؐ خدا کہ
میفرمودند گویا کہ می بینم زنے از زنان خود را کہ
سگان حواب بر آن بانگ کنند۔ اے حمرۃ ترسان
باش از خدا از آنکہ آن زن تو باشی من از رفتن
باین راہ ازین حدیث مسموع و تہدید و وعیدے
کہ از مضمون آن معلوم می شد باعث بر داعیہ
رجوع ست۔ پس در آن منزل فرود آمدند
چون آفتاب بر آمد عبداللہ بن زبیر پنجاہ
مرد را از سکان ان موضع آورد تا نزد عائشہ
گواہی دادند کہ این آب حواب نیست
و لشکر از آب حواب مانند آب در دل
شب بگذشت و گویند آن گواہی اول

مین آئے عائشہ نے یا کسی اور نے پوچھا کہ اس
مقام کا کیا نام ہے مسئول۔ نے کہا یہ آب
حواب ہے عائشہؓ نے کہا مجھے لوٹاؤ لوٹاؤ۔
لوگون نے پونچھا کیون لوٹتی ہو اور اس راہ سے
چلنے مین کون امر مانع ہے۔ عائشہ نے کہا کہ مین
رسولؐ خدا سے سُن چکی ہون وہ فرما گئے ہین
کہ مین اپنی ازواج سے ایک بیوی کو دیکھتا ہون
کہ اُسپر کُتے بھونکتے ہین۔ (مجھ سے مخاطب ہوکر
فرمایا) اے حمرہ خدا سے ڈرو۔ کہین وہ بیوی
تو نہ ہو۔ بس اُس حدیث کو یاد کرکے مین ڈرتی
ہون۔ اسلیے واپس جانا چاہتی ہون۔
یہ فرما کر وہین ٹھہر گئین۔ جب آفتاب
بلند ہوا تو عبداللہ بن زبیر اُس موضع
کے پچاس اشخاص لے کر آئے اُنہون نے
شہادت دی کہ یہہ مقام آب حواب
نہین ہے لشکر آب حواب سے
گذر گیا۔ کہتے ہین کہ یہ اسلام مین
پہلی شہادت مکر و فریب کی
ہوی۔

شہادت زورے بود کہ در اسلام وقوع پیوست۔ (جلد سوم ص۲۸)

المختصر بفحوائے مصرع۔ قیاس کن زگلستان من بہار مرا

انہین چند باتون پر غور فرمائے پھر خود ہی انصاف کیجیے کیا خدائے پاک نے، کنتم خیر اُمۃٍ انہین اصحاب کبار کو فرمایا ہے۔ انہین کو اور لوگون کی ہدایت کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور انہین کے "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی تصدیق فرماتا ہے۔ قولہ تعالی

آیات الٰہی صحاب منافقین کے حق مین۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون — اور باطل کو حق کے ساتھ مت ظاہر کرو اور تم جانتے ہو حق کو نہ چھپاؤ۔

واضح ہو کہ سبحانہ وتعالی نے اپنے کلام پاک مین اصحاب رسولؐ کی نسبت فرمایا ہی۔

منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون — اِن مین بعض مومن ہین اور اکثر اون مین سے فاسق ہین۔

الحاصل پس خدا کا یہ خطاب" کنتم خیر امۃ کہ تم بہترین امت سے ہو مخصوص اصحاب مومنین سے ہے اور اصحاب منافقین کی نسبت یہ ارشاد فرمایا ہے۔

المنافقون والمنافقات بعضهم من بعض یامرون بالمنکر وینهون عن المعروف ویقبضون ایدیهم نسوا الله فنسیهم ان المنافقین هم الفاسقون وعد الله المنافقین والمنافقات والکفار نار جهنم خالدین فیها

منافق مرد اور منافق عورتین بعض اون مین سے بعض کو بُری باتین سکھلاتے ہین اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین اپنے ہاتھ بند رکھتے ہین اللہ کو بھول گیے اور اللہ اونکو بھول گیا بیشک منافق لوگ ہی تو نافرمان ہین اللہ نے منافق مرد اور منافق عورتون اور کافرون سے آتش جہنم کا وعدہ کر لیا ہے وہ ہمیشہ

Presented by Ziaraat.Com

ھی حسبھم ولعنھم اللہ ولھم عذاب مقیم ۰	اُس مین رہین گے وہی اُن کو کافی ہوگی اور اللہ نے اُن پر لعنت کی ہے اور اُنکے لیے پائدار عذاب ہے۔

اور خود اُن سے مخاطب ہوکر ارشاد کرتا ہے۔

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم	پس آیا تم سے امید ہے کہ اگر تم حاکم ہوجاؤ تو تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے یہی تو وہ لوگ ہین جن پر اللہ نے لعنت کی اور انکو بہرا اور اندہا کردیا ہے۔

ان آیتون مین اللہ جلشانہ اصحاب منافقین کی بُرائیون اور اُنکی خصلتون کا اظہار فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین لوگون کو گمراہ کرتے ہین بُری باتین سکھلاتے ہین۔ اور اچھی باتون سے منع کرتے ہین۔ اور خود اصحاب سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ تم زمین مین فساد اور قطع رحم کروگے۔ پس جو شخص ذرا غور وانصاف سے دیکھے تو یہی ایک دو آیتین برادران اہلسنت کے بطلان عقاید پر کافی ہین کہ خداوند کریم جبکہ انکی نسبت فرمائے کہ وہ فاسق ہین اور ان کے سیأت کی تصدیق کرے کہ " یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بُری باتون کا اور منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور اپنے عہد حکومت مین فتنہ وفساد اور لوگونکی حق تلفیان کرینگے جناب رسول خدا صلعم حوض کوثر پر انکو دیکھکر اصحابی اصحابی فرمائین اور خدائے پاک ارشاد کرے کہ " یہ وہ اصحاب ہین جنھون نے تمھارے بعد دین مین احداث کیے " اور باوجود اس کے کہ از ابتداء حضرت آدم تا ابندم ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ومرسلین مین سے کسی نبی ورسول کی اُمت سے اُن مظالم وجور کی نظیر نہین ملتی جو جناب رسول خدا صلعم کی آل پر ان اصحاب کے ہاتھ سے ہوئے پھر بھی انہین لوگون کو سب امت سے مرتبہ مین اعلی وافضل اور ایمان واسلام مین کامل سمجھین اور خدائے پاک کی طرف سے انکو " خیر امتہ " بتائین ؎

پڑھین نانا کا کلمہ اور نواسہ پر چھری پھیرین	جو ایمان ہو تو ایسا ہو جو امت ہو تو ایسی ہو

ہم تعجب کرتے ہین کہ ایسی صریح آیتون پر بھی وہ اپنے عقیدہ کے فساد پر کچھ خیال نہین کرتے۔ اور ذرا بھی قرآن مجید کے لفظون کو نہین دیکھتے۔

اگر اصحاب نے بعد رسولؐ فتنہ و فساد نہین کیے تو خدا کا خطاب فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض تم زمین مین فساد برپا کروگے کس کی طرف ہے۔ اگر سب کے اعمال نیک تھے تو اللہ جلشانہ کا ارشاد "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف حکم کرتے ہین بری بات کا اور منع کرتے ہین اچھی بات سے" کس سے ہے۔ اگر کل اصحاب مرتے دم تک اپنے ایمان پر قائم رہے۔ تو خداے عزوجل کی اس شہادت کے کیا معنی ہین۔

یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ	جسدن کچھ چہرے نورانی ہونگے اور کچھ منہ کالے
فاما الذین اسودت وجوھھم اکفرتم	پھر جن لوگون کے منہ کالے ہون گے
بعد ایمانکم فذوقوا العذاب	(ان سے کہا جائے گا) تم ایمان لانے
بما کنتم تکفرون	کے بعد منکر ہوگیے تھے تو اب جیسا انکار کیا
پ۴ س العمران ع۱۱	کرتے تھے اسکے بدلے عذاب بھی چکھو۔ بیشک
ان الذین ارتدوا علی ادبارھم	جو لوگ راہ ہدایت صاف صاف معلوم ہونیکے بعد بھی
من بعد ما تبین لھم الھدی	اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف) پھر گئے شیطان نے
الشیطن سول لھم واملی لھم	اُنھین (دھوکے دیکر) ڈھیل دے رکھی ہے اور اُنکی
ذلک بانھم قالوا للذین کرھوا	(تمناؤن) کی رسیان دراز کردی ہین یہ اسلیے کہ جو لوگ
ما نزل اللہ سنطیعکم فی بعض	خدا کی نازل کی ہوئی (کتاب) سے بیزار ہین
الامر واللہ یعلم اسرارھم	یہ اُن سے کہتے ہین کہ بعض کامون مین ہم تمھاری ہی
فکیف اذا توفتھم الملئکۃ	بات مانین گے اور خدا انکے پوشیدہ مشورون سے

یضربون وجوھھم وادبارھم	واقف ہے جب فرشتہ اُنکی جان نکالینگے تو اسوقت
ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط	اُنکا حال کیا ہوگا کہ اُنکے چہرون پر اور پشت پر مارتے
اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط	جائین یہ اس سبب سے کہ جس چیز سے خدا ناخوش
اعمالھم	ہے اُسکی تو یہ لوگ پیروی کرتے ہین جس مین
(پ ۲۶ س محمد)	اُسکی خوشی ہے اُس سے بیزار ہین تو ان کی کارستانیونکو
ع ۲	اکارت کیا۔

قولہ تعالیٰ

افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ	پس کیا۔ وہ لوگ قرآن کی آیتون پر غور نہین کرتے
قلوب اقفالھا	یا یہ کہ اُن کے دلون پر قفل لگ گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قولہ۔ ایسی صاف آیتون پر بھی شیعہ صحابہ کی فضیلت کا اقرار نہین کرتے

یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی سیدھے سیدھے لفظون مین اللہ جلّ شانہ صحابہ کے ایمان اور اعمال کو بیان کر رہا ہے۔ اور کمال عنایت سے اِن سے مخاطب ہو کر خود اُنکی تعریفین کر رہا ہے۔ لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ شیعیان پاک کے نزدیک اِس آیت کے الفاظ کیا مہمل ہین جن کے کچھ معنی نہون یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اِس کا مطلب اُنکی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمّہ ہے۔ کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے یا ان کے عقیدہ مین یہ الفاظ قرآن کے نہین ہین اور جامع القرآن نے اپنے اور اپنے بھائیون کی بزرگی ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دیئے ہین کہ اُس پر ایمان نہو آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو یہ کیا بات ہے کہ اس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین۔ اسکو تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین اور پھر صحابہ کی فضیلت پر اعتماد رکھنے کا کیا ذکر۔ اُن کے ایمان اور اسلام کی بھی تصدیق نہین کرتے اور جن کو خداوند کریم خیر امۃ کہے اُن کو "شر امۃ" سمجھتے ہین۔ اور جنکی نسبت خدا یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر کہے اون کے حق مین "یامرون بالمنکر وینھون عن المعروف" کا اعتقاد رکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

اہلسنت اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز نہین کرتے

بلاشبہہ یہ آیتین تو ایسی صاف ہین کہ اُن مین کوئی تاویل کوئی بناوٹ ہو ہی نہین سکتی صاف لفظون مین اللہ جل شانہ اصحاب رسول کی نسبت منھم المومنون واکثرھم الفاسقون فرماتا ہے۔ اور اصحاب مومنین کا ایمان اور اصحاب منافقین کا نفاق وشقاق ظاہر کرتا ہے اور سیدھے سیدھے لفظون مین فرماتا ہے کہ منافق مرد اور منافق عورتین سب کی ایک چال ہے منع کرتے ہین اچھی باتون سے اور سکھلاتے ہین بری باتین"

لیکن ہم کو سخت تعجب ہے کہ ہمارے سُنّی بھائیون کے نزدیک اِن آیتون کے الفاظ کیا مُہمل ہین جس کے کچھ معنی نہون۔ یا یہ کوئی لغز اور پہیلی ہے۔ جو اس کا مطلب اُن کی سمجھ مین نہ آئے۔ یا کوئی دقیق معمہ ہے کہ وہ اُن سے حل نہ ہو سکے۔ یا اُن کے عقیدہ مین یہ آیتین قرآن کی نہین ہین۔ اور بعد جلا دینے قرآن کے سات نسخے جو جامع القرآن نے تمام ملک مین پھیلا دیئے تھے۔ اس مین شیعون نے اپنے آئمہ طاہرین علیہم السلام کے دشمنون کی مذمت اور منقصت ظاہر کرنے کے لیے بڑھا دی ہین کہ اِس پر اُن کو ایمان نہو۔ آخر اِن باتون مین سے اگر کوئی بات نہین ہے تو پھر کیا بات ہے کہ اِس کا اقرار کرتے جاتے ہین کہ یہ آیتین خدا کی کتاب کی ہین اِسکی بھی تصدیق کرتے ہین کہ صحابہ کی شان مین نازل ہوئی ہین۔ اِسکے بھی مُقر ہین کہ اللہ تعالی خود اصحاب مُنافقین سے خطاب کرکے فرماتا ہے۔

(۱) "فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" قریب ہے کہ تم زمین مین فساد کرو اور حقوق تلف کرو۔ اور

(۲) "لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم" بہانے مت کرو تم بعد لانے ایمان کے پھر کافر ہو گئے۔

اِسکو بھی تسلیم کرتے ہین کہ رسول اللہ نے خود اصحاب سے فرمادیا تھا کہ "تم لوگ گذشتہ اُمتون کی پوری چال اختیار کروگے۔ دنیا کے رغبت کروگے اور حرص وہوا کے پیچھے ایک دوسرے کو قتل کروگے۔

Presented by Ziaraat.Com

اُسکے بھی معترف ہین کہ" جب رسول اللہؐ نے شہداء احد کے جنازہ پر نماز پڑھی تو بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی مندرجہ مدارج النبوۃ حضرت صدیق نے عرض کیا"

یارسول اللہ ایشان برادران ما اند ہمچنان کہ ایشان ایمان آوردند ما نیز ایمان آوردیم ایشان را بر ما زیادتی چیست رسول اللہؐ فرمود ایشان با ایمان از دنیا رفتند نمیدانم کہ شما بعد از من چہ کارہا کنید وچہ فتنہا درمیان شما سر زنید۔

پھر بھی صحابہ کی برائیون کے اقرار کرنے کا کیا ذکر۔ انہین کا کلمہ پڑھے جاتے ہین۔ اور ان کو خدا کی طرف سے (خیر امتہ) بتاتے ہین جن کے افعال و اعمال کی نسبت اللہ جل شانہ۔

یامرون بالمنکر وینھون	حکم کرتے ہین بری باتون کا اور منع کرتے ہین
عن المعروف	اچھی باتون سے۔

فرمائے۔ اِن کے حق ہین۔

یامرون بالمعروف وینھون	حکم کرتے ہین اچھی باتون کا۔ اور منع کرتے ہین
عن المنکر	بری باتون سے۔

کا اعتقاد رکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قولہ۔ بریت تفسیر امامیہ کنتم خیر امۃ سے مراد خاص مہاجرین ہین

اگرچہ یہ آیات قرآن مجید کی ایسی صاف وصریح ہین کہ تفسیرون کے دیکھنے کی حاجت نہین ہے لیکن۔ ہم۔ حضرات شیعہ کے اطمینان خاطر کے لیے انہین کی معتبر تفسیرون کی سند لاتے ہین۔

اے بھائیو سنو۔ تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو تمھاری تفسیرون سے بہترین تفسیر ہے۔ اور ۱۲۷۵ھ مین بمقام طہران دارالسلطنتہ ایران مین چھپی ہے اس کے صفحہ ۲۰۰ مین لکھا ہے۔ کہ پہلے خداوند تعالی نے امر ونہی کا ذکر کیا پیچھے ان لوگون کا بیان کیا جو کہ "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کرتے ہین۔ اور اسواسطے ان لوگون کی تعریف کی تاکہ اور لوگ اُن کی پیروی کرین۔ اور اسواسطے انہین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بہترین امت سے ہو اسواسطے کسی کو شبہہ نہ آئے۔ یہ خطاب "کنتم خیر امۃ" کا کس سے ہے۔ اسی تفسیر مین فرماتا ہے کہ بعضون نے لکھا ہے کہ مُراد اس سے خاص مہاجرین ہین۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ یہ خطاب صحابہ سے ہے لیکن اور اُمت بھی شامل ہے۔

اے یارو۔ اس تفسیر کو دیکھو اور اپنے مفسر کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ خود اقرار کرتا ہے کہ خدا نے ان آیتون مین صحابہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ ان کی پیروی کرین تو کیا پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو۔ اگر بیزاری۔ تمھارے اصطلاح مین بمعنے پیروی کے ہین تو بیشک تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

اقول

وہ اقوال اہلسنت کے ہین۔

تفسیر مجمع البیان کی جس عبارت کا ذکر آپ نے فرمایا ہے۔ وہ اقوال مفسرین اہلسنت کے ہین نہ کہ مفسرین امامیہ کے۔ اگرچہ مفسرین اہلسنت نے اس آیت کو اصحاب کی شان مین لکھا ہے مگر اصحاب ثلثہ کو خیر امتہ" کا مصداق انہون نے بھی نہین بتایا اور جن اصحاب پر اس آیت کا اطلاق کیا ہے۔ اسمین بھی باہم مفسرین مین اختلاف ہے۔

چنانچہ بعض کہتے ہین کہ یہ آیت صرف مہاجرین کی شان مین ہے۔ بعض کہتے ہین کہ صرف ابن مسعود۔ اور حذیفہ۔ ابی بن کعب۔ و معاذ بن جبل کے حق مین ہے اور تفسیر بیضاوی مین ہے کہ خطاب تو کل اُمت سے ہے لیکن مراد بعض امت ہے۔ اسکی بعض فقرات کی نقل یہ ہے۔

یامرون بالمعروف وینھون	یعنی اُمت مین سے ہر شخص لیاقت اسکی نہین
عن المنکر لا یصلح لہ کل احد	رکھتا ہے کہ" امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کر سکے اسلیے
اذ للمتصدی لہ شروط ولا یشترک	کہ اس مین بہت شرطین ہین کہ کل امت مین نہین پائی
فیھا جمیع الامۃ کالعلم بالاحکام	گئین مثل علم باحکام کی اور علم بمراتب احتساب کی
ومراتب الاحتساب وکیفیۃ اقامتھا	اور کیفیت اقامت اور قوت و قدرت بر اقامت
والتمکن من القیام بھا خاطب الجمیع	اور یہ باتین ہر شخص مین نہین پائی گئین۔ پس
وطلب فعل بعضھم الی اٰخر ما	باری تعالی نے خطاب کل امت کی طرف کیا اور
قال۔	مراد اس سے بعض کو لیا۔

اگر صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ نے اصحاب کی نسبت "کنتم خیر امتہ" فرمایا ہے تو اس سے مُراد اصحاب مومنین ہین جو لوگون کو اچھی باتین سکھاتے اور بُری بات سے منع کرتے تھے۔ از آنجملہ اُن مقدس نفوس مین

Presented by Ziaraat.Com

اقتباس محرم نامہ دربارہ فضیلت حضرت ابوذر غفاریؓ

ایک بزرگ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے جن کی ہدایتون اور نصیحتون کا جناب مولوی خواجہ حسن نظامی صاحب محرم نامہ مین اس طرح ذکر کرتے ہین۔

ایک جہاد مین حضرت عثمان نے ابوذر غفاری کو فوج کا سردار اور امیر معاویہ کو آپکا تابع کیا تھا۔ حضرت ابوذر معاویہ کی امیری اور ملک شام کی گورنری کا ذرا بھی خیال نہ کرتے تھے۔ جہان کہین کوئی گناہ کرتے دیکھا اور یہ چیخے۔ کیا کرتا ہے۔ شرم نہین آتی۔ اسلام کے حکم کو بھول گیا توبہ کر اب ایسا نہ کیجیو۔ ہوتے ہوتے معاویہ عاجز آگئے اور حضرت عثمان کو انکی شکایت مین عرضی بھیجی حضرت عثمان نے ابوذر کو واپس بلانے کا حکم بھیجدیا۔ ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی زمانہ رسول اللہ صلعم کا سا ہے۔ مین دین کی خاطر بگڑ دونگا تو میری دلداری کی جائیگی۔ مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمھارے ناز اٹھانے والے تو قبر مین چلے گئے۔ اب کس کے بل پر یہ مزاج کرتے ہو۔ مگر جب حضرت عثمان کے سامنے گئے تو الٹا شکوہ سنا کہ تم نے کیون معاویہ کے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ ان کو تاب نہ رہی عرض کیا کہ رسولخدا صلعم سے مین نے سُنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہیگا اور اکیلا ہی مرے گا۔

لہذا مجھے اجازت دیجیے کہ مین تنہا مقام مین جاکر رہون۔ حضرت عثمان نے کہا اچھا۔ جاؤ اجازت ہے یہ بیچارے معمولی بستی مین جاکر رہنے لگے اور وہین غربت کی حالت مین رحلت کی۔ اس واقعہ سے رسول اللہ صلعم کے مقبول صحابہ کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ تو رسول اللہ صلعم کی محبت مین دیوانے تھے۔ جس سے آنحضرت کو محبت کرتے دیکھا تھا اس کے قدمون کے نیچے آنکھین بچھاتے تھے۔ جب ابوذر کے ساتھ یہ سرد مہری دیکھی تو حضرت عثمان سے بگڑ گئے۔

اب حضرت خلیفہ صاحب اور حضرت ابوذر کے ایمان کا تقابل کیجیے کہ

یامرون بالمعروف و حکم کرتے ہین نیک باتون کا اور

ینھون عن المنکر — منع کرتے ہین بُری بات سے

کا مصداق کون ہے۔ اور

یامرون بالمنکر وینھون — حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین

عن المعروف۔ — اچھی بات سے

کس پر صادق آتا ہے۔

پھر خود ہی انصاف فرمائیے کہ خدائے پاک کے نزدیک "کنتم خیر امۃ" کون ہے۔

پس خدائے پاک نے ان آیتون مین اصحاب مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ اور لوگ اُنکی پیروی کرین۔ چنانچہ انہین مومنین کی پیروی ان لوگون نے کی جنھون نے بوجہ اللہ سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت وحمایت کی۔

اصحاب مومنین کی پیروی انصار سید الشہداء نے کی

اولئك هم المؤمنون حقا لهم — یہی لوگ مومنین ہین حق کے راہ سے انہین کیلیے درجات

درجت عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — ہین اونکی پروردگار کے نزدیک اور مغفرت ہی اور رزق کریم ہے

(سورۂ انفال)

اولئك عليهم صلوات من ربهم — انہین لوگون پر انکے پروردگار کی طرف سے

ورحمة واولئك هم المهتدون ٥ — عنایتین ہین اور رحمت اور یہی لوگ ہدایت یافتہ

(سورہ بقر) — ہین۔ سورہ بقر۔

الغرض۔ اللہ جلشانہ نے "کنتم خیر امۃ"۔ فرما کر اس گروہ مومنین کی تعریف کی ہے جس کے سردار امیر المومنین امام المتقین علی ابن ابیطالب علیہ السلام تھے۔ اور اسی جہت سے ان کی تعریف کی ہے کہ اور لوگ ان کی پیروی کرین۔ اور اسی لیے جناب رسول خدا صلعم نے قطعی یہ حکم دیا تھا۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی

Presented by Ziaraat.Com

اگرچہ یہ حدیث بہت صاف اور صریح ہے جس مین کسی تاویل کی گنجائش نہین ہے۔ لیکن ہم اپنے بھائیون کی تسلی اور اطمینان کے لیے انہین کی معتبر کتابون کی سند پیش کرتے ہین کہ تحفۂ اثنا عشریہ تمھارے مذہب کی کتابون مین جو ہم مرتبہ بخاری ہے اس کے صفحہ ۱۳۹ پہ لکھا ہے۔

باید دانست کہ پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر کتاب اللہ عترتی واہلبیتی فرمودہ است پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر است وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین است (فخر المطابع)۔

اے یارو اس عبارت کو دیکھو۔ اور اپنے ہی پیر و مرشد کی تصدیق پر غور کرو کہ وہ کس شد و مد سے خود اقرار کرتے ہین کہ جو مذہب ان دو کے خلاف ہو وہ جھوٹا ہے تو کیا پیروی اسی کا نام ہے کہ تم آل رسول کو چھوڑ کر ان لوگون کی پیروی کرتے ہو اور انہین کو "خیر امتہ" بناتے ہو۔ جنھون نے خود آل رسولؐ کو چھوڑا اور پیغمبر خدا کے حکم کو جسکی شان مین آیہ کریمہ۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى

نازل ہوا۔ بدیان کہکر اُڑا دیا۔ خود ہی غور کرو۔ کیا آل رسولؐ کی پیروی اسی کا نام ہے جو تم کرتے ہو کہ آل رسول کے مخالفین ومعاندین کو نائب رسول بنا کر اپنا ہادی ومقتدا سمجھتے ہو جیسا کہ جناب شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین تحریر فرماتے ہین۔

کیا آل رسول کی پیروی اسی کا نام ہے؟

باید دانست کہ معاویہ بن ابوسفیان یکے از اصحاب آنحضرت بود وصاحب فضیلت جلیلہ وزمرہ صحابہ رضوان اللہ عنہم زنہار در حق او سوء ظن نہ کنی ودر ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی۔

اور صاحب صواعق محرقہ تو قتل کا فتویٰ دیتے ہین۔

ہر کس کہ شتم یکے ازین اصحاب کبار یعنی ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند وبگوید کہ ایشان بر ضلال وکفر بودند آنکس را باید کشت۔

اور یزید ابن معاویہ کی مغفرت اور فضیلت کے بارہ مین امام غزالی وغیرہ کے اقوال اوپر نقل ہو چکے ہین کہ ان حضرات کے نزدیک وہ خلیفۂ برحق تھا۔ اور حسینؑ ابن علیؑ پر اُسکی اطاعت وبیعت واجب تھی۔ مگر اُنھون نے اُس سے بغاوت کی۔ یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ امام صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین ان کا درجہ حضرات اہلسنّت کے یہان بہت بڑھا ہوا ہے آپ اس پایہ اور مرتبہ کے شخص ہین جنکا ثانی نہین ہے آپ کی عظمت ومنزلت کے لیے یہ نکتہ کافی ہے کہ اگر جناب رسول خدا صلعم کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ ہی ہوتے جیسا کہ علامۂ سیوطی کتاب التنبہ فیما یبعث اللہ علی راس کل مائۃ مین فرماتے ہین

قال بعض اکابر العلماء	یعنی بعض اکابر اہلسنّت نے فرمایا ہے جو علم ظاہر
الجامعین بین العلم الظاہر والباطن	وعلم باطن کے جامع ہین کہ جناب رسالمآب صلعم
لوکان بعد النبیؐ نبی لکان الغزالی وانہ	کے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ امام غزالی ہی ہوتے
یحصل ثبوت معجزاتہ ببعض مصنفاتہ	اور انکے معجزات کا ثبوت خود اُنکے تصنیفات سے
(الکلام نمبر ۱ تا ۱۲) سنہ ۱۳۴۲ھ صفحہ ۱۲۰۸ ترجمہ احقاق الحق	ظاہر ہے کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہین۔

بھائیو! اگر بیزاری تمھاری اصطلاح مین بمعنی پیروی کے ہے تو بیشک تم خدا اور رسولؐ کے احکام کی تصدیق کرتے ہو ورنہ صریح تکذیب۔

قال

اس مقام پر جاہلون کو "کنتم" کے لفظ پر ایک شبہہ پیدا ہوسکتا ہے کہ خدا صحابہ سے فرماتا ہے کہ تم بہترین اُمت سے تھے۔ اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ آخر تک ویسے ہی رہے ہون شاید بعد بدترین امت سے ہوگئے ہون۔ لیکن انہین کی طرف سے علامۂ طبرسی نے اس کا بھی جواب دیدیا چنانچہ اسی تفسیر مین علامۂ موصوف لکھتے ہین کہ "کنتم خیر اُمۃ" اللہ جل شانہ نے واسطے تاکید کے فرمایا ہے کہ ضرور ایسا ہی ہوگا اور اُسکے وقوع مین کوئی شک نہ ہوگا۔ اور صحابہ جیسے بہتر ہین ویسے ہی رہین گے اور اُسکی مثال یہ ہے کہ خدا اپنی نسبت فرماتا ہے :-

"وکان اللہ غفورا رحیما" تو کیا اس کے معنی یہ ہین کہ "خدا تھا بخشنے والا مہربان"۔ اور اب نہین یا آئندہ نرہیگا۔

القول

ابھی ہم۔ ذکر۔ کر آئے ہین کہ علامۂ طبرسی نے مفسرین اہلسنّت کے اقوال نقل کیے ہین اور اور یہ شبہات بھی انہین لوگون کے ہین چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

قول آنست کہ بودند شما بہترین امتی در سابق علم یا در لوح محفوظ یا در کتب انبیا یا در روز میثاق کہ در جواب الست بربکم مسارعت نمودید۔

غرض مفسرین امامیہ سے کسی نے بھی اصحاب منافقین کو "کنتم خیر امۃ" نہین بتایا۔ ہان ہوا خواہان صحابہ البتہ احکام خدا و احادیث بخاری شریف کو پس پشت۔ ڈال کر "خیر امۃ" بتاتے ہین اور خدائے عزوجل پر تہمت رکھتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

فائدہ

قولہ
مفسرین امامیہ قرآن مجید کی تحریف کے مقر ہین۔

غرض کہ جب ان آیتون اور تفسیرون سے صحابہ کی فضیلت ثابت ہوگئی۔ اور کوئی موقع انکی بزرگی سے انکار کا نرہا تب بعض حضرات نے اپنا قدم دوسرے راہ پر اُٹھایا اور قرآن مجید کی تحریف کا اقرار کیا چنانچہ بعضون نے فرمایا ہے کہ بجائے "کنتم خیر امۃ" کے خیر ایمۃ" تھا اور یہ خطاب خدا نے امامون سے کیا تھا کہ "کنتم خیر آئمۃ" یعنی تم سب امامون سے بہتر ہو۔ مگر جامعان قرآن نے بجائے "آئمۃ" کے لفظ "اُمۃ" کا بنا دیا۔ اگرچہ اور علماء شیعہ کو کسی قدر حیا نے منع کیا اور اُنھون نے اس جواب کو پسند نہین کیا مگر جاننے والے جانتے ہین کہ اثر اُس کا اب تک باقی ہے۔ چنانچہ جناب مولوی میرن صاحب قبلہ اپنے حدیقہ سلطانیہ کے باب سوم مین اِس کا ذکر کرتے ہین اور اپنے پدر بزرگوار کے صوارم کا حوالہ دیکر یون ارشاد فرماتے ہین کہ۔

(تغیّر و نقصان در قرآن منحصر بر چہار چیز است یکے تبدیل لفظی بہ لفظ آخر مثلاً گفتہ شود بجائے "کنتم خیر امۃ خیر آئمۃ" بود۔ لیکن بعض اعداء اہلبیت آنرا تبدیل نمودند) اور آخر مین خود ہی فرماتے ہین کہ ("وجہ اوّل بعید است") ہمارے نزدیک بجائے اِس کے کہ "خیر امۃ" کی تصدیق کرکے صحابہ کے "خیر امۃ" ہونے سے انکار کرین۔ شیعیان پاک کے حق مین یہی بہتر ہے کہ بجائے "خیر آئمۃ" کے "خیر امۃ" ہونے کا اقرار کرین۔ اور تحریف قرآنی کے عذر سے اپنے آپ کو صریح منکر آیات بینات کا نہ بنائین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

کنتم خیر امۃ اہل بیت نبی کے شان مین ہے

اہل حق کی نظر مین تو ان آیتون اور تفسیرون کے کسی لفظ اور کسی حرف سے بھی اصحاب ممدوحین کی فضیلت ظاہر نہین ہوی۔ ہان اہلسنّت البتہ خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کر کے ان آیات پاک کو جو مومنین کی شان مین ہین اپنے اصحاب سے منسوب کر کے اُن کو افضل ٹھراتے ہین۔ ہمارے نزدیک تو آپ اِن آیات پاک کو پیش کر کے افشاء مطاعن صحابہ کے باعث ہوئے۔

آئمۂ طاہرین علیہم السلام کی شان مین صرف "کنتم خیر امۃ" ہی نہین ہے۔ بلکہ ثلث حصہ قرآن اُنکے فضائل و مناقب مین ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" بھی حسب اقوال مفسرین اہلسنّت انہین خاصان خدا کی شان مین ہے جیسا کہ تفسیر دُرِ منثور سیوطی صہ ۶۴ مین ہے۔

واخرج ابن ابی حاتم عن	یعنی ابن ابی حاتم نے ابی جعفر سے روایت کی ہے کہ
ابی جعفر کنتم خیر امۃ اخرجت	آیۂ شریفہ "کنتم خیر امۃ الخ" اہلبیت نبی کی شان مین
للناس قال اہلبیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نازل ہوا ہے۔

اگرچہ ان مفسر صاحب نے دوسرے قول مین اصحاب رسول کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اصحاب ثلثہ کو "کنتم خیر امۃ" انہون نے بھی نہین بتایا۔ وہ قول یہ ہے صہ ۶۳ درمنثور طبع مصر

واخرج ابن جریر وابن المنذر	یعنی ابن جریر و ابن منذر نے عکرمہ سے
عن عکرمہ فی الآیۃ قال نزلت فی	روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود اور عمار
ابن مسعود وعمار بن یسار وسالم مولی	بن یسار اور سالم غلام ابوحذیفہ اور ابی بن کعب
ابی حذیفۃ وابی بن کعب ومعاذ بن جبل	اور معاذ بن جبل کے حق مین ہے۔

یہ وہ اصحاب کبار ہین جو اہلسنّت کے نزدیک غیر ممدوح اور ان کے خلفاء کے مورد ظلم و ستم

رہے ہین۔ آپ نے اس جگہ تحریف کا ذکر چھیڑ کر ہم کو اس کا موقع دیا کہ یہ راز فاش کیا جائے۔ اور چونکہ آپ نے صرف "کنتم خیر امۃ" ہی کی تحریف مین امامیہ کو متہم کرنا چاہا ہے لہذا۔

قول شاہ صاحب کہ شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی سمجھتے ہین۔

ہم اس جگہ آپ کو چھوڑ کر افتخار المتکلمین خاتم المحدثین شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی کی طرف رجوع ہوتے ہین جو تحفہ مین شد و مد سے تحریر فرما گیے ہین کہ شیعہ تو قرآن کو بیاض عثمانی بتاتے ہین۔ اس قرآن کو لائق تمسک نہین جانتے۔ اسکو مثل توریت و انجیل کے سمجھتے ہین۔

چنانچہ حضرت مذکور نے کئی صفحہ اس رنگ مین رنگے ہین ہم بقدر ضرورت اس کا اقتباس ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے۔

اما کتاب اللہ پس نزد شیعہ از درجۂ اعتبار	شیعہ کے نزدیک قرآن مجید قابل اعتبار نہین
ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک	ہے اور توریت و انجیل کی طرح قابل عمل
نماندہ زیرا کہ تحریف بسیار در و راہ یافتہ و	نہین رہا کیونکہ اُس مین بہت تحریف
احکام بسیار از و منسوخ شدہ و آیات و سور	کی گئی ہے اور اُسکی بہت سی آیتین اور
بسیار کہ ناسخ احکام و مخصص عمومات بودند	سورتین چوری گئین اور اُس کے احکام
بدروے رفتہ و آنچہ باقیست بعضی الفاظ او	منسوخ کر ڈالے گیے اور جو کچھ کہ باقی
متبدل و بعضی زائد و بعضی ناقص و نیز نزد	ہے اُس مین بھی بعض الفاظ بدل ڈالے
ایشان ثابت و مقرر و مشہور است کہ بعضی	گیے اور بعض بڑھا دیئے گیے اور بعض
سور تمامہا ساقط شدہ مثل سورۃ الولایۃ و	کم کر دیئے گیے نیز اُن کے نزدیک ثابت
بعضی سور باکثرہا مثل سورۃ الاحزاب	اور مشہور ہے کہ بعض سورتین کم کر دی
منہا کانت" مثل سورۃ الانعام۔ پس	گئین مثل سورۂ احزاب ان مین
ازین سورہ آنچہ در فضائل اہلبیت و احکام امامت	آئمہ کے فضائل اور امامت کے

ایشان بود ساقط کردند و لفظ "عن ولایۃ علی"
بعد ازین آیت "وقفوهم انهم
مسئولون" و بلکہ بنی امیہ بعد ازین آیہ
خیر من الف شهر و بعلی بن
ابی طالب بعد ازین لفظ و کفی اللہ المؤمنین
القتال و آل محمد ازین لفظ و سیعلم
الذین ظلموا آل محمد ای منقلب ینقلبون
و لفظ علی بعد از و لکل قوم هاد ذکر کل ذلک
ابن شہر آشوب المازندرانی فی کتاب المثالب و علی لقب
کلمات بسیار و آیات بیشمار را شمردہ اند پس
حالا نزد ایشان در میان قرآن مجید محفوظ
و در میان توریت و انجیل فرقے نماندہ۔
قرآن مجید بزعم ایشان قابل استدلال نیست
زیرا کہ اعتماد بر قرآنیت او حاصل نمی شود
الا وقتیکہ ماخوذ باشد بواسطہ امام معصوم
و قرآنی کہ ماخوذ از ائمہ است در دست
ایشان موجود نیست۔ و این قرآن را
آئمہ بزعم ایشان معتبر ندانستہ اند و قابل
استدلال و تمسک نشمردہ چنانچہ از کلینی وغیرہ

جو احکام تھے وہ بھی نکال ڈالے گئے اور
آیت "وقفوهم" اور لفظ "عن ولایۃ علی"
اور کفی اللہ المؤمنین اور لکل "قوم هاد" سے
علیؑ کا نام نکال ڈالا اسی طرح بہت سے
کلمات اور آیات مین تحریف کی گئی ہے
پس ان کے نزدیک قرآن
محفوظ اور توریت و انجیل
برابر ہے۔

تحفہ

مطبوعہ دہلی

صفحہ ۲۶۳-۲۶۴

ان کے زعم مین قرآن مجید قابل استدلال
نہین ہے۔ کیونکہ۔ تا وقتیکہ قرآن مجید
امام معصوم کے ذریعہ نہ لیا جائے قابل اعتماد
نہین ہو سکتا اور جو قرآن کہ آئمہ سے ماخوذ ہے
وہ انکے پاس موجود نہین ہے اور انکے زعم مین
آئمہ نے اس قرآن کو معتبر اور قابل استدلال
و تمسک نہین جانا۔ اور امامیہ کی ایک بڑی

کتب معتبرۂ ایشان منقول خواہد شد واین
مطلب بچند وجہ ثابت ست اول آنکہ
جماعۃ کثیرۂ از امامیہ از آئمہ خود روایت کردہ
اند کہ قرآن منزل را تحریف کلمات از مواضع
آن واسقاط آیات بلکہ سور نیز بوقوع آمدہ
و ترتیب ہم متغیر شدہ۔ وحالا آنچہ موجود ست
مصحف عثمان ست کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ
باکناف عالم شہرت داد وکسے را کہ قرآن
منزل براصل ترتیب و وضع میخواند ضرب
شلاق نمود تا آنکہ طوعاً وکرہاً ہمہ آفاق برین
مصحف اجماع کردند پس این مصحف قابل
تمسک استدلال نباشد ونظم و الفاظ او وعام
خاص او محل اعتماد نباشد چہ جائز ست کہ
این احکام کہ درین قرآن موجود اند ہمہ اینہا
یا اکثر اینہا منسوخ باشند یا آیاتے وسورے کہ
اسقاط کردہ اند۔

جماعت نے اپنے آئمہ سے روایتین کی ہین کہ اس
قرآن مین سورتون اور کلمات کی تحریف ہوئی
ہے اور اسکی ترتیب مین بھی تغیر کیا گیا ہے اِس
زمانہ مین جو قرآن رائج ہے وہ مصحف عثمان
ہے۔ جس کے سات نسخے لکھوا کر اکناف عالم
مین پھیلا دیئے گئے بلکہ جو کوئی قرآن نازل شدہ
کو اسکی اصل ترتیب اور شکل پر تلاوت کرتا تھا
تو پیٹا جاتا تھا۔ آخر کار تمام جہان نے طوعاً
وکرہاً اسی مصحف پر اجماع کرلیا۔ پس یہ قرآن
قابل تمسک و استدلال نہین رہا اور نظم و
الفاظ اور عام خاص اس کا قابل اعتماد
نہین رہا کیونکہ ممکن ہے کہ اس قرآن
مین جو احکام موجود ہین وہ سب کے سب
یا اکثر اُن آیتون اور سورتون سے جو
نکال ڈالے گیے ہین منسوخ ہوچکے ہون۔
تحفہ اثنا عشریہ طبع دہلی (از صفحہ ۲۶۱)۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کی تردید

اگرچہ ہمارے بھائی حضرت مذکور کے اس ارشاد سے کہ

شیعہ قرآن کو بیاض عثمانی جانتے ہین۔

بہت خوش ہین لیکن یہ محض تہمت ہے۔ چنانچہ تحفہ اثنا عشریہ کے جوابات جو علماء کرام

وفضلاء امامیہ اعلی اللہ مقامہم نے دیئے ہین۔ اُن مین سے شاہ صاحب کے اس بیان کی تردید کی ہے۔ جیساکہ جناب ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ رحمہ اللہ الملقب بہ شیخ صدوق کہ "جو اجل علماء شیعہ سے ہین" رسالۂ اعتقادات کی اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے۔

اعتقادنا فی القرآن ان القرآن	یعنی قرآن مجید کے بارہ مین ہمارا اعتقاد یہ ہے
الذی انزل اللہ تعالیٰ علی نبیہ صلی اللہ	کہ بیشک جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر
علیہ وآلہ ھو ما بین الدفتین وھو ما فی	نازل فرمایا ہے اُسی قدر ہے جو درمیان دفتین
ایدی الناس لیس باکثر من ذلک ومبلغ	کے ہے اور وہ یہی ہے جو لوگون کے ہاتھ مین
سورۃ عند الناس مائۃ واربعۃ	ہے اس سے زیادہ نہین ہے اسکی سورتین
عشرۃ۔ سورۃ وعندنا والضحیٰ و	لوگون کے نزدیک ایکسو چودہ ہین اور ہمارے
الم نشرح سورۃ واحدۃ ولایلاف	نزدیک والضحیٰ والم نشرح ایک سورۃ ہے اور
والم ترکیف سورۃ واحدۃ ومن نسب	لایلاف والم ترکیف ایک سورۃ ہے جس نے
الینا انا نقول انہ اکثر من ذلک	ہماری طرف یہ نسبت کی کہ قرآن اس سے
فھو کاذب ؕ	زیادہ تھا وہ جھوٹا ہے۔

جناب مولانا سید مرتضیٰ اعلی اللہ مقامہ جو اجل العلماء اور مجتہد مذہب شیعہ کے ہین ان کا قول تفسیر مجمع البیان مین یہ ہے۔

ان العلم بصحۃ القرآن کالعلم بالبلدان	یعنی علم قرآن کی صحت کا ایسا ہے جیساکہ
والحوادث الکبار والوقایع العظام والکتب	شہرون اور بڑے بڑے حادثات وواقعات
المشھورۃ واشعار العرب المسطورۃ فان	کا علم یا مشہور کتابون یا عرب کے لکھے ہوئے
العنایۃ اشتدت والدواعی توفرت علی نقلہ	اشعار کا یقین ہے۔ جب اسکی نقل کی ضرورتین

Presented by Ziaraat.Com

وحراسته وبلغت الی حد لم یبلغه فیما ذکرناه لان القران معجزة النبوة وماخذ العلوم الشرعیة والاحکام الدینیة وعلماء المسلمین قد بلغوا فی حفظه وحمایته الغایة حتی عرفوا کل شئ اختلف فیه من اعرابه وقرأته وحروفه وایاته فکیف یجوز ان یکون مغیرا او منقوصا مع العنایة الصادقة والضبط الشدید ۵

زیادہ ہوئین تو نہایت توجہ سے کام لیا گیا اور حد سے زیادہ اسکی نگرانی کی گئی۔ کیونکہ قرآن مجید آنحضرت صلعم کی نبوت کا معجزہ اور جمیع علوم شرعی اور احکام دین کا ماخذ ہے۔ علماء اسلام نے اسکی حفاظت مین وہ کوشش کی کہ جو کچھ اختلاف اسکے اعراب وقرأت و حروف وآیات مین تھا اسکو ممیز کر دیا پس باوجود اتنی توجہ اور سخت نگرانی کے کیونکر ممکن ہے کہ قرآن مین تبدل وتغیر یا کمی ہو۔

مجمع البیان صفحہ ۴ طبع ایران

علامہ طبرسی فاضل موصوف کے اس قول کو بھی تائیدًا اپنی تفسیر مجمع البیان مین درج فرماتے ہین جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"تحقیق یہ قرآن عہد رسول صلعم مین مجموع مؤلف اسی طرح تھا جیسا کہ اب ہے اور استدلال کیا ہے کہ اس قرآن کا درس ہوتا تھا۔ اور یہ حفظ کیا جاتا تھا۔ اور یہ قرآن سمع اقدس آنحضرت صلعم مین لایا جاتا تھا۔ اور ایک جماعت صحابہ نے مثل حضرت عبد اللہ بن مسعود و ابی کعب وغیرہ نے آنحضرت کے سامنے اس کے کئی ختم کیے۔ پس ان وجوہ سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قرآن مجموع مرتب تھا نہ کہ منتشر اور پراگندہ۔ اور سید مرتضی نے فرمایا کہ فرقۂ امامیہ اور حشویہ مین سے جس نے اس کے خلاف کیا ہے وہ قابل اعتبار نہین ہے اس لیے کہ ان کے اقوال ضعیف ہین۔ پس ایسے اقوال بمقابلہ اسکے جسکی صحت کا علم قطعی حاصل ہو چکا ہو قابل توجہ نہین ہین۔ ایضًا صفحہ ۳۸"۔

Presented by Ziaraat.Com

قول مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب

اب مین اقوال علماء کرام امامیہ سے قطع نظر کرکے شاہ صاحب کے قول کی تردید خود انہین حضرت کے ایک شاگرد رشید و مرید سعید کی تفسیر سے کرتا ہون جو کہ پادریون۔ آریون دہریون۔ اور نیچریون کے شبہات کے جواب مین ہے جس کے مصنف علامہ مولوی ابو محمد عبدالحق صاحب ہین جن کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ انہون نے اس زمانہ کے مفسرین اور حال کے فلاسفہ اور یورپ کی نئی روشنی کے مقابلہ مین نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی ہے جو آیندہ نسلون کے لیے عرصہ دراز تک کارآمد ہوگی۔ یہ تفسیر جس کا نام فتح المنان المشہور بہ مقدمہ تفسیر حقانی ہے اور ۱۳۱۵ھ مین مطبع مجتبائی دہلی مین طبع ہوئی ہے۔ اسکی جلد اول ص۲۲ مین تحریف قرآن کے بارہ مین جو عقیدہ علماء کرام امامیہ کا لکھا ہے اس کا اقتباس اس جگہ نقل کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے۔

پس انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے آجتک سلف سے لے کر خلف تک کوئی محقق شیعہ بلکہ کوئی اہل اسلام بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا بلکہ علماء شیعہ اس خیال کی براءت بڑے شد و مد سے کرتے ہین۔ شیخ صدوق۔ ابو جعفرؒ و محمدؒ بن علیؒ بابویہ اپنے رسالہ عقاید مین یہ لکھتے ہین کہ جو قرآن اللہ نے حضرت کو دیا تھا وہی ہے کہ جو اب لوگون کے پاس موجود ہے نہ اس مین کچھ کم ہوا ہے نہ زیادہ۔ تفسیر مجمع البیان مین کہ جو شیعہ کے نزدیک معتبر تفسیر ہے سید مرتضی کہتے ہین کہ جو قرآن عہد پیغمبر علیہ السلام مین تھا وہی اب بھی ہے بلا تفاوت قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مصائب النواصب مین لکھتے ہین کہ یہ بات جو شیعہ کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ وہ قرآن مین تغیر و تبدل کے قائل ہین محض غلط ہے۔ محققین شیعہ مین سے کوئی بھی اس کا قائل نہین اور جو کوئی کہے تو اسکا کیا اعتبار ہے۔ ملا صادق کلینی مین لکھتے ہین کہ یہ قرآن اسی طرح امام مہدی تک سالم رہیگا۔ محمد بن حسن عامل کہتے ہین کہ جو روایات پر ذرا بھی نظر کرے گا یقینی طور پر جان جائے گا کہ قرآن مین بہ چند وجوہ کمی زیادتی

Presented by Ziaraat.Com

ناممکن ہے۔

جناب مولوی صاحب ممدوح پادری صاحب سے مخاطب ہوکر یہ فرماتے ہین۔

پادری صاحب۔ فرمائیے کہ وہ کونسا بے حمیت شیعہ ہے جو اپنے اکابر علما کی نسبت یہ بدگمانیان جائز رکھکر پرائے شگن کے لیے اپنی ناک کٹائے گا۔ اصحاب ثلثہ کی ضد مین آکر اپنے بزرگون کو برا کہکے قرآن کی تحریف کا قائل ہو جائیگا صہ۴

بھائیو۔ اب نظر انصاف سے اپنے حضرت پیر و مرشد کا یہ قول۔

"اما کتاب اللہ نزد شیعہ از درجۂ اعتبار ساقط شدہ و مثل توریت و انجیل قابل تمسک نماندہ"

کو انہین کے مرید سعید کے اس قول

"انجیل اور توریت پر قیاس کرکے یہ گمان کرنا محض بیہودہ خیال ہے۔ آجتک سلف سے لیکر خلف تک محققین شیعہ سے کوئی بھی یہ عقیدہ نہین رکھتا"

سے ملاؤ اور پھر باہم اپنی ہی پیر و مرید مین حق و باطل کا امتیاز کرلو۔

شاہ صاحب نے علمائے امامیہ پر یہ اتہام کیا ہے

حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید کی تحریف کا الزام مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو بدنام کرنے کی غرض سے رکھا گیا ہے۔ ورنہ بفحوائے مصرع

اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست

اقوال علماء اہلسنت دربارہ تحریف قرآن

خود علمائے اکابر اہلسنت والجماعت تحریف کے قائل ہین اور کتب صحاح سے لیکر آج کے زمانہ تک ان کی کتابین تحریف قرآن سے بھری ہوئی ہین۔ اور جناب شاہ صاحب نے بقول حافظؒ

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز ورنہ در محفل رندان خبرے نیست کہ نیست

اسکی پردہ پوشی کی ہے۔ لہذا علماء اہل سنت کے چند اقوال نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہون۔

پہلی روایت۔ واخرج البخاری فی تاریخہ عن حذیفۃ بخاری نے اپنی تاریخ مین حذیفہ سے روایت کی ہے

Presented by Ziaraat.Com

قال قرأت سورة الاحزاب علی النبی صلی الله علیه وسلم فنسیت منها سبعین ایة ما وجدتها

انہون نے کہا کہ مین نے سورۂ احزاب کو رسول خدا صلعم سے پڑھا تھا۔ لیکن اُسکی ستر آیتین بھول گیا۔ پس وہ مجھکو پھر نہ ملین۔ تفسیر درمنثور علامہ سیوطی جلد پنجم ص۱۷۹

دوسری۔ واخرج ابو عبید فی الفضائل وابن الانباری وابن مردویه عن عائشة قالت کانت سورة الاحزاب تقرأ فی زمان النبی صلی الله علیه وسلم مائتی ایة فلما کتب عثمان المصاحف لم یقدر منها الا علی ما هو الان

ابو عبید نے فضائل مین اور ابن انباری اور ابن مردویہ نے عائشہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہین کہ عہد رسول مین سورۂ احزاب کی دوسو آیتین پڑھی جاتی تھین۔ لیکن جب عثمان نے قرآن جمع کیا تو اسی قدر آیتین ملین جتنی کہ اب موجود ہین۔ درمنثور جلد پنجم ص۱۸۰

تیسری۔ واخرج بن الضریس عن عکرمة قال کانت سورة الاحزاب مثل سورة البقرة او اطول وکان فیها ایة الرجم درمنثور جلد پنجم ص۱۷۹

ابن الضریس نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کی برابر یا اُس سے بھی بڑا تھا۔ اور اُسی مین آیۂ رجم بھی تھی۔

چوتھی۔ واخرج مالک والبخاری ومسلم وابن الضریس عن ابن عباس ان عمر قام فحمد الله واثنی علیه ثم قال اما بعد ایها الناس ان الله بعث محمدا بالحق وانزل علیه الکتاب فکان فیما انزل علیه ایة الرجم فقرأناها ووعیناها

مالک وبخاری ومسلم وابن ضریس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایکدن عمر صاحب خطبہ کے لیے کھڑے ہوے۔ پس حمد وثنائے الٰہی کے بعد یہ کہا کہ ایہا الناس خدا نے (محمد صلعم) کو حق کے ساتھ بھیجا اور کتاب اِن پر نازل کی پس جو کچھ اُن پر نازل کیا اُس مین سے آیۂ رجم بھی تھی جس کو ہم نے خود پڑھا اور یاد رکھا اور

الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما
البتۃ ورجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ورجمنا بعدہ فاخشی ان یطول
بالناس زمان فیقول قائل لانجد
آیۃ الرجم فی کتاب اللہ فیضلوا
بترک فریضۃ انزلھا اللہ

وہ یہ تھی کہ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما
البتہ اور رسول نے رجم کیا تھا اور اُن کے
بعد ہم کرتے رہے لیکن اب مین ڈرتا ہون
کہ لوگون پر زمانہ دراز گزر جائے اور کہنے والے
کہنے لگین کہ ہم تو آیہ رجم قرآن مین پاتے ہی
نہین۔ پس اس سبب سے ایک فریضہ کو
چھوڑ کے جسکو خدا نے نازل کیا ہے ضلالت مین
پڑ جائین۔

درمنثور جلد پنجم
صفحہ ۱۸۰

پانچوین — عن ابن عمر قال لا یقولن
احدکم قد اخذت القران
کلہ ومایدریہ ما کلہ قد ذھب
منہ قران کثیر ولکن لیقل قد
اخذت منہ ما ظھر

(اتقان جزو ثانی صفحہ ۵۲۴)

ابن عمر سے مروی ہے اُنہون نے کہا کہ تم مین سے
کوئی یہ نہ کہے کہ مین نے پورا قرآن یاد کر لیا
کیونکہ اُس کو کیا معلوم ہے کہ کل قرآن کتنا تھا
قرآن کا زیادہ حصہ تو جاتا رہا۔ البتہ یہ کہنا
چاہیے کہ مین نے اس قدر یاد کر لیا ہے جتنا
ظاہر اور موجود ہے۔

چھٹی — عن ابی موسی الاشعری قال
نزلت سورۃ نحو براۃ ثم رفعت وحفظ
منھا ان اللہ سیوید ھذا الدین باقوام
لاخلاق لھم ولو ان لابن آدم وادیان
من مال لتمنی ولادیا ثالثا ولا یملأ جوف

ابو موسی اشعری سے مروی ہے اُنہون نے
کہا کہ سورۂ براءت کے مثل ایک سورہ نازل
ہوا تھا۔ لیکن پھر اُٹھا لیا گیا اس مین سے فقط
یہ آیت یاد رہ گئی ہے۔
"ان اللہ سیوید ھذا الدین

ابن ادم لا التراب یتوب الله علی من تاب — باقوام الخ۔ اتقان جزء ثانی صـ۵۲۵

ساتوین — عن ابی موسی الاشعری قال — ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ ایک سورہ ہم

کنا نقرء سورة نشبهها باحدی — پڑھا کرتے تھے جو مسبحات (جن کی ابتدا تسبیح سے

المسبحات فانسیناها غیر انی حفظت منها — ہے) مین سے کسی ایک کے مشابہ تھا پھر ہم اُسکو

یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون — بھول گئے مجھکو اس کی ایک آیت یاد رہ گئی

فتکتب شهادة فی اعناقکم فتسئلون عنها یوم القیمة — ہے۔ اور وہ یہ ہے (یا ایها الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون الخ)

اتقان صـ۵۲۵

آٹھوین — قال عمر لعبد الرحمن — یعنی عمر نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا

بن عوف الم تجد فیما انزل علینا — کیا تم بھی قرآن مین یہ آیت (جاهدوا

ان جاهدوا کما جاهدتم — کما جاهدتم اول مرة نہین پاتے؟

اول مرة فانا لا نجدها قال — مجھے تو ملتی نہین۔ اُنھون نے کہا جب قرآن کا

اسقطت فیما اسقط من القران — اور حصہ غائب کیا گیا تو یہ آیت بھی غائب

اتقان صفحہ ۵۲۵ — کردی گئی۔

نوین۔ — فی المستدرك عن حذیفة — مستدرک مین حذیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہین

قال ما تقرأون ربعها یعنی برأة — کہ اب تم سورۂ برات کا چوتھائی حصہ بھی نہین

(اتقان صـ۵۲۶ — پڑھتے۔

دسوین۔ — واخرج عبد الرزاق عن الثوری — عبد الرزاق ثوری سے روایت کرتے

قال بلغنا ان ناسا من اصحاب النبی — ہین کہ بہت سے اصحاب رسول صلعم سے

صلعم کانوا یقرءون القران — قرآن پڑھا کرتے تھے۔ جو جنگ مسیلمہ مین

اجیبوا یوم مسیلمة فذهبت — مارے گئے تو بہت سے حروف قرآن

Presented by Ziaraat.Com

حروف من القرآن (حد سابق منہ) جاتے رہے۔

محمدؐ بن ابراہیم ثعلبی اپنی تفسیر مین فرماتے ہین۔

گیارھوین عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفیٰ ادم ونوحا وآل ابراھیم وال عمران وال محمد علی العالمین

ابی وائل کا بیان ہے کہ ابن مسعود کے قرآن مین ان اللہ اصطفیٰ الخ کی آیت مین آل محمدؐ کا بھی لفظ پڑھا تھا۔ اور اب نہین ہے۔

بارھوین۔ درمنثور سیوطی تفسیر سورہ مائدہ مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین۔

کنا نقرأ علی عھد رسول اللہ یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المؤمنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ الخ

ہم زمانۂ رسول خدا صلعم مین اس آیہ کی اس طرح تلاوت کیا کرتے۔ ما انزل الخ"

تیرھوین۔ معالم التنزیل مین تفسیر سورہ توبہ تحت آیۂ یحذر المنفقون ان تنزل علیھم الخ" مین فرماتے ہین۔

قال ابن عباس انزل اللہ ذکر سبعین رجلا من المنافقین باسماءھم واسماء ابائھم ثم نسخ ذکر الاسماء رحمۃ منہ علی المومنین لئلا یعیر بعضھم بعضا الا ولادھم کانوا مومنین۔

ابن عباس فرماتے ہین کہ ستر منافقون کے نام معہ ولدیت نازل ہوے تھے یہ مسلمانون پر محض مہربانی کی وجہ سے وہ نام منسوخ ہوگئے کہ ایک دوسرے پر طعن نہ کرسکے۔ کیونکہ ان سب کی اولادین مسلمان ہوگئی ہین۔

جلد ۲ صہ ۹۵ طبع مصر

چودھوین۔ آیۂ کریمہ کفی اللہ المومنین القتال کے بعد بعلی بن ابیطالب تھا۔ چنانچہ عبد اللہ ابن مسعود اس آیت کو بعلی بن ابی طالب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ جیسا کہ تفسیر درمنثور جزو پنجم صہ ۱۹۳ مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

واخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ
وابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ
انہ کان یقرأ ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین
القتال بعلی بن ابیطالبؑ

ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور ابن عساکر
ابن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ وہ
اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے "و
کفی اللہ المومنین القتال بعلی بن ابیطالبؑ"

پندرھوین ۱۵ حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف
رد عثمان الصحف الی حفصۃ وارسل
الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ
بین القرآن فی کل صحیفۃ ومصحف ان یحرق
(تفسیر اتقان جزو اول صلا) اصلاح نمبر ۱۹

جب قرآن جمیع مصاحف سے نقل ہو چکا
تو عثمان نے مصحف حفصہ کے پاس واپس
کر دیا اور جمیع اطراف بلاد اسلام مین اپنے
لکھے ہوئے قرآن کا ایک ایک نسخہ
بھجوا دیا۔

یہ تو مسلمات سے ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اس مصحف کو تغیر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان امور کے جو باعث اونکے قتل کے ہوئے ایک یہ بھی تھا جیسا کہ اتقان سیوطی جلد ۲ صـ۲۵ مین ہے۔

عن حمیدہ بنت ابی یونس
قالت قرأ علی ابی وھو ابن ثمانین
سنۃ فی مصحف عائشۃ ان اللہ
وملئکتہ یصلون علی النبی یاایھا
الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
وعلی الذین یصلون الصفوف الاول
قالت قبل ان یغیر العثمان المصاحف

اُبی بن کعب آیہ ان اللہ وملئکتہ
یصلون علی النبی کو باضافہ
وعلی الذین یصلون الصفوف
الاول پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس سے
قبل کا ہے کہ عثمان نے مصحف کو تغیر
دیا۔

اور ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۲۴۱ مین ہے:۔

Presented by Ziaraat.Com

قالوا انتقم علیك انك جعلت الحروف حرفا واحدا — صحابہ نے کہا ہمکو اس وجہ سے تیرا غصہ ہے کہ تم نے قرآن کے حروف کو ایک حرف کر دیا۔

تفسیر اتقان وغیرہ کتب مین مذکور ہے کہ

سولھوین۔ زید بن ثابت کہتے ہین کہ آیت "لقد جاءکم رسول من انفسکم" مین نے تمام جگہ تلاش کی کہین نہ ملی مگر ابی خدیجہ انصاری کے پاس لکھی ہوئی ملی۔ اور اسی طرح حضرت عائشہ سے منقول ہے کہ یہ آیت لکھی ہوئی ہمارے پلنگ کے تلے پڑی تھی جسکو بکری کھا گئی۔ (منقول از تفسیر حقانی صـ۷۳ مطبوعہ مجتبائی دہلی)۔

درگاہ باری مین قرآن مسجد اور آل رسول کی فریاد

سترھوین۔ اسی طرح جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحریف قرآن کے بارہ مین جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ بھی کنز العمال جلد ششم صفحہ ۴۶ مین ملاحظہ فرمایئے جسکی نقل یہ ہے۔

یجئ یوم القیمۃ المصحف والمسجد — آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز مصحف
والعترۃ فیقول المصحف یارب — مسجد اور عترت اہلبیت رسول درگاہ احدیت
حرفونی ومزقونی ویقول المسجد — مین حاضر ہون گے مصحف عرض کرے گا خداوندا
یارب خربونی وعطلونی وضیعونی — لوگون نے مجھ مین تحریف کی اور پھاڑ ڈالا مسجد
وتقول العترۃ طردونا وقتلونا — کہے گی کہ مجھے خراب اور معطل کیا عترت
وشردونا واجتثوا برکبتی للخصومۃ — کہے گی ہم کو قتل کیا گھرون سے نکالا اور متفرق
فیقول اللہ ذلك الی وانا اولی بذلك — کیا ہم اُسوقت دوزانو ہون گے جیسے کوئی
(دیلمی عن جابر حم طب ص عن ابی امامہ) — خصومت کے لیے دوزانو ہوتا ہے خداوند عالم
صلاح نمبر ۵ صفحہ ۲۲ — فرمائے گا ہم زیادہ اولی ہین اس کے ساتھ۔

اقتباس تفسیر حقانی

اٹھارہوین۔ اگر ان روایتون سے جو ہم نے نقل کی ہین سیری نہو تو کتب صحاح وتفسیر کبیر ومسند امام احمد

اور فتح الباری وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ کرلین۔ اگر اس مین تکلیف ہو تو کم از کم تذکرۂ بالا کے تفسیر حقانی کے (صفحہ ۷۲) مین اس عبارت کو پڑھ لین۔

آنحضرت صلعم نے اپنی حیات مین تمام قرآن لکھوا کر ایک جلد مین جمع نہ کیا تھا بلکہ متفرق اجزا مین اسطور سے تھا کہ کوئی سورۃ کاغذ پر اور کوئی رکوع اونٹ کی ہڈیون پر کوئی کھجور کے پٹھون پر لکھا ہوا تھا۔ اس لیے کہ زیادہ دار و مدار حفظ پر تھا۔ گو لکھے پڑھے لوگ بالخصوص قرآن کے لکھنے والے صحابہ زید بن ثابت انصاری و عبد اللہ بن مسعود وغیرہما بھی موجود تھے۔ آپ ہر آیت کو بترتیب لکھوا دیتے اور حفظ بھی کرا دیتے تھے۔ پس جس طرح آپ کی حیات مین قرآن مجید مرتب ہو چکا تھا اُسی طرح بے کم و کاست آپ کے بعد صحابہ کے نوک زبان تھا۔ آپ کے بعد تخمیناً اسی سال ملک یمامہ مین مسیلمہ کذاب مدعی نبوت سے صحابہ کی لڑائی ہوئی اُس مین بہت سے لوگ شہید ہوئے۔ ستّر کے قریب حافظ قرآن بھی شہید ہوئے۔

حضرت عمر کی رائے سے سب صحابہ اس بات پر متفق ہوئے کہ تنہا حفظ پر مدار قرآن نہ رہنا چاہیے۔ بلکہ اُس کو ایک جگہ لکھوا کر جمع بھی کرا دینا چاہیے کیونکہ اگر اسی طرح دو ایک لڑائیون مین اور حُفاظ بھی شہید ہو گئے تو پھر قرآن کے کم ہو جانے کا خوف ہے۔

زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے اس کام کے مہتمم قرار پائے۔ انہون نے حفاظ کو جمع کیا اور جن جن کے پاس جسقدر لکھا ہوا تھا وہ منگایا۔ اور سب سے بعد تحقیق و تنقیح ایک جلد مین نقل کرکے جمع کیا پھر وہ نسخہ ابوبکر کے پاس رہا۔ اُن کے بعد حضرت عمرؓ کے پاس۔ پھر حفصہ کے پاس پھر حضرت عثمان کی خلافت مین بوجہ اس بات کے کہ تنہا وہ ایک نسخہ کافی نہ تھا اور ہر شخص حافظ نہ تھا۔ لوگون کو بھولے بھٹکے مین دقت پیش آنے لگی۔ اور اختلاف کی نوبت پہونچنے لگی تو حذیفہ بن الیمان نے حضرت عثمان کو اُس سے نقل کرکے شہرت دینے کی ترغیب دی۔

حضرت عثمان کی خلافت مین پھر اختلاف کی نوبت پہنچنے لگی تو حضرت عثمان نے حضرت حفصہ کے قرآن سے نقل کرکے شایع کئے اور باقی قرآن لوگون سے لے کر جلوا دیئے

حضرت عثمان نے پھر زید بن ثابت کو فرمایا کہ اُن کی مدد کے لیے عبداللہ بن زبیر و سعد بن عاص اور عبداللہ بن حارث بن ہشام کو کہ جو قریش کے محاورات سے بڑے ماہر اور قرآن پر بڑے حاوی تھے متعین فرمایا۔ اور اُنہون نے اُس نسخہ سے جو حفصہ کے پاس تھا اُسی تحقیق اور مقابلہ حفاظ سے کہ جس طرح پہلے کی گئی تھی سات یا چھ نسخہ نقل کرا کے عراق اور شام و مصر وغیرہ دیار اسلام مین بھجوا دیئے اور اصل نسخہ حضرت حفصہ کو دیدیا۔ اور جن لوگون نے اپنے نسخون مین بطور تفسیر کے وہ جملہ جو آنحضرت سے سنتے تھے درج کر رکھے تھے اور جس کو بعض لوگ آیت منسوخ التلاوت سمجھتے تھے اُن کے مصحف منگا کر رفع اختلاف کی نیت سے جلوا دیئے کہ مبادا ان کو پچھلے قرآنون مین کوئی قرآن کی آیت نہ سمجھنے لگے۔ منجملہ اُن کے عبداللہ بن مسعود کا مصحف بھی جلا دیا گیا۔ ابتک بلا کم و کاست اُنہین نسخون کے مطابق اہل اسلام مین قرآن ہے الحمد للہ علی ذلک

حضرت زید بن ثابت جو نہ صرف جامعان قرآن کے شرف سے مشرف تھے بلکہ کاتب وحی بھی تھے اِن کے بارہ مین کنز العمال مین یہ روایت ہے۔

عن زید بن ثابت ان عمر بن الخطاب	ایکدفعہ عمر بن خطاب زید بن ثابت کے پاس
استاذن عنہ یومًا فاذن لہ وراسہ	آئے وہ اپنی کنیز سے اپنے سر مین کنگھی کرا رہے
فی ید جاریۃ ترجل فنزع راسہ فقال	تھے۔ عمر کو دیکھکر زید نے سر کھینچ لیا۔ زید نے
عمر وبھا ترجلک قال یا امیر المومنین	کہا اے امیر المومنین اگر آپ مجھے طلب
لو ارسلت الی جئتک فقال عمر	فرما لیتے تو مین خود حاضر ہو جاتا۔ عمر نے
لیس ھو بوحی حتی تزید فیہ	کہا یہ وحی نہین ہے کہ اس مین تم زیادتی
او تنقص انما ھو شئ فتراہ فان	یا کمی کرو۔ بلکہ یہ ایک رائے اور مشورہ
رایتہ ووافقتنی تبعتہ والا لم یکن	کی بات ہے۔ اگر موافقت کرو تو بہتر ہے

شی فابی زید فخرج عمر مغضبا — ورنہ کچھ نہین۔ زید نے انکار کیا تو عمر خفا ہوکر

از صراط السارق صفحہ ۴۴ — چلے آئے۔

اگرچہ ان روایتون سے اور مثل ان کے صدہا صحابہ کا قرآن مین تحریف اور قرأۃ مین اختلاف کرنا بخوبی ثابت ہے۔ مگر ہم اس موقع پر شاہ صاحب ہی کے کلام سے حضرت کے کلام متذکرہ بالا کی تردید کرتے ہین کہ خود وہ حضرت حضرت عبداللہ بن مسعود و ابی کعب کو تحریف قرآن مین متہم کرتے ہین۔

قول شاہ صاحب کہ اگر عبداللہ بن مسعود کا قرآن لیا جاتا تو فتنۂ عظیم دین مین برپا ہوتا

انچہ در وجہ ناخوشی عبداللہ بن مسعود ذکر کردہ اند۔ نیز غلط و افترا است در کتب صحیحہ ازان اثرے نیست صحیح این قدر ست کہ چون عثمان اختلاف مردم در قراءت قرآن بحدے مشاہدہ نمود کہ اکثر عوام الفاظ غیر منزلہ میخواندند و باختلاف قراءۃ بہانہ می جستند بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر اجلاء صحابہ کہ حضرت امیرؓ ہم از انجملہ بود۔ خواست تا ہمہ طوائف عرب و عجم بریک مصحف جمع شوند و ازان تخلف نورزند و این عزم را بفعل آورد۔

عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب کہ بعض قراۃ شاذہ در مصحفہائے خود نوشتہ بودند۔ حالانکہ بعضے عبارات ادعیہ قنوت بودند

عبداللہ بن مسعود کی ناراضی کا جو کچھ ذکر کیا ہے وہ محض غلط اور افترا ہے جس کی کچھ حقیقت مستند کتب مین نہین ہے صحیح اس قدر ہے کہ جب عثمان نے دیکھا کہ لوگ قرآن کی قراءت مین بہت اختلاف کرنے لگے اور الفاظ غیر منزل پڑھنے لگے اور قرأۃ کے بہانہ ڈھونڈنے لگے تو عثمان نے بمشورۂ حذیفہ بن الیمان و دیگر صحابۂ کبار جن مین حضرت علیؓ بھی تھے ارادہ کیا کہ سب گروہ عرب و عجم ایک قرآن پر اجتماع کرین اور پھر خلاف نکرین اس قصد پر انہون نے عمل کیا۔

چنانچہ عبداللہ بن مسعود و ابی بن کعب نے بھی بعض قراءت اپنے مصحف مین لکھ لیے تھے حالانکہ ان مین بہت سی دعائین قنوت تھین

وبعضے عبارات تفاسیر کہ جناب پیغمبرؐ در وقت
تلاوت قرآن بیان معانی آن می فرمودند
از موقوف کردن مصاحف خود اباورزیدند
و در ابقاء مصاحف ایشان فتنۂ عظیم در دین
پیدا می شد کہ در نفس قرآن اختلاف واقع
بود و رفتہ رفتہ منجر بقبائح بسیاری شد
در گرفتن مصاحف غلامان عثمان البتہ باین
مسعود خشونت نمودند و ضرب و صدمہ ہم
باو رسید بے آنکہ عثمان ایشان را باین امر
امر کردہ باشد۔ و ابی بن کعب مصحف
خود را بے مزاحمت حوالہ نمود باوے
پرخاشے بمیان نیامدہ و کدورتے نماندہ
و معہذا عثمان ہرچہ ممکن بود استرضاء ابن
مسعود خواست و عذرہا کرد اگر این
مسعود قبول نہ کند ملامت بر ابن مسعود
خواہد بود نہ بر عثمان و چون ابن مسعود مریض
شد عثمان بخانہ او آمد و استغفار از و درخواست
و عطاء او را نیز آورد ابن مسعود گفت
عطاء ترا نمی گیرم چون من محتاج بودم

اور بعض تفسیرون کی عبارتین جو جناب
پیغمبرؐ خدا صلعم وقت تلاوت قرآن فرمایا
کرتے تھے۔ ان لوگون نے قرآن کے دینے سے
انکار کیا۔ چونکہ ان لوگون کے قرآن قائم
رکھنے سے ایک فتنۂ عظیم دین مین پیدا ہوتا
کیونکہ جب نفس قرآن ہی مین اختلاف
ہوا تو رفتہ رفتہ اس مین بہت سی خرابیان
پیدا ہوتین۔ لہذا غلامان عثمان نے ابن مسعود
سے قرآن لینے مین خشونت کی اور انکو ضرب
اور صدمہ بھی پہونچا مگر عثمان نے یہ حکم اپنے
غلامون کو نہین دیا تھا اور ابی بن کعب نے
چپکے سے اپنا قرآن دیدیا تھا لہذا ان سے کچھ
تعرض نہین کیا گیا اور نہ کوئی کدورت رہی
جہانتک ہوسکا عثمان نے ہرچند ابن مسعود سے
معافی چاہی اور بہت کچھ عذر و معذرت کی
اسپر بھی اگر ابن مسعود قبول نہ کرے تو قابل ملامت
ابن مسعود ہے نہ کہ عثمان جب ابن مسعود بیمار ہوے
عثمان ان کے گھر گیے اور خواستگار عفو ہوے اور
نیز جو عطیہ ان کا مقرر تھا وہ بھی لائے مگر ابن مسعود نے لیا

نہ رسانیدی و حالانکہ از جہان مستغنی شدم
و سفر آخرت می نمایم بہ من میدہی عثمانؓ گفت
کہ بدختران خود بدہ - ابن مسعود گفت دختران
خود را بخواندن سورۂ واقعہ
در ہر شب فرمودہ ام و از جناب پیغمبرؐ
شنیدہ ام کہ ہر کہ سورۂ واقعہ
ہر شب بخواند بفاقہ مبتلا نہ گردد عثمانؓ
برخواستہ نزد اُمّ حبیبہ زوجۂ مطہرہ رسولؐ
رفت و از و استدعا نمود کہ ابن مسعود را
از من راضی گردان اُمّ حبیبہ ابن مسعود را
مراتب بسیار گفتہ فرستاد باز عثمان نزد ابن مسعود
رفت و گفت کہ اے عبداللہ چرا تو ہم مثل یوسف
پیغمبر بہ برادران خود نمی گوئی کہ لا تثریب
علیکم الیوم یغفر اللہ لکم و ہو
ارحم الراحمین ابن مسعود سکوت کرد و جواب
نداد پس از طرف عثمانؓ در استرضا و استعفا
قصورے واقع نہ شد و اقصی الغایۃ در ین
مقدمہ کوشید و بری الذمہ شد (تحفہ صفحہ ۶۳۱ تا ۶۳۲
مطبوعہ دہلی بحث مطاعن عثمان)

اور کہا جب مجھے ضرورت تھی اُسوقت تو تم نے
بند کر دیا اب مین مُستغنی ہون اور سفر آخرت کر رہا
ہون مجھے دیتے ہو۔ عثمان نے کہا اچھا اپنی لڑکیونکو
دیدو۔ ابن مسعود نے کہا کہ مین نے اپنی لڑکیونکو
نصیحت کی ہے کہ ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرین
کہ مین نے جناب رسولخدا صلعم سے سُنا ہے کہ جو
کوئی ہر شب سورۂ واقعہ پڑھا کرے وہ فاقہ
مین مبتلا نہوگا۔ پھر عثمان اُمّ حبیبہ زوجۂ رسول اللہ
کے پاس گئے اور درخواست کی کہ ابن مسعودؓ کو
میری طرف سے راضی کرا دو اُمّ حبیبہ نے
بہت کچھ کہلا بھیجا مگر ابن مسعود راضی نہوئے) اِس کے
بعد پھر عثمان ابن مسعود کے پاس گئے اور کہا اے
عبداللہ تم بھی مثل اپنے بھائیون کے یہ کیون نہین
کہتے کہ "آج کے دن تم پر سرزنش نہ تھی خدا تم کو
بخشے گا اور وہ بہتر رحم کرنیوالا ہے") ابن مسعود نے
سکوت کیا اور کچھ جواب ندیا غرض عثمان کی
طرف سے رضامندی اور عذرخواہی مین کوئی
کمی نہین ہوئی۔ اور وہ ہر طرح کی کوشش کرکے
بری الذمہ ہو چکے۔

روایات صحیح مسلم و دیگر محدثین شاہ صاحب کے کلام کی تردید مین

اگرچہ شاہ صاحب کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے قرآن مین اس درجہ نقص تھا کہ اگر ان سے بجبر نہ لے لیا جاتا تو اس کے باقی رکھنے سے دین مین ایک فتنۂ عظیم برپا ہوتا لیکن اس بیان کی تصدیق دیگر محدثین و متکلمین کے اقوال سے نہین ہوتی۔ بلکہ ان کے اقوال دیکھنے سے منکشف ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن کے بہت بڑے عالم تھے انزآنجملہ یہ ہین۔

پہلی — استقرؤا القرآن من اربعة نفر فبدء بعبد الله بن مسعود — قرآن چار آدمیون سے سیکھا کرو ان مین سے سب سے پہلے رسول اللہ نے ابن مسعود کا نام لیا۔

(بخاری ابن عبدالله)

استیعاب (اصلاح ۳-۳۹-۶)

دوسری — عن ابی ظبیان قال قال لی عبد الله بن عباس ای القرأتین تقرأ قلت القراءة الاولی قرأة ابن ام عبد فقال لی بل هی الاخرة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یعرض القرآن علی جبرئیل فی کل عام مرة فلما کان العام الذی قبض فیه عرضه علیه مرتین فحضر ذلك عبد الله فعلم ما نسخ من ذلك وما بدل۔ — عبداللہ بن عباس نے ابوظبیان سے پوچھا کہ تم کس قراءت پر قرآن کو پڑھتے ہو۔ کہا کہ پہلی قراءت پر جو ابن مسعود کی ہے ابن عباس نے کہا وہی آخری قراءت ہے کیونکہ آنحضرت کا معمول تھا کہ ہر سال ایکبار قرآن کو جبرئیلؑ پر عرض کرتے تھے جب وہ سال آیا جس مین حضرت نے انتقال فرمایا تو دو مرتبہ عرض کیا۔ اُسوقت ابن مسعود حاضر تھے انکو وہ سب معلوم ہوا جو کہ نسخ کیا گیا یا بدلا گیا۔

(استیعاب جلد اول ص۳۷۲) اصلاح ۳۔ ص۳۹ ۶

عن مسروق قال کنا ناتی عبد الله بن عمر فتحدث الیه — مسروق سے روایت ہے کہ مین عبداللہ بن عمر کے پاس آتا اور اُن سے حدیث پڑھا کرتا تھا

وقال ابن نمیر عندہ فذکرنا یوماً عبداللہ بن مسعود
فقال لقد ذکرتم رجلاً لا ازال احبہ بعد شیئ
سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خذوا القرآن
من اربعۃ من ابن ام عبد فبدأ بہ ومعاذ بن جبل
وابی بن کعب وسالم مولی ابی حذیفۃ
رواہ الترمذی ومسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ طبع مصر از مجمع البحرین صفحہ ۴۷۱

ایک دن مین نے عبداللہ بن عمر سے ابن مسعود کا
ذکر کیا اُس وقت ابن نمیر تھا ابن عمر نے کہا
تم نے اُس شخص کا ذکر کیا جس کو مین ہمیشہ
دوست رکھتا تھا اور مین نے رسول خدا صلعم
سے سُنا ہے کہ قرآن چار شخصون سے سیکھو
یعنی عبداللہ بن مسعود معاذ بن جبل -
ابی بن کعب اور سالم مولی ابی حذیفہ سے -

استیعاب مین ہے -

قال لما امر عثمان فی المصاحف بما امر قام عبداللہ بن مسعود
خطیبا فقال اتامرنی ان اقرأ
القرآن علی قرأۃ زید
بن ثابت والذی نفسی بیدہ لقد
اخذت من فی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سبعین سورۃ وان زید
ابن ثابت لہ ذوابۃ یلعب بہ الغلمان
واللہ ما نزل من القرآن شیئ الا
وانا اعلم فی ای شیئ نزل وما احد اعلم
بکتاب اللہ منی ولو اعلم احد ابتلغیہ
الابل اعلم بکتاب اللہ منی لاتیتہ

حضرت عثمانؓ نے جب قرآن کے بارہ مین
حکم دیا تو عبداللہ بن مسعود نے خطبہ پڑھا اور
کہا یہ لوگ حکم دیتے ہین کہ ہم قراءت زید بن
ثابت پر قرآن کو پڑھین حالانکہ خود ہم نے
ستر (۷۰) سورتین رسول اللہ کے منہ سے یاد کی تھین
اور بخدا زید بن ثابت ایک لڑکا تھا جس کے
گیسوؤن سے اطفال کھیلا کرتے تھے بخدا جو کچھ
قرآن مین نازل ہوا ہے اُس کا اعلم مجھ سے
بڑھکر کوئی نہین ہے - اگر مین جانتا کہ
دوسرا بھی مجھ سے زیادہ عالم ہے اور میرا
اونٹ وہانتک پہونچ سکتا تو مین اُسکے

ثم استحیی مما قال فقال ما ان بخیرکم۔

استیعاب جلد اول صفحہ ۲۷۳ (اصابہ ج ۲-۳۹ صفحہ)

پاس جاتا اور علم قرآن اُس سے حاصل کرسکتا تھا تو ضرور جاتا۔ پھر شرمائے اپنی کہے پر پس کہا کہ مین لوگون کا بہتر نہین ہون۔

اور صحیح مسلم و شرح امام نووی مین ہے۔

(۵) عن عبد اللہ انہ قال ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ ثم قال علی قراءۃ من تامرونی ان اقرأ فلقد قرأت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بضعا وسبعین سورۃ ولقد علم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اعلمہم بکتاب اللہ ولو اعلم ان احدا اعلم بہ منی لرحلت الیہ قال شقیق فجلست فی حلق اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فما سمعت احدا یرد ذلک علیہ ولا یعیبہ

(مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۴ ایضا صفحہ ۴۷۲)

حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ۔ (جب حضرت عثمان نے ابن مسعود سے صحیفہ طلب کیا تب) ابن مسعود نے اس آیہ کو پڑھا کہ جو شخص خیانت کرے وہ قیامت مین پابہ زنجیر آئیگا اور کہا کہ علم قرآن و حفظ منازل قرآن مین کون مجھ سے افضل ہے کہ مین اُسکی تقلید قراءت جدید مین کرون مین نے ستر سے زیادہ قرآن کی سورتین خود رسول اللہ سے پڑھکر سیکھے ہین اصحاب رسول جانتے ہین کہ مین افضل قاری قرآن ہون اگر کوئی مجھ سے زیادہ جانتا تو بیشک مین اسکی طرف رجوع کرتا۔ شقیق کہتے ہین کہ اُس محفل مین مین بھی تھا لیکن اصحاب رسول مین سے کسی ایک نے بھی ابن مسعود کے کلام کی تردید نہ کی اور نہ اُن کی غیبت مین۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود وہ شخص ہین جنھون نے سب سے پہلے کفار مکہ کو قرآن سنایا۔

Presented by Ziaraat.Com

جیسا کہ تاریخ طبری حصہ اول جلد ۳ صہ ۱۸۸ طبع جرمن مین ہے۔

حدثنا یحیی بن عروۃ ابن الزبیر	یحیٰی بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے
عن ابیہ قال کان اول من جھر بالقرآن	ہین کہ سب سے پہلے جس نے بآواز بلند قرآن
بعد رسول اللہ صلعم بمکۃ	سنایا وہ عبداللہ بن مسعود ہین بعد رسول اللہ کے
عبداللہ بن مسعود قال اجتمع یوما	ایک روز صحابہ رسول جمع ہوئے اور یہ مشورہ
اصحاب رسول اللہ صلعم	ہوا کہ قسم بخدا ابھی تک قریش نے یہ قرآن بآواز
فقالوا واللہ ما سمعت قریش بھذا القرآن	بلند نہین سنا ہے پس کون شخص ہے جو انہین
یجھر لھا بہ قط فمن رجل یسمعھوہ	سنائے عبداللہ بن مسعود نے کہا ہم ایسا کرینگے
فقال عبداللہ بن مسعود انا قالوا انا	صحابہ نے کہا نہین کوئی ایسا شخص ہو جسکی
نخشاھم علیك انما نرید رجلا لہ عشیرۃ	عشیرہ ہو کہ وقت پر حمایت کر سکے عبداللہ بن مسعود
یمنعونہ من القوم ان ارادوہ فقال	نے کہا تم ہمکو چھوڑ دو خدا ہماری حفاظت کریگا۔
دعونی فان اللہ سیمنعنی قال فغدا	دوسرے روز قریش جب اپنے مقام پر خانہ کعبہ کے
ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی و قریش	پاس جمع ہوئے تو ابن مسعود نے مقام ابراہیمؑ
فی اندیتھا حتی قام عند المقام ثم قال	کے پاس جاکر بآواز بلند سورۂ رحمان پڑھنا
بسم اللہ الرحمن الرحیم رافعا بھا صوتہ	شروع کیا قریش پوچھنے لگے کہ ابن اُم عبد کیا
الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان	کہتے ہین۔ کسی نے کہا محمدؐ کا قرآن پڑھتے ہین
قال ثم استقبلھا یقرأ فیھا قال و تاملوا و جعلوا	اُس پر اُنھون نے اُٹھکر اُن کے منھ پر مارنا
یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا انہ لیتلو	شروع کیا اور وہ قرآن پڑھتے رہے ابن مسعود کو
بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ فجعلوا یضربون	جس قدر پڑھنا تھا پڑھکر اصحاب کے پاس آئے

Presented by Ziaraat.Com

وجهه وجعل يقرء حتى بلغ منها ما شاء الله ان يبلغ ثم انصرف الى اصحابه وقد اثر وابوجهه فقالوا هذا الذى خشينا عليك قال ما كان اعداء الله اهون على منهم الان لئن شئتم لاغادينهم غدا بمثلها قالوا لا حسبك فقد اسمعتهم ما يكرهون۔ ۵۵

اور اُن کی مار کا اثر ان کے چہرے پر تھا جس پر اصحاب نے کہا اسی کا ہم کو خوف تھا ابن مسعود نے کہا یہ لوگ ایسے ذلیل تو کبھی ہم کو معلوم نہیں ہوئے تھے جیسا کہ آج کے دن معلوم ہوئے۔ پھر کہا اگر کہو تو کل پھر اسی طرح انکو قرآن سُنا آئین۔ سب نے کہا۔ بس یہی کافی ہے۔

(اصلاح ۳ - ۳۹ -)

حضرت عثمان کا حضرت عبداللہ بن مسعود کو پیٹنا غلاموں سے نیز اناوغیرہ وغیرہ

افسوس۔ جن۔ عبداللہ ابن مسعود کا یہ مرتبہ اور درجہ ہو کہ وہ رسول اللہ کے اصحاب خاص اور مقربان آل رسول سے ہون۔ جیسا کہ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ مین ہے۔

عن ابى موسى قال قدمت انا واخى من اليمن فمكثنا حينا وما نرى ابن مسعود واما له الا من اهل بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم من كثرة دخولهم ولزومهم له۔

(صحیح مسلم رواہ الترمذی) مجمع البحرین (۴۰۰)

ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ مین معہ اپنے بھائی کے سفر یمن سے آئے ہم لوگ خرم و شادان تھے ابن مسعود اور انکی ماں کو اہلبیت مین سے سمجھتے تھے بسبب کثرت آمد و رفت اہلبیت رسالت کے اُن کے یہان۔

اِن کے ساتھ حضرت عثمانؓ نے یہ سلوک کیا کہ انکو قرآن جلوا دیا وظیفہ بند کر دیا۔ غلامون کے ہاتھ سے اس قدر پٹوایا کہ پسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ قید کیے گئے یہانتک کہ قید خانہ ہی مین انتقال کر گئے۔

جیسا کہ تاریخ خمیس سے ظاہر ہوتا ہے۔

ان ابن مسعود لما عزله عثمان عن الكوفة وولى الوليد بن عقبة وراى صنيع الوليد

حضرت عثمان نے ابن مسعود کو معزول کر کے ولید بن عقبہ کو مقرر کیا۔ اس نے طرح طرح کے

فی جورہ وظلمہ فعاب ذلک وجمع الناس بمسجد الکوفۃ وذکر لھم احداث عثمان ثم قال ایھا الناس لتامرن بالمعروف ولتنھون عن المنکر اولیسلطن اللہ علیکم شرارکم ثم یدعوا اخیارکم فلا یستجاب لکم وبلغہ خبر نفی ابی ذر الی الربذۃ فقال فی خطبتہ بمحفل من اھل الکوفۃ ھل سمعتم قول اللہ تعالی۔ ثم انتم ھؤلاء تقتلون انفسکم وتخرجون فریقا منکم من دیارھم وعرض بذلک لعثمان فکتب الولید بذلک الی عثمان فاشخصہ من الکوفۃ فلما دخل مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم امر عثمان غلامہ اسود فدفع ابن مسعود اخرجہ من المسجد ودمی بہ الی الارض وامر باحراق مصحفہ وجعل منزلہ فحبسہ وحبس عنہ عطاءہ اربع سنین الی ان مات

ظلم وستم کیے ابن مسعود نے حضرت عثمان کی شکایتین اور عیوب محفلون مین بیان کیے۔ اور واسطے زوال خلافت کے بددعا کی۔ اور حضرت عثمان کی قوم مین آیۂ کریمہ "تقتلون انفسکم الخ" پڑھا جب یہ خبر ولید حاکم کوفہ کو ملی۔ اس نے حضرت عثمان کو لکھ بھیجا۔ حضرت عثمان نے ان کو کوفہ سے اپنے پاس بلایا۔ جب ابن مسعود داخل مسجد نبوی ہوے تو حضرت عثمان نے اپنے غلام حبشی کو حکم دیا اس نے مسجد سے نکال کر زمین پر پھینکدیا اور ابن مسعود کے قرآن جلانے کا حکم دیا اور اور انکا مال قرق کرلیا اور انکو قید خانہ بھجوادیا۔ چار سال تک یہی حالت رہی یہان تک کہ وہ مرگئے۔

مجمع البحرین صفحہ ۴۶۴ (۲۷۰) تاریخ خمیس طبع مصر

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید

اب معزز ناظرین۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود کی عظمت و منزلت اور علم قرآن پر غور فرمائین کہ جس کے دل مین قرآن مجید کی یہ عظمت ہو کہ وہ قریش کے ہاتھ سے طمانچے کھانے پر بھی تلاوت قرآن کرتا رہے جسکی شان مین جناب رسول خدا صلعم فرمائین کہ قرآن ابن مسعود سے سیکھو۔ مفسرین اہلسنت نزول آیہ کریمہ "کنتم خیر امۃ" جس کی شان مین بتائین۔ جس کا قرآن جمیع مصاحف سے صحیح ہو۔ جن کے مرتبے درجے یہ ہون کہ وہ صحابہ کرام مین بڑے معتبر۔ حافظ اور قاری ہون۔ عامیون کے اختلاف

Presented by Ziaraat.Com

دور کرتے تھے۔ سارے ملک مین ان کے تلامذہ پھیل گئے جنھون نے لوگون کو قرآن کی تعلیم دی۔ افسوس کہ جناب شاہ صاحب حضرت عثمان کی خاطر اس محب خدا پر یہ الزام لگائین۔ کہ عبداللہ ابن مسعود و ابی بن کعب بعض قراۃ در مصحف ہائے خود نوشتہ بودند کہ در ابقائے ایشان فتنۂ عظیم در دین پیدا می شد

بھائیو۔ اب اپنے پیرو مرشد کے کلام پر غور کرو کہ خود ہی عبداللہ ابن مسعود کا قرآن مین تحریف اور اختلاف کرنا۔ حضرت عثمان کا ان سے قرآن طلب کرنا۔ غلامان عثمان کا ان کو زدوکوب کرکے مصحف لینا اوسکو جلوا دینا اُنکا وظیفہ بند کرنا۔ عبداللہ ابن مسعود کا عثمان سے ناراض ہونا حضرت عثمان کا عفو تقصیر چاہنا۔ اور ابن مسعود کا عفو نہ کرنا بتوضیح و تصریح تحریر فرماتے ہین با این ہمہ امامیہ پر یہ اتہام لگاتے ہین کہ۔

"باعتقاد شیعہ انچہ موجود است مصحف عثمان است کہ ہفت نسخہ آنرا نوشتہ باکناف عالم شہرت داد و کسے را کہ قرآن منزل بر اصل ترتیب می خواند ضرب و شلاق نمود تا آنکہ طوعاً و کرہاً ہمہ آفاق برین مصحف اجماع کردند۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا (سورۂ کہف) — کیا بڑی بات ہو کہ اُن کے منھ سے نکلتی ہے مگر سب جھوٹ ہے۔

فال

قولہ۔ اگر میر صاحب قبلہ زندہ ہوتے تو پوچھتا کہ کنتم خیر امۃ صحیح ہے یا کنتم خیر ائمۃ۔

افسوس ہے کہ میرن صاحب قبلہ اور اون کے والد ماجد انتقال فرما گیے ورنہ مین اس حدیقۂ سلطانیہ اور صوارم کو لیے خدمت مین حاضر ہوتا۔ اور پوچھتا کہ "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے یا "کنتم خیر آئمۃ" اگر فرماتے "کنتم خیر آئمۃ" صحیح ہے۔ اور "کنتم خیر امۃ" تحریف جامعان قرآن کی ہے تو بندہ عرض کرتا کہ اس وقت اور آئمہ کرام سوائے علیؑ مرتضیٰ کے کون تھے اور کس نے "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کیا تھا جن سے خدا یہ خطاب کرتا اور جن کی یہ فضیلتین بیان کرتا۔ اور اگر فرماتے "کنتم خیر امۃ" صحیح ہے تو کمترین التماس کرتا کہ پھر اُس گروہ سے جس کو خدا "خیر امۃ" فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین بیزاری کفر ہے یا نہین۔ اور ان کے آگے انہین کی کتاب کھول کر صفحہ ۱۸۶ کی عبارت نکال کر پوچھتا کہ حضرت اس کا کیا مطلب ہے۔

از آنجملہ انچہ از حضرت صادق علیہ السلام ماثور است کہ فرمود

"ان ھذا القرآن فیہ ضیاء الھدیٰ ومصباح الدجیٰ" یعنی درین قرآن انوار ہدایت وچراغہائے دور کنندہ تاریکی ضلالت وغوایت روشن است

اور قسم دیگر پوچھتا کہ آپ کو اپنے اجتہاد ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے اگر "کنتم خیر امۃ اخرجت للناس" لکھا ہے تو پھر آپ کیون اس سے انکار کرتے ہین۔ اور کیون روشنی چھوڑ کر تاریکی مین پڑتے ہین۔ اور پھر اس کتاب کی یہ عبارت دکھاتا کہ۔

از امام محمد باقر علیہ السلام منقول است کہ در ہنگامیکہ فتنہا بر شما متلبس شوند

مانند پارہائے شب تار۔ پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست ہر کسے کہ

آنرا پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد۔

اور یہ کہتا کہ قبلہ وکعبہ سُنیے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم صحابہ کو بہترین اُمّت سے جانتے ہین۔ اور آپ بدترین امت سے۔ اور نہ آپ ہماری مانتے ہین۔ اور نہ ہم آپکی۔ اب آئیے اور امام محمدؑ باقر علیہ السلام کے قول پر عمل کیجئے۔ اور قرآن سے رجوع کیجیے۔ اگر اس مین "کنتم خیر امۃ" صحابہ کی نسبت ہو تو بس راہ جنّت اختیار کیجیے اور اپنا مذہب چھوڑیے اور اگر اس مین "کنتم شر امۃ" انکی نسبت ہو تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجئے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت موصوف زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اب اِن کے جانشین کیا جواب دین گے۔

Presented by Ziaraat.Com

القول الحق

دونون ہوسکتے ہین

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے۔ کہ "خیر امۃ" ہے۔ اور "خیر آئمۃ" بھی ہوسکتا ہے۔ مگر آپ کا مطلب دونون صورتون مین حاصل نہین ہوسکتا۔ اس لیے کہ "خیر امۃ" سے وُہی اصحاب مومنین مراد ہین جن کا شعار

امر بالمعروف ونہی عن المنکر (رہا) یعنی حکم کرتے ہین اچھی باتکا اور منع کرتے ہین بری باتسے

مگر صحابہ ممدوحین اس صفت مین کورے تھے۔ اگر "آئمۃ" ہے تو اس سے مراد اہلبیت رسولؐ صلعم ہین اور خطاب کے لیے سب آئمہ کا موجود ہونا ضرور نہین ہے۔ کیونکہ جناب امیر علیہ السلام تو موجود تھے لہذا یہ خطاب اُن جناب سے ہوا۔ اور دیگر آئمہ علیہم السلام اس مین شریک کیے گیے۔ اور خطاب ایک سے کرنا اور دوسرون کو اس مین شریک کرنا کلام عرب مین جائز ہے۔ جیسا کہ مفسرین اہل سنت کا قول ہے کہ

اگرچہ "کنتم خیر امۃ" اصحابہ سے خطاب ہے مگر اس مین تمام اُمت شامل ہے۔

نیز خود آپ ساتوین آیت مین آیۂ کریمہ۔

"یا ایھا الذین اٰمنوا مالکم" مین تحریر فرماتے ہین کہ

یہ خطاب انہین صحابہ سے ہے جو کہ جہاد پر جانے سے تساہل کرتے تھے نہ کُل مہاجرین وانصار سے۔ اور خطاب کل سے کرنا اور بعض مراد لینا کلام عرب مین جائز ہے۔

آپ جو یہ پوچھتے ہین کہ

جس قرآن کو امام صاحب فرماتے ہین کہ اس مین انوار ہدایت اور چراغ روشن ہین اس مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خداوند متعال نے اس قرآن مین اصحاب رسولؐ کی یہ تصریح کردی ہے

Presented by Ziaraat.Com

اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی مومنین کی شان مین آیتین ہین۔

"منہم المؤمنون واکثرہم الفاسقون" یعنی اِن مین سے بعض مومن ہین۔ اور اکثر فاسق۔

پس۔ اصحاب مومنین کی فضیلت اور بشارت کے بارہ مین بہت آیتین اس قرآن مین موجود ہین۔ از آنجملہ یہ ہین۔

پہلی آیت

رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ — خدا ان سے (خوش) راضی ہے اور وہ خدا سے

واعد لہم جنّٰت تجری من تحتہا الانہٰر — راضی ہین ان کے لیے (جنت مین) باغات تیار

خالدین فیہا ابدًا ذلک الفوز العظیم — کیے گیے ہین جن کے نیچے نہرین جاری ہین۔ وہ اُن مین

سورۂ توبہ۔ رکوع ۱۳ — ہمیشہ رہین گے اور اپنی مراد کو پہونچین گے۔

دوسری

اولئک لہم جنّٰت عدن تجری — یہی لوگ ہین جن کے رہنے کے لیے (بہشت کے)

من تحتہم الانہٰر یحلون فیہا — ہمیشگی کے باغ ہین اُن لوگون کے (مکانون کے)

من اساور من ذہب ویلبسون — نیچے نہرین بہرہی ہون گی اِن کو وہان سونے کے

ثیابًا خضرا من سندس و — کنگن پہنائے جائین گے اور وہ مہین و دبیز ریشمی

استبرق متکئین فیہا علی — سبز کپڑے زیب تن کرینگے وہان تختون پر تکیے

الارائک نعم الثواب وحسنت — لگائے (بیٹھے) ہون گے۔ (کیا ہی) اچھا بدلہ ہے

مرتفقا — اور (بہشت بھی آرام و) آسائش کی (کیسی)

پ ۱۵۔ س کہف۔ رکوع ۴ — جگہ ہے۔

تیسری

علی سرر موضونۃ متکئین — یہ لوگ سونے کے تارون سے بنے ہوے تختون پر

علیہا متقٰبلین یطوف علیہم ولدان — (بیٹھے ہوے) ان کے اوپر تکیے لگائے ہوئے ایک

مخلدون باکواب واباریق وکاس — دوسرے کی طرف منہ کیے ہون گے چند نوجوان سدا

من معین لا یصدعون عنہا — (نوجوان ہی بنے) رہین گے (پانی پینے کے) آبخورے

ولا ینزفون و فاکھۃ مما — اور آفتابے اور ایسی شراب صاف کے جام کہ (جس کے پینے سے
یتخیرون ٥ ولحم طیر مما — نہ اُنہین درد سر ہوگا اور نہ بہکین گے اور جس قسم کا
یشتھون ٥ وحور عین ٥ — میوہ یہ پسند کرین اور جس پرند کا گوشت یہ چاہین
کامثال اللؤلوء المکنون ٥ — اُنکے پاس بار بار لاتے ہونگے (اور اُن کے لیے وہان)
جزاءً بما کانوا یعملون ٥ — بڑی آنکھ والی حورین ہین (اُنکی رنگتین صفائی اور
لایسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما ٥ — آبداری مین) اُن موتیون کے مثل ہین جو (بہت ہی
الا قیلا سلما سلما ٥ — احتیاط کیلیے) تہ مین چھپا دئے رکھے ہون (یہ ہم نے)
اُنکے بدلہ مین جو وہ کرتے تھے (اُنہین عنایت کیا)
وہان وہ نہ کوئی بیہودہ بات سنین گے اور نہ گناہ کی
بجز سلام سلام کی آواز کے۔

سورۂ واقعہ

پارہ (۲۷)

ع (۱)

چوتھی — یعباد لا خوف علیکم — ہمارے بندو آج تم کو نہ تو کسی طرح کا خوف ہے
الیوم ولا انتم تحزنون ٥ — اور نہ تم (کسی طرح) آزردہ خاطر ہوگے (یہ وہ لوگ ہین) جو
الذین اٰمنوا بایتنا وکانوا — ہماری آیتون پر ایمان لائے اور (ہمارے) فرمان بردار رہے
مسلمین ٥ ادخلوا الجنۃ انتم — تم اور تمہاری بیبیان عزت و اکرام کے ساتھ جنت مین
وازواجکم تحبرون ٥ — داخل ہو جاو ان پر سونے کی رکابیون اور پیالیون کا
یطاف علیھم بصحاف من — دور چلے گا اور جس چیز کو (اُن کا) جی چاہے اور جو (انکی)
ذھب واکواب وفیھا ما تشتھیہ — نظر مین بھلی معلوم ہو بہشت مین (اُن کیلیے موجود) ہوگی
الانفس وتلذ الاعین وانتم فیھا — اور اُن کو مژدہ سنا دیا جائیگا کہ تم ہمیشہ یہین رہوگے
خالدون ٥ وتلک الجنۃ التی — اور یہ جنت کی میراث جو تم کو ملی ہے اُن (نیک اعمال کی)

Presented by Ziaraat.Com

اورثتموها بما کنتم تعملون ○ لکم فیھا فاکھۃ کثیرۃ منھا تأکلون ○ (پ (۲۵) س - الزخرف - ع ۷)

عوض مین (ملی ہو) جو تم دنیا مین کرتے رہے ہو یہان تمھارے لیے کثرت سے میوے ہین جن مین سے کھا رہے ہو۔

آیات دربارۂ اصحاب منافقین

اور اصحاب منافقین کے بارہ مین اس قرآن مین یہ لکھا ہے۔

(۱) اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسول اللہ واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون ○ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ ط انھم ساء ما کانوا یعملون ○ ذلک بانھم امنوا ثم کفروا فطبع علی قلوبھم فھم لا یفقھون ○ (پ ۲۸ - سورۃ منافقون ع)

(اے رسول) جب منافق تمھارے پاس آتے ہین تو (تمھین خوش کرنیکے لیے) کہدیتے ہین کہ ہم تو پکارے کہتے ہین کہ آپ بیشک رسول خدا ہین اور (اگرچہ) اللہ تو جانتا ہے کہ تم بیشک رسول ہو مگر اللہ (تم کو یہ بھی) جتائے دیتا ہے کہ (یہ) منافق جھوٹ بولتے ہین ان لوگون نے اپنی قسمون کو سپر بنا رکھا ہے تو (اسکی آڑ مین لوگونکو) راہ خدا سے روکتے ہین (کیا ہی) برے کام ہین جو یہ لوگ کر رہے ہین کس لیے کہ یہ لوگ (پہلے مسلمانونکو دکھانیکو) ایمان لائے پھر (منکر دنیں بلکہ) اسلام سے پھر گئے یہانتک کہ انکے دلون پر مہر کر دیگئی تو (اب) یہ (حق بات کو) سمجھتے ہی نہین۔

(۲) ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین ○ یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ○

اور لوگون مین بعض ایسے بھی ہین جو (منہ سے تو) کہدیتے ہین کہ ہم اللہ پر اور آخرت پر ایمان لائے حالانکہ وہ لوگ ایمان نہین لائے (یہ لوگ اپنے نزدیک) اللہ کو اور ان لوگون کو جو ایمان لاچکے ہین دہوکا دیتے ہین اور (حقیقت مین) دہوکا نہین دیتے مگر اپنے آپکو اور (اس بات کو) نہین سمجھتے ان کے

Presented by Ziaraat.Com

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ	دلون مین (پہلے سے کفر کا) مرض تھا اب اللہ نے مرض اُنکا
مرضا ولھم عذاب الیم بما کانوا	(اور بھی) بڑھا دیا اور اُنکو جھوٹ بولنے کی سزا مین عذاب
یکذبون ؕ پ۱ - البقرہ ع ۔	دردناک (ہوتا ہے)
(۳) ان المنفقین یخادعون	منافق (مسلمانونکو دھوکا دیکر گویا) خدا کو دھوکا
اللہ وھو خادعھم واذا	دیتے ہین حالانکہ (حقیقت مین) خدا انھین کو دھوکا
قاموا الی الصلوۃ قاموا	دیرہا ہے اور (یہ لوگ) جب نماز کیلیے کھڑے ہوتے ہین تو
کسالی یراؤن الناس ولا	الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہین (ظاہرداری کرکے)
یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین	لوگون کو دکھاتے ہین اور (دل سے) اللہ کو یاد نہین
بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی	کرتے مگر کچھ یوہین سا۔ کفر و ایمان کے بیچ مین پڑے جھول
ھؤلاء ومن یضلل اللہ فلن	رہے ہین نہ ان (مسلمانون) کی طرف اور نہ اُن (کافرون)
تجد لہ سبیلا ؕ	کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو ممکن نہین کہ
پ ۵ ع	تم مین سے کوئی اُس کے لیے راستہ ڈھونڈھ نکالے۔
(۴) بشر المنفقین بان لھم	ان منافقون کو جو مومنون کو چھوڑ کر کافرونکو
عذابا الیما ۵ ان الذین	اپنا یار بناتے ہین۔ یہ خوشخبری سنا دو کہ ان
یتخذون الکفرین اولیاء من دون المومنین ؕ	کے لیے دردناک عذاب ہے۔
(۵) ان المنفقین فی الدرک الاسفل	یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے مین رہینگے
من النار ولن تجد لھم نصیرا ۵ (پ ۵ انفال ع)	اور ہرگز نپائیگا تو اونکے لیے مددگار

جو فتنے اور فساد اُن سے سرزد ہونیوالے تھے اُنکے متعلق یہ ہے۔

(۶) فھل عسیتم ان تفسدوا فی الارض	کیا تم سے دور ہے اگر تم حاکم ہو جاؤ تو روئے زمین مین

Presented by Ziaraat.Com

وتقطعوا ارحامکم۔ فساد پھیلانے اور اپنے ناتے رشتے توڑنے لگو۔

جہاد سے فرار ہونے پر یہ نصّ جلی موجود ہے۔

(۷) اذ تصعدون ولا (اسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بھاگے چلے
تلوون علی احد والرسول جاتے تھے باوجودیکہ رسُول تمہارے پیچھے کھڑے تم کو
یدعوکم فی اخرٰیکم۔ بُلا رہے تھے لیکن تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

الحاصل اصحاب مومنین ومنافقین دونون کے حالات اور آیات کا انکشاف کر دیا ہے پس جن کو ایمان کا پاس ہے اُن کے نیک و بد سمجھنے اور مومن ومنافق مین امتیاز کرنے کے لیے اس قرآن مین سب کچھ موجود ہے۔ اور جو اپنے دل مین ایمان کا درد نہین رکھتے اور اپنی ہی خواہشون کے پیرو ہین وہ آیات قرآن سے چشم پوشی کرکے اپنے مطلب کی خاطر خدا کی آیتون مین تحریفات معنوی کیا کرتے ہین۔ جیساکہ اسی آیۂ وافی ہدایہ "کنتم خیر امۃ" مین کی ہین۔ حالانکہ خوب جانتے ہین کہ ان اصحاب سے مہر اسلام کو زوال آیا۔ اِنکے نقص ایمان پر نہ صرف اقوال علما بلکہ آیات الٰہی شاہد ہین مگر اس پر بھی ایسی جلی شہادتون سے اعراض کرکے انھین کو بہترین اُمت سے سمجھتے ہین اور خدائے پاک کی طرف سے "کنتم خیر امۃ" بناتے ہین جو بوجہ نقص ایمان۔

یامرون بالمنکر و حکم کرتے ہین بُری بات کا اور منع کرتے ہین
ینھون عن المعروف۔ اچھی بات سے۔

کے مصداق ہین اُن پر۔

تأمرون بالمعروف و حکم کرتے ہین اچھی بات کا اور منع کرتے
تنھون عن المنکر۔ ہین بُری بات سے۔

Presented by Ziaraat.Com

کا اطلاق کرتے ہین۔ کاش اب بھی اپنے باطل عقیدون کو چھوڑین اور حدیث متفقہ فریقین انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھلبیتی سے متمسک ہون۔ یہ ظاہر ہے کہ یہ قرآن۔ قرآن صامت ہے اور اہلبیت رسول مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ناطق ہین جو انسے منحرف ہے وہ گمراہ ہی الغرض

آٹھون بہشت باغ ولایت کے پھول ہین ان سے ولا رکھو کہ یہ آل رسول ہین
اعمال دشمنان علیؑ نا قبول ہین روزے ہون یا نمازین ہون سب بے اصول ہین
پھر کیا ادا زکوٰۃ اگر حج سمیت کی
شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

قولہ تعالی۔

اقوال شاہ صاحب دربارۂ حدیث اصحابی۔

انا اھدیناہ السبیل اما ہم نے تم کو راہ ہدایت بتادی (اب تم کو
شاکرا واما کفورا۔ اختیار ہے) چاہو شکر کرو خواہ کفر۔

واضح ہو۔ کہ حدیث اصحابی جس مین فرشتگان عذاب کا اصحاب کو جانب شمال لے جانا اور رسول اللہ کا فرمانا کہ یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین مذکور ہے اوپر نقل ہو چکی ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت جناب شاہ صاحب نے تسلیم کی ہے مگر بفحوائے شعر

شاہد دلبر بائے من میکند از برائے من نقش و نگار و رنگ بو تازہ بہ تازہ نو بہ نو

گلفشانیان بھی خوب خوب کی ہین۔ یعنی کبھی تو یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اہل سنت سے کوئی بھی ان اشخاص کو اصحاب رسول نہین سمجھتا۔ نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا معتقد ہے۔ کبھی اس حدیث کو غیر اشخاص مرتدین کے حق مین بتاتے ہین اور انکا پتہ بھی دیتے ہین کہ وہ لوگ طبقہ بنی حنیفہ و بنی تمیم سے ہین۔ کبھی ان آیات پاک کو جو مخصوص اصحاب مومنین کی فضیلت مین ہین اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتاتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

آخر بعد قیل وقال بسیار اس لطیفہ سے اپنے اصحاب کی فضیلتون کا رنگ جماتے ہین کہ اصحاب کی منزلت و مرتبت حفاظ قرآن ہی خوب سمجھتے ہین۔ ناظرہ خوان اصحاب کے درجہ و مرتبے کیا جانین۔

حضرت شاہ صاحب کے کلام کا خلاصہ یہ ہے۔

این حدیث صریح ناطق است کہ مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند کہ موت آنہا بر کفر باشد و ہیچ کس از اہلسنت آنجماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت آنحضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر شدند کلام اہلسنت در آن صحابہ است کہ با ایمان و عمل صالح ازین جہان درگذشتند در حال این قسم اشخاص اگر روایت موجود داشتہ باشند بیارند کہ در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم

اس طعن کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث تصریح اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ اشخاص مذکورین سے وہ مرتدین مراد ہین کہ جو حالت کفر مین مرے ہون۔ اور اہلسنت سے کوئی شخص بھی اس جماعت کو صحابی نہین کہتا۔ اور نہ انکی خوبیون اور بزرگیون کا کوئی معتقد ہے اکثر بنی حنیفہ اور بنی تمیم کہ بطور وفد صدی آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے اس بلا مین پھنس گئے اور ٹوٹے و نقصان مین رہے اہلسنت کا کلام اُن اصحاب کے بارہ مین ہے کہ جو با ایمان اور نیک اعمال کے ساتھ اس جہان سے گیے اگر ایسے لوگون کی نسبت کوئی روایت موجود ہو تو پیش کرین کہ ایسے اشخاص کے بارہ مین حقتعالے نے خاص طور سے بشارتین نیک قرآن مین نازل فرمائی ہین۔

اللہ تعالی نے ان لوگون سے کہ جنھون نے

وعملوا الصلحت ليستخلفنهم
فی الارض کما استخلف الذین
من قبلهم و ليمكنن لهم
دينهم الذی ارتضی لهم
وليبدلنهم من بعد
خوفهم امنا يعبدوننی
لا يشركون بی شيئا۔

ایمان لانیکے بعد عمل نیک کیے اس امر کا وعدہ
کرلیا ہے کہ ان کو ضرور زمین مین خلیفہ بناؤنگا
جیسا کہ تم سے پہلے لوگون کو اس نے خلیفہ بنایا۔
اور ضرور ان کو قادر بنائے گا اُس دین پر کہ
جس کو اللہ نے اِن کے لیے پسند و مناسب فرمایا
اور اِن کے خائف ہونیکے بعد ان کے ہراس کو امن سے
ضرور بدل دیگا۔

، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ واعد
لهم جنّٰت تجری من تحتها الانهار
خالدين فيها ابدا ذلك الفوز العظيم

اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے اور اللہ نے
اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین جسکے نیچے نہرین
جاری ہین جس مین وہ ہمیشہ رہین گے اور
یہی پوری کامیابی ہے۔

پ۱۱۔ س۔ توبہ۔ ع ۱۳۔

وبشر المؤمنين بان لهم من الله
فضلا كبيرا۔ پ۲۲۔ سورۂ احزاب۔ ع ۶۔

(اے رسولؐ) تم مومنین کو اللہ کی جانب
سے فضل عظیم کی بشارت دو۔

فالذين هاجروا واخرجوا
من ديارهم واوذوا فی سبيلی و
قاتلوا وقتلوا لاكفرن عنهم
سيأتهم ولادخلنهم جنّٰت
تجری من تحتها الانهار

پس جن لوگون نے ہجرت کی اور اپنے شہرون سے
نکالے گیے اور ہمارے لیے اُنھون نے اذیتین اُٹھائین
اور کفار کو قتل کیا اور (خود) قتل کیے گیے اللہ اُنکی
بُرائیون سے ضرور درگذر کرے گا اور اُن کو
اُن جنتون مین جن کے نیچے نہرین جاری ہین
ضرور داخل کرے گا

پ۴۔ س۔ آل عمران ع ۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

یبشرھم ربھم برحمۃ منہ ورضوان وجنّٰت	اُنکا پروردگار انکو اپنی مہربانی ورضامندی سے اور
لھم فیھا نعیم مقیم خالدین فیھا ابداہ	ایسے ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین
پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۳۔	اُن کیلیے دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغونمین ہمیشہ رہینگے
ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ	لیکن اللہ نے ایمان کی محبت دیدی ہے اور
فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق	اسکو تمھارے دلون مین عمدہ کر دکھایا ہے۔
والعصیان۔	اور کفر و بدکاری اور نافرمانی سے تم کو بیزار
پ۲۶۔ س الحجرات۔ ع	کر دیا ہے۔
اولئک ھم المؤمنون حقاً لھم	وہی لوگ یقینی مومن ہین اُن کے لیے
درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق	اللہ کی جانب سے درجات مغفرت اور
کریم ہ (پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۱۰)	رزق کریم ہے۔
لکن الرّسول والذین اٰمنوا	لیکن رسولؐ اور وہ لوگ جو اُن کے ساتھ
معہ جاھدوا باموالھم وانفسھم	ایمان لائے انھون نے اپنے نفوس اور اموال کے
واولئک لھم الخیرات واولئک	ساتھ جہاد کیا انہین لوگون کے لیے نیکیان
ھم المفلحون ہ (پ۱۰۔ س توبہ۔ ع ۱۱)	ہین۔ اور وہی لوگ رستگار ہین۔
لایستوی منکم من انفق من قبل	نہین تم مین سے برابر ہے وہ شخص کہ جس نے قبل
الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من	فتح کے خرچ کیا اور مقاتلہ کیا وہی لوگ بڑے درجہ
الذین انفقوا من بعد وقاتلوا و	والے ہین اُن لوگون سے کہ اُنھون نے بعد فتح
کلاً وعد اللہ الحسنے واللہ بما تعملون	خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اور اللہ نے ہر ایک سے
خبیر ہ (پ۲۷۔ س حدید۔ ع)	نیکی کا وعدہ کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

للفقراء المهاجرين الذين اخرجوا	اس مال مین اُن مفلس مہاجرین کا بھی حصہ
من دیارھم واموالھم یبتغون	ہے جو اپنے گھرون سے اور مالون سے نکالے لیے
فضلا من اللہ ورضوانا وینصرون	اور خدا کی خوشنودی اور فضل کے طلبگار
اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون	ہین۔ اور خدا کی اور اُس کے رسولؐ کی مدد
الی اٰخر الاٰیۃ الثانیۃ۔	کرتے ہین یہی لوگ سچے ایماندار ہین۔
یوم لا یخزی اللہ النبی والذین	اُسدن اللہ اپنے رسول اور ان مومنین
اٰمنوا معہ نورھم یسعے بین ایدیھم و	لوگون کو جو ایمان لائے رسوا نکرے گا اُنکا نور
بایمانھم۔ (پ۲۸۔ س التحریم۔ ع)	اُن کے سامنے اور اُن کے دہنے جانب دوڑتا ہے۔
ولا تطرد الذین یدعون ربھم	(اے رسول) اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے
بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔	پروردگار کو پکارتے ہین اپنے پاس سے نہ نکالو
(پ۔ سورۃ انعام۔ ع)	اور وہ اُسکی ذات کا (بھروسہ) (ارادہ) کرتے ہین۔
واذا جاءک الذین یؤمنون	اور جبکہ میرے پاس وہ لوگ آئین جو ہماری آیتون پر
بایاتنا فقل سلام علیکم کتب ربکم	ایمان لائے ہین پس کہو کہ تم پر سلام ہے واجب کر لیا
علی نفسہ الرحمۃ انہ من عمل منکم سوء	ہے تمھارے پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت کو
بجھالۃ ثم تاب من بعدہ واصلح	بیشک جس شخص نے تم مین سے بہتر عمل کیا جہالت
فانہ غفور رحیم ۵	سے پھر توبہ کرنیکے بعد سکے اور اپنی حالت کی اصلاح
(پ۔ سورۃ انعام۔ ع)	کی پس وہ غفور الرحیم ہے۔
ان اللہ اشتری من المؤمنین	بہ تحقیق اللہ نے مومنین کے نفسون اور
انفسھم واموالھم	مالون کو خرید کر لیا کہ اُنکے واسطے جنت ہے، اللہ کی

Presented by Ziaraat.Com

یقاتلون فی سبیل اللہ	راہ مین جہاد کرتے ہین۔ پس قتل کرتے ہین اور خود
فیقتلون ویقتلون وعدًا علیہ	قتل ہوتے ہین یہ پکّا وعدہ ہے اُسکو پورا کرنا خدا پر
حقا فی التورٰۃ والانجیل و	لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت وانجیل قرآن
القرآن ومن اوفی بعہدہ من	سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا کرنے والا خدا
اللہ۔ (پ۱۱۔ س توبہ۔ ع۱۴)	سے بڑھکر کون ہے۔
لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ	(اے پیغمبر) جب مسلمان ایک درخت کے نیچے تمھارے
یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی	ہاتھ پر (لڑنے مرنے کی) بیعت کر رہے تھے خدا ان سے
قلوبھم (پ۲۶۔ س فتح۔ ع۳)	خوش ہوا۔ اور اُس نے انکی عقیدت کو جان لیا۔
بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی	المختصر حافظ قرآن کو ممکن نہین۔ کہ صحابہ
صحابہ تردد داشتہ باشد اگرچہ حدیث	کی بزرگی مین تردد رکھتا ہو۔ اگرچہ حدیث
وروایت را در نظر نیارد زیرا کہ اکثر قرآن	وروایت کو نہ دیکھا ہو اس وجہ سے کہ قرآن
مملو است از تعریف وتوصیف این جماعت	اس جماعت کی تعریف وتوصیف سے بھرا ہوا
وناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت	ہے لیکن دیکھکر پڑھنے والے ایک لفظ کو
گوش می کنند وسیاق وسباق آنرا چون	ایک آیت سے سُنتے ہین اور اُسکے طریقہ
یاد ندارند غور نمی کنند کہ در این جا چہ قیود	وغیرہ کو بھول جاتے ہین تو غور نہین کرتے کہ
واقع شدہ وضمیر آن لفظ کدام کدام چیز	اس جگہ کتنے قیود واقع ہوئے اور ضمیر اسکا
در نظم قرآنی گردانیدہ اند کہ تاویل مبطلین	نظم قرآنی مین کون کون ہے کہ تاویل مبطلین
وتحریف جاہلین۔ در آن دخلے نماندہ	اور تحریف جُہلا کو اُس مین کوئی دخل نہو۔
واللہ اگر پدر من غیر از حفظ قرآن بمن ہیچ	خدا کی قسم اگر میرا باپ بجز حفظ قرآن کوئی لکھ

Presented by Ziaraat.Com

تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد ۔

تعلیم مجھے نکرتا تو مین کبھی اُس کا شکر ادا نہ کرسکتا ۔

روح پدرم شاد کہ میگفت باوستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

روح پدرم شاد کہ می گفت باوستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم ۔ تحفہ صنہ ۶۶ طبع دہلی ۔

یہ سب حفظ قرآن ہی کی نعمت ہے کہ مین اپنی مشکل اُس سے رجوع کرکے حل کرلیتا ہون ۔

اگر شاہ صاحب زندہ ہوتے تو مین پوچھتا کہ بنی حنیفہ کو تقرب رسول نہ تھا کہ وہ مرتکب بدعات ہوئے ۔

افسوس کہ حضرت شاہ صاحب قضا کرگئے ۔ ورنہ مین تحفہ اثنا عشریہ لیے ہوئے خدمت بابرکت مین حاضر ہوتا اور پوچھتا کہ حدیث حوض اصحاب سے متعلق ہے یا بنی حنیفہ و بنی تمیم سے اگر فرماتے بنی حنیفہ و بنی تمیم کے حق مین ہے تو بندہ عرض کرتا کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم کو بارگاہ رسالت و نبوت مین یہ تقرب و رسوخ کب حاصل ہوا تھا کہ جناب سرور عالم صلعم ان کو حوض کوثر پر دیکھتے ہی یہ کلمۂ شفقت آمیز فرمائین گے کہ ۔

"یہ میرے اصحاب ہین میرے اصحاب ہین"

(۲) حدیث حوض تو اِنکی صحابیت کی شہادت دیتی ہے ۔ اللہ جل شانہ بھی اُن کی صحابیت کی تصدیق فرماتا ہے ۔ اور آپ اُن کی نسبت یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ

"ہیچ کس از اہلسنّت آن جماعت را صحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمی شود"

(۳) آپ ان اشخاص کو اصحاب سمجھین یا نہ سمجھین اور ان کی بزرگیون کے معتقد ہون یا نہون ۔ مگر اتنا تو تسلیم کرتے ہین کہ یہ لوگ اصحاب رسول سے تھے مگر بعد ایمان لانیکے پھر مرتد ہوگیے ۔ لہذا اہلسنت ان کو اصحاب نہین سمجھتے ۔ یہی عقیدہ امامیہ کا بھی اصحاب ناقص الایمان کی نسبت ہے ۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن آپ اس عقیدہ سے اِن کو دشمن اسلام سمجھتے ہین اور یہ حدیث تحفہ مین درج فرماتے ہین۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رایتم الذین یسبّون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی اصحابؓ کو بُرا کہے تو کہو خدا کی لعنت تمھارے شر پر ہو۔

(۴) حدیث شریف کا مضمون تو یہ ہے کہ جب فرشتگان عذاب رسولؐ اللہ کے سامنے سے اصحاب کو کشان کشان لیجائین گے تو آنحضرت صلعم اصحاب کو دیکھکر عرض کرین گے۔

بارِ الہا یہ تو میرے اصحاب ہین۔ خدائے پاک فرمائیگا۔ اے رسولؐ۔ تم کو اُن بدعات سیّات کی کیا خبر ہے۔ جو ان اصحاب نے تمھارے بعد کی تھین۔

حدیث اصحابی خاص اصحاب سے متعلق ہے

پس بنی حنیفہ و بنی تمیم کس عہد ہمایون مین مسند نشین خلافت و امارت ہوے تھے جو اِن کو دین خدا مین بدعات و احداث کرنے کا موقع ملا اور وہ بدعتین کیا ہین۔

حدیث اصحابی کے ساتھ اِن احادیث نبویؐ پر بھی غور فرمائین جن مین سے بعض اُوپر درج کر آیا ہون یعنی کسی حدیث کا مفہوم تو یہ ہے کہ رسول خدا صلعم نے یہ ارشاد فرمایا کہ

میرے بعد کچھ لوگ جھوٹی باتین میری طرف منسوب کرین گے۔ عبادہ نے پوچھا یا حضرت وہ کون لوگ ہین۔ اور یہ کب ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو ابتدا سے میرے دشمن ہین اور جب میری جان حلق تک پہونچے گی اُس وقت ظاہر ہو جائین گے۔

کسی حدیث مین یہ ہے کہ۔

وہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے اور دنیا کی طرف رخ کرین گے دین خدا مین دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔ بعض احادیث مین تو بہ تصریح یہ ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت اُس وقت تک قائم نہوگی جبتک میری اُمت مثل اُمم سابقہ اُمور قبیح کی مرتکب نہوگی۔

Presented by Ziaraat.Com

صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ آپ اہل فارس و روم کی نسبت فرماتے ہین۔ ارشاد ہوا وہ لوگ تم ہو۔

کنز العمال سے جو حدیث مین اوپر لکھ آیا ہون اُس پر غور فرمائیے کہ

جناب رسول خدا صلعم نے جناب امیرؑ سے پوچھا۔ یا علی اُس وقت تمھارا کیا حال ہوگا جبکہ لوگ آخرت سے منہ موڑین گے۔ اور دنیا کی طرف جھک پڑین گے میراث کو ہضم کر ڈالین گے دین خدا مین اپنا دخل دین گے۔ اور خدا کے مال کو اپنی دولت بنالین گے۔

چنانچہ امام فخر الدین رازی نے آیۂ کریمہ ولو انفقتہا فی الارض کی تفسیر مین صاف لکھا ہے کہ۔

جب جناب رسول اللہ نے وفات پائی۔ اور ابواب دنیا اصحاب پر مفتوح ہوئے اور اُس کے خواہان و جویان ہوئے تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گئے۔

اس حدیث سے بھی آپ واقف ہین کہ

ایک دن جناب رسولؐ خدا صلعم کا گذر شہداء اُحد کی طرف ہوا۔ آپ نے اُن پر نماز پڑھی اور دعائے مغفرت فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے جو ہمراہ تھے۔ کہا یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لائے ہم بھی لائے جیسا ان لوگون نے جہاد کیا ویسا ہی ہم نے کیا ہم پر ان کو فضیلت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ لوگ دنیا سے ایمان کے ساتھ گیے اور اپنی محنت و جان نثاری کا کچھ صلہ اس دنیا مین ان کو نہین ملا مگر مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا کیا بدعات و احداث کرو گے۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر نے رو کر کہا۔

آہ۔ آہ۔ آپ کے بعد ہم ان اُمور کے مرتکب ہون گے۔

پس یہ احادیث ایسی صاف اور واضح ہین کہ ان مین کسی توجیہ و تاویل کی گنجایش ہی نہین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اس لیے کہ جناب رسول خدا صلعم بتوضیح و تصریح خود اصحاب کبار سے مخاطب ہو کر ان احوال و افعال سے جو بعد آنحضرت اصحاب سے سرزد ہونے والے تھے آگاہ فرما گیے ہین۔

چنانچہ۔ جن بدعات و سیات اور فتنہ و فساد کی پیشین گوئی آپ نے فرمائی تھی۔ بعد آپ کے اصحاب ان امور کے مرتکب ہوئے۔ پس ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ حدیث اصحابی سے خاص اصحاب کبار مراد ہین جیسا کہ فاضل فضل ابن روزبہان اپنی کتاب ابطال الباطل مین اس کے قائل ہین جس کی نقل یہ ہے۔

ما روی من الجمع بین الصحیحین	یعنی جمع بین الصحیحین مین روایت ہے کہ
ان رسول الله یقال له لا تدری ما	بتحقیق رسول اللہ صلعم سے جواباً کہا جائیگا بروز
احدثوا بعدك فاتفق العلماء ان	قیامت کہ جو بدعات و احداث تمہارے بعد
هذا فی اهل الردة الذین ارتدوا بعد	اِن لوگون نے کیے ہین ان کو تم نہین جانتے۔
وفات رسول الله وهم کانوا اصحابه	علما اس امر پر متفق ہین کہ یہ حدیث اُن مرتدین
فی حیاته ثم ارتدوا بعده ویدل علیه	سے متعلق ہے جو بعد رحلت رسول اللہ صلعم
الاحادیث والاخبار التی ستذکر	مرتد ہو گئے تھے اور آپ کے حیات مین وہ آپ کے
بعد هذا ولا شك ان هذا	اصحاب تھے اور پھر آپ کے بعد مرتد ہوئے اس پر
لم یرو فی شان جمیع اصحاب محمد	وہ احادیث و اخبار جو بعد اس کے ذکر کیے جائینگے
بالاجماع لان فیهم من لم یتغیر	دلالت کرتے ہین اس مین شبہہ نہین ہے کہ یہ
ولم یبدل بعده بلا خلاف فهو	حدیث اجماعاً جمیع صحابہ سے متعلق نہین ہے کیونکہ
من اهل النجاة بلا نزاع۔	ان مین ایسے بھی تھے جن مین بعد رحلت آنحضرت
(از سیف الاکبر صہ ۲۱۲)	کوئی تغیر و تبدل نہین ہوا اور بلا اختلاف لوگ اہل نجات ہین

Presented by Ziaraat.Com

اس کلام سے اہل حق کے دعوے کی بخوبی تائید ہوتی ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلعم کی حیات مین زمرہ صحابہ کبار مین شمار کیے جاتے تھے انہین مین سے بعد وفات آنحضرت بسبب ارتداد مورد عذاب جبار وقہار ہوئے۔ چنانچہ شرح مشکوٰۃ شریف مین بذیل شرح حدیث اصحابی محقق دہلوی شاہ عبدالحق باتفاق اکثر علماء حدیث اصحابی ان مخصوص صحابہ کبار پر محمول کرتے ہین جنھون نے آداب حقوق اہلبیت رسول مین تقصیر کی اُس کلام کی نقل یہ ہے۔

مراد بردت رجوع از دین مسلمانی	یعنی اس (ارتداد) سے مقصود دین اسلام سے
نیست بلکہ خروج از حد استقامت در بعض	پھر جانا نہین ہے بلکہ بعض حقوق و امور سلطنت سے
حقوق و صلاح سریرت در بعض امور رجوع	متعلق حد استقلال سے خارج ہو جانا نیز حسن اخلاق
از مرتبہ حسن اخلاق و صدق نیت و تقصیر	و صدق نیت کے مرتبہ سے گذر جانا اور بعض
در بعض حقوق و رعایت اہلبیت در ادب	حقوق و رعایت اور آداب اہلبیت رسول کے
با ایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ۔ چہ	باب مین قصور کرنا ہے اسلیے کہ دنیا اور اُس کے
آنحضرت فرمودہ بود کہ من نی ترسم بر شما	فتنون مین مبتلا ہو گیے تھے جیسا کہ رسول خدا نے
کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از	فرمایا تھا کہ مجھے تمھاری جانب سے کفر و بت پرستی کا
مداخلت دنیا و آفات آن۔	اندیشہ نہین ہے بلکہ مین ڈرتا ہون کہ دنیا اور
ایضاً صفحہ (۲۰۲)	اُسکی آفتون مین مبتلا ہو جاؤ گے۔

یہ اظہر من الشمس ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے وہی اصحاب کبار تھے۔ جو حرص دنیا مین ایسے پھنسے کہ سرور کائنات صلعم کی رحلت ہوتے ہی بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین گیے اور انصار سے لڑ جھگڑ کر خلافت لے لی۔ برادر اور وصی رسول کا حق چھینا۔ بیعت نکرنے پر بضعہ رسول کے گھر جلانے کو آگ و لکڑیان لے گیے۔ اور قسم کھا کر کہا اگر نہ نکلو گے تو گھر

جلادین گے۔ دختر رسولؐ کو وہ ایذا پہونچائی کہ اُس صدمہ سے رحلت فرماگئین۔ فدک لے لیا اُن معصومہ نے ہرچند اپنے حق ہبہ وحق میراث کو پیش کیا مگر کسی طرح اُن معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا جس پر وہ معصومہ ناراض رہین اور بددعا فرماتی رہین اور ان صحابہ نے مطلق اس کا پاس ولحاظ نہ کیا کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا۔ فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فقد کفر یعنی فاطمہؑ میری پارۂ جگر ہے۔ جس نے اسکو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اوس نے خدا کو ایذا دی اور جس نے خدا کو ایذا دی وہ کافر ہے۔ آخر وہ معصومہ ان حضرات سے ناراض گئین۔ اور تاحیات ان سے ہم کلام نہ ہوئین۔ جیساکہ بخاری شریف مین ہے۔ لا تتکلم حتی ماتت الخ اور دین شریعت مین جو فتور اور قصور کیے وہ ظاہر ہے۔ عیان راچہ بیان ہرچند کہ آپ نے تحفہ مین ان کی خاطر ان باتون کی پردہ پوشی مین سب کچھ لکھا مگر "الحق یعلو ولا یعلیٰ" خدائے پاک نے ان واقعات کی صحت خود آپ ہی کے آئمہ ومحدثین ومتکلمین کی زبان وقلم سے کرادی "قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا" یعنی جو حق تھا وہ کھل گیا اور جو جھوٹ تھا وہ ہلاک ہوا۔ بیشک باطل بڑا ہلاک ہونے والا ہے۔

اصحاب ممدوحین کی نسبت حضرت نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ۔

ورحق این اصحاب حق تعالی بالتخصیص بشارت ہائے ووعدہ ہائے نیک در قرآن مجید فرمودہ۔

اور اسکی تائید مین بعض آیات بھی اُن کے فضائل ومراتب مین پیش کی ہین اُس پر پہلا اعتراض تو یہ عاید ہوتا ہے کہ آپ نے شیعہ وسنی بلکہ عامۃ الناس کو اپنا اعتبار اس طرح دلایا ہے کہ

قول شاہ صاحب کہ آیات فضیلت اصحاب مندرجۂ تحفہ مقبولہ علماء امامیہ ہین۔

آنچہ از تواریخ وقصص وحکایات گذشتہ — جو پچھلے حالات حکایات اور واقعات

درین رسالہ مندرج ست ازان جنس ست — اس رسالہ مین درج کیے گیے ہین وہ اس قبیل سے ہین

که هر دو فرقه بر آن اتفاق میدارند و تفسیر قرآن مجید نیز از فریقین یکسان مرویست معهذا از تفاسیر شیعه بیشتر آورده شد تا کسے را مظنهٔ تهمت نماند۔

جس پر دونون فریق متفق ہین اور قرآن مجید کی تفسیر بھی دونون کی ایک ہے اس پر بھی تفاسیر شیعہ سے زیادہ لی گئین ہین تاکہ تہمت کا گمان کسی کو نہو۔

نردید قول متذکرہ بالا

اب فرمائیے کہ مفسرین کرام امامیہ سے کس نے اور کس تفسیر سے اُن آیات پاک کو اصحاب ثلاثہ کی فضیلت مین بتایا ہے۔ کاش اپنے قول کی تائید مین کسی ایک ہی آیت کی تفسیر تفاسیر امامیہ سے درج کی ہوتی۔

حالانکہ آپ پر خوب روشن ہے کہ شیعہ جمیع آیات فضیلت سے ایک آیت بھی اصحاب ممدوحین کے حق مین تسلیم نہین کرتے جیسا کہ جناب مولانا مولوی سید دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحفہ کے جواب مین فرماتے ہین۔

پس شک نیست درین که از صحابه کسانیکه ایمان داشتند و هجرت و جهاد به نیت صحت کردند آیات فضیلت دلالت بر فضیلت آنها دارد ولیکن چون ایمان غاصبین حق شاه ولایت و هجرت اینها به نیّت درست به ثبوت نرسیده استدلال برین آیات بر فضیلت ایشان وجهی ندارد لاسیما نظر بانیکه او سبحانه تعالی بمقارن این هر دو صفت صفت جهاد را نیز مذکور نموده

اس مین شبہہ نہین ہے کہ جو اصحاب ایمان لائے اور خدا کی راہ مین صدق نیت سے جہاد اور ہجرت کی آیات فضیلت انکی منزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہین۔ لیکن چون کہ ایمان غاصبین حق شاہ ولایت اور انکا ہجرت کرنا صدق نیت سے ثابت نہین ہے اس لیے آیات فضیلت سے ان کے فضائل پر استدلال کرنا صحیح نہین ہے اور یہ امر بھی لایق غور ہے کہ حقتعالی نے ایمان و ہجرت کے ساتھ صفت جہاد کو بھی ذکر کیا ہے اور جنگ بدر و خیبر اور حنین وغیرہ مین جو حالت انکے جہاد کی تھی

وکیفیت جہاد ایشان در جنگ بدر و خیبر و حنین وغیرہ اظہر من الشمس ست پس ایشان را ازین آیہ بہرۂ نخواہد بود بلکہ ایشان مصداق قول او سبحانہ تعالی ومن یولھم یومئذ دبرہ خطوا فرد ارند۔

وہ مثل آفتاب روشن ہے اس صورت مین آیات فضیلت سے ان لوگون کو فضیلت نصیب نہو گی بلکہ خدائے پاک کے اس ارشاد کے بموجب "اور جو کوئی جہاد مین وقت کارزار اپنی پیٹھ پھیرے" وہ مستوجب عذاب خدا ہے۔

جب صورت حال یہ ہے تو ضرور تھا کہ آپ ان آیتون کو اصحاب ممدوحین کے فضائل مین پیش کرنے کے قبل ان کا ایمان لانا بوجہ اللہ ہجرت کرنا۔ راہ خدا مین اذیتین اور تکلیفین جھیلنا جہاد مین ثابت قدم رہنا کفار و مشرکین کو قتل کرنا۔ یا خود قتل ہو جانا فتح سے پہلے اسکی راہ مین خرچ کرنا امور دین مین خدا اور رسولؐ کی حمایت و اعانت کرنا خدا اور رسولؐ سے سچی محبت رکھنا نکث بیعت نہ کرنا خدا اور رسولؐ کی اطاعت اور ان کے احکام پر عمل کرنا وغیرہ وغیرہ امور بھی ثابت کرتے جن کا پتہ اصح الکتب بعد کلام الباری بخاری سے بھی نہین ملتا۔

احوال و اعمال اصحاب ممدوحین جو منافی آیات فضیلت ہین

پس جن آیات پاک سے آپ نے ان کی فضیلت کا استدلال اس شد و مد سے کیا ہے ان مین سے ایک آیت بھی ان پر صادق نہین آتی اون کے فضائل کا استدلال اُس صورت مین ممکن تھا کہ جن صفات کا ذکر آیتون مین ہے اصحاب ممدوحین اون صفات سے متصف ہوتے۔ چنانچہ منجملہ اُن آیتون کے آپ آیۂ کریمہ "اولئک ھم المؤمنون حقا" پر ہی غور فرمائین جس کا جزو اول آپ نے محض اس خیال سے کہ اصحاب کے حالات ایمان و جہاد اون آیتون کے برعکس تھے چھوڑ دیا ورنہ اگر آپ پوری آیت تحریر فرماتے تو یہ امر سب پر کھل جاتا کہ اولئک ھم المؤمنون سے کون لوگ مراد ہین۔ اب مین پوری آیت بغرض توضیح اس جگہ نقل کرتا ہون ملاحظہ فرمائیے۔

Presented by Ziaraat.Com

انما المؤمنون الذین اذا	سچے ایماندار تو وہی لوگ ہین کہ جب ان کے سامنے خدا
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اُن کے دل ہل جاتے ہین اور جب
تلیت علیھم اٰیٰتہ زادتھم ایمانا	اُن کے سامنے اسکی آیتین پڑھی جاتی ہین تو اُنکے ایمان کو اور
وعلیٰ ربھم یتوکلون الذین یقیمون	زیادہ کردیتی ہین۔ اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتی ہین
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝	نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہین۔ اور جو ہم نے ان کو دیا ہے
اولئک ھم المومنون حقا	اُس مین سے (ہماری راہ مین) خرچ کرتے ہین وہی لوگ
لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ	یقینی مومن ہین۔ اللہ کی جانب سے اُنکو درجات و
ورزق کریم	مغفرت اور رزق کریم ہے۔

اس آیت مین اللہ جلشانہ نے انھین لوگون کو یہ بشارت دی ہے۔ اور انہین سے وعدہ مغفرت فرمایا ہے جو اِن صفات سے متصف تھے اور آپ کے اصحاب کے ایمان کا یہ حال تھا کہ بجائے "وجلت قلوبھم" "قست قلوبھم" تھے۔ (یعنی بجائے اس کے کہ اُن کے دل ذکر خدا اور خوف خدا سے نرم ہون سخت ہو گیے)۔

چنانچہ مین اسکا ذکر تفصیل سے "شواہد نقلی" مین کرچکا ہون کہ خود اللہ جلشانہ نے اُنکے نقص ایمان کی باین الفاظ پاک "فقست قلوبھم وکثیرٌ منھم فاسقون" شہادت دی ہے اُنکی نسبت "اولئک الذین طبع اللہ علیٰ قلوبھم واتبعوا اھواءھم" فرمایا ہے "یعنی وہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مُہر لگادی اور وہ اپنی خواہشات کے پیرو ہین"۔

آپ کے والد ماجد اور امام فخر الدین رازیؒ و دیگر مفسرین کرام نے آیات پاک المیان للذین اٰمنوا" اور ومنھم من یستمعون الخ کی تفسیر صاف الفاظ مین لکھدی ہے کہ یہ آیت اصحاب مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے۔ مدینہ مین مال و دولت پاکر عبادت خدا کم کرنے لگے

اور جو وعظ و ہدایت کی باتین رسول اللہ سے سنتے تھے ان کو گھر دن مین جاکر بھول جایا کرتے تھے۔ بلکہ امام صاحب موصوف نے تو خود حضرت ابوبکرؓ کا قول ہی نقل کر دیا ہے کہ "آیت سنکر اہل یمامہ روئے اور کہا کہ اب ہمارے دل ذکر خدا سے سخت ہو گیے ہین حضرت ابوبکرؓ نے کہا ھکذا کنا حتی قست القلوب۔ یعنی پہلے ہم بھی ایسے ہی تھے کہ ذکر خدا سے دل ہلجاتے تھے مگر اب سخت ہو گیے"

"اسی طرح جب حنظلہ کاتب وحی نے کہا کہ مین منافق ہو گیا یعنی جبتک رسول اللہ کے پاس بیٹھکر وعظ اور ہدایت کی باتین سنتا ہون تو گویا دوزخ و بہشت آنکھ سے دیکھتا ہون لیکن جب گھر جاکر بال بچون سے ملتا ہون تو وہ سب باتین بھول جاتا ہون" حضرت ابوبکرؓ نے جو سردار سب صدیقون کے ہین۔ فرمایا "اے بھائی تم سچ کہتے ہو۔ ہمارا بھی یہی حال ہے"

اب حضرت عمر فاروقؓ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی نظر ڈالیے جنکی حقیقت آیۂ کریمہ "لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ" سے جو آپ نے ان کی شان مین پیش کی ہے بخوبی منکشف ہوتی ہے۔ یہ آیت سورۂ الفتح کی ہے اس سورہ مین اللہ جلشانہ نے مفصل حالات بیعت کے (جس کو بیعت الرضوان کہتے ہین) بیان فرمائے ہین اور اصحاب مومنین و منافقین کے ایمان کا حال صراحت سے فرمایا ہے۔ یہ بیعت سب اصحاب سے اس لیے لی گئی تھی کہ نکث بیعت نکرین اور جنگ کے وقت پھر پشت نہ پھیرین مگر اس بیعت کے بعد ہی جنگ خیبر پیش آئی تو اکثر اصحاب بیعت پر قائم نہ رہے۔ آزانجملہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تین جو تین دن تک متواتر سپاہ اسلام کے سردار بنکر اور علم لیکر رزمگاہ مین گیے مگر کفار کے حملہ کی تاب نہ لاکر بغیر قاتلوا و قتلوا پلٹ آتے رہے۔ اس سورہ مین صلح حدیبیہ کا بھی ذکر مفصل ہے کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے کفار و مشرکین سے صلح کر لی تو اس صلح پر جو مخصوص مصلحت و حکمت الٰہی پر

مبنی تھی۔ اور اُسی کے حکم سے ہوئی تھی حضرت عمر نے خدا اور رسولؐ پر گمانات و خیالات فاسد کیے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلاف شعار ایمان حجّت و تکرار کی یہانتک کہ آپکی رسالت اور نبوت مین بھی شک اور شبہہ کیا جس کے خود معترف ہین جیساکہ در منثور صفحہ ۷۷ مین ہے۔

فقال عمر بن الخطاب واللہ ما	عمر بن خطاب نے کہا جب سے ہم اسلام
شککت منذ اسلمت الا یومئذ	لائے کبھی شک نہین ہوا مگر آج۔ کے دن۔

جب رسول اللہ صلعم نے سورۃ الفتح آپ کو سنایا جس مین اللہ تعالیٰ نے اس صلح کو "فتحاً مبینا" فرمایا ہے اس کو سنکر آپ نے خدائے پاک پر یہ طعن کی "کیا یہی فتح ہے"۔

حالانکہ جو بعد لانے ایمان کے پھر اُس مین شک و شبہہ کرے وہ حسب آیہ شریفہ

انما المؤمنون الذین	سوائے اس کے نہین کہ مومن تو وہی لوگ
امنوا باللہ ورسولہ ثم لم	ہین جو اللہ پر اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لائے
یرتابوا وجاھدوا باموالھم	پھر اُنھون نے کبھی شک نہین کیا اور راہ خدا مین
وانفسھم فی سبیل اللہ	اپنی جانون اور مالون سے جہاد کیا ایسے ہی لوگ
اولئک ھم الصادقون۔	تو سچے ہین۔

زمرۂ مومنین سے خارج ہے۔

بیعت الرّضوان اور صلح حدیبیہ کے معاملہ مین اصحاب مومنین و اصحاب منافقین کے خلوص ایمان کا حال سورۃ الفتح مین مفصل مذکور ہے۔ کہ جو اصحاب مومنین اس بیعت پر قائم رہے اور صلح پر راضی اور خوش ہوئے ان کو خدا نے جنّت کی بشارت دی ہے۔ اور اصحاب منافقین جنھون نے بیعت توڑ دی اور صلح سے بگڑے۔ رسول خدا صلعم کے خواب پر جو فتح مکّہ کے بارہ مین تھا

Presented by Ziaraat.Com

خیالات فاسد کیے اور خدا اور رسول پر شکوک و بدگمانیان کین غضبناک ہوا اور یہ ارشاد فرمایا کہ

منافق مرد اور منافق عورتین خدا کے حق مین بُرے بُرے خیالات رکھتے ہین اِن پر خدا نے

لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھا ہے ..

پس بوجوہ! لا آیۂ شریفہ "لقد رضی اللہ عن المومنین" ان حضرات کی منقصت

پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔ ان حضرات کی منقصت پر شاہد ہے نہ کہ فضیلت پر۔

مین نے یہ حالات اسی جلد مین "آیات بینات" کی چوتھی آیت کے تحت مین بتوضیح

و تصریح لکھے ہین۔ اور علماء اہلسنّت کے اقوال اور آیات الٰہی و تقاسیر شہادت مین پیش کیے

ہین اُس کے ملاحظہ سے سب پر حق و باطل کھُل جائیگا۔ اسی طرح اُن حضرات پر آیہ وافی ہدایہ

یوم لا یخزی اللہ النبی و	جسدن خدائے تعالیٰ نبیؐ اور اُن لوگون کو
الذین اٰمنوا معہ نورھم یسعے	جو اُن کے ساتھ ایمان لائے ہین رسوا نہ کریگا۔ اُنکا نور اُنکے سامنے
بین ایدیھم و بایمانھم	اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا اور وہ یہ کہتے ہونگے کہ اے
یقولون ربنا اتمم لنا نورنا و	ہمارے پروردگار تو ہمارے نور کو ہمارے لیے پورا کردے اور
اغفرلنا انک علی کل شئ قدیر	ہمارے گناہ بخشدے بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

کسی طرح صادق آ ہی نہین سکتی کیونکہ اُن کے دل بجائے وجلت قلوبھم فقست

قلوبھم تھے جیسا کہ صاحب تفسیر حسینی اِن کے نور ایمان کی تشریح اپنی تفسیر مین باین الفاظ کرتے ہین

دلی کز نور معنی نیست روشن — مخوانش دل کہ آن سنگ است و آہن

دلے کز گرد غفلت زنگ دارد — ازان دل سنگ و آہن ننگ دارد

اس تفسیر اور الفاظ قرآنی کو پیش نظر رکھکر خود ہی انصاف کیجئے کہ جن کے قلب نور ایمان

سے خالی ہون۔ جن کے دل ذکر خدا سے زنگ آلودہ ہون اُن پر۔

Presented by Ziaraat.Com

نورھم یسعے بین ایدیھم وبایمانھم — اُن کا نور اُن کے سامنے اور اُن کے داہنے ہاتھ چلتا ہوگا

صادق آتا ہے۔ یا خدائے عزوجل کا یہ ارشاد۔

وجوہٌ یومئذ علیھا غبرۃ — بہت سے چہرے ایسے ہون گے جن پر

ترھقھا قترۃ اولئک ھم — گرد پڑی ہوگی اُس پر سیاھی چھائی ہوگی۔

الکفرۃ الفجرۃ۔ — یہی کفار بدکار ہین۔

غرض آیہ کریمہ۔

یوم لا یخزی اللہ النبی — مین مومنین مخلصین کے نور ایمان کا ذکر ہے کہ قیامت

والذین معہ۔ — کے دن وہ اپنے نور سے شادان وفرحان ہون گے۔

قولہ تعالیٰ۔

وجوہ یومئذ مسفرۃ — بہت سے چہرے اُسدن چمکتے ہون گے خندان و شادان

ضاحکۃ مستبشرۃ۔ — ہون گے بشارت دئے جائین گے۔

اللہ جلشانہ نے اصحاب مومنین کے نور ایمان کا ذکر سورہ الحدید مین مفصل فرمایا ہے۔ یعنی اُن کو بشارت جنت کی دی جائیگی جس مین وہ ہمیشہ رہین گے بلکہ روز حشر مومنین کے درجہ اور مرتبہ دیکھکر اصحاب منافقین غبطہ کرین گے اور اصحاب مومنین سے استدعا کرین گے کہ ہم کو بھی اپنے نور سے مستفید کرو مگر اُن سے کہا جائے گا کہ تم اِن سے الگ ہو جاؤ پھر ان دونون گروہ کے مابین ایک دیوار قائم کر دیجائیگی۔ وہ آیات پاک یہ ہین۔

یوم تری المؤمنین و — اے پیغمبر تم اُسدن مسلمان مردون اور مسلمان

المؤمنات یسعی نورھم بین — عورتون کو دیکھوگے کہ اُنکا (ایمان مشعل) نور (بنکر) اُن کے آگے آگے

ایدیھم وبایمانھم بشراکم الیوم — اور داہنی طرف چل رہا ہوگا اور فرشتے اُن سے کہتے جاتے ہون گے۔ آج تم

جنّٰت تجری من تحتها	لوگون کے لیے (بڑی) خوشی (کی بات) ہے (کہ بہشت کے) باغ ہین
الانهار خالدین فیها ذلك	جن کے تلے نہرین بہتی ہین (اور تم) انھین مین سدا رہوگے یہ ہے (جسکو
هو الفوز العظیم ۝ یوم	بڑی کامیابی (کہنا چاہیے) اُس دن منافق مرد اور منافق عورتین مسلمانون
یقول المنٰفقون والمنٰفقٰت	سے کہین گی کہ (ذرا تو) ہمارا انتظار کرو کہ تمھارے (اس نور کی روشنی)
للّذین اٰمنوا انظرونا	سے ہم (بھی فائدہ اٹھالین) تو اُن سے کہا جائیگا کہ (نہین) اپنے پیچھے
نقتبس من نورکم قیل	کی طرف لوٹ جاؤ اور (کوئی اور) روشنی تلاش کرلو اس کے بعد
ارجعوا وراءکم فالتمسوا	ان (دونون فریقون) کے بیچ مین ایک دیوار کھڑی کردیجائیگی
نورا فضربت بینهم بسورٍ له	اُسمین ایک دروازہ ہوگا (جسمین) دروازہ کی اندرونی طرف ہے
باب باطنه فیه الرّحمة و	(جدہر مومن ہین) اُسمین (تو خدا کی) رحمت ہوگی اور اُسکی (جو)
ظاهره من قبله العذاب ۝	بیرونی طرف ہے (جدہر منافق ہین) اُدھر عذاب (الٰہی) ہوگا منافق
ینادونهم الم نکن معکم قالوا بلی	مومنین سے پکار پکار کر کہین گے کہ کیا (دنیا مین) ہم تمھارے ساتھ نہ تھے
ولکنکم فتنتم انفسکم وتربصتم	وہ کہین گے تھے تو سہی مگر تم نے آپ اپنے تئین بلا مین ڈالا
وارتبتم وغرّتکم الامانی	اور (اس بات کے) منتظر رہے (کہ مسلمانون پر کوئی آفت
حتی جاء امر الله وغرّکم بالله	نازل ہو) اور (اسلام کی طرف سے) شک مین (پڑے) رہے
الغرور ۝ فالیوم لا یؤخذ	اور انھین آرزوؤن نے تم کو دھوکے مین رکھا یہانتک کہ حکم خدا آ
منکم فدیة ولا من الذین	پہونچا (یعنی موت) شیطان (دغاباز) اللہ کے بارہ مین اُن کو
کفروا ماٰوٰکم النار هی	دھوکہ دیتا رہا تو آج نہ تو تم سے کچھ معاوضہ قبول کیا جائیگا اور اُن
مولٰکم وبئس المصیر ۝	لوگون سے جو (صریح) انکار کرتے رہے تم سب کا ٹھکانا دوزخ ہے وہی
(پ۲۷ - س الحدید - ع ۲)	تمھارا رفیق ہے اور (وہ کیا ہی برا ٹھکانا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

غرض جن اصحاب کے نقص ایمان کی تصدیق و توثیق آیات الٰہی سے ہوا اور خود آپ ہی کے پدر بزرگوار و دیگر مفسرین حضرت افضل الصحابہ کا اسم مبارک تک لکھ دین اس پر بھی آپ انھین لوگون کو بہ نعمت حفظ قرآن آیہ کریمہ۔

اولئك هم المؤمنون حقا — وہی لوگ یقینی مومن ہین اللہ کی جانب سے

لهم درجات عند ربهم ومغفرة ورزق كريم — اُن کو درجات و مغفرت و رزق کریم ہے۔

سے فضیلت دین اور سب آیات فضائل جو خاص اصحاب مومنین کی شان مین نازل ہوی ہین اُنکو اپنے اصحاب ممدوحین کے حق مین بتائین اور اصحاب کی خاطر آیہ کریمہ۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتكتموا — اور باطل کو حق کے پیرایہ مین مت ظاہر کرو

الحق وانتم تعلمون ۝ — اور حق کو جان بوجھکر مت چھپاؤ۔

سے چشم پوشی فرماکر خداے پاک کے کلام مین تحریفات معنوی کرین ؎

سبز پوشی سرد باشی سرخ پوشی گل شوی — تو بہ ہر رنگے کہ می پوشی قیامی زیبدت

اگر آپ بلا تعصب اونکے ایمان پر نگاہ کرین اور صرف انھین دو آیتون پر غور فرمائین تو انہین سے اُن حضرات کی فضیلت اور خلافت رخصت ہوتی ہے حضرت سلامت آپ کی پیش کی ہوئی آیتون سے یہ ذکر تو ان آیات پاک کا تھا جو مخصوص "امنوا وعملوا الصلحت" سے متعلق ہین اب دیگر آیات پاک مثل "فالذین هاجروا" اور ان کے مماثل ان مین جہاد کا ذکر ہے جو مجاہد جنگ و پیکار مین ثابت قدم رہے اور فتح کرکے پھرے یا اپنی جانین خدا اور رسول پر نثار کر گئے جنھون نے اعلاء کلمۃ اللہ کے پیچھے ہر طرح کے مصائب و تکالیف برداشت کرکے ع

وہ گاڑے دین کے جھنڈے کہ پھر اُکھڑ نہ سکے

مستحق مدح و ثنا ہین۔ اصحاب ممدوحین بسبب فرار ان آیات فضیلت سے محروم بلکہ معتوب ہین

Presented by Ziaraat.Com

جیساکہ متعدد آیات الٰہی سے ظاہر ہے اور فرار ان حضرات کا احد۔ بدر۔ خیبر۔ حنین و خندق وغیرہ وغیرہ غزوات سے بروئے کتب صحاح وغیرہ بخوبی ثابت ہے جیساکہ مین ابتک اقوال علماء اہلسنت نقل کرآیا ہون۔ اور آئندہ بھی اس کے ثبوت مین بہت سے اسناد پیش کرون گا۔

پھر حضرت ہی کی کتاب کی یہ عبارت۔

این نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن میکنم۔

ملاحظہ ہین لاثانی اور قسم دیکر پوچھتا کہ آپ کو اپنے کشف و کرامات ہی کی قسم ہے کہ جس قرآن کے آپ حافظ ہین۔ اور حفظ قرآن کی نعمت سے مشکلات دینی حل کر لیتے ہین۔ اس قرآن مین صحابہ کی نسبت کیا لکھا ہوا ہے۔ اگر اس مین "منهم المؤمنون واکثرهم الفاسقون" اور

(۱) تریدون عرض الدنیا — تم چاہتے ہو مال دنیا کو اور خدا

واللہ یرید الاٰخرۃ۔ — خواہان آخرت

اور

فهل عسیتم ان تفسدوا — تم سے کیا دور ہے اگر زمین پر حاکم

فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ — بن جاؤ تو فساد اور حق تلفیان کرو

لکھا ہے۔ تو پھر اس گروہ کے حق مین جس پر خدا عتاب فرماتا ہے۔ اور جس کی آپ بھی تصدیق کرتے ہین۔ آپ کا یہ فرمانا کہ۔

در حق این اشخاص حق تعالیٰ بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ

خدائے پاک پر تہمت ہے یا نہین۔

اور اُن کے آگے اُنھین کی کتاب کھولکر صفحہ ۱۳۹ کی یہ عبارت پیش کرتا۔

باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سنی این حدیث ثابت است کہ پیغمبر فرمود:

انی تارک فیکم الثقلین ان — مین تم مین دو عظیم چیز چھوڑتا ہون اگر تم

تمسکوا بهما لن تضلوا بعدی احدهما اعظم — ان کو پکڑے رہوگے تو میرے بعد گمراہ نہوگے

من الاخر کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی — اور وہ کتاب خدا اور میری عترت ہے۔

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی واحکام شرعی پیغمبر ما را حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ پس مذہبیکہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً وعملاً باطل ونامعتبر ست وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید۔ گمراہ وخارج از دین است۔

اور عرض کرتا کہ اب آئیے اور قرآن مجید اور اہلبیت رسولؐ سے رجوع کیجیے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہین کہ

"در ہنگامیکہ فتنہا بر شما متلبس شوند مانند پارہائے شب تار پس رجوع آرید بقرآن کہ شفاعت کنندہ ومقبول الشفاعت ست کسیکہ آن را پیش نہد اللہ او را براہ جنت می برد"

اور کہتا کہ حضرت پیر ومرشد۔ سنئے آج کل کوئی فتنہ اس سے بڑھکر نہین ہے کہ ہم تو اس قرآن سے جس کی شان مین جناب امام علیہ السلام فرماتے ہین۔

ان ھذا القرآن — یعنی درین قرآن انوار ہدایت و

فیہ ضیاء الھدی — چراغہائے دور کنندہ تاریکی وضلالت

ومصباح الدجیٰ۔ — وغوایت روشن است۔

آیات فضیلت صرف اصحاب مومنین کی شان مین سمجھتے ہین اور آپ حفظ قرآن کی برکت سے ان کو اپنے اصحاب کے حق مین لیتے ہین اور اُن آیات پاک پر جو مخصوص ان کے نقص ایمان کے بارہ مین خدا نے نازل فرمائی ہین بفحوائے آیہ کریمہ۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ — جن لوگون کے دل مین کجی ہے وہ فتنہ

فیتبعون ما تشابہ ابتغاء الفتنۃ — جوئی اور تاویل سازی کے لیے متشابہات کی

وابتغاء تاویلہ۔ کھوج مین لگے رہتے ہین۔

پردہ ڈالتے ہین۔ اور اگر کوئی بنظر تحقیق اُن آیتون کے جو اُن کے معائب و مثالب مین ہین مطالب و معانی پر غور کر کے ان اصحاب کی فضیلت و منزلت تسلیم کرنے مین تامل کرے تو آپ اس کو اس طرح سمجھا کر راہ حق سے پھیرین۔

یا بجملہ حافظ قرآن ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیرا کہ اکثر قرآن مملوست در تعریف و توصیف این جماعۃ۔ ناظرہ خوانان یک لفظ را از یک آیت گوش می کنند و سیاق و سباق آن را چون یاد ندارند غور نہ کنند کہ درین جا چہ قیود واقع شد و ضمیمہ آن کدام کدام چیز در نظم قرآن گردانیدہ اند کہ تاویل مطلبش و تحریف جاہلان را در آن دخل نماندہ۔ واللہ اگر پدر من بجز از حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدۂ آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد۔

روح پدرم شاد کہ می گفت باستاد فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این نعمت حفظ قرآن ست کہ ہر مشکل دینی بان رجوع آورد حل آن می کنم

پس یہ نعمت حفظ قرآن حفاظ ہی کو مبارک ہو۔ اہل حق کو تو ایسے حفظ قرآن سے لرزہ آتا ہے ؎

حافظا می خور و رندی کن و خوش باش ولے دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

حالانکہ حفاظ جو بیشتر طبقہ جہلا سے ہوتے ہین صرف الفاظ قرآنی کے حافظ ہین معنی مطالب تو ایک آیت کا بھی نہین جانتے اُنھون نے بفحوائے شعر۔

جنس دین را چہ کساد آمدہ عرفی در پیش کہ بجز مردہ ز حافظ نخرد قرآن را

قرآن مجید کو اپنا ذریعہ معاش ٹھرا لیا ہے۔ پس جو لوگ باوجود حفظ قرآن و علم و فضل اپنے

مطالب و مقاصد کی غرض سے آیات الٰہی اور اُن کے معانی و مطالب مین دخل و فصل کرتے ہین۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کی شکایت خدائے پاک سے کرین گے۔ قولہ تعالیٰ۔

وقال الرسول یارب ان قومی	اور رسولؐ اُس وقت یہ فرمائین گے
اتخذوا ھذا القرآن مھجورا۔	اے میرے پروردگار میری قوم نے اس قرآن کو
(پ - س ع	بالکل چھوڑ دیا۔

صحابہ قرآن سے لاعلم تھے۔

اور یہ بھی آپ پر روشن ہے کہ خود آپ کے اصحاب قرآن اور علم قرآن سے لاعلم تھے۔ اور یہی سبب تھا کہ اُنھون نے دوسرون سے اس کو جمع کرایا۔ جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نسبت لکھتے ہین۔

صحابہ مین سے وحی کے لکھنے کا کام زیاد بن ثابت نے کیا تھا۔ چنانچہ وہ طلب کیے گیے اور اس خدمت پر مقرر ہوئے کہ جہان جہان سے قرآن کی سورتین ہاتھ آئین یک جا جمع کی جائین۔

حضرت عمر نے مجمع عام مین اعلان کیا کہ جس نے قرآن کا حصہ رسول اللہ سے سیکھا ہو تو میرے پاس لے کر آئے۔ اس بات کا التزام کیا کہ جو شخص کوئی آیت پیش کرتا تھا اس پر دو شخصون کی اور شہادت لی جاتی تھی کہ ہم نے اس کو آنحضرت صلعم کے عہد مین قائم دیکھا تھا۔ غرض اس طرح جب تمام سورتین جمع ہو گئین تو چند آدمی مامور ہوئے کہ اُن کی نگرانی مین پورا قرآن ایک مجموعہ مین لکھا جائے۔ الفاروق حصہ دوم صفحہ ۱۰۴

راسخون فی العلم جناب امیرالمومنین و دیگر آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب مجید اور فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

ھو الذی انزل علیک الکتب	وہ وُہی تو ہے جس نے تم پر کتاب

منہ ایٰت محکمٰت ھن ام	نازل کی جس مین کچھ آیتین توصاف صاف ہین
الکتٰب واُخر متشابھات فامّا	(اور وہی کتاب کی اصل ہین اور کچھ گول (گول)
الذین فی قلوبھم زیغ	ہین اب جن لوگون کے دلون مین کھوٹ ہے وہ
فیتبعون ما تشابہ منہ	فتنہ پہلانیکی نیت سے اور اپنا مطلب نکالنے کی
ابتغاء الفتنۃ وابتغاء	غرض سے ان گول (گول) آیتون کی پیروی
تاویلہ وما یعلم تاویلہ	کرتے ہین حالانکہ ان کا اصلی مطلب سوائے خدا
الا اللہ والراسخون فی	اور اُن لوگون کے جو علم مین مضبوط ہین اور
العلم یقولون اٰمنا بہ	کوئی نہین جانتا وہ کہتے ہین کہ ہم اس پر ایمان
کل من عند ربنا وما یذکّر	لائے ہر ایک محکم (متشابہ) ہماری طرف سے
الا اولوا الالباب ؕ	اور سوائے صاحبان عقل کے۔ اور کوئی نصیحت
(پ۳۔ س آل عمران۔ ع)	نہین حاصل کرتا۔

چونکہ قرآن مجید خود اپنے مطلب کی توضیح وتصریح نہین کرسکتا کیونکہ اس مین رطب یابس ہے۔ مجمل ہے مفصل ہے۔ ناسخ ہے منسوخ ہے۔

لہذا۔ اس آیت مین خداے پاک نے خبر دی ہے کہ قرآن مجید مین کچھ آیتین مُحکم ہین اور کچھ متشابہ ہین۔ مُحکم وہ ہین جس کے معنی واضح اور روشن ہون۔ جس کے الفاظ معانی مین کسی طرح کا احتمال واشتباہ نہو۔ اور متشابہ وہ ہے کہ جس کے معنی ومطلب صاف طور سے واضح نہو جیسے لفظ تو ایک ہی ہو اور معنی اس کے متعدد ہون اسی کو خدا نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کے دل مین کجی ہے وہ اس کے معنی اپنے مطلب کے موافق گھڑ لیتے ہین۔ حالانکہ اس کی تاویل اور اصل معنی ومطلب کو کوئی اور شخص بجز خدا اور اُن لوگون کے جو راسخون فی العلم

ہین نہین جان سکتا۔ لہذا تنہا قرآن عام ہدایت کے لیے کافی نہین ہے۔ تا وقتیکہ خود رسولؐ اللہ یا اُن کے اہلبیت طاہرین موجود نہون اور نہ صحابہ اِس عقدہ کو حل کر سکتے ہین جب تک کہ وہ لوگ شریک نہ ہون جن کو رسولؐ اللہ نے اپنا قائم مقام اور جانشین کیا۔ اسی جہت سے اللہ جل شانہ نے فرمایا۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون — اگر تم نہ جانتے ہو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

اور اہل ذکر سے مراد اہلبیت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اور امت اِس پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ وہ نہ جانتے ہون۔ اہلبیت رسولؐ اللہ سے دریافت کرلین۔ چنانچہ کافی اور تفاسیر عیاشی مین معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین۔ اور تفاسیر اہلبیت مین بتصریح وارد ہوا ہے کہ "راسخون فی العلم" سے مراد جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور باقی آئمہ طاہرین علیہم السلام ہین اس لیے کہ اِن کا علم خود جناب رسولؐ اللہ کے علم سے ماخوذ ہے اور جناب رسولؐ اللہ کا علم خداوند عالم کی طرف سے ہے۔ اور خدا فرماتا ہے۔ بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم" بلکہ قرآن آیات واضحہ ہے اُن کے سینون مین جن کو علم دیا گیا ہے۔

جناب امام محمدؑ باقر علیہ السلام و جناب امام جعفر صادق علیہ السلام و جناب امام موسی کاظم علیہ السلام فرماتے ہین کہ "الذین اوتوا العلم" ہم لوگ ہین قرآن کے الفاظ معنی سب ہمارے سینون مین ہین۔ کتب اہلسنت مین ہے کہ۔

جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم کوئی آیت قرآن مین ایسی نہین ہے جو مین نہ جانتا ہون کہ کس بارہ مین نازل ہوئی۔ اور کہان نازل ہوئی۔ اور کس پر نازل ہوئی جو کچھ تم کو کتاب خدا مین پوچھنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لو۔ مین جانتا ہون کہ وہ آیت

Presented by Ziaraat.Com

رات کو نازل ہوئی ہے یا دن مین - پہاڑ پر یا زمین ہموار پر - پھر فرمایا خدا کی قسم اگر میرے واسطے فرش بچھایا جائے اور مین اُس پر بیٹھون تو اہل توریت کے لیے ان کی توریت سے اور اہل زبور کے لیے اُن کی زبور سے - اور اہل انجیل کے لیے اُن کی انجیل سے اور اہل قرآن کے لیے اُن کے قرآن سے اس طرح فیصلہ کرون - کہ ہر کتاب خدا آواز بلند ندا کرکے کہے کہ بار الہا بیشک علیؑ نے وہی فیصلہ کیا ہے جو تیرا حکم مجھمین لکھا ہوا ہے "اللھم صل علی محمد و آل محمد" اسی لیے تمام اصحاب حضرت کی طرف رجوع کرتے تھے - جیسا کہ عمر بن الخطاب نے چند موقع پر کہا "لولا علی لھلک عمر" اور رسول اللہ نے فرمایا اعلم امتی علی بن ابی طالبؑ ایک روایت مین ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر مین چاہون تو فقط سورۂ حمد کو اس قدر بیان کرون کہ اگر لوگ لکھین تو ستر اونٹ کا بار تیار ہو - اسی سے جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا مین علم کا شہر ہون اور علیؑ اُس کا دروازہ ہے"

اس سے بھی کسی کو انکار کا موقع نہین ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا

علی مع القرآن والقرآن مع علیؑ — یعنی علی قرآن کے ساتھ ہین اور قرآن علیؑ کے ساتھ

لا یتفرقان حتی یردا علی الحوض — اور یہ دونون جدا نہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر وارد ہون -

(اخرجہ الطبرانی وابن مردویۃ والدیلمی)

علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہین -

اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے - اے علیؑ میرے بعد جس امر مین لوگون کو اختلاف پیدا ہو جائیگا تم ان کو بیان کروگے - اور قرآن کے معنی جو ان کو معلوم نہین ہین تم ان کو سمجھاؤگے - اور قرآن کی تاویل پر لوگون سے لڑوگے جس طرح کہ مین قرآن کی تنزیل پر لڑا ہون - علمائے اہلسنت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جناب امیر علیہ السلام قرآن ناطق ہین چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے ص ۲۷۶

باز از واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ عظیمۃ دعوتہما واحدۃ

واین کلمہ اشارت ست بانکہ اہل شام مصحف بر داشتند کہ درمیان ما و شما این قرآن ست

وحضرت مرتضیٰ فرمود کہ این قرآن قرآن صامت ست ومن قرآن ناطقم۔

صحابہ کا قرآن مرتبہ امیرالمومنینؑ کے قبول کرنے سے انکار

اور اس کے بھی سب قائل ہین کہ حضرت نے جو قرآن بحکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بموجب تنزیل جمع کیا تھا اس کو صحابہ اور خلفا نے قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہم کو اس کی حاجت نہین جس پر خود آپ کے والد ماجد کف افسوس ملتے ہین۔ جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے۔

ونصیب او از احیاء علوم دینیہ است کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت وترتیب دادن را

لیکن تقدیر مساعد شیوع آن نہ شد۔

پس قرآن وعترت رسول سے متمسک ہو کر فضیلت صحابہ اور خلافت راشدہ دونون مشکلات کو حل کیجیے۔ اور جو لوگ احکام خدا اور رسولؐ کی مخالفت کرکے آلِ رسولؐ کو چھوڑ بیٹھے اور خود امت کے پیشوا اور رہنما بن گیے اُن کو بقول خود

ہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین ست۔

اپنا ہادی نہ سمجھے۔

قصہ مختصر اگر اس قرآن مین اصحاب رسول کے بارہ مین منہم المومنون واکثرہم الفاسقون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخالفت کرنے والون کی نسبت۔

ومن یشاقق الرسول من بعد	اور جو شخص بعد اس کے کہ حق اس پر
ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر	کھلجائے رسولؐ کی مخالفت اختیار کریگا اور
سبیل المومنین نولہ	مومنون کے راستہ کے سوا اور کوئی راہ اختیار کریگا

Presented by Ziaraat.Com

ماتولی ونصلہ جھنم وساءت — تو ہم بھی اُوسی راہ پر چلائین گے اور اُسے جہنم مین

مصیراً (پ۵۔ س نساء۔ ع۷) — داخل کرین گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

اور آعدائے رسول کے نسبت۔

ھم العدو فاحذرھم — وہی تمھارے دشمن ہین اُن سے بچتے رہو۔ خدا

قاتلھم اللہ انی یوفکون۔ — اون کی گردن مارے کدھر بہک رہے ہین۔

اور ایذا دہندگان رسول اور آل رسول کے حق مین۔

ان الذین یوذون اللہ و — بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اوسکے

رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ — رسول کو ایذا دیتے ہین خدا نے اون پر

واعدّ لھم عذاباً مھیناً ہ — لعنت کی اور اون کے لیے رسوا کرنیوالا

(پ۲۲۔ س احزاب) — عذاب مہیا کیا۔

ہو تو اپنا مذہب جس کے بطلان پر آپ یہ فتوی۔

مذہبیکہ مخالف این دو بزرگ باشد در اُمور شرعیہ عقیدتاً و عملاً باطل و نامعتبر ست۔

صادر فرما چکے ہین۔ چھوڑیئے اور راہ جنت اختیار کیجیے۔ اور اگر حدیث فیکم الثقلین مین بجائے عترتی اصحابی ہو اور بموجب تفاسیر آل محمدؐ کنتم خیر امۃ کا خطاب خاص انہین اصحاب سے فرمایا ہو۔ جن کی بدولت دین خدا اور آل رسول خدا تباہ ہوئے تو ہم کو اپنے مذہب مین لیجیے اور تاریکی سے نکالیے معلوم نہین کہ حضرت شاہ صاحب زندہ ہوتے تو کیا جواب دیتے۔ اور خبر نہین کہ اُن کے جانشین کیا جواب دین گے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔

ان الذین یکتمون ما — وہ لوگ جو اس کو چھپاتے ہین جو کچھ

انزل اللہ من الکتب و
یشترون بہ ثمنا قلیلا
اولئک مایاکلون فی بطونھم
الا النار ولا یکلمھم اللہ یوم
یوم القیمۃ ولا یزکیھم
ولھم عذاب الیم ٥

خدا نے کتاب مین نازل کیا ہے۔ اور اسکو
تھوڑی قیمت پر بیچتے ہین۔ وہ اپنے
پیٹ مین انگارے بھرتے ہین اور خدا
ان سے قیامت کے دن نہ بات کرے گا
اور نہ ان کو پاکیزہ فرمائے گا اور ان کیلیے
دردناک عذاب ہے۔

تمھین کرتے ہین قائل یا خطا میری بتاتے ہین
ہمین بھی دیکھنی ہے منصفی انصاف والون کی

فاللہ یحکم بینھم یوم القیمۃ
فیما کانوا فیہ یختلفون ٥

پس خدا ان چیزون کا قیامت کے دن
فیصلہ کرے گا جن مین ان کو اختلاف ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال صح

دوسری آیت

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ

قولہ آیہ کریمہ مہاجرین کی تعریف مین

اس آیت مین اللہ جلشانہ مہاجرین کی تعریف کرتا ہے۔ اور اُنکے جنتی ہونے کی بشارت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ جن لوگون نے میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبہ قبیلہ کو چھوڑا اور جن کو میرے اُوپر ایمان لانے سے تکلیفین پہونچین اور جن کو میری راہ مین ایذائین دی گئین تو مین بھی اپنے ایسے سچے ایمان لانے والون اور پکے مسلمانون سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا۔ اور اُن کی محنتون اور جانفشانیون کا اُن کو اچھا بدلا دون گا۔ ان کے گناہون سے درگذر کرون گا ان کی بھول چوک کو ندیکھون گا بلکہ ان کے گناہون کو نیکیون سے بدل دون گا اور بے پوچھے بتائے ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہون گی۔ جہان ان کو نہ غم رہے گا نہ رنج نہ کوئی فکر ان کو رہے گی نہ کھٹکا۔ اور یہ ثواب اپنی طرف سے دونگا اور اپنے فضل و مہربانی سے اُن کے اعمال سے بہت بڑھ کر ان کو درجہ عطا کرون گا۔

اب ان آیتون کو دیکھکر مہاجرین کی فضیلت اور بزرگی پر خیال کرنا چاہیے کہ کس محبت و پیار سے خدائے عزوجل ان کا ذکر فرماتا ہے اور اُن کے مدارج و مراتب کا کس خوبی سے اظہار کرتا ہے اور اُن کے قطعی جنتی ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اور اُن کے گناہون اور سیئات سے درگذر کرنے اور نیکیون سے بدل دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ اور اُن کے اعمال کی جزا مین جو کچھ دیگا وہ ایک طرف اپنی طرف سے براہ تفضلات ثواب دینے کا کس مہربانی سے وعدہ فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوال

ہجرت مین نیت کی شرط ہے لہذا یہ آیت محض مومنین کی شان مین ہے

بلاشبہہ یہ آیت مہاجرین کی شان مین ہے مگر "کلہم اجمعین" پر صادق نہین آتی اس لیے کہ اون مین مومن و منافق دونون گروہ تھے۔ نیز ہجرت مین صدق ایمان و صدق نیت کی شرط ہے۔ جیسا کہ بخاری مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے بالائے منبر فرمایا ہے۔

انما الاعمال بالنیات لکل	کل اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر نفس کو
امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ	اس کی نیت کے مطابق ہجرت کا صلہ ملے گا۔
الی اللہ فھجرتہ الی اللہ و	لہذا جس نے محض خدا کے لیے ہجرت کی وہ
رسولہ ومن کانت ھجرتہ	خاص خدا اور رسولؐ کے لیے ہوئی اور جس نے
الی الدنیا یصیبھا او الی	دنیا کے لیے ہجرت کی اس کو دنیا ملے گی جس نے
امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی	عورت سے عقد کرنے کی غرض سے کی اس کی
ما ھاجر الیہ۔	ہجرت اوسی جانب ہوئی جس کے لیے اوس نے
(از آیات بینات جزو دوم ص۲۰)	ہجرت کی تھی۔

اور اس کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ۔

ہر عمل مین نیت شرط ہے اور تمام فرقے اسلام کے بلکہ سارے مذاہب اس امر پر متفق ہین کسی کا یہ عقیدہ نہین کہ کوئی عمل بغیر نیت کے قبول ہے۔ شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مین ہے کہ ایک شخص مدینہ مین ایک عورت کی طلب مین آیا تھا جس کا نام قیس تھا اس کے حق مین پیغمبر خدا نے یہ حدیث فرمائی۔ ملاحظہ ہو آیات بینات جزو دوم

پس جبکہ مہاجرین کی ہجرت کی یہ صورت ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

ولیکن نہ جملہ زراہ یقین　　یکے بہر دنیا یکے بہر دین

تو وہ کیونکر اس آیت کی فضیلت پا سکتے ہین۔

اگرچہ مہاجرین کی فضیلین بہت شد و مد سے بیان کی جاتی ہین لیکن خدائے پاک کے کلام سے منکشف ہوتا ہے کہ کُل مہاجرین کی ہجرت لوجہ اللہ نہ تھی۔ ان مین بہتیرے طالب دنیا تھے۔ چنانچہ جب وہ ہجرت کرکے مدینے آئے اور وہان مال و دولت پاکر غنی ہوگیے تو خدا کی عبادت سے جی چرانے لگے۔

ملاحظہ ہو آیہ کریمہ الم یان للذین امنوا الخ یہ حال تفصیل سے اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی ضبط تحریر مین آچکا ہے۔ اور شاہ ولی اللہ و امام فخر الدین رازی وغیرہ وغیرہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول مہاجرین اولین کے حق مین بتایا ہے اور صاف الفاظ مین انکی طمع و حرص کا حال یہ لکھا ہے کہ:-

"یہ آیت مخصوص مہاجرین اولین کے حق مین نازل ہوئی ہے کہ جب وہ وارد مدینہ ہوئے تو تعیش و راحت مین مشغول ہوکر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے۔ لہذا اس آیت سے ان پر عتاب ہوا"

جس آیت کی یہ تفسیر ہے اس مین خدائے پاک نے ان مہاجرین مین سے بہتیرون کی نسبت فقست قلوبہم وکثیر منہم فاسقون فرمایا ہے یعنی اُنکے دل سخت ہوگیے اور بہتیرے ان مین فاسق ہین پس اگر جناب شاہ صاحب اس آیت کے معانی و مطالب پر غور فرماتے اور اپنی غرض کو دخل نہ دیتے تو ہرگز ہرگز آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا الخ کا شان نزول اپنے اصحاب کے فضیلت مین بیان نہ فرماتے۔

مہاجرین کو ترک وطن ہی پر یہ مرتبہ عطا نہین ہوا

واضح ہو کہ خداوند متعال نے مہاجرین کو محض ترک وطن ہی کرنے پر یہ مرتبے اور درجے عطا نہین فرمائے بلکہ ہاجروا واخرجوا کے ساتھ قاتلوا وقتلوا بھی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی بوقت جہاد مشرکین

Presented by Ziaraat.Com

وکفار کو قتل کیا ہو یا خود قتل ہوئے ہون، مگر آپ نے اس خوف سے کہ اصحاب ممدوحین اِن صفات سے کورے تھے "قاتلوا وقتلوا" پر پردہ ڈالا۔ حالانکہ مہاجرین کی ہجرت اور ایمان کا یہ حال تھا کہ جب مکہ سے مدینہ آئے اور اِن پر جہاد واجب کیا گیا تو ایسے بدحواس ہوئے گویا موت کے منہ مین جا رہے ہین جس پر آیہ کریمہ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین حکم جہاد سنتے ہی بدحواس ہوگئے۔

الم تر الی الذین قیل لھم	(اے رسولؐ) کیا تم نے ان لوگون کے حال)
کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوا	پر نظر نہین کی جن کو (جہاد کی آرزو تھی اور) اُن کو
الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال	حکم دیا گیا تھا کہ (ابھی چندے) اپنے ہاتھ روکے رہو
اذا فریق منھم یخشون الناس	اور پابندی سے نماز پڑھو اور زکوٰۃ دیئے جاؤ
کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا	(مگر جب جہاد اُن پر واجب کیا گیا) تو انمین سے کچھ
ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا	لوگ اِس طرح لوگون سے ڈرنے لگے جیسے کوئی خدا سے
الی اجل قریب	ڈرے بلکہ اُس سے کہین زیادہ اور (گھبرا کر) کہنے لگے
پ۵۔ س النساء	خدایا تو نے ہم پر جہاد کیون واجب کر دیا ہم کو
ع ۸	کچھ دنون کی اور مہلت کیون نہ دی۔

شاہد ہے

تفسیر حسینی

صاحب تفسیر حسینی نے اس آیت کی تفسیر مین تو یہ بھی لکھا ہے کہ مہاجرین سے کچھ لوگ نہ صرف نزول آیۂ جہاد سے خائف ہوئے بلکہ ایک گروہ مومنین کا منافق ہوگیا۔ اس کی نقل یہ ہے۔

آیا نظر نہ کردی بسوئے آنانکہ در مکہ مبالغت	عبدالرحمن بن عوف و سعد بن ابی
می کردند چون عبدالرحمن بن عوف و سعد بن	وقاص اور اُن کے مثال دیگر لوگ مکہ مین
ابی وقاص مثال ایشان کہ مارا دستوری دہ کہ	تو رسولؐ اللہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ کہتے تھے کہ

Presented by Ziaraat.Com

با اہل شرک حرب کنیم کہ آزار و ایذائے ایشان
از حد گذشت پس آن ہنگام کہ بمدینہ آمدند
و نوشتہ شد یعنی واجب گشت بر ایشان
کارزار کردن با کافران۔ آنوقت گروہی
از ایشان می ترسید از جنگ مشرکان
چنان ترسیدنے کہ از خدا باید ترسید
بلکہ ترسی از ان سخت تر و این ترسیدن را
حمل بر ضعف بشریت باید کرد نہ بر کراہت
امر خدا یعنی بالطبع از خوف موت، ترسیدند
و گفتند اے آفریدگار ما برائے چہ چیز واجب
گردانیدی بر ما مقاتلہ کفار اگر این سوال
از منافقان صادر شدہ چندین عجب نیست
و اگر از مومنان یافتہ باشد از روئے خوف
و بد دلی سخن گفتہ باشند و باز توبہ کردہ
و قولے آنست کہ قومے از مومنان بعد
از نزول آیت قتال منافق شدند و از
جہاد تخلف ورزیدند۔ این سخن
ایشان بود۔

اہل شرک کی ایذا رسانی و تکلیف حد سے
گذر گئی۔ اب ہم کو اُن سے جہاد کرنے کی
اجازت دیجیے لیکن جب مدینہ آئے اور
کفار سے جہاد کرنا ان پر واجب کر دیا گیا۔
اُس وقت ایک گروہ ان سے ایسا خوف
کرنے لگا جیسے خدا سے ڈرنا ہے بلکہ اس
زیادہ تر اس خوف کو ضعف بشریت پر محمول
کرنا چاہیے نہ کہ جہاد کے حکم سے کہ
کہ بالطبع موت سے ڈرے۔
اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار کیلیے
کفار سے ہم پر جہاد واجب کیا گیا اگر
یہ سوال اصحاب منافقین کی طرف سے
ہوا تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے اور
اگر مومنین نے کیا ہو تو بسبب خوف اور
بد دلی کیا ہو اور پھر توبہ کی ہو اور ایک
قول یہ ہے کہ بعد نزول آیت کے ایک گروہ
مومنون کا منافق ہو گیا اور جہاد سے تخلف
کرنے لگا انہین لوگون نے یہ کہا تھا۔

جن مہاجرین کی نسبت مفسر ممدوح کا یہ بیان ہے کہ

"ہرگاہ بمدینہ آمدند و واجب گشت برایشان کارزار کردن با کافران آن وقت گروہے
از ایشان می ترسید از جنگ چنان ترسیدنی کہ از خدا باید ترسید بلکہ از ان سخت تر"

یہ وہی عبدالرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص ہین جن کو حضرت عمرؓ نے مجلس شوریٰ کا صدر نشین اور رکن مجلس بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ جو کوئی عبدالرحمن بن عوف کی راے سے مخالفت کرے وہ قتل کیا جاے۔ سبحان اللہ انھین کو آیہ کریمہ فالذین ھاجروا واخرجوا سے خدا کے فضل و کرم کی بشارتین دی جائین اور عشرہ مبشرہ مین شمار ہون۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

پس آیہ شریفہ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم الخ سے وہی مخصوص نفوس مقدس مراد ہین جنھون نے خدا و رسول پر ایمان لانے کی وجہ سے کفار و مشرکین کی ایذائین اور تکلیفین گوارا کین یہانتک کہ اپنے گھر بار اور کنبہ قبیلہ کو بھی چھوڑا اور جہاد دین۔ قاتلوا وقتلوا کے فرایض بجالائے۔ انھین سے خداے عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ "مین ایسے سچے ایمان والون اور پکے مہاجرین سے بڑی مہربانی سے پیش آؤن گا اور ان کو ایسی جنتون مین جگہ دون گا جن کے نیچے نہرین بہتی ہین" یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین کیے جو ہجرت کے بعد بھی خفیہ دوستانہ پیغام و سلام مشرکین و کفار سے کیا کرتے تھے۔ قولہ تعالیٰ۔

آیہ کریمہ کہ مہاجرین بعد ہجرت بھی خفیہ دوستانہ تعلقات مشرکین سے رکھتے تھے۔

یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا	وہ لوگ تم کو اور رسول کو اس بات پر
باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا	(گھر سے) نکالتے ہین کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان
فی سبیلی وابتغاء مرضاتی	لے آئے ہو (اور) تم ہو کہ اُون کے پاس
تسرون الیھم بالمودۃ	چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ
وانا اعلم بما اخفیتم	جو کچھ تم چھپا کر یا بالاعلان کرتے ہو مین اس سے

Presented by Ziaraat.Com

وما اعلمتم ومن یفعلہ منکم	خوب واقف ہون اور تم مین سے جو شخص
فقد ضل سواء السبیل	ایسا کرے گا وہ یقیناً سیدھے راہ سے
س الممتحنہ	بھٹک گیا۔

اصحاب ممدوحین اور کفار مشرکین کے باہمی اتحاد و خلوص کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ پس جن مہاجرین کے نقص ایمان اور ہجرت کی یہ صورت ہو ان پر علماء و مفسرین کرام اہلسنّت کا آیات فضیلت پر اطلاق کرنا خدائے پاک کے کلام مین تحریف معنوی کرنا ہے۔ حالانکہ خود سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک مین صاف فرما دیا ہے۔

آیات الٰہی کہ مہاجرین کی ہجرت اور جہاد کا امتحان لیا جائیگا۔

"مہاجرین و مجاہدین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مجاہد و مہاجر ہونے کے ہماری خوشنودی اور بشارتون سے کامیاب ہو جائین گے۔

بلکہ ہم پہلے ان کا امتحان لین گے کہ آیا انکی ہجرت ہمارے لیے تھی اور میدان حرب مین "قاتلوا و قتلوا" پر عمل کیا جو ہمارے امتحان مین پورے نکلین گے وہی ہماری نعمتون کے مستحق ہون گے"۔

چنانچہ جو آیتین اس بارہ مین نازل فرمائی ہین از آنجملہ یہ ہین۔

پہلی	ثم ان ربك للذین ھاجروا من	بیشک تمہارا پروردگار ان لوگون کو
	بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا	جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیے
	ان ربك من بعدھا لغفور	اور صبر کیا ان کی آزمائش کرنے کے بعد
	رحیم سورہ نحل	بخشنے والا اور مہربان ہے۔
دوسری	ام حسبتم ان تدخلوا	کیا تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تم بہشت مین
	الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین	چلے جاؤ گے حالانکہ اس وقت تک اللہ نے

	جاھدوا منکم ویعلم الصابرین (آل عمران)	بذریعۂ امتحان نہ اُن لوگون کو جانا تھا جنھون نے تم مین سے جہاد کیا اور نہ اُن لوگون کو جو ثابت قدم رہے۔
تیسری	ام حسبتم ان تترکوا ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ولم یتخذوا من دون اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ واللہ خبیر بما تعملون پ۱۰ س توبہ	آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ اللہ نے ابھی ان لوگون کو جانچا نہین جنھون نے تم مین سے جہاد کیے اور سوائے اللہ اور اُس کے رسول اور مومنین کے اور کسی کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تعالی تمھارے سب کامون سے واقف ہے۔
چوتھی	احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون (سورۂ عنکبوت)	کیا آدمیون نے گمان کر لیا ہے کہ وہ اتنا کہنے سے چھوٹ جائین گے کہ ہم ایمان لے آئے اور اُن کی آزمائش نہ کی جائے گی۔
پانچوین	ولنبلونکم حتی نعلم المجاھدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم پ۲۶ س محمد ع۲	اور ہم تم لوگون کو ضرور آزمائین گے تاکہ تم لوگون مین جو جہاد کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے ہین اُن کو دیکھ لین اور تمھارے حالات جانچ لین۔

پس ان آیتون مین تو اللہ جلّشانہ صاف مہاجرین کے نقص ایمان کی شہادت

دیتا ہے۔ اور خود ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے کہ یہ خیال نہ کرو کہ تم یون ہی چھوڑ دیئے جاؤگے اور صرف ترک وطن ہی پر بہشت مین چلے جاؤگے بلکہ تم آزمائے جاؤگے کہ تم مین سے سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے کون لوگ ہین۔ اور جہاد مین کون ثابت قدم رہے اور کون کون فرار ہوئے۔ اور کون مہاجرین ہین جنھون نے بجز اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے خدا کے دشمنون کو اپنا دوست نہین بنایا۔ اور وہ کون ہین جو ان سے دوستی رکھتے ہین۔ اور چھپ چھپ کر دوستی کا پیغام بھیجتے ہین۔

اب اِن آیتون کو دیکھکر مہاجرین فی اللہ دنیا کی ہجرت اور ایمان پر خیال کرنا چاہیے کہ خدائے عزوجل ان کی ہجرت پر کیسے بے اعتباری ظاہر فرماتا ہے۔ اور کس عتاب سے ارشاد کرتا ہے کہ تم میری راہ مین جہاد کرنے اور میری خوشنودی کی تمنا مین تو گھر سے نکلے اور پھر میرے دشمنون کو دوست بھی رکھتے ہو۔ سبحان اللہ خدائے پاک تو باین قیود و شروط وعدۂ مغفرت فرمائے۔ اور آپ فرمائین کہ۔

اللہ جلشانہ مہاجرین سے قطعی وعدہ مغفرت کرتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ بے پوچھے بتائے اِن کو

ایسی جنتون مین جگہ دونگا جس کے نیچے نہرین بہتی ہین ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

الغرض جو مہاجرین خدا کے امتحان مین پورے نکلے وُہی جناتٍ تجری من تحتہا الانہار ثوابًا من عند اللہ واللہ عندہٗ حسن الثواب کے مصداق ہین اور جو ناقص الایمان ثابت ہوئے وہ

فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ

کے حکم مین داخل ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

قولہ: کیا خدا کے وعدے سے ابوبکر عمر و عثمان مستثنیٰ کر دیئے گئے

پس اِن آیتون کے دیکھنے والون سے ہم عرض کرتے ہین کہ جن مہاجرین کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے وہ کون تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین نہ تھے جن کا نام ابوبکر عمر اور عثمان ہے اور کیا گھر بار چھوڑنے والون مین وہ اشخاص نہ تھے۔ جن کو شیعہ بُرا جانتے ہین۔

اور کیا یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے اور کیا یہ اشخاص لاکفرن عنھم سیاٰتھم کے وعدے سے خارج کر دیئے گیے ہین۔ اے بھائیو اِس آیت کو پڑھکر اب تم مہاجرین کے گناہون کے ڈھونڈنے مین اوقات ضایع نہ کرو اور اُن کی بُرائیون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ اگر دو چار عیب اُن کے تم نے ڈھونڈھ بھی لیے تو بھی جبتک تم مہاجرین مین ہونے سے انکار نہ کروگے اور جب تک تم اِن کی ہجرت کا اقرار کرتے رہوگے تمھاری عیب جوئی اور نکتہ چینی کچھ کام نہ آئے گی۔ اور اِس سے اُن کے یقینی جنتی اور قطعی بہشتی ہونے سے کچھ ضرر نہوگا اِس لیے کہ وہ خود فرما چکا ہے کہ لاکفرن عنھم سیاٰتھم مین اِن کے گناہون سے درگذر کرون گا اور ضرور اُن کو جنّت مین داخل کرون گا اس لیے کہ وہ میرے پیچھے گھرون سے نکالے گیے میری بدولت رنج اور مصیبت مین گرفتار ہوئے اور اپنے دوستون کو چھوڑ کر میرے دوست کے ساتھ ہوے، اپنے محبوبون سے جدا ہو کر میرے محبوب کے شریک ہوئے۔ پس اِن کا ہجرت ہی کرنا ایک ایسا عمل ہے کہ ہزار اعمال لاکھ عبادت اور کرور نیکیون سے بہتر ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

یہ وعدے اُنھین مومنین مہاجرین سے ہین جن کے سردار شاہ لافتی کرار غیر فرار ہین جن کے ثبات قدم پر حق سبحانہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتا ہے۔

ان اللہ یحب الذین — بیشک اللہ تو انھین لوگون کو دوست رکھتا ہے

یقاتلون فی سبیلہ صفًّا — جو اسکی راہ مین اس طرح صف باندھکر لڑتے ہین

کانّھم بنیان مرصوص — گویا سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے۔

یہ وعدے ان مہاجرین سے نہین ہین جنھون نے دنیا کے لیے ہجرت کی اور جہاد سے کراہت اور مفرور ہوتے رہے اور غنیمت لوٹنے مین سب سے آگے۔ طماع اور حریص ایسے تھے کہ بقول جناب شبلی صاحب "

یہ حضرات بوجہ نقص ایمان آیات فضیلت سے مستثنیٰ ہین۔

"ان کو مشرکین و کفار کے اسلام لانے پر افسوس ہوتا تھا۔ کہ انکا مال ہاتھ سے نکل گیا"

اور وہ لوگ جن کے اسمائے مبارک حضرت ابوبکر عمر اور عثمان ہین کہنے کو تو مہاجرین تھے مگر ان مہاجرین مین نہ تھے جن کے نسبت خدا نے یہ وعدے کیے ہین اور جن کے بہشتی ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ لوگ اس آیت سے مستثنیٰ اور لاکفرن عنھم سیاتھم کے یعنی اِن کی خطاؤن سے درگذر کرون گا" وعدے سے خارج کردیئے گیے اس لیے کہ مدینے مین مال و دولت پاکر عبادت خدا سے غافل ہوگیے تھے۔ اور اس سے ہمارے بھائی کسی طرح انکار کرہی نہین سکتے کیونکہ امام فخرالدین رازی نے آیہ کریمہ المریان للذین اٰمنوا کی تفسیر مین خود حضرت ابوبکر کا قول نقل کردیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

عن ابی بکر ان ھذہ الآیۃ قرئت بین یدیہ وعندہ قوم من اھل الیمامۃ فبکوا بکاءً شدیدًا فنظر الیھم فقال ھکذا کنا حتی قست القلوب

حضرت ابوبکر سے منقول ہے کہ مجلس خلافت مین، اہل یمامہ حاضر تھے جب یہ آیت پڑھی گئی تو وہ لوگ شدت سے روئے آپ نے اِنکی طرف دیکھکر فرمایا ایسے ہی پہلے ہم بھی تھے (کہ ذکر خدا سے دل ہل جاتے تھے) مگر اب دل سخت ہوگیے۔

پس جبکہ خدائے عزوجل ان حضرات کی نسبت فقست قلوبھم فرمائے اور بقول جناب امام صاحب خود حضرت ابوبکر اپنے سخت دل ہونے کا اقبال کرین تو ایسی جلی شہادتون کے بعد بجز حضرت شاہ صاحب اور کون ہے جو حفظ قرآن کی نعمت سے ان کو فضیلت دے۔

حضرت ابوبکر کی ہجرت

نیز حضرت ابوبکرؓ کی ہجرت کرنے کا احوال بحوالہ روضۃ الاحباب۔ تحریر مین لایا گیا ہے۔

اثناء راہ مین ابن الدغنہ کافر ملا۔ اُس نے آپ سے پوچھا کدہر چلے۔ صدیق نے فرمایا کہ تیری قوم نے مجھے مکہ سے نکال دیا۔ اُس نے آپ کو تسلی و دلاسا دلاکر کہا میرے ساتھ مکہ واپس چلو مین تم کو اپنی حمایت مین لیتا ہون۔ کیا مجال جو کوئی تم سے کچھ تعرض کرے۔

حضرت صدیق فرمان و شاد ان اُس کے ہمراہ مکہ چلے آئے۔ ابن الدغنہ نے سرداران قریش سے کہا کہ ابوبکر سے تعرض نہ کرو۔ کیا اس جیسے شخص کو تم شہر سے نکالتے ہو اس پر کفار نے آپ کو ابن الدغنہ کی پناہ مین چھوڑ دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرکین و کفار رسول اللہ صلعم کے دشمن جان ہو گیے تھے۔ اور طرح طرح کی ایذائین اور تکلیفین پہونچاتے تھے۔ آخر کار حضرت ابوطالبؑ آپ کو شعب ابوطالبؑ مین لے گیے تین سال تک حضرت صلعم اس مصیبت و تکلیف مین رہے۔ اور یہ حضرات اپنی قوم کے ساتھ امن و امان اور عیش و آرام سے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی طرح حضرت عمرؓ کے حالات یعنی رسول اللہ صلعم سے مخالفت اور رسالت مین شبہہ کرنا۔ سورۂ فتح پر طعن کرنا وغیرہ وغیرہ امور اوپر تحریر ہو چکے ہین۔

پس۔ جن مہاجرین کے ایمان کا یہ رنگ ہو جو اپنے نقص ایمان کے خود ہی قائل ہون جنکی نسبت خداوند عالم۔

فقست قلوبھم وکثیرا منھم فاسقون ؕ — (فرمایا ہے) یعنی اُن کے دل سخت ہو گئے اور بہتیرے ان مین سے فاسق ہین۔

اور :۔ اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم واتبعوا اھواءھم — اور یہی لوگ ہین جن کے دلون پر خدا نے مہر لگا دی ہے۔ اور اپنی خواہشات کے پیرو ہو گئے ہین۔

فرمائے۔

وہ لوگ نہ صرف اس ایک آیت سے بلکہ تمام آیات فضیلت سے مستثنیٰ کر دیئے گیے۔ چنانچہ تحفۂ اثنا عشریہ کے جو جوابات علماء امامیہ نے دیئے ہین۔ اُن مین جناب تقدس مآب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ تحریر فرما چکے ہین کہ۔

"استنتاج نتیجہ مسطورہ موقوف ست برین کہ بنا بر اصول شیعہ باثبات رسانی کہ اصحاب تو از اول امر مومن اند و این از جملہ ممتنعات و محالات ست چہ علماے شما بدلائل بسیار و اخبار بیشمار کفر و نفاق پیشوایان شما را در کتب خود باثبات رسانیدہ اند۔

اب فرمائیے کہ جن اصحاب کی نسبت حق سبحانہ تعالی یہ ارشاد فرماتا ہے۔

"آیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ یونہین چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی اللہ نے اُن لوگون کو نہین جانچا۔ جنھون نے تم مین سے جہاد کئے ہین اور سوائے اللہ کے اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے کسی اور کو اپنا خفیہ دوست نہین بنایا اور اللہ تمھارے سب کامون سے خوب واقف ہے"

حضرت ابوبکر و عمر کا مشرکین کیلئے آنحضرت سے سفارش کرنا۔

وہ کون لوگ تھے۔ کیا وہ لوگ مہاجرین مین سے نہ تھے۔ جن کے نام حضرت ابو بکرؓ وعمرؓ اور عثمانؓ ہین۔ جن کے صدق ایمان کی نسبت شاہ ولی اللہ یہ حدیث روایت کرتے ہین

کچھ لوگ مشرکین سے رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ یا محمدؐ ہم آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین۔ ہمارے چند غلام آپ کے گروہ مین آ گئے ہین یعنی مسلمان ہو گیے اُن کو دین اور فقہ سے کچھ رغبت نہین ہے۔ بجز اس کے کہ وہ ہمارے مزرعہ اور مال چھوڑ کر بھاگ آئے ہین آپ اُن کو ہمارے حوالہ کر دین۔ آنحضرت صلعم نے حضرت ابو بکرؓ کی طرف دیکھکر فرمایا کہ تم اس معاملہ مین کیا کہتے ہو۔ وہ بولے۔ کہ قریش سچ کہتے ہین کہ آپ کے ہمسایہ اور حلیف ہین اُن کے غلامون کو اُن کے حوالے کر دیجیے۔ یہ بات سُنکر حضرت صلعم کا چہرۂ مبارک غُصّہ سے متغیر ہو گیا۔ پھر حضرت عمرؓ سے پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ ہان قریش سچے ہین غلام اُن کے واپس کر دیجیے۔ یہ سنکر پھر حضرت کا چہرۂ مبارک بہ سبب غیظ وغضب سرخ ہو گیا۔ اور فرمایا۔ اے قوم قریش۔ بخدا تم پر خداوند تعالیٰ قریش مین سے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا کہ اُوس کے دل کا دربارۂ ایمان امتحان سے لیا گیا ہے وہ تم کو یا بعضون کو دین پر قتل کرے گا اور وہ علیؑ ہے۔

کیا یہ لوگ اُس گروہ مین داخل نہین ہین جو رسول اللہ صلعم کو دشمنون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جاتے تھے۔ کیا یہ لوگ اُن آیتون سے جو مفرورین کے حق مین نازل ہوی ہین مستثنیٰ کر دیے گیے اے حضرات ان آیتون کو پڑھ کر اب تم اپنے مہاجرین وانصار کے فرضی وصاف ڈھونڈھنے مین اپنی اوقات ضایع نکرو۔ اور اُنکی فضیلتون کی تلاش مین اپنی عمر نہ گنواؤ۔ اگر دو چار باتین اُن کی عہد حکومت کی تم نے بتا بھی دین تب بھی جب تک تم اُنکا فرار بخاری شریف سے خارج اور اِن آیتون سے اِنکار نہ کروگے اور جب تک تم اصح الکتب بعد کتاب الباری صحیح بخاری سے اِن کا گستاخانہ رسول اللہ صلعم کو ھذا الرجل یھجر کہنے کا اقرار کرتے رہوگے

تمھاری یہ ثنا خوانی اور مداحی کچھ بھی کام نہ آئیگی کیونکہ وہ خود فرما چکا ہے کہ۔

"جو لوگ میرے پیچھے اپنے وطن اور گھر اور کنبہ و قبیلے کو چھوڑین ان کو لازم ہے کہ جب میدان جنگ مین جائین تو کفار سے ڈر کر بھاگنا تو ایک طرف ان کی طرف اپنی پشت بھی نہ پھیرین۔ اگر کوئی اپنی پشت پھیرے گا تو مین بھی ایسے لوگون سے بڑے عذاب کے ساتھ پیش آؤن گا اور ان کو اچھی سزا دون گا۔ انھون نے ظاہرًا تو مجھے اور میرے رسولؐ اور مومنین کو محبوب کہا۔ لیکن باطنًا کفار و مشرکین کو اپنا محبوب سمجھا۔ اور مین ان کے کامون سے اچھی طرح واقف ہون۔

پس۔ مہاجرین فی اللہ دنیا کا اپنے رسول کو نیزون اور تلوارون مین تنہا چھوڑ کر فرار ہو جانا۔ اور حکم رسولؐ کو ہذیان بتانا ایک ایسی معصیت ہے جو سب بد اعمالیون سے بدتر ہے اگرچہ اصحاب ممدوحین کا معرکۂ جہاد سے فرار ہونا اہلسنت سے مخفی نہین ہے۔ تاہم علماء کرام توجیہات و تلبیسات کرکے اُن کی پردہ پوشی کیا کرتے ہین۔

لہذا مین اس موقع پر غزوات بدر۔ اُحد خندق۔ خیبر۔ سریہ وادی الرمل۔ اور حُنین کا مختصر حال کتب حدیث و سیر اہلسنت سے لکھتا ہون۔ جن کے ملاحظہ سے روشن ہوگا کہ ان لڑائیون مین اُن حضرات کے "قاتلوا و قتلوا" کا کیا رنگ تھا۔

غزوۂ بدر

غزوۂ بدر

مورخین نے جنگ بدر کا واقعہ یہ لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے مکۂ معظمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ منورہ پر حملہ کی تیاریان شروع کردی تھین۔ ان کی چھوٹی چھوٹی ٹکڑیان مدینہ کی طرف گشت لگاتی رہتی تھین۔ حملے کیلیے

سب سے بڑی ضروری چیز مصارف جنگ کا بندوبست تھا اس لیے اب کے موسم مین قریش کا جو کاروان تجارت شام کو روانہ ہوا۔ تو اس سروسامان سے روانہ ہوا کہ مکہ کی تمام آبادی نے جس کے پاس جو رقم تھی کُل کی کُل دیدی۔ اسی اثنا مین یہ غلط خبر مکۂ معظمہ مین پھیل گئی کہ مسلمان قافلہ کو لوٹنے کو آرہے ہین۔

قریش کے غیظ و غضب کا بادل بڑے زور و شور سے اُٹھا اور تمام عرب پر چھا گیا۔

سپاہ اسلام و لشکر قریش کا بمقام بدر لڑنا

غرض بارہ رمضان سنہ ۲ھ کو آپ تقریباً تین سو جان نثارون کے ساتھ شہر سے نکلے اور بدر کی طرف جدھر سے اہل مکہ کی آمد کی خبر تھی خبر رسان آگے روانہ کر دیئے گیے کہ قریش کے نقل و حرکت کی خبر لائین۔ خبر رسان نے خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک آگئے ہین۔ آنحضرت صلعم یہین رُک گئے اور فوجین اُتر پڑین۔

مکۂ معظمہ سے قریش بڑے سروسامان سے نکلے تھے۔ ہزار آدمیون کی جمعیت تھی۔ سو سوارون کا رسالہ تھا۔ رؤساء قریش سب شریک تھے۔ قریش کو قریب بدر کے پہونچکر جب معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ خطرہ کی زد سے نکل گیا ہے تو سردارون نے کہا اب لڑنا ضرور نہین لیکن ابوجہل نے نہ مانا۔ زہرا اور عدی کے لوگ واپس چلے گئے باقی فوج آگے بڑھی۔ صحابہ نے میدان کے کنارے ایک چھپر کا سائبان تیار کیا کہ آپ اُس مین تشریف رکھین

اب دو صفین آمنے سامنے مقابل تھین۔ حق و باطل۔ نور و ظلمت۔ و کفر و اسلام! اقتباس از سیرۃ النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی جلد اول۔

لشکر اسلام سے ایک گروہ جنگ کا اور ایک قافلہ کاروان کا خواہشمند تھا

کتب حدیث و سیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولخدا صلعم نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ وہ قریش سے جنگ کرنا چاہتے ہین یا اُس قافلہ کو جو مال کثیر کے ساتھ شام سے آیا تھا۔ صحابہ مین سے بعض نے جنگ کا مشورہ دیا اور اکثر نے قافلہ کی رغبت دلائی۔

Presented by Ziaraat.Com

اقتباس عبارت مدارج النبوۃ

اس حال کے متعلق مدارج النبوۃ سے خلاصہ بقدر ضرورت درج کیا جاتا ہے۔

قافلہ ایشان قافلہ عظیم بود کہ از شام می آید و اموال قریش در آن بود و امیر قافلہ ابوسفیان بود چون قریب بدر رسیدند و خبر بہ رسول اللہ صلعم رسید حضرت گفت بہ اصحاب کہ قافلہ می آید کہ اموال کثیر با اوست و عدد اعدا قلیل ست پس بیرون آید بسوئے آن شاید کہ سامان بخشد شما را خدا تعالیٰ بہ آن پس جبریل آمد و آنحضرت را از برآمدن قریش خبر کرد پس آنحضرت روئے مشاورت باصحاب آورد و گفت خدائے تعالے وعدہ کرد شما را یکے از دو طائفہ۔ یا کاروان را یا قریش را و بود کاروان محبوب تر نزد اصحاب۔ و گفتند بآن حضرت چرا ذکر نہ کردی تو مارا قتال را تا آمادہ می شدیم ما برائے آن و ساز میکردیم آنرا گفت آنحضرت کاروان گذشت بر ساحل بحر این ابوجہل است روئے آوردہ بشما گفتند یا رسول اللہ بگیر کاروان

ایک عظیم الشان قافلہ قریش کا شام سے مال لیکر آرہا تھا۔ جس کے سردار ابوسفیان تھے جب قافلہ بدر کے قریب پہونچا۔ اور رسول اللہ صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپنے اصحاب سے فرمایا کہ ایک قافلہ آرہا ہے جسکے ساتھ مال کثیر اور جمعیت کم ہے اگر تم چل کر اُسکو روکو تو کیا عجب ہے کہ وہ سامان تمہارے ہاتھ آئے پس جبریل نازل ہوے اور قریش کے بڑھ آنے کی خبر دی آنحضرت صلعم نے بطریق مشورہ اصحاب کی طرف رخ کرکے ارشاد فرمایا کہ خدا تم سے وعدہ فرماتا ہے دو گروہ مین سے ایک تمہارے ہاتھ آئیگا قافلہ قریش یا کاروان چونکہ اصحاب کی رغبت کاروان کی طرف تھی اس لیے اُنھون نے عرض کی یا حضرت آپنے اُسوقت کیون نفرمایا اگر ہم کو اسکی خبر معلوم ہوتی تو ہم جنگ کے لیے مسلح ہوکر نکلتے آپنے فرمایا کہ قافلہ کاروان تو دریا کے کنارے سے نکل گیا اب ابوجہل تمہارے مقابلہ کو آرہا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

راه بگذار قتال را پس در غضب آمد
رسول خدا صلعم پس باستاد ابوبکر و گفت سخن
و خوب گفت پس باستاد عمر به گفت سخن
و خوب گفت پس خوش آمد آنحضرت را
سخنان ایشان و دعائے خیر کرد ایشان را۔
پس باستاد سعد بن عباده و گفت نظر کن و فکر کن
یا رسول اللہ در کار خود پس بخدا سوگند
اگر سیر می کنی تو تا عدن تخلف نمی کنند از
هیچ مردے از انصار پس دعائے خیر کرد
اور ارسول خدا پس باستاد مقداد
بن عمرو گفت ما با تو ایم یا رسول اللہ
هر جا که بروے نمی گویند ترا چنانکه بنی اسرائیل
با موسیٰ۔
اذهب انت وربك فقاتلا
انا ههنا قاعدون بلکه میگوئیم
اذهب انت وربك فقاتل
انا معك مقاتلون سوگند بخدائے که
فرستاده است ترا بحق میرویم و جلادت
می کنیم با تو هر جا میروی اگرچه تا برک عماد می بری

اسپر اصحاب نے عرض کی یا حضرت جنگ تو ملتوی
رکھیے اور کاروان کا تعاقب کیجیے یہ سنتے ہی
جناب رسول خدا صلعم غضبناک ہوئے پس ابوبکر نے
کھڑے ہو کر عمدہ گفتگو کی اور ان کے بعد عمر نے
بھی گفتگو کی آنحضرت صلعم کو انکی گفتگو پسند آئی اور انکے
حق میں دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے اور
عرض کیا یا رسول اللہ آپ اپنا کام کریں قسم بخدا اگر
آپ عدن تک سفر فرماویں تو انصار میں سے کوئی شخص
آپ کی اعانت و ہمراہی سے منہ نہ موڑیگا
حضرت نے ان کو بھی دعائے خیر دی پھر مقداد
بن عمرو نے عرض کی یا رسول اللہ ہر جگہ ہم
آپ کے ساتھ رہیں گے اور ہم آپ سے
وہ نہ کہیں گے جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
(تم۔ اور تمھارا خدا دونوں جاریں سے)
لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ بلکہ یہ عرض کریں گے
کہ اگر آپ اور آپ کا خدا (کفار) سے لڑے
تو ہم آپ کے ساتھ ان سے لڑیں گے۔
قسم بخدا جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا
ہے ہم آپ کے ہمرکاب برک عماد تک کہ

Presented by Ziaraat.Com

وآن شہریست از شہرہائے حبش پس تبسم کرد
آنحضرت و دعائے خیر کرد اورا پس گفت
سعد بن معاذ ما ایمان آوردہ ایم وتصدیق
کردیم ترا و شاہدیم برآن کہ ہرچہ آوردۂ تو
از نزد خدا حق ست و دادیم ترا برین تصدیق
عہدہائے خود را و مواثیق خود را بر سمع و
طاعت و فرمان برداری پس برو یا رسول اللہ
ہرجا کہ می خواہی سوگند بآن خدا کہ
فرستادہ است ترا بحق اگر میروی
تو می درآری مارا در دریا می درآیم
ما درآن ما از صابرانیم و صادقانیم ببرما را
ہرجا کہ می خواہی پس مسرور شد آنحضرت
باین سخن سعد و در نشاط درآورد او را
این سخن۔ (مدارج النبوۃ مطبع مظہر العجائب ۱۲۷۱ ہجری)

وہ شہر ہے (ملک حبش مین) چلنے اور
لڑنے مرنے کو حاضر و مستعد ہین۔ پس
آپ نے خوش ہو کر اُن کے حق مین
دعائے خیر کی۔ پھر سعد بن معاذ نے
عرض کی کہ یا حضرت ہم آپ پر ایمان
لائے ہین آپ بیشک پیغمبر برحق ہین۔
اور آپ کا جو ارشاد ہے وہی خدا کا
ہے ہم آپ سے یہ اقرار کرتے ہین کہ
آپ جہان چاہیے چلیے ہم آپ کے
مطیع اور فرمان بردار ہین خدا کی قسم
ہے اگر آپ ارشاد فرمائین گے تو ہم
سمندر مین کود پڑین گے۔ ہم اپنے قول
کے سچے اور مصیبت مین ثابت قدم ہین۔
آنحضرت اُن کی گفتگو سے مسرور ہوئے۔

خیالات اصحاب دربارۂ مشورہ

اس روایت کے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی نے حضرت سعد بن عبادہ و حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کے مشورے تو بتصریح و توضیح بیان فرمائے۔ اور حضرت ابوبکر و عمرؓ کے مشورے کے متعلق صرف اس نکتہ پر (گفت سخن و خوب گفت و خوش آمد آنحضرت را و دعائے خیر کرد ایشان را) کفایت کی۔ مگر یہ معما ہا ری سمجھ مین نہ آیا کہ وہ سخنہا خوب کیا تھے۔ اگر خوب تھے تو کیون راز مین رکھے گیے اس سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ؎

بیخودی بے سبب نہین غالب　　کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

ہم اس فکر مین تھے کہ یہ معما کس طرح حل ہو۔ آخر کار تفسیر دُرِ منثور اور بخاری و صحیح مسلم وغیرہ سے وہ راز فاش ہو گیا کہ اِن سخنہائے خوب کا یہ مطلب تھا کہ جنگ نہ ہو۔ اور اِن حضرات کے مشورون پر رسول اللہ صلعم خوش نہین ہوئے بلکہ غیظ و غضب سے دونون رخسار مبارک سرخ ہو گیے اور اِن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ سے دو چار روایتین نقل کی جاتی ہین۔

(۱) حدثنا ابو بکر ابن ابی شیبہ ثنا	یعنی انس کہتے ہین کہ جب رسول اللہ
عفان ثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت	صلعم کو ابو سفیان کے بڑھ آنے کی خبر پہونچی
عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ	تو آپ نے لوگون سے مشورہ کیا۔
علیہ وسلم شاور حین بلغہ	پہلے ابو بکر نے گفتگو کی تو حضرت نے
اقبال ابی سفیان قال فتکلم	اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر حضرت
ابو بکر فاعرض عنہ ثم	عمر نے گفتگو کی تو حضرت نے اُن کی
تکلم عمر فاعرض عنہ	طرف سے بھی منہ پھیر لیا۔ پھر سعد بن
فقام سعد بن عبادہ	عبادہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یا حضرت
فقال ایانا تریدیا	کیا آپ ہم سے فرماتے ہین۔ قسم ہے
رسول اللہ والذی	اُس خدا کی جس کے قبضہ مین ہماری
نفسی بیدہ لو امرتنا	جان ہے اگر آپ حکم فرمائین تو ہم
ان نخیضہا البحر	سمندر مین کود پڑین۔ آپ حکم دین

لاخضناها ولو امرتنا ان نضرب اکبادها الی برک الغماد لفعلنا

تو ہم برک الغماد تک جانے کو موجود ہین۔ صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۸۴ مطبوعہ مصر

(۲) ثم سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلقاہ خبر ولا یعلم بنفرۃ قریش فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشیروا علینا فی امرنا مسیرنا فقال ابوبکر یا رسول اللہ انا اعلم الناس بمسافۃ الارض۔

یعنی حضرت تشریف لیجا رہے تھے اور کوئی خبر آپکو نہ معلوم ہوئی کہ قریش آرہے ہین کہ نہین تب حضرت نے فرمایا ہمکو اس بارہ مین مشورہ دو ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تمام روئے زمین کی خبر ہے۔

اخبرنا عدی بن ابی الزغباء ان العیر کانت بوادی کذا وکذا فکانا وایاھم فرسا رھان الی بدر ثم قال اشیروا علی فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ انھا قریش وعزھا واللہ ما ذلت منذ عزت ولا امنت منذ کفرت واللہ لیقاتلک فتاھب لذلک اھبتہ واعدہ لعدتہ فقال رسول اللہ اشیروا علی فقال

عدی بن الزغبا نے خبر دی ہے کہ وہ لشکر فلان وادی مین ہے تو ہم اور وہ بدر تک آگے پیچھے پہنچا چاہتے ہین پھر حضرت نے مشورہ چاہا تو عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ یہ قریش ہین اور قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے قسم خدا کی وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے تو آپ پورے طور پر آمادہ اور مستعد ہو جائیے

المقداد بن عمرو انا لا نقول لك كما قال اصحاب موسیٰ اذهب انت وربك فقاتلا انا ههنا قاعدون ولكن اذهب انت وربك فقاتلا انا معكم متبعون

(درمنثور جلد سوم صفحہ ۱۶۵)

اور پورا سامان اُس کے لیے کر لیجیے۔ پھر آنحضرت نے فرمایا مشورہ دو مقداد نے کہا ہم تو وہ نہین کہین گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا خدا جا کر مقابلہ کرو ہم تو یہین بیٹھے ہین بلکہ ہم یہ کہتے ہین سب آپ کے اور آپ کے رب کے تابع ہین۔

(۳) روی ابن مردویہ ایضا من حدیث محمد بن عمرو بن علقمہ بن وقاص اللیثی عن ابیہ عن جدہ قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی بدر حتی اذا کان بالروحاء خطب الناس فقال کیف ترون فقال ابو بکر یا رسول اللہ انھم بمکان کذا وکذا قال ثم خطب الناس فقال کیف ترون فقال عمر مثل قول ابی بکر ثم خطب الناس فقال کیف ترون فقال سعد بن معاذ یا رسول اللہ ایانا ترید فوالذی

ابن مردویہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ بدر کی طرف روانہ ہوئے تو بمقام روحا پہونچکر لوگون سے اس باب مین گفتگو کی حضرت ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کو خبر ملی ہے کہ مشرکین اس قدر ہین۔ اور اس قدر ہین حضرت نے پھر اس بارہ مین گفتگو کی کہ تمہاری کیا رائے ہے تو عمر نے وہی بات کہی جو ابوبکر نے کہی تھی۔ پھر آپ متوجہ ہو کر استفسار فرمانے لگے تو سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ہم سے مخاطب ہین قسم اُس خدا کی

اکرمك واترل علیك الکتاب ما سلکبھا
قط ولا لی بھا علم ولئن سرت حتی
تاتی برك الغماد من ذی یمن لنسیرن
معك ولا نکون کالذین قالوا
لموسیٰ اذھب انت وربك فقاتلا
انا ھاھنا قاعدون ولکن
اذھب انت وربك فقاتلا
انا معکما مقاتلون

در تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ فتح المنان
جلد چہارم صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ سورۂ انفال

جس نے آپ کو مبعوث بحق کیا ہے اور آپ پر
کتاب نازل کی ہے ہم کو اُس کا علم نہین ہے
لیکن اگر آپ برک الغماد تک جو یمن
مین ہے تشریف لے چلین تو ہم آپ کے
ساتھ ہین ہم اُن لوگون مین سے نہین
ہین کہ جنھون نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا
کہ تم اور تمھارا خدا جا کر لڑو ہم تو یہین
بیٹھے ہین بلکہ ہم کہین گے کہ اگر آپ اور
آپ کا خدا جدال و قتال کرے تو ہم آپ کے
ہمراہ جنگ کرنے والون مین سے ہین۔

(۴) عن طارق عن عبد اللہ بن
مسعود قال لقد شھدت من المقداد
مشھدا لان اکون انا صاحبہ
احب الی مما فی الارض من شیٔ
کان رجلا فارسا وکان
رسول اللہ صلعم اذا غضب احمارت
وجنتاہ فاتاہ المقداد علی
تلك الحال فقال ابشر یا رسول
اللہ فواللہ لا نقول لك کما قالت

ابن مسعود کہتے ہین کہ مین نے مقداد کی
ایک ایسی فضیلت دیکھی کہ اگر میرے لیے
ہوتی تو روئے زمین کی تمام دولت سے
بڑھکر تھی مقداد ایک مرد شہسوار تھے۔
اور رسول اللہ کو جب غصہ آجاتا تھا تو
دونون رخسارہ سُرخ ہو جاتے تھے ایسی
حالت مین مقداد حضرت کے پاس آئے
اور عرض کی یا رسول اللہ آپ ملال
نفرمائیے واللہ ہم آپ سے وہ کلمہ نہین کہین گے

بنو اسرائیل لموسیٰ اذهب انت و
ربك فقاتلا انا ها هنا قاعدون
و لكن والذی بعثك بالحق
لنكونن من بين يديك ومن
خلفك وعن يمينك وعن شمالك
او يفتح الله لك

از تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ جرمن ۱۸۸۱ء

جو بنی اسرائیل نے موسیٰ سے کہا تھا کہ
تم اور تمہارا خدا دونون جا کر کافرون سے
جہاد کرو "ہم تو یہان بیٹھے ہین"۔ بلکہ قسم ہے
اُس خدا کی جس نے آپ کو پیغمبر برحق کیا ہے
جب تک خدا آپ کی فتح نہ کرے گا ہم آپ کے
آگے آگے رہین گے۔ ہم آپ کے پس پشت
رہین گے۔ آپ کے دہنے بائین رہین گے۔

(۵) فقال سعد بن معاذ لئن سرت
حتی تاتی برك الغماد من ذی يمن
لنسيرن ولا نكون كالذين قالوا
لموسیٰ فاذهب انت وربك فقاتلا
لامرفاحدث الله غيره وامض
لما شئت وصل من شئت واقطع
حال من شئت وسالم من شئت عاد
من شئت وخذ من اموالنا ما شئت

(از فتح الباری جلد ہفتم صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ مصر ۱۳۰۱ھ)
(باب قولہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم)

سعد بن معاذ نے عرض کی جہان
جی چاہے چلیے جس سے جی چاہے میل کیجیے
جس سے جی چاہے قطع تعلق کیجیے جس سے
جی چاہے صلح کیجیے جس سے جی چاہے
جنگ کیجیے اور جس قدر جی چاہے ہمارے
مال اور اسباب مین سے لیجیے۔

(۶) حدثنا ابو نعيم حدثنا اسرائيل
عن فخارق عن طارق بن شهاب
قال سمعت ابن مسعود يقول شهدت
عن المقداد بن الاسود مشهدا

ابو نعیم نے طارق بن شہاب سے روایت کی
ہے کہ مین نے ابن مسعود سے سُنا ہے وہ کہتے
ہین مقداد بن اسود کی ایک ایسی فضیلت
دیکھی اگر وہ بات مجھکو حاصل ہوتی تو

Presented by Ziaraat.Com

لان اکون صاحبہ احب الیّ
مما عدل بہ اتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وھو یدعوا علی المشرکین
فقال لا نقول کما قال موسیٰ
اذھب انت وربک فقاتلا ولکنا
نقاتل عن یمینک وعن
شمالک وبین یدیک و
خلفک فرأیت النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اشرق وجھہ وسرّہ
یعنی قولہ بخاری کتاب
المغازی
باب قولہ تعالیٰ (اذ تستغیثون)
غزوہ بدر
ترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب

اُس کے مقابلہ مین کسی نیکی کو نہ سمجھتا سب سے
زیادہ وہ مجھے پسند ہوتی وہ یہ ہے کہ
آنحضرت صلعم مشرکون پر یہ دعا کر رہے تھے
اتنے مین مقداد آن پہونچے انھون نے
عرض کی یا رسول اللہ ہم وہ نہ کہین گے
جو حضرت موسیٰ کی قوم نے اُن سے کہا تھا
کہ تم اور تمھارا پروردگار دونون جاکر
جبارین سے لڑو" ہم تو آپ کے
داہنے طرف اور بائین طرف سامنے ہون گے
یا جہان آپ کا دشمن ہوگا اُس سے
لڑین گے۔ ابن مسعود کہتے ہین مین نے دیکھا
کہ مقداد کے اس کلام سے آنحضرت صلعم کا
چہرۂ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش
ہوگیے۔

(۷) عن انس ان رسول اللہ صلعم
شاور حین بلغہ اقبال ابی سفیان
قال فتکلم ابوبکر فاعرض عنہ فتکلم عمر فاعرض
عنہ فقام سعد بن عبادۃ فقال ایانا
تریدیا رسول اللہ والذی نفسی

انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ابوسفیان کے آنے کی
خبر معلوم ہوئی تو آپ نے مشورہ طلب کیا
حضرت ابوبکر بولے تو آپ نے توجہ نفرمائی۔
پھر عمر بولے آپ نے اُن کی طرف بھی توجہ نہ کی

بیدہ لوامرتنا ان نخیضہا البحر	پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ
لاخضناہا ولوامرتنا ان نضرب اکبادہا	کیا آپ کا روے خطاب ہم انصار کی طرف ہے،
الی برک الغماد لفعلنا حتال فبعث	خدا کی قسم اگر آپ دریا مین سواری ڈالنے کا
رسول اللہ صلعم الناس فانطلقوا	حکم دین تو ہم ڈال دین گے۔
حتی نزلوا بدرا۔	انس کہتے ہین اسکے بعد آپ نے
از سیرۃ النبی	شرکت جنگ کی دعوت دی لوگ چل پڑے
صفحہ ۲۵۶ جلد اول	اور بدر پر آ اترے۔

(یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے)

اللہ جلشانہ نے جنگ بدر کا ذکر قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ چنانچہ قافلہ کاروان قریش کے حال مین یہ آیتین ہین۔

آیہ کریمہ مسلمانون کا ایک گروہ گھر سے نکلنے پر ڈرتا تھا گویا وہ موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین

کما اخرجک ربک من	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بیتک بالحق وان فریقا من	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ (تمھارے
المؤمنین لکرھون ۵ یجادلونک	نکل کھڑے ہونے سے اُسوقت بھی) ناخوش تھا کہ وہ
فی الحق بعد ما تبین کانما	لوگ حق ظاہر ہوے پیچھے تمھارے ساتھ حق بات
یساقون الی الموت وھم	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے) گویا انکو
ینظرون ۵ واذ یعدکم	(زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور وہ موت کو
اللہ احدی الطائفتین	(آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین اور (مسلمانون یہ
انھا لکم وتودون	وہ وقت تھا) جب خدا نے تمسے وعدہ فرمایا تھا کہ
ان غیر ذات الشوکۃ	(مشرکین مکہ کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی سی (بھی)

Presented by Ziaraat.Com

تکون لکم ویرید اللہ ان	ایک تمھارے ہاتھ آجائے گی۔ اور تم چاہتے تھے کہ جس میں
یحق الحق بکلمتہ ویقطع	(لڑنے کا) بوتہ نہیں ہے وہ (یعنی قافلہ کاروان) تمھارے
دابر الکفرین لیحق الحق	ہاتھ آجائے اور اللہ کی مرضی یہ تھی کہ اپنے حکم سے (دین) حق کو
ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون ۵	قائم کرے اور کافروں کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے تاکہ حق کو حق اور
سورۂ انفال	ناحق کو ناحق کر دکھائے گو کافروں کو برا ہی (کیوں) نہ لگے۔

ان آیات پاک کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی یہ تحریر فرماتے ہیں۔

تفسیر آیات متذکرۂ بالا۔

آوردہ اند کہ کاروان قریش با متاع	مذکور ہے کہ ایک قافلہ قریش جسکا قافلہ سالار
بسیار از شام بازگشتہ بودند و ابو سفیان یا	ابو سفیان تھا یا بعض دوسرے شجاعان عرب سے بہت سا
بعضے از صنادید عرب سرداری آن قافلہ می نمود جبرئیل	مال و متاع لیکر شام سے واپس آرہا تھا۔ جبرئیل نے
بیامد حضرت را خبر داد و آنحضرت صورت حال بمومنان	آنحضرت کو اور آپ نے مسلمانوں کو مطلع فرمایا وہ
باز گفت و ایشان از بسیاری مال و اندک رجال	بوجہ کثرت مال و قلت مردمان اُس قافلہ کی طرف
مائل شدند با آنکہ سر راہ بر کاروان گیرند پس بدین	مائل ہوئے کہ سر راہ اُس قافلہ کو روکیں پس اس قصد سے
قصد از مدینہ بیرون آمدند و ابو سفیان	مدینہ سے نکلے اِدھر ابو سفیان نے خبر پاکر ضمضم غفاری
خبر یافتہ ضمضم غفاری را جہت استمداد	کو قریش سے مدد طلب کرنے کو مکہ بھیجا۔ اور
از قریش بمکہ فرستاد و خود کاروان از	خود قافلے کرتے راہ سے مکہ کو چلا ضمضم
بیراہ رو بمکہ نہاد و ابو جہل بعد از رسیدن	غفاری کے پہونچنے پر ابو جہل بہت جمعیت
ضمضم با بسیارے از مردم از مکہ بمدد	کے ساتھ قافلہ کی مدد کے لیے مکہ سے
کاروان بیرون آمدے متوجہ بدر شدند	چلا اور بدر پہونچا۔ آنحضرت صحرائے
و حضرت پیغمبر در وادئ زفران بود	زفران میں تھے۔

که جبرئیلؑ بیامد و از آمدن لشکر کفار خبر داد
آنحضرت صحابه را فرمود شما ملاقات
کاروان را دوست میدارید یا مقابله
کاروان را۔ بعضے گفتند که ما حرب را
آماده نیستیم اگر کاروان بدست افتد
مناسب تر است حضرت پیغمبر ازین
سخن متغیر شد و کبار مهاجرین و انصار
حرب را اختیار کردند پس حق سبحانه تعالے
پیغمبر خدا را می فرماید که ترا خدائے بموضع
بدر که مصارع کفار ست خواهد برد۔
چنانکه بیرون آورده ترا پروردگار
تو از خانهٔ تو که مدینه است برائے جنگ
با کفار براستی و ثواب و بدرستیکه گروهے
من المومنین از گردیدگان هر آئینه کاره
اندر رفتن بدر را گویا رانده میشوند
بسوے مرگ و یاد کنید آنرا که وعده داد
شما را خدائے یکے از دو گروه یا کاروان
یا لشکر کافران که آن طائفه شما را ست
و شما دوست میدارید آنکه غیر خداوند

کہ جبرئیلؑ آئے اور لشکر کفار کی آمد سے
خبر دی آنحضرت نے صحابہ سے پوچھا
کہ تم لوگ قافلہ کے خواہشمند ہو یا کفار
سے لڑائی کو پسند کرتے ہو بعض نے کہا
کہ ہم جنگ کے لیئے تو تیار نہین ہین
اگر قافلہ ہاتھ لگے تو اچھا ہے یہ سنکر حضرت
غضبناک ہوئے مگر سر برآوردہ مہاجرین
و انصار نے جدال و قتال کو پسند کیا۔ اسپر
حق سبحانہ تعالی اپنے حبیب کو یون مطمئن
فرماتا ہے کہ اے پیغمبر ہمارے تم کو تمہارا
پروردگار اُسی طرح مقام بدر پر جو راہ گذر
کفار ہے پہنچا دے گا جس راستے اور ثواب
کے ساتھ تم کو جنگ کفار کے لیئے تمہارے
گھر سے جو مدینہ مین ہے نکالا ہے اور یہ تحقیق ہے
کہ ایک گروہ مسلمانون سے اہل بدر۔ بدر جانے سے
ضرور جان چھپاتا ہے اور اُسوقت کو بھی یاد
کرو کہ جب خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ دو
قافلون مین سے ایک قافلہ۔ تمہارے ہاتھ
لگے گا یا قافلہ کاروان کا یا قافلہ قریش کہ وہ

شوکت وسلاح یعنی کاروان باشد۔ پس شما آسان تر را می خواهید۔ و می خواند خدا آنکہ ثابت گرداند حق را بہ آیاتے کہ در باب محاربہ ذات شوکت فرستادہ یا بوعدہ ہائے فتح وظفر کہ پیغمبر خود را دادہ یا بہ کلماتے ازلی کہ در قتل واثر ایشان در لوح محفوظ نوشتے ببرد و برکند بنیاد کافران را مستاصل سازد و معاندان را تا ظاہر کند دین اسلام را بقتل ایشان یا نصرت دہد پیغمبر خود را و زائل گرداند کفر را یا ضعیف سازد امر مشرکان را و اگرچہ نخواہند و کارہ باشند آنرا کافران۔

(در تفسیر حسینی صـ۴۳۳)

(مطبوعہ نولکشور)

شان شوکت سے ہے اور تم اُس قافلہ کو جس مین تھوڑے لوگ ہین اور جو آلات حرب وضرب سے آراستہ نہ تھا چاہتے تھے اور خدا چاہتا تھا کہ اپنے اُن آیات کی تم کو تصدیق کرادے جو اُس شاندار جنگ کے متعلق نازل فرمائین تھین یا وہ وعدے نصرت کے جو اپنے پیغمبر سے کیئے تھے یا وہ کلمات ازلی جو لوح محفوظ مین تحریر ہین اور حق کو حق اور باطل کو باطل ثابت کردے اور کافرین و معاندین کو قتل کراکے اُن کی بیخ و بنیاد اُکھاڑ دے اور اپنے پیغمبر کو نصرت دے اور دین و اسلام کو ظاہر کرائے اور کفر کو زائل اور مشرکین اور کافرین کی تدابیر کو پست کردے اگرچہ اُن کو ناگوار ہی کیون نہو۔

تقابل اصحاب دربارۂ ایمان

اِن روایتون اور تفسیرون اور خدا کی آیتون سے مہاجرین کی صحت ہجرت کا حال بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضرت جبرئیلؑ نے جناب رسول اللہ صلعم کو خبر دی کہ۔

ابوسفیان کا قافلہ جس مین مال تھا وہ تو آگے نکل گیا ابوجہل ایک لشکر کثیر قریش کا لے کر بڑے ساز سامان سے مسلح ہو کر آپ سے لڑنے کو آرہا ہے۔ اِس پر آنحضرت صلعم نے صحابہ سے

مشورہ کیا کہ تم اس قافلہ کو جس مین مال ہے لینا چاہتے ہو یا کفار سے جہاد کرنا تو ان مہاجرین اور انصار سے اکثر لوگ یہ فرماتے ہین (یا رسول اللہ بگیر کاروان و بگذار قتال را)

اور حضرت افضل الصحابہ اور حضرت عمر نے وہ مشورہ دیئے جو باعث ناراضی خداؤ رسول ہوئے۔

اس موقع پر حضرت عمر کے اس شورے کے جانب بھی توجہ مبذول کرائی جاتی ہے جو انھون نے اسلام لاتے ہی رسول اللہ صلعم کو دیا تھا جیسا کہ آیات بینات مین ہے کہ

حضرت عمر نے اسلام لاتے ہی پیغمبر خدا سے کہا کہ بتون کی عبادت تو علانیہ ہو اور خدا کی عبادت در پردہ۔ یہ مناسب نہین ہے۔ آیئے خانہ کعبہ کو چلیئے اور بالاعلان نماز ادا کیجیے۔

اب غور فرمائین کہ وہان تو زبان سے باین شد و مد اپنا ایمان جتلاتے ہین اور جب انہین مشرکین سے پالا پڑا تو اسوقت یہ مشورہ دیتے ہین۔

یا رسول اللہ یہ قریش ہین قسم خدا کی جب سے انھون نے عزت پائی کبھی ذلیل نہین ہوئے اور جب سے انھون نے کفر کیا کبھی ایمان نہین لائے وہ ضرور آپ سے مقابلہ کرین گے۔

غرض حضرت مقداد۔ سعد بن عبادہ۔ اور سعد بن معاذ۔ نے جو مشورہ دیا۔ جناب رسولخدا صلعم اس سے خوش ہوئے۔ بخلاف اس کے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے مشورہ پر آنحضرت صلعم کو اس قدر غیظ آیا کہ چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا اور بکراہت اُن کی طرف سے روئے مبارک پھیر لیا۔

اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ دونون گروہ مین کس کا مشورہ دلیل ایمان ہے۔ اور کن حضرات کا خدا اور رسولؐ کی مرضی کے خلاف۔ مہاجرین سے کس کی نیت لوجہ اللہ تھی اور کس کی مال و دولت کے لیئے۔ اور خدائے عزوجل کے اس ارشاد سے۔

واذ یعدکم اللہ احدی جب خدا تم سے وعدہ فرماتا تھا کہ

الطائفتین انها لکم	(مشرکین کی ان) دو جماعتون مین سے کوئی
وتودون ان غیر ذات	(سی) ایک تمھارے ہاتھ آئیگی اور تم چاہتے تھے
الشوکۃ تکون لکم	کہ جس مین (لڑنے کی) قوت نہین ہے (یعنی قافلہ
ویرید اللہ ان یحق الحق	کاروان) وہ تمھارے ہاتھ آجائے اور اللہ یہ چاہتا
بکلمتہ ویقطع دابر	تھا کہ اپنے حکم سے حق کو قایم کرے (یعنی دین)
الکفرین۔	اور کافرون کی جڑ بنیاد کاٹ ڈالے۔

کون مہاجرین مراد ہین۔

احوال جنگ

اقتباس روضۃ الصفا

اب جنگ کا حال سنئے جس کا اقتباس تاریخ روضۃ الصفا سے کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے :-

اوّل این غزوہ بود کہ انصار بدان	یہ پہلی لڑائی تھی کہ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ
فائز گشتند و بسیارے از صحابہ عظام بہ تصور	انصار اس مین شریک ہوے لیکن بہت سے
آنکہ مرتب برین عزیمت مجرد اخذ غنیمت است	اصحاب کبار اس جنگ مین اس خیال سے
نہ محاربہ با دائے ملت ازین سفر تخلف نمودہ	کہ اس سفر مین جنگ نہوگی ہمراہ نہوئے
در مدینہ توقف فرمودند منجملہ آن ہشت نفر کہ	اور مدینہ مین رہ گئے۔ ان مین سے آٹھ
باشارت حضرت بنابر سرانجام مہام و بعد از مرض	اشخاص ضرورتون کی وجہ سے بایماء آنحضرت
تخلف نمودہ در جنگ گاہ حاضر نہ گشتند از جملہ	صلعم حاضر نہین ہوئے۔ جن مین
ہشت نفر یکے عثمان بن عفان بود کہ برائے	عثمان بن عفان بھی تھے جو اپنی

Presented by Ziaraat.Com

تیمارداری زوجۂ خویش دختر پیغمبر بفرموده
زوجہ کی تیمارداری کے لیئے

حضرت در مدینہ توقف نمود مجموع سپاہ
مدینہ مین رہے۔ سپاہ کی تعداد

سہ صد و ہفتدہ تن بودند۔ حضرت مقدس
تین سو سترہ (۳۱۷) اشخاص تھی آنحضرت

نبوی بر سر چاہ آخرین بدر کہ جنگ در آنجا
صلعم نے بدر کے آخری چاہ پر جہان

واقع شد نزول فرمود۔
لڑائی واقع ہوئی تھی نزول فرمایا۔

نقل است کہ چون آنحضرت بہ عریش
نقل کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے

در آمد روئے نیاز بہ بارگاہ کارساز
عریش پر رونق افروز ہوکر بارگاہ

آوردہ دست مبارک بدعا برداشت
ایزدی مین عرض کیا بار خدایا تونے

وستہ نوبت گفت الٰہی اگر مشرکان را برین
جو وعدہ کیا ہے وہ پورا کر اور اہل اسلام

گروہ غالب خواہی گردانید دین تو قائم
کو فتح دے اگر گروہ مشرکین کو اسلام پر

نخواہد ماند اے خداوند سزاے پرستش
غالب کردے گا تو تیرا دین قائم

بہ آنچہ وعدہ دادی وفا نمائی۔ گویند کہ حضرت
نہ رہے گا۔

ختم الانبیاء چندان مبالغہ در تضرع و دعا
حضرت صلعم مناجات مین اس درجہ

فرمود کہ ردائے اطہر از دوش آنحضرت
محو ہوئے کہ چادر دوش مبارک سے

بافتاد و ابوبکر صدیق ردائے اطہر را
گر گئی۔ حضرت ابوبکر نے اُس چادر کو

برداشتہ بر دوش مقدس انداخت
اٹھا کر دوش مبارک پر

و بازوہائے حضرت در بغل گرفتہ گفت
ڈال دیا اور حضرت صلعم کا

کافی است آنچہ از خدائے خویش
بازو تھام کر کہا کہ جو کچھ

مسئلت نمودی۔ زود باشد کہ
آپنے خدا سے التجا کی ہے

خداوند عزوجل وعدہ خویش باتو راست گرداند — خدا اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

(۲) روایت است کہ حضرت حق بنیام — حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت صلعم پر

خواب سبک در عریش بہ حبیب خویش — خواب کی سی حالت طاری کردی تھی۔

گماشت ابو بکر آنحضرت را بیدار — حضرت ابو بکر نے آپکو بیدار کردیا۔

ساخت۔ گفت یا رسول اللہ مشرکان — اور کہا یا رسول اللہ مشرکین ہمارے

بما نزدیک رسیدند حضرت از خواب — قریب آپہونچے۔ رسول اللہ صلعم نے

در آمد فرمود کہ یا ابا بکر نصرت خدا — فرمایا اے ابو بکر خدا کی مدد بھی آگئی

رسید آنگاہ از عریش بیرون آمد — پھر حضرت صلعم عریش سے باہر تشریف

و اہل اسلام را بر حرب عبدۃ اصنام — لائے اور لشکر اسلام کو جنگ کرنے کی

تحریص نمودہ فرمود کہ ہر کس مشرکے را — ترغیب و تحریص کی اور فرمایا کہ جو کوئی

بکشد سلیب القتل از ان او باشد — جس مشرک کو قتل کرے گا اُس کا مال

گفت بدان خدائیکہ نفس محمد بید — اُسی کو دیا جائے گا۔ بخدا جس کے

قدرت اوست کہ ہیچ مرد با ایشان — ید قدرت مین میری جان ہے جو شخص

جنگ نکند کہ چون او را بکشند — صرف خوشنودی اور رضائے آلہی کی

در حالتیکہ طالب ثواب و رضائے — نیت سے لڑے اور قتل کرے اور

حق تعالیٰ بودہ باشد در روے — فرار نہو وہ ہمیشہ جنت مین رہے گا

بگریز نیاورده باشد مگر آنکہ بہشت — جب دونون لشکر مقابل ہوئے

جاودان او را باشد گویند چون — جناب رسول اللہ صلعم

تلاقی فریقین دست داد خواجۂ کائنات حمزہ — نے حضرت حمزہ

وعلیؑ و عبیدہ بن الحارث بہ محاربہ
مشرکان نام زد فرمود علیؑ بہ زخم تیغ
نیز ولید را از پائے در آوردہ حمزہؓ
بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد
وعبیدہ در وادی صفرا بہ ریاض
رضوان خرامید و ہم در آنجا مدفون
گشت از مرتضیٰ علیؑ روایت ست
کہ گفت سہ نوبت از معرکہ بیرون آمدہ
بعرش در رفتم کہ از رسولؐ خبرے
گیرم و در ہر بار آنحضرت را در سجود
یافتم کہ می گفت یا حیّ یا قیوم برحمتک
استغیث باری تعالی فتح و نصرت
از زانی داشت و نیز از حضرت
امیر المومنین علیؑ منقول ست کہ گفت
در روز بدر بادِ صعب در وزیدن
در آمد کہ ہرگز بہ صعوبت آن مشاہدہ
نہ کردہ بودم و بعد از ان بادے دیگر
مانند آن پیدا شد در عقب آن
دیگرے مثل باد سابق اوّل جبرئیلؑ بود

اور عبیدہ کو اور حضرت علیؑ کو
مشرکین سے مقابل ہونے کا حکم
دیا۔ حضرت علیؑ نے ولید کو اور
حضرت حمزہؓ نے عتبہ کو واصل جہنم
کیا اور عبیدہ شہید ہو گئے اور
اسی جگہ دفن ہوے۔
حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مین حالت
جنگ مین تین مرتبہ رسول اللہ صلعم
کی خیریت لینے کو عرش پر آیا دیکھا
کہ حضرت صلعم سربسجود ہین اور
فتح و نصرت کی دعا فرما رہے ہین۔
اور یہ بھی فرمایا کہ بدر کے دن ایسی
تیز ہوا چلی کہ مین نے اس سے پہلے
کبھی نہ دیکھی تھی۔ اس کے بعد
پھر دوسری ہوا اور اس کے بعد
اور ایک ہوا چلی۔ ان مین
ہزار ہزار فرشتون کے
ساتھ پہلے حضرت جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ

به هزار فرشته - دوّم میکائیلؑ به هزار
فرشته سوّم اسرافیلؑ بود به هزار فرشته
نوفل بن خویلد در روز بدر نعره می زد که ای
معشر قریش امروز روز رفعت و علامت
و چون دید که قوم به هزیمت رفتند
فریاد برآورد که ای آل انصار
شما را از کشتن ما چه فائده ما را اسیر
کنید و خون بها بستانید درین عرصه
حیدر کرار پیش آمد چون نوفل دید
که علیؑ متوجه اوست با جبار گفت
که ای برادر انصاری به لات و عزّی
که مردی را می بینم که قصد من دارد
بگو این کیست جبار گفت که این علیؑ
بن ابیطالبؑ ست نوفل گفت
که والله در کشتن قوم خویش هیچ کس را
شریف تر ازین شخص ندیدم و مرتضیٰ
علیؑ رسیده شمشیر بجانب نوفل
انداخت و شمشیر در سر نوفل محکم شد
آنگاه علی مرتضیٰ تیغ خود را از سر او

اور تیسرے اسرافیلؑ تھے - نوفل
بن خویلد نعرہ مارتا تھا کہ اے
قریش آج رفعت اور مرتبت
حاصل کرنے کا دن ہے جب اُس نے
دیکھا کہ اُس کے گروہ نے ہزیمت پائی
تو یہ فریاد کی اے آل انصار ہم کو قتل
کرنے سے کیا فائدہ قیدی بنا کر خون
بہائے لو - اتنے مین اُس نے حیدر
کرار کو دیکھا کہ اُس کی طرف آ رہے
ہین - اور جبار سے کہا اے بھائی
لات و عزّے کی قسم ہے کہ مین اُس
مرد کو دیکھتا ہون جو میرے قتل کو آ رہا ہے
بتاؤ یہ کون شخص ہے کہا کہ یہ علی بن
ابیطالبؑ ہین - نوفل نے کہا کہ واللہ
مین نے اپنی قوم کا قاتل اس شخص
سے بڑھکر کسی اور کو نہین دیکھا حضرت
علیؑ نے نوفل کے سر پر اس زور کی تلوار
لگائی کہ تلوار اُس کے سر مین در آئی -
آپ نے اُس کے سر سے

جُدا ساختہ بر ساقہائے او زد چنانکہ
قلم شد و بر ضرب دیگر مہم او را تمام
ساخت و چون بہ مجلس حضرت نبوی رسید
ازان حضرت شنید کہ می فرمود کہ ہیچ کس از
حال نوفل بن خویلد۔ خبری دارد مرتضی علیؑ
جواب داد کہ من او را کشتم حضرت رسولؐ
تکبیر گفت فرمود الحمد للہ الذی اجاب
دعوتی گویند کہ از مخالفان ہفتاد نفر
کشتہ شدند و ہفتاد نفر دیگر اسیر گشتند از
آنجملہ سی و شش کس را مرتضی علیؑ کشت
زمعہ بن الاسود و حارث بن زمعہ و
عمر بن عثمان بن کعب و مالک کہ ہر دو
برادران طلحہ بودند از زمرہ قتیلان حضرت
امیر المومنین ہستند۔

تلوار جُدا کی اور اُس کی پنڈلیون پر
ماری کہ وہ کٹ گئین اور دوسرے وار سے
اِس کا کام تمام کیا جب حضرت علیؑ رسول خدا
صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ کو
فرماتے سُنا۔ کیا کوئی نوفل بن خویلد کے
حال سے بھی آگاہ ہے۔ حضرت علیؑ نے
کہا مین نے اس کو قتل کر ڈالا۔ رسول اللہ
صلعم نے تکبیر کہی اور فرمایا شکر ہے کہ میری دعا قبول
ہوئی منقول ہے کہ لشکر مخالف کے ستر آدمی قتل کیے گیے۔
اور ستر اسیری مین آئے مقتولین مین سے چھتیس (۳۶)
اشخاص حضرت علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوے اِن مین
زمعہ بن الاسود۔ حارث بن زمعہ عمر بن
عثمان بن کعب اور مالک ہر دو برادران
طلحہ قتیلان حضرت علیؑ سے ہین۔

اصحاب مین باہم مال غنیمت پر تکرار

اِسی تاریخ مین یہ بھی لکھا ہے کہ گروہ اصحاب تین جگہ منقسم تھا ایک گروہ حوالی عریش کی طرف۔ اور ایک مشرکین و کفار کا مال و اسلحہ جمع کرتا تھا اور تیسرا مصروف جہاد۔ جب قریش نے شکست پائی تو مال غنیمت کے لیے باہم حجت و تکرار ہونے لگی۔ ہر ایک گروہ استحقاق مال کا مدعی تھا۔

مسلمانان روز بدر متفرق سہ فرقہ
بدر کے دن مسلمانون کے تین گروہ تھے

بودند زمرۂ با عدائے دین مقاتلہ ومحاربہ — ایک دشمنان دین سے جنگ وپیکار کرتا تھا

می کردند وگروہے با خذ اسیران وضبط — ایک گروہ قیدیون کا مال اور اسلحۂ کفار

اموال واسلحہ کفار می پرداختند وفرقہ — جمع کرتا تھا۔ ایک فرقہ رسول اللہ صلعم

برائے حراست رسول اللہ علیہ التحیۃ والثنا — کی حفاظت کے لیے عریش کے

درحوالی عریش مقام می نمودند چون قریش — اردگرد تھا۔ جب قریش فرار ہوئے تو

منہزم شدند ہریک ازین سہ فرقہ را — تینون گروہ کو غنیمت کی خواہش ہوئی

داعیہ آن شد کہ غنیمت الیشان انقسام — لڑنے والون نے کہا کہ اے رسول اللہ

یابد ارباب قتال گفتند یا رسول اللہ — اگر ہم نہ لڑتے تو مال غنیمت کا

اگر جنگ نمی کردیم حصول مال امکان نداشت — دستیاب ہونا غیر ممکن تھا۔

لاجرم مایان بہ تصرف آن حق داریم — لہذا اس مال کا حق ہمین ہے۔

محافظین بہ رسول اللہ گفتند یا رسول اللہ — محافظین رسول اللہ نے کہا ہم نے

ازجہت بزدلی رغبتے از ثواب آخرت ست — بہ سبب بزدلی کے ثواب آخرت حاصل

ازجنگ باز نداشتیم بلکہ ترسیدیم کہ — کرنیکے لیے لڑنے سے منہ نہین موڑا بلکہ

ناگاہ جمعے از مخالفان قصد تو کنند — اس کا خوف تھا کہ دفعۃً دشمن آپ پر

بدین وجہ درمیدان معرکہ نتافتند گروہے — حملہ کرین اس لیے ہم میدان جنگ مین

کہ غنیمت را جمع کردہ بودند خیال — نہین گئے جس گروہ نے مال غنیمت جمع

بستند کہ دیگران را در آن دخل — کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ دوسرون کو

نخواہد بود۔ — اس مین کچھ دخل نہوگا۔

صحابہ کے اِس جھگڑے پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Presented by Ziaraat.Com

یسئلونک عن الانفال قل	(اے رسول) مال غنیمت کو تم سے پوچھتے ہین تم
الانفال للہ والرسول فاتقوا اللہ	کہو کہ مال غنیمت اللہ کا ہے اور اُسکے رسول کا۔
واصلحوا ذات بینکم واطیعوا اللہ	پس ڈرو اللہ سے اور آپس مین صلح کرو اور اگر
ان کنتم مؤمنین	ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اُسکے رسول کے حکم پر چلو۔

اس آیت کی تفسیر یہ ہے۔

جنگ مین بعضے آگے بڑھے بعض پشت پر رہے۔ جب غنیمت جمع ہوئی تو لڑنے والون نے کہا یہ حق ہمارا ہے کہ فتح ہم نے کی ہے۔ اور پشتی والون نے کہا کہ ہم۔ ہماری قوت سے لڑے۔ حق تعالیٰ نے دونون کو خاموش کیا۔ کہ فتح اللہ کی طرف سے ہے اپنی قوت سے نہ سمجھو اللہ مال کا مالک ہے اور اُس کا رسولؐ۔

تفسیر شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب۔ صفحہ قرآن مجید (۱۹۷)۔

دوسری۔ اہل بدر در غنائم اختلاف کردند جوانان را ادعا آنکہ ما۔ کہ خدمت کردیم غنیمت ازان ماست پیران گفتند ما نیز مددگار و معاون شما بودیم۔ مہاجر و انصار داعیہ غنیمت داشتند۔ تفسیر حسینی ص (۲۳۲)۔

حضرت عثمان و دیگر اصحاب جنگ بدر مین غیر حاضر تھے

صاحب روضۃ الصفا کی تحریر سے منکشف ہوتا ہے کہ بہت سے اصحاب کبار جنگ بدر مین نہین آئے جن مین حضرت عثمان بھی تھے۔ ان لوگون کے نہ آنے کا سبب یہ لکھا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ جنگ نہوگی۔ بلکہ یہ سفر قافلہ کے لوٹنے کی غرض سے ہے اِس لیے جس کا جی چاہا نہ آیا۔ لیکن محققین و محدثین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کا یہ سفر خاص مشرکین و کفار سے جنگ کرنے کا تھا۔ چنانچہ مولوی نذیر احمد صاحب اپنے ترجمہ قرآن مجید مین تحریر فرماتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

ابو جہل مقام بدر تک چڑہا چلا آیا تو مسلمانون مین اختلاف ہوا۔ بعض نے کہا ہم قافلہ پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے انھین کا تعاقب کرنا چاہیے۔ پیغمبر صاحب کو یہ منظور رہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑہا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے۔ آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے۔ خدا نے اُنکو کافرون پر فتح بھی دی۔ اب الفاظ قرآن مجید کے بعض باتون کی طرف اشارہ کرنا ضرور ہے۔ اول (بعد ما تبین) کے یہ معنی ہین کہ جب لوگون کو معلوم ہوگیا تھا کہ پیغمبر صاحب سچ سچ خدا کے رسول ہین۔ اور جیسا کہ فرماتے ہین اسلام کو کفر پر غلبہ ہوتا ہے تو اُن کو خلاف رائے پیغمبر صاحب منہ پھیرنا نامناسب تھا۔

شمس العلما نے بپاس خاطر اصحاب جنگ سے منہ پھیرنا لکھا ہے حالانکہ خدائے عزوجل فرماتا ہے گویا وہ موت کے منہ مین ہنکائے جارہے ہین۔

کما اخرجك ربك من بيتك	تمھارے پروردگار نے بڑی حکمت کی اور تمکو گھر سے
بالحق وان فريقًا من المومنين	نکلنے پر آمادہ کیا اور مسلمانون کا ایک گروہ تمھارے
لكرهون يجادلونك	نکل کھڑے ہونے سے اُس وقت بھی، وہ لوگ
فى الحق بعد ما تبين	حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
كانما يساقون الى الموت	مین جھگڑا کرنے لگے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے لگے)
وهم ينظرون ط	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا جاتا ہے اور
سورہ انفال	وہ موت کو (آنکھون کے آگے) دیکھ رہے ہین۔

جناب شمس العلما شبلی نعمانی سیرۃ النبی کے صفحہ (۲۶۰) جلد اول مین تحریر فرماتے ہین۔

تمام ارباب سیر بلکہ احادیث کی کتابون مین یہی منقول ہے کہ غزوۂ بدر مین جب آنحضرت

صلعم نے لوگون کو جنگ کی ترغیب دی تو بہت سے لوگ آمادہ نہ ہوئے اور جس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ جہاد یا غزوہ نہین ہے صرف قافلہ کا مال لوٹنا ہے اس لیے یہ اپنی مرضی پر موقوف ہے جس کا جی چاہے جائے جس کا نہ چاہے نہ جائے۔ لیکن واقعات صریح آیات قرآن کے خلاف ہین قرآن مجید مین یہ تصریح موجود ہے کہ جو لوگ مدینہ سے نکلے ہوئے کسمساتے تھے وہ عدم ضرورت کی وجہ سے نہین بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ نظر آتا تھا کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین۔

وان فریقاً من المؤمنین	اور مسلمانون کا ایک فریق (تمھارے
لکرھون ۔ یجادلونک	نکل کھڑے ہونے سے اسوقت بھی) ناراض تھا
فی الحق بعد ما تبین	کہ وہ لوگ حق ظاہر ہونے پر تمھارے ساتھ حق بات
کانما یساقون الی	مین لگے جھگڑا کرنے (اور مارے ڈر کے پیچھے ہٹنے)
الموت ۔	گویا انکو (زبردستی) موت کی طرف ڈھکیلا
سورۂ انفال	جاتا ہے۔

اب غور فرمائیے کہ ان اصحاب نے رسول اللہ صلعم کی نصرت کی یا اس سے کنارہ کیا۔ انھون نے خدا اور رسول کے لیے اپنے زن و اطفال کو چھوڑا یا۔ درحقیقت ان کی محبت کے سامنے خدا اور رسولؐ کو۔ اگر یہ مہاجرین و انصار دل سے ایمان لائے ہوتے اور ہجرت مین ان کی نیت ثواب پر ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑنے پر حیلے حوالے نہ کرتے۔ اس لیے کہ یہ پہلا جہاد تھا جو مشرکین اور کفار کے مقابلہ مین ہوا تھا اور یہ لوگ بھی اسلام لاکر اپنے دین کو چھوڑکر خدا کے دین مین داخل ہوئے تھے۔

پس۔ اگر خدا کے لیے صدق دل سے ایمان لائے تھے تو اُسی کی راہ مین اپنی جانین نثار کرتے

کیا سچے جان نثار اور پکے وفادار ایسے ہی ہوتے ہین کہ مُنہ سے تو سب کچھ اپنی شدت وصلابت اور وفاداری وجان نثاری جتائین اور جب اُس کا وقت آئے تو گھرون مین چھپ رہین۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہانہ کرین جیسا کہ اللہ جلشانہ اپنے حبیب کو آگاہ فرماتا ہے۔

یعتذرون الیکم اذا رجعتم	اے رسولؐ جب تم اِن لوگون کی طرف پھر کر
الیھم قل لا تعتذروا لن نؤمن	جاؤگے تو وہ بہانہ لائین گے تم کہو کہ بہانہ مت کرو ہم
لکم قد نبانا اللہ من اخبارکم	تمھارا عُذر قبول نکرین گے ہم کو اللہ تمھارے حالات
وسیری اللہ عملکم ورسولہ ثم تردون	بتا چکا ہے اور ابھی دیکھے گا اللہ اور اُسکا رسولؐ
الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما	تمھارے کام اور تمھارے بازگشت اُسکی طرف ہے جو
کنتم تعملون	ہر شئی کا کُھلی ہو یا پوشیدہ اُسکا جاننے والا ہے اور
پ ۱۱ س توبہ ع ۱۵	وہ تم کو بتائیگا جو تم کر رہے ہو۔

جنگ کرنے والون مین حضرت ابوبکر وعمر شامل نہ تھے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر وعمر کا آنحضرت صلعم کے ہمراہ آنا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اِن کے جہاد کرنے کا حال کچھ نہ کُھلا حضرت ابوبکر کی نسبت صرف اتنا لکھا ہے کہ (وہ عریش پر رسول اللہ صلعم کے پاس تھے) پس جبکہ وہ جہاد سے الگ رہے تو وہ خدائے پاک کے وعدہائے مغفرت اور بشارت مین داخل نہین ہو سکتے کیونکہ اُس نے تو انہین مہاجرین سے جنھون نے "قاتلوا وقتلوا" کا ثبوت دیا یہ وعدے فرمائے ہین۔ بلکہ حضرت ابوبکر کے اِس فعل پر (صدیق آن سرورِ را بیدار ساخت وعرض کرد یا رسولؐ اللہ مشرکان بانزدیک رسیدند) اکثر عارفون نے اعتراض کیے ہین کہ کسی مُرید کو زیبا نہین ہے کہ وہ مناجات پر اپنے پیر ومرشد کو حالت مراقبہ مین چونکائے۔

پس۔ اقتضاء ایمان تو یہ تھا کہ حضرت ابوبکر رسولؐ خدا صلعم کو بیدار کرنے کے بجائے عرش سے اُتر کر دشمنون پر اپنی شدت وصلابت ظاہر کرکے قتل کرتے۔ اِن حضرات کے انہین حالات وحرکات پر نظر کرکے جناب مولوی دلدار علی صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ نے ان کی ہجرت کی نسبت یہ فرمایا ہے (ما دامیکہ مارا علم بہ صحت نیت ابوبکر بہ ثبوت نرسد دخول او در مدلول این آیہ از تیقن نہ میشود و تا تیقن نشود احتجاج باین آیہ بر علو مرتبہ او نمی تواند شد) پس اہلسنّت انکی فضیلت مین جو چاہین فرماوین مگر وہ آیہ شریفہ " فالذین ھاجروا واخرجوا " سے خارج ہین اس لیے کہ خود سبحانہ تعالی فرما چکا ہے۔

لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم فضل اللہ المجاھدین باموالھم وانفسھم علی القاعدین درجۃ

یعنی برابر نہین مومنین سے وہ لوگ جو گھرون مین بیٹھے رہے بغیر نقصان گوارا کرنے کے اور جنھون نے جہاد کیا خدا کی راہ مین اپنے مال سے اور جانون سے انہین مجاہدین کو اللہ نے فضیلت دی ہے بیٹھنے والون پر

آیہ کریمہ۔ رہنے والے اور بیٹھ رہنے والے برابر نہین ہین۔

اے حضرات اس آیت کو پڑھو اور اپنے اصحاب ممدوحین کے حالات سے ملاؤ جو اس لڑائی سے جی چرا کر اور مقابلہ کفار سے ڈر کر گھرون مین بیٹھ رہے۔ اور غور فرماؤ کہ خداوند متعال ان کے بیٹھ رہنے پر ان کی نسبت کیا فرماتا ہے۔ پھر حضرت شاہ صاحب کے کلام پر بھی نظر فرماؤ جو حفظ قرآن کی برکت سے حضرت عثمان کے حق مین اس آیت سے یہ معنی لیتے ہین۔

این قسم حاضر نشدن بہتر از حاضر شدن ست۔ حالانکہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ص۵۷۷ مین تحریر کرتے ہین بخاری از ابن عباس روایت کردہ است کہ گفت لا یستوی القاعدون من المومنین عن بدر والخارجون الی بدر یعنی برابر نہین وہ لوگ جنھون نے جنگ بدر سے تخلف کیا

Presented by Ziaraat.Com

اور وہ لوگ جو بدر مین حاضر ہوئے۔

حضرت حمزہ عبیدہ و جناب امیر کا مشرکین سے مقابلہ ہونا

غرض جب لڑائی کی صفین آراستہ ہوگئین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ عبیدہ بن حارث۔ اور جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کو مشرکون سے لڑنے کا حکم دیا اور یہ جان نثار دشمنون کے مقابل ہوئے۔ اُس وقت جناب رسول اللہ صلعم پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی محویت اور بیخودی کے عالم مین چادر مبارک دوش سے گر جاتی تھی اور آپ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی بیتاب و بیقرار ہو کر سجدہ مین گر جاتے تھے۔ اور بارگاہ کبریا مین دونون ہاتھ پھیلا کر یہ دعا فرماتے تھے۔

پس آورد روسوے یزدان پاک — بنالید و مالید رو را بخاک

بگفت اے نمایندۂ عدل و داد — فرستندۂ انبیاء بر عباد

تو دانی کہ من رہنمائے قریش — بحکم تو بودم نہ بر رائے خویش

کشیدم بر ایشان بحکم تو تیغ — مکن نصرت خویش از من دریغ

الٰہی گر این چند تن از عباد — کہ کردند امر ترا انقیاد

بحکم تو بستند ہر کس میان — ندیدند بیش و کم دشمنان

بمانند از فتح کوتاہ دست — بیابند از دست دشمن شکست

بروئے زمین تا قیامت دگر — نہ گردد پرستندہ اے دادگر

باین زاری و عجز رنجیدہ بود — کہ خواہش بفرمان حق در ربود

آیات الٰہی خدا نے فرشتون سے مجاہدین کی امداد کی

خدائے پاک نے اپنے حبیب کی دعا قبول فرمائی۔ اور ان چند انصار کی جو جہاد مین مصروف تھے امداد فرمائی یعنی ملائکہ کو بھیجا چنانچہ اپنی امداد اور احسانات کا ذکر امتنانًا اس طرح فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اذ تستغیثون ربکم	یہ وہ وقت تھا کہ تم (مسلمان) اپنے
فاستجاب لکم انی ممدکم	پروردگار کے آگے فریاد کرتے تھے تو اُس نے
بالف من الملئکۃ مردفین	تمھاری سن لی (اور فرمایا) کہ ہم لگاتار
وما جعلہ اللہ الا بشری	ہزار فرشتون سے تمھاری مدد کرین گے۔
ولتطمئن بہ قلوبکم	اور یہ فرشتون کی امداد جو خدا نے کی تو
وما النصر الا من عند اللہ	صرف (تمھارے) خوش کرنے کو (کی) اور
ان اللہ عزیز حکیم ۵	تاکہ تمھارے دل اُس کی وجہ سے مطمئن
اذ یغشیکم النعاس امنۃ	ہو جائین۔ ورنہ فتح تو اللہ ہی کی طرف
منہ وینزل علیکم	سے ہے بیشک اللہ غالب (اور) حکمت
من السماء ماء لیطھرکم	والا ہے اور یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف
بہ ویذھب عنکم	سے (تم مسلمانون کی) تسکین (خاطر) کے لیے۔
رجز الشیطان ولیربط	اونگ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے
علی قلوبکم ویثبت بہ	تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعہ سے
الاقدام ط اذ یوحی ربک	تم کو پاک کرے اور شیطانی گندگی کو تم سے
الی الملئکۃ انی معکم	دُور کر دے اور تاکہ تمھارے دلون کی ڈھارس
فثبتوا الذین اٰمنوا	بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعہ سے (میدان
سالقی فی قلوب الذین کفروا	جنگ مین) تمھارے پاؤن جمائے رکھے۔ (اے پیغمبر)
الرعب فاضربوا فوق	یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتون کو حکم
الاعناق واضربوا منھم	دیرہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہین تو تم مسلمانونکو

Presented by Ziaraat.Com

كل بنان ذلك بانهم
شاقوا الله ورسوله۔ ومن يشاق
الله ورسوله فان الله شديد
العقاب فلم تقتلوهم
ولكن الله قتلهم وما
رميت اذ رميت ولكن الله
رمى وليبلى المومنين منه
بلاءً حسناً ان الله سميع
عليم ذلكم وان الله
موهن كيد الكافرين
ان تستفتحوا فقد جاءكم
الفتح وان تنتهوا فهو
خير لكم وان تعودوا
نعد ولن تغنى عنكم
فئتكم شيئاً ولو كثرت
وان الله مع المومنين
اذ يريكهم الله فى منامك
قليلا ولو اريكهم
كثيرا لفشلتم ولتنازعتم

جائے رکھو ہم عن قریب کافرون کے دلون مین
دہشت ڈالدین گے۔ (اچھا) تو لگے (ان کافرونکی)
گردنون پر اور لگے انکی پور پور پر یہ اس بات کی
سزا ہے کہ اُنھون نے اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت
کی اور جو اللہ اور اُسکے رسُول کی مخالفت کرے گا
تو (اُسکو ایسی ہی سزا ملے گی کیونکہ) اللہ کی مار
بڑی سخت ہے۔ تو (مسلمانون) کافرونکو تم نے قتل
نہین کیا بلکہ اُن کو اللہ نے قتل کیا اور (اے پیغمبر)
جب تم نے تیر چلائے تو تم نے تیر نہین چلائے بلکہ اللہ نے
تیر چلائے (تاکہ کفر کی بنیاد کو ڈگمگا دے) اور تاکہ مسلمانوں
اپنی سرکار سے اچھا انعام (یعنی فتح) عنایت فرمائے
بیشک اللہ (سبکی) سُنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے یہ بات
(اچھی طرح سُن رکھو) اور (جان لو کہ) خدا کو کافرونکی
تدبیرون کا پُورا کرنا منظور ہے (اے اہل مکہ) تم جو
فتح مانگتے تھے (کہ برسر حق ہے اُسکی فتح ہو) تو (لو) فتح
(بھی) تمھارے سامنے آموجود ہوئے اگر (آئندہ کیلیے اسلام
کی مخالفت سے) باز رہو گے تو یہ تمھارے حق مین
بہتر ہوگا اگر تم پھر (اسلام کی مخالفت) کروگے تو
ہم بھی پھر (اہل اسلام کی مدد) کرین گے اور

فی الامر ولکن اللہ	تمہارا جتھا کتنا ہی بہت ہو اور یہ (بھی جانے رہو)
سلّم ط انہ علیم بذات	(اے پیغمبر اُسی وقت کا واقعہ یہ بھی ہے) جبکہ خدا نے
الصدور واذ یریکموھم	تم کو خواب مین کافر تھوڑے (دکھائے اور اگر اُنھین
اذ التقیتم فی اعینکم	تمکو بہت کر دکھاتا تو تم (مسلمان) ضرور ہمت ہار دیتے
قلیلا و یقللکم فی	اور لڑائی کے بارے مین بھی ضرور آپس مین جھگڑنے لگتے
اعینھم لیقضی اللہ امرًا	(کہ لڑین یا نہ لڑین) مگر خدا نے تم کو نامردمی کی رسوائی سے
کان مفعولًا ط والی اللہ	بچایا بیشک وہ (لوگون کے) دلی خیالات تک سے واقف
ترجع الامور یا ایھا الذین	ہے اور (اسی لڑائی مین) جب تم (دونون فریق) ایک
امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا	دوسرے سے بھڑ پڑے کافرون کو تم مسلمانون کی
واذکروا اللہ کثیرًا ط	آنکھون مین تھوڑا کر دکھایا اور کافرونکی آنکھون مین
لعلکم تفلحون واطیعوا	مسلمانو کو تھوڑا کر دکھایا تاکہ خدا کو جو کچھ کرنا منظور تھا
اللہ ورسولہ ولا تنازعوا	(اُس کو) پورا کر دکھائے اور آخر کار سب کامون کا مدار
فتفشلوا وتذھب	اللہ ہی پر جا کر ٹھہرتا ہے۔ مسلمانون جب (کافرونکی کسی
ریحکم واصبروا ان اللہ	فوج سے) تمھاری مڈبھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو
مع الصابرین ○ ولا	اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخر کار) تم فلاح پاؤ
تکونوا کالذین	اور اللہ اور اُسکے رسول کا حکم مانو اور آپس مین جھگڑا نہ کرو
خرجوا من دیارھم	(آپس مین جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دوگے اور تمھاری
بطرًا ورئاء الناس	ہوا اُکھڑ جائیگی اور لڑائی کی تکلیفون پر صبر کرو بیشک اللہ
ویصدون عن سبیل	صبر کرنیوالون کا ساتھی ہے اور اون منافقون جیسے نبو

Presented by Ziaraat.Com

الله والله بما یعملون	جو مال شیخی کے اور لوگون کے دکھانے کیلیے اپنے گھرون سے نکل کر
محیط ۔	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی یہ لوگ کرتے ہین اللہ
(سورۂ انفال)	کے احاطۂ (علم) مین ہے ۔ (در سورۂ انفال)

المختصر اس طرح اللہ جلّ شانہ نے اپنے رسول اور اصحاب مومنین کی امداد فرمائی اور دشمنون کے لشکر کثیر پر فتح دی ۔ مورّخین نے اصحاب مومنین کی شدّت وصلابت کے بارہ مین لکھا ہے کہ

علیؑ بزخم تیغ ولید را از پائے در آورد ۔ وحمزہ بہ شمشیر خونریز عتبہ را بدوزخ فرستاد ۔

وعبیدہ در وادی صفرا بریاض رضوان خرامید وہم در آنجا مدفون شد ۔

اور شرح تجرید علامہ قوشجی کے صـ۳۸۷ مین ہے ۔

جناب امیرؑ نے سردارون اور نصف مشرکین کو قتل کیا ۔

غزوة بدر وهی اول حرب	جنگ بدر پہلی لڑائی ہے جس مین
امتحن بها المومنون لقلتهم	بہ سبب قلت مومنین اور کثرت
وکثرة المشرکین فقتل علیؑ	مشرکین امتحان ہوا ۔ پس علیؑ نے
ولید بن عقبة ثم ربیعة ثم شیبة	ولید بن عقبہ ۔ ربیعہ ۔ شیبہ عاص
ثم العاص ابن سعد بن العاص ثم	بن سعد ۔ حنظلہ بن ابی سفیان ۔
حنظلة بن ابی سفیان ثم علقمه	علقمہ بن عدی اور نوفل بن
بن عدی ثم نوفل بن خویلد ولم یزل	خویلد کو قتل کیا اور برابر لڑتے
یقاتل حتی قتل النصف من المشرکین	رہے یہانتک کہ نصف مشرکین
والباقی من المسلمین وثلاثة الاف	کو قتل کیا اور باقی دیگر مسلمانون
من الملئکة المسومین قتل النصف	نے اور تین ہزار ملائکہ نشان دار
الاخر ومع ذلك کانت الرایة	نے قتل کیے با این ہمہ علم رسالت

Presented by Ziaraat.Com

فی یدعلی۔ حضرت علیؑ کے ہاتھ مین

تھا۔

علامہ زمخشری نے روایت کی ہے کہ :۔

جنگ بدر مین جب حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و عبیدہؓ ۔ جہاد مین عتبہ اور شیبہ اور ولید سے مقابلہ کے لیے آئے اور تینون کو واصل جہنم کر کے واپس آئے اُسوقت یہ آیت نازل ہوئی ۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز۔

یعنی خدا نے حکم قطعی دیدیا ہے کہ مین اور میرے پیغمبرؐ ضرور غالب ہین گے بلاشبہ خدا زبردست اور غالب ہے (تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۱۷۲ مطبوعہ مصر)

مؤرخین نے دست ید اللہ سے چالیس کفار کا قتل ہونا لکھا ہے ان مین سے بعض وہ اعدائے خدا اور رسولؐ تھے کہ اِن کے قتل ہونے پر حضرت صلعم نے سجدۂ شکر ادا کیا جیسا کہ مورخ لکھتا ہے۔

چون علیؑ بہ مجلس نبوی رسید آنحضرت فرمود کہ ہیچکس از احوال نوفل بن خویلد خبرے دارد۔ مرتضیٰ جواب داد۔ کہ من او را کشتم۔ حضرت رسول خدا تکبیر گفت۔ فرمود الحمد للہ الذی اجاب دعوتی (شکر خدا کہ میری دُعا قبول ہوئی)

حضرت سواد بن غزیہ کی شہادت

القصہ منجملہ اصحاب بدر چند ہی مقدس نفوس نکلے جنھون نے مشرکین و کفار کو قتل کیا اور بعض ان مین سے اپنی جانین بھی نثار کر گئے ۔ از آنجملہ سواد بن غزیہ تھے جن کا حال یہ لکھا ہے کہ جب میدان بدر مین فریقین نے اپنے لشکر کی صف بندی کی تو لشکر اسلام کی صف بندی جناب رسول اللہ صلعم نے بہ نفس نفیس کی آپ کے دست مبارک مین ایک تیر تھا حضرت نے

سواد بن غزیہ کے سینہ پر جو صف سے آگے ہوئے تھے تیر سے اشارہ کرکے فرمایا کہ صف کے برابر ہو انھون نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے مجھے سخت صدمہ پہونچایا اُس کا قصاص آپ سے چاہتا ہون حضرت نے سینۂ مبارک کھول دیا اور فرمایا کہ قصاص لو۔ اِس پر سواد نے دوڑکر سینہ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا یہ کیا۔ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری موت کا وقت اب آگیا ہے۔

مین لڑائی مین ضرور مارا جاؤن گا اس لیے مین نے چاہا کہ آپ کے سینۂ مبارک کو بوسہ کرکے داخل جنت ہون حضرت نے اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائی آخر کار ایسا ہی ہوا کہ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن　　خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

یہ ہین مہاجرین جنھون نے خدا و رسول کے عشق مین اپنے وطن اور کُنبے قبیلے کو چھوڑا۔ انھین سچے ایمان والون سے ارشاد فرماتا ہے کہ۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ　　اللہ اُن سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے

اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ　　راضی ہوئے وہ لوگ اللہ کے گروہ ہین اور آگاہ

ھم المفلحون　　ہو جو لوگ خدا کے گروہ سے ہین وہی فائز المرام ہین۔

اب غور فرمائیے کہ جن اصحاب کے جنگ سے ڈرنے پر آیات قرآنی اس وضاحت سے (گویا موت کی طرف ڈھکیلے جا رہے ہین۔ اور موت کو آنکھون سے دیکھ رہے ہین) شہادت دین جن کے بارہ مین خدائے پاک "ان فریقاً من المومنین لکارھون" فرمائے جو قاتلوا وقتلوا سے آپکو بچائین۔ جن کی طمع و حرص کا یہ عالم ہو کہ رسول اللہ کو مشورہ دین (یا رسول اللہ بگیر کاروان را و بگذار قتال را) اور جو جان نثار ایسے مشورے دین۔ کہ۔ رسول اللہ صلعم اِن کی طرف سے

Presented by Ziaraat.Com

منہ پھیر لین اور رخسار مبارک غصہ سے سرخ ہو جائے جن کے حق مین خدائے پاک یہ ارشاد فرمائے۔

ولا تکونوا کالذین	اور ان منافقون جیسے نہ ہو جو مارے شیخی کے
خرجوا من دیارھم بطرا و ریاء	اور لوگون کو دکھانے کے لیے اپنے گھرون سے نکل کھڑے
الناس ویصدون عن سبیل اللہ	ہوئے اور خدا کی راہ سے روکتے ہین اور جو کچھ بھی
واللہ بما یعملون محیط ۵	یہ لوگ کرتے ہین وہ اللہ کے احاطۂ علم مین ہے۔

شاہد ہو۔ محبان صحابہ آیۂ کریمہ" فالذین ھاجروا واخرجوا الخ" ان کے حق مین تبائین اور خدا کی طرف سے اُن کو اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم کا نغمہ دین یعنی جو چاہو کرو خدا تم کو بخش چکا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

غزوۂ اُحد

رسول اللہ صلعم کا ابوسفیان کی چڑھائی کی خبر سنکر مدینہ سے نکلنا اور اصحاب مین سے تین سو اشخاص کا اثنائے راہ سے پلٹ جانا اور اُنکے بارے مین آیۂ کریمہ نازل ہونا۔

کتب سیر و تواریخ مین ہے کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیگئی کہ ابوسفیان تین ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور عورات کے ساتھ مدینہ سے باہر دو کوس کے فاصلہ پر دامن کوہ اُحد مین خیمہ زن ہے۔ تو آپ نے اصحاب سے جنگ کے بارہ مین مشورہ کیا۔ اُنھون نے رائے دی کہ شہر مدینہ ہی مین لڑنا چاہیے۔

مگر حسب رائے سعد بن معاذ بیرون شہر جنگ قرار پائی۔ جناب رسول خدا صلعم ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے نکلے لیکن۔ اثنائے راہ سے تین سو اصحاب مدینہ پلٹ آئے۔ اور رسول اللہ کے ساتھ صرف سات سو صحابہ رہگئے بلکہ ان اصحاب نے انصار عرب کے دو مشہور قبائل بنو سلمہ اور بنو حارثہ کو بھی بہکا کر اپنے ساتھ واپس لانا چاہا تھا۔ اور یہی ان کے

Presented by Ziaraat.Com

بھگانے پر آمادہ ہو چلے تھے مگر توفیق الٰہی شامل حال ہوئی۔ لہذا واپس نہوئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ انفال مین جنگ اُحد کا مفصل ذکر فرمایا ہے اس مین ان قبائل کے بارہ مین یہ فرمایا ہے۔

اذھمّت طائفتٰن منکم	(یہ اُسی وقت کا واقعہ ہے) جبکہ تم مین
ان تفشلا واللہ ولیّھما	سے دو گروہون نے ہمت ہار دینی چاہی مگر
وعلی اللہ فلیتوکل	(سنبھل گئے کیونکہ) اللہ انکی مدد پر تھا اور مسلمانونکو
المومنون ہ	چاہیے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھین۔

بغرض انکشاف حالات تاریخ روضۃ الصفا سے جنگ اُحد کا اقتباس درج ذیل ہے۔

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا۔

حضرت مقدس نبوی عزم کرد کہ از مدینہ بیرون	جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ مدینہ سے
آمدہ با کافران ومشرکان قتال نماید آنگاہ	باہر مشرکین سے جدال وقتال کرین علم فوج
سہ تیر طلب داشتہ لوائے مہاجر را کہ	مہاجرین جو مخصوص آنحضرت کے لیے تھا
بآنحضرت اختصاص داشت بعلی ابن	حضرت علی کو دیا جسوقت مشرکین نے
ابیطالبؑ تفویض فرمود ہرگاہ کہ مشرکان	لشکر اسلام پر تیرون کی بوچھار کی طلحہ جو
لشکر اسلام را تیر باران کردند۔ طلحہ بن طلحہ	لشکر کا علمدار تھا بڑی شوکت سے میدان
کہ علمدار کفار بود پائے جلادت در میدان	جنگ مین آیا اور لشکر اسلام سے لڑنیوالا
مبارزت نہادہ از مسلمانان مبارز خواست	طلب کیا یہ سنکر شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ
شیر بیشۂ ہیجا علی مرتضیٰؑ کہ از بیم تیغ خون	نے جن کی تیغ خون ریز کی دہشت سے
زیرش شیر فلک بیک جا آرام وقرار	شیر فلک کو صبر وقرار نہ تھا۔
نداشتے واین بیت فردوسی وصف حال وست	

Presented by Ziaraat.Com

بہ تن زندہ پیل و بجان جبرئیل | بکف ابر بہمن بدل رود نیل

مثل سیل بہارے کہ از فراز عزم نشیب کند | مثل اُس سیل کے جو ایک بلندی سے نشیب کی طرف

روئے بدو نہاد و بیک ضرب کہ بر سرش زد طلحہ | گرتا ہے طلحہ کی طرف رُخ کیا اور ایک ہاتھ تلوار کا

از پائے در آمد و علیؑ مرتضی بازگشتہ در صف خویش | اُسکے سر پر ایسا لگایا کہ طلحہ زمین پر گر کر ہلاک

بہ ایستادہ چون عبیدہ رو بانہزام نہاد۔ | ہو گیا۔ اور علیؑ مرتضیٰ اپنی صف مین آ کر

صحابہ کرام بہ اخذ غنیمت مشغول شدند | کھڑے ہو گئے۔ جب عبیدہ نے ہزیمت پائی

و یاران عبداللہ بن جبیر بجہت جمع غنائم | صحابہ کرام مال غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو گئے

روئے بہ لشکرگاہ نہادند ہر چند عبداللہ | ہر چند عبداللہ نے اُن کو نصیحت

ایشان را نصیحت کرد وصیت پیغمبر بہ یاد | کی اور احکام رسولؐ یاد دلائے مگر کچھ اثر

ایشان آورد مفید نیفتاد و با عبداللہ | نہوا۔ آخر عبداللہ کے ساتھ پانچ چھ اشخاص

پنج شش کس بیش نماند۔ خالد بن ولید | سے زیادہ نرہے۔ خالد بن ولید

با دیگر مشرکان بر عبداللہ تاختہ او را با | نے دیگر مشرکون کے ساتھ عبداللہ پر

یارانش شہید ساخت۔ منقول است از | حملہ کیا اور اُسکو اور اُس کے ہمراہون کو

وحشی کہ گفت در روز اُحد چون آتش | شہید کیا۔ وحشی سے روایت ہے کہ

حرب بالا گرفت در میدان علیؑ را دیدم | اُحد کے دن جب آتش حرب بھڑکی

کہ ناگاہ پیدا شد چون در حال او تامل | تو مین نے علیؑ کو میدان حرب مین

کردم دانستم کہ در حرب مہارت تمام | دیکھا کہ فن جنگ سے بہت ماہر ہین۔

دارد و درین اثنا حمزہؓ را دیدم کہ مانند | اِسی اثنا مین حمزہؓ کو دیکھا کہ میدان مین

شیر مست بمیدان آمد و صفوف مشرکان را | مثل شیر مست کے مشرکون کی صفین

Presented by Ziaraat.Com

برہم زدہ متفرق ساخت من در پس سنگے — درہم و برہم کر رہے ہین۔ مین ایک پتھر

کمین کردم تا حمزہ نزدیک آمد حربہ بجانب — کی آڑ مین چھپ رہا۔ جب حمزہؓ میرے قریب

او انداختم۔ اتفاقاً بتاخت اُو آمدہ از — آئے تو مین نے اُن پر ایک حربہ چلایا جو

پُشتش سر بدر آورد و حمزہ متوجہ بمن شدہ — اُن کے ناف پر لگ کر پیٹھ کے باہر نکل آیا

روے بگریز آوردم و او بیفتاد و انستم — حمزہ نے میری طرف رُخ کیا۔ مین بھاگا اور

کہ مُہم حمزہ با تمام رسید لاجرم چندان — حمزہؓ میرے حملہ سے جان بر نہو سکے۔ مین نے

صبر کردم کہ مردم از وُے دور شدند — اُس وقت تک صبر کیا کہ لوگ ہٹ جائین

انگہ رفتم و حربہ خود برداشتہ و شکم حمزہ را — مین ٹھیرا رہا۔ پھر اُن کی نعش پر گیا اور

شکافتہ جگر او را بیرون آوردہ نزد ہندہ — اپنا حربہ لیکر اُن کا پیٹ چیرا اور جگر نکالکر

مادر معاویہ بردہ گفتم این جگر قاتل — ہندہ مادر معاویہ کے پاس لے گیا اور کہا

پدر تست ہندہ آنرا در دہن گذاشتہ — یہ جگر تیرے باپ کے قاتل کا ہے ہندہ

خواہد کہ بخاید چون نتوانست فرو بینداخت — نے اُسکو مُنہ مین رکھکر چبانا چاہا مگر

دزیورے کہ با خود داشت بمن داد چون — چاب نہ سکی۔ ہندہ نے بطور انعام مجھکو

ہندہ را بسر حمزہ بردم گوش و بینی او را — اپنا زیور دیا جب مین ہندہ کو حمزہؓ کی

قطع کردہ با خود بمکہ برد۔ گویند چون سائر — نعش پر لایا اُس نے نعش کے ناک کان

مسلمانان بہ مجمع غنیمت متوجہ شدند اندر آن — قطع کیئے اور مکہ لے گئے۔ غرض جب تمام

زمان اضطراب در میان لشکر اسلام — اصحاب مال غنیمت کے لوٹنے مین مشغول ہو گئے

پیدا شد حضرت مقدس نبوی قدم — اُسوقت بڑا اضطراب لشکر اسلام مین پڑ گیا

ثبات فشردہ رُو از معرکہ بر نتافت — رسول اللہ صلعم نے معرکہ سے قدم نہ سرکایا اور صرف

Presented by Ziaraat.Com

چہاردہ کس از اصحاب نزد آنحضرتؐ ماندند
چودہ اصحاب آپ کے پاس تھے۔ ایسے

در آن وقت ہولناک خالد بن ولید از
ہولناک وقت مین خالد بن ولید کمین گاہ

کمین گاہ بیرون آمدہ نزدیک لشکر اسلام
سے نکل کر لشکر اسلام کے نزدیک آیا اور

رسید بانگ بر سر مشرکان زد کہ بگیرانند
مشرکون کو ندا دی کہ محمدؐ کو پکڑو کفار نیزہ

این شخص را کفار با تیر و نیزہ و شمشیر آہنگ
و تلوار و تیر سے کر آنحضرت صلعم پر حملہ آور

جنگ کردند و اصحاب روئے بگریز نہادند
ہوئے اس ہل چل مین وہ اصحاب بھی

و چہار کس از مشرکان باہم عہد بستند کہ
حضرت کو چھوڑ کر بھاگ گیے اب لشکر مشرکین

حضرت ختمی پناہ بہ قتل رسانند۔ عبد اللہ
سے چار شخص نے حضرت صلعم کو قتل کرنے کا

بن قمیہ۔ و عتبہ بن ابی وقاص۔ و عبد اللہ
عہد کیا۔ عبد اللہ بن قمیہ عتبہ بن

و ابی بن خلیف چند ان سنگ بر آن حضرت
ابی وقاص و عبد اللہ بن خلیف و عتبہ

انداخت کہ رخسار مبارکش مجروح گشت
نے آنحضرتؐ پر ایسی سنگباری کی

و خون از ناصیہ فرخندہ اش روان شد
کہ رخسار مبارک مجروح ہوگئے اور

بحدیکہ بر محاسن و دیدان گرفت و حضرت
چہرہ و ریش خون سے تر ہوگئی

رسولؐ بہ ردائے اطہر پاک می کرد۔
آنحضرت صلعم اُس خون کو

آنگاہ شیطان بصورت جعل بن سراقہ
چادر مبارک سے پونچھتے تھے۔

متمثل شدہ سہ بار در میان معرکہ فریاد
اُس وقت شیطان نے جعل بن

کرد۔ الا ان محمدا قد قتل یعنی
سراقہ کے ہم شکل ہو کر تین بار

محمدؐ کشتہ شد۔
ندا دی کہ محمدؐ قتل ہوگئے۔

از امیر المؤمنین منقولست کہ فرمود
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

چون مُشرکان بر اہل اسلام غلبہ کردند
ہرچند نظر کردم رسولؐ را ندیدم با خود
گفتم او از ان نیست کہ از صف کارزار
فرار نماید و در میان کشتگان نیست غالباً
حضرت عزّ و جل بواسطہ افعال ناشائستہ
ما غضب فرمودہ حبیب خود را بر آسمان
برد ہیچ بہ از ان نیست کہ با مُخالفان
مقاتلہ کنم تا کشتہ شوم شمشیر برکشیدم و بر
مُخالفان حملہ کردم و ایشان را متفرق ساختہ
رسولؐ را در میان کشتگان دیدم در
گوئے افتادہ دانستم کہ خدائے تعالیٰ
اورا اضمانت نمودہ گویند کہ چون عتبہ
و اصنام از کمین گاہ بیرون آمدند و
بر سر اہل اسلام ریختند و از شدت آن
واقعہ مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت
رسولؐ در غضب شد و ہرگاہ کہ بغضب
رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند
خوش تاب فرود دیدے در آن حال
نظر کردے کہ علیؑ مرتضیٰ را در پہلوئے

جب مشرکین نے لشکر اسلام پر حملہ کیا
اس وقت مین نے ہر طرف نظر کی مگر
رسولؐ اللہ کو نہ دیکھا مین نے خیال کیا یہ تو ممکن
ہے نہین کہ رسولؐ اللہ صف آعدا سے قدم
مبارک سر کا نین اور کشتگان مین بھی نظر نہین آتے
پس خدا نے اپنے حبیب کو ہمارے افعال
ناشائستہ کیوجہ سے اپنے پاس بُلا لیا پس بہتر ہے
کہ مین بھی مشرکین سے اِتنا لڑون کہ رسول اللہ
سے جا ملون یہ خیال کرکے تلوار کھینچکر
مخالفین پر حملہ آور ہوئے اور اُن کو متفرق
کردیا اور رسولؐ اللہ کو درمیان کشتگان
کے دیکھا کہ حضرتؐ ایک گڑھے مین پڑے ہوئے
ہین مین سمجھا کہ خدائے پاک نے آپکو بچا لیا۔
روایت ہے، کہ جب دشمنون نے کمین گاہ سے
نکل کر لشکر اسلام پر دھاوا کیا اور مسلمان فرار
ہوگئے رسولؐ اللہ کو اس قدر غیظ آیا کہ
پیشانی مبارک عرق سے درفشان
ہوگئی۔ اس حالت مین آپ نے
حضرت علیؑ کو اپنے پہلو کے برابر

خویش ایستادہ دید فرمود کہ اے علیؑ
چونست کہ بدیگران نہ پیوستی قدوۂ اولیاء
جواب داد کہ۔

لاکفر بعد الایمان

روایتے آمدہ کہ چون رسولؐ چشم باز
کرد از علیؑ پرسید کہ مردم چہ ساختند گفت
کہ نقض عہد نمودہ فرار کردند واز صف
قتال رد گردان شدند ترا تنہا گذاشتند
رسولؐ علیہ التحیۃ والثنا فرمود کہ ہم
جمعے کہ قصد من دارند کفایت کن
حیدر کرارؑ بزخم شمشیر آبدار فوج فوج
مشرکان را کہ مثل ثریا مجتمع بودند چون
بنات النعش پراگندہ ومتفرق ساخت
گروہے کہ آہنگ مصطفےؐ کردند جناب
ولایت مآب باشارت آن سرورؐ ایشان را
نیز منہزم ساخت درین حالت جبرئیلؑ
بارسولؐ گفت کہ این کمال مواسات
وجوانمردی است کہ علیؑ بدان قیام
نمود کہ رسول خدا فرمود ھو منی وانا منہ

کھڑا دیکھا۔ اور حضرت علیؑ سے فرمایا
کیا سبب ہے جو تم اپنے بھائیون سے نہ ملے
پیشوائے اولیاء نے جواب دیا کہ ایمان لانیکے
بعد مین کفر اختیار نہین کرسکتا۔
اور ایک روایت مین ہے کہ جب
رسولؐ اللہ کی آنکھ کھلی تو حضرتؑ نے علیؑ
سے پوچھا کہ اصحاب کدھر گئے آپ نے
کہا بدعہدی کرکے فرار ہوگئے آپکو تنہا
چھوڑ گئے دشمنون مین۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا
جو دشمن مجھے گھیرے ہوے ہین اُنکو ہٹادو
حیدر کرارؑ نے شمشیر آبدار سے مشرکین کی فوج کو
جو مثل عقد ثریا جمع تھے مانند بنات النعش
کے متفرق وپریشان کردیا ایک دوسرے گروہ
نے پھر حضرت رسولؐ اللہ پر حملہ کیا حضرت علیؑ نے
اُن کو بھی بھگا دیا۔ اس حالت مین جبرئیلؑ
نے عرض کی یہ کمال مواسات اور جوانمردی
سے ہے کہ علیؑ ثابت قدم رہے۔
رسولؐ اللہ نے فرمایا علی مجھ سے ہے
اور مین علیؑ سے ہون۔

Presented by Ziaraat.Com

بدرستیکہ او از من ست و من از وجبرئیل فرمود
کہ انا منکما یعنی من از شما ہر دو ہستم درین
عرصہ طائفہ دیگر آہنگ رسولؐ کردند
علیؑ باشارت مصطفیؐ متوجہ آن فرقہ شدہ
عمر بن عبداللہ جمحی را بدوزخ فرستاد سائر
کفار از شمشیر آبدار حیدر کرار روگردان
شدند باز مرۂ دیگر برخاستند علیؑ حملہ
بر آن جماعت آورد و بشیر بن مالک
عامری را از پلے در آورد باقی قوم
روبگریز نہادند۔ و دیگر کس جرأت نہ نمود۔
گویند کہ در حین کارزار شمشیر آبدار امیرالمومنینؑ
بشکست و علیؑ نزد پیغمبرؐ آمدہ صورت
حال معروض داشت حضرت ذوالفقار
بادا رزانی فرمود چون علیؑ بدفع مشرکان
مشغول شدند۔ رسولؐ فرمود اے علی
میشنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر
آسمان می گوید۔ کہ

لا فتیٰ الا علیؑ
لا سیف الا ذوالفقار

جبرئیل نے کہا کہ مین آپ دونون سے
ہون۔ اس عرصہ مین ایک طائفہ نے
رسولؐ اللہ پر حملہ کیا۔ حضرت علیؑ نے
رسولؐ اللہ کے اشارہ سے اس پر حملہ
کرکے عبداللہ جمحی کو داخل جہنم کیا اس کے بعد
بھی دوسرا گروہ حملہ آور ہوا علیؑ نے
حملہ کرکے بشیر بن مالک عامری کو مارا
اور باقی بھاگ گیے۔

پھر کسی شخص کو حملہ کرنے کی جرأت نہوئی
مرقوم ہے کہ اس گھمسان لڑائی مین
حضرت علیؑ کی تلوار ٹوٹ گئی حضرت
علیؑ نے صورت حال۔ رسولؐ اللہ سے
عرض کی حضرت صلعم نے اپنی ذوالفقار
عطا فرمائی۔ جبکہ حضرت علیؑ مشرکین کے
ہٹانے مین مصروف تھے رسولؐ اللہ نے
فرمایا اے علیؑ کچھ سنتے ہو کہ آسمان پر ملک
رضوان تمھاری مدح و ثنا مین اس طرح رطب اللسان ہے کہ
"لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار"

علیؑ گویند من از غایت مسرت و خوشدلی
کمر بستہ شکر نعمت بجا آوردم۔ و بعض
روایات بصحت آمدہ کہ بن مرہب
از عبداللہ مسعود پرسید کہ شنیدہ ام
کہ در روز اُحد غیر از علیؑ ابو دجانہ
و سہیل بن حنیف نزد رسول اللہ
ہیچ کس دیگرے نماند آیا این خبر
واقعی ست جواب داد کہ نخست کہ
مسلمانان رو بانہزام نہادند نزد
آنحضرت بغیر از علیؑ ہیچ کس نماند
و بعد از ساعتے عاصم بن ثابت و ابو دجانہ
و سہیل بن حنیف و طلحہ بن عبد اللہ
آمدند۔ و در خدمت خیر البشر کمر بستند
پرسیدم کہ ابو بکر و عمر۔ کجا بودند
گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند
و از حال عثمان رضی اللہ عنہ استفسار
نمودم گفت او نیز بطرف رفتہ بود۔
روز سوم از جنگ بخدمت آن
سرور فائز شد۔ رسول اللہ فرمود

یعنی بجز علیؑ کوئی پہلوان اور کوئی تلوار بجز
ذوالفقار کے نہین ہے یہ سُنکر حضرت علیؑ سجدۂ
شکر بجالائے۔ مرقوم ہے کسی نے عبداللہ بن مسعود
سے پوچھا کہ مین سنتا ہون کہ اُحد کے دن رسول اللہ
صلعم کے پاس بجز حضرت علیؑ اور ابو دجانہ اور
سُہیل بن حنیف کے اور کوئی رسول اللہ کے پاس
نہ تھا آیا یہ خبر صحیح ہے اُنھون نے جواب دیا کہ
جب حملۂ اوّل مین مسلمان رسول اللہؐ کو تنہا
چھوڑ کر بھاگ گئے تو اُس وقت حضرت
کے پاس سوائے علیؑ کے اور کوئی
نہ ٹھہرا ایک ساعت کے بعد عاصم بن ثابت
اور ابو دجانہ و سہیل بن حنیف و طلحہ بن عبد اللہ
حاضر خدمت رسول اللہؐ ہوئے۔
پھر مین نے پوچھا کہ ابو بکر و عمر
کہان تھے اُس نے کہا کہ وہ بھی
ایک طرف چلے گئے تھے۔ عثمان کا
حال پوچھا تو کہا وہ بھی چل دیئے تھے
جنگ کے تیسرے روز آنحضرت کے پاس
آئے رسول اللہؐ نے فرمایا

کہ درین واقعہ بعریش رفتی۔	کہ تم عریش پر چلے گئے تھے۔
حافظ ابو محمد غیاث الدین۔ در کتاب	حافظ ابو محمدؒ غیاث الدین نے کتاب
مقارب النبوۃ۔ روایت کردند کہ از علیؑ	مقارب النبوۃ مین روایت کی ہے راوی
شنیدہ ام کہ می گفت در روز اُحد شانزدہ	کہتا ہے مین نے حضرت علیؑ سے سنا تھا کہ
ضربت بمن رسید کہ دو چار بار از آنہا	اُحد کیدن مجھے سولہ (۱۶) زخم کاری لگے جن کے
بر زمین اُفتادم ہر بار کہ می افتادم مردے	صدمہ سے مین دو چار بار زمین پر گرا۔ اور
خوبروئے بازو مرا گرفتہ بر پائے میگردد	جب مین گرتا تھا تو ایک شخص خوش رو میرا
و می گفت متوجہ کافران شو کہ تو در	بازو پکڑ کر مجھے کھڑا کر دیتا تھا اور کہتا تھا کہ
طاعت خدا و رسولؐ ہستی و ہر دو از تو	اپنے کام مین مصروف رہو اس وقت تم اطاعت
راضی اند بعد از فراغ جنگ بغرض	خدا و رسول کر رہے ہو۔ اور خدا و رسولؐ تم سے
حضرت مقدس نبویؐ رسانیدم آن	راضی ہین بعد جنگ کے مین نے رسول اللہ صلعم سے
سرور فرمود اے علیؑ خدائے تعالیٰ چشم ترا	اسکا ذکر کیا آپ نے فرمایا اے علیؑ خدا تمھاری آنکھ
روشن کند کہ آن جبرئیلؑ بود۔	روشن رکھے وہ جبرئیلؑ تھے۔

رسول اللہ کا پچاس جوانونکو گھاٹی پر مقرر فرمانا انکا اور دیگر اصحابکا مال غنیمت دیکھکر جنگ چھوڑکر مال غنیمت کے لیئے جانا۔ انکے فرار کے بارے مین آیہ کریمہ نازل ہونا۔

اگرچہ برادران اہلسنت عام طور پر مہاجرین و انصار کو "اشداء علی الکفار" اور جان نثار رسولؐ بہت شد و مد سے بتاتے ہین۔ لیکن جب اُن کے حقیقی حالات کی تحقیق کی جاتی ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اِن مین فوج کی فوج اور گروہ کے گروہ منافق تھے۔ چنانچہ اسی جنگ مین ان کا نفاق کھل گیا کہ جب جناب رسول خدا صلعم مدینہ سے ایکہزار اصحاب کے ساتھ جنگ کو نکلے تو اِن مین سے تین سو جان نثار تو اثناء راہ ہی سے پلٹ گئے رہے سات سو اُن کی جان نثاری کا حال یہ لکھا ہے کہ جب لڑائی آغاز ہوئی تو جناب رسولؐ خدا صلعم نے

اِن مین سے عبداللہ ابن جبیر کو پچاس جوانون کا افسر کرکے ایک گھاٹی پر متعین فرمایا اور سخت تاکید فرمائی کہ فتح ہونے پر بھی تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ لیکن جب اللہ جلشانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے سپاہ لشکر اسلام کو کفار پر غالب کردیا اور فتح نمایان ہونے لگی اور ان اصحاب کو غنیمت نظر پڑی تو اپنی جگہ چھوڑ کر غنیمت لُوٹ نے کو چلے آئے۔

اِسی طرح جو اصحاب رزمگاہ مین تھے ان مین سے بھی بہت سے اصحاب جنگ چھوڑ کر غنیمت کی طرف جُھک پڑے۔ چنانچہ اللہ تبارک تعالیٰ خود اِن اصحاب سے فرماتا ہے۔

"اے مسلمانو جبتک تم لڑتے رہے تو تمھاری ہی جیت رہی لیکن جب تم جنگ چھوڑ کر غنیمت لُوٹ نے مین لگ گئے تو تم کو شکست ہوئی اور ہم نے آزمالیا کہ تم لوگون مین کون طالب دنیا ہے اور کون طالب آخرت؟" دیکھو آیہ وافی ہدایہ۔

ولقد صدقکم اللہ	جس وقت تم کافرون کو خدا کے حکم سے
وعدہ اذ تحسونھم باذنہ	تہ تیغ کر رہے تھے (اسوقت) خدا نے تم کو اپنا
اذا فشلتم وتنازعتم	وعدہ (فتح) سچا کر دکھایا یہانتک کہ تم کو
فی الامر وعصیتم من	تمھاری خاطر خواہ جیت دکھادی اس کے بعد
بعد ما اریکم ما تحبون	تم (مال غنیمت دیکھکر لڑائی) سے بددل ہوگئے
منکم من یرید الدنیا	اور تم نے آپس مین جھگڑا کیا اور (رسول)
ومنکم من یرید	کی نافرمانی کی بعض تو تم مین سے دُنیا کے پیچھے
الآخرۃ ثم صرفکم	پڑ گئے اور بعض آخرت کی فکر مین۔ پھر خدا نے
عنھم لیبتلیکم	تم کو دشمنون کی طرف سے پھیر دیا اور تم بھاگ کھڑے
ولقد عفا عنکم	ہوئے اس سے خدا کو تمھارا (ایمان واخلاص) آزمانا

Presented by Ziaraat.Com

واللہ ذو فضل علی المومنین ۵ منظور تھا پھر بھی) خدا نے تم سے درگذر کی اور مسلمانوں پر خدا کا (بڑا) کرم ہے۔

اس آیۂ وافی ہدایہ کی مفسرین اہل سنت نے یہ تفسیر کی ہے۔

یعنی اول غلبہ مسلمانون کو تھا کہ کافرون کو مارتے تھے اور وہ بھاگتے تھے اور آثار فتح نظر آتے تھے کسی کو تو خوشی مال کی تھی اور کسی کو غلبہ اسلام کی۔ لیکن جب مسلمانون سے پیغمبر خدا کی بے حکمی ہوئی تب مقدمہ اُلٹا ہوگیا وہ بے حکمی یہ تھی کہ حضرت نے پچاس آدمی تیر انداز پہاڑ کی راہ پر نگہبانی کو کھڑے کیئے تھے باقی لشکر لڑنے لگا۔ جب ان تیر اندازون نے فتح اور غلبہ دیکھا اُس جگہ سے چلے آئے کہ غنیمت لین بعضون نے منع کیا نہ مانا۔ وہان دس آدمی رہ گیے اس طرف سے کافرون کی قوم آپڑی حضرت مسلمانون کو پیچھے سے پکارتے تھے کہ میری طرف آؤ۔ مگر غنیمت جو نظر آئی لوگ حضرت کے پکارنے پر نہ پھرے۔

بقول مفسرین صرف دس اصحاب آنحضرتؐ کے پاس رہ گئے تھے آپ اصحاب مفرورین کو پکارتے تھے مگر وہ پلٹ کر بھی نہ دیکھتے تھے

مفسرین نے صحابہ کو الزام سے بچانے کے لیئے یہ تفسیر کی ہے جس سے بادی النظر مین معلوم ہوتا ہے کہ جو اصحاب مورچے پر متعین تھے وہ چلے آئے اور جو اصحاب لڑائی مین مصروف تھے وہ بدستور لڑتے رہے حالانکہ ایسا نہین ہے۔ بلکہ پہلے وہی اصحاب جو مصروف جہاد تھے وہ غنیمت کی طرف جھک پڑے۔ اِن کو دیکھکر مورچے والون نے بھی اپنی جگہ چھوڑ دی۔ اس کی تصریح آگے ہوگی۔

دشمنون کا آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑنا۔

غرض۔ جب یہ انصار شہید ہوگیے تو جناب رسول خدا صلعم رزمگاہ مین رہے۔ اگرچہ اس وقت آپ کے پاس چودہ اصحاب تھے مگر جب خالد بن ولید کمین گاہ سے نکلکر حضرت کے قریب پہونچا اور اپنے لوگون سے کہا کہ محمدؐ کو پکڑ لو۔ کفار نیزے اور تلوارین لے کر آنحضرتؐ پر ٹوٹ پڑے اس نازک وقت مین چودہ اصحاب بھی فرار ہوگیے۔ اب حضرت صلعم تنہا رہ گیے

دشمنون نے آپ پر پتھر اور تیر پھینکے رُخسار اور پیشانی مبارک زخمی ہو گئی۔ اور دندان مبارک شہید ہو گئے آپ غش ہو کر ایک گڑھے مین گر گئے۔ ایسے نازک وقت مین ایمان اور محبت رسولؐ کا مقتضا یہ تھا کہ اصحاب جان نثار حضرت صلعم کے سینہ سپر ہوتے اور اپنی جان کی پروا نہ کرتے۔ اس لیئے کہ یہ امر آیت و حدیث سے ثابت ہے کہ کوئی شخص مومن نہین ہو سکتا جب تک اپنی جان و مال اور آل و اولاد سے زیادہ رسولخدا صلعم کی جان کو عزیز نہ رکھے جیسا کہ خدائے عزوجل فرماتا ہے۔

کوئی مومن نہین ہو سکتا جب تک کہ اپنی جان سے زیادہ رسول اللہ کی جانکو نہ سمجھے۔

النبی اولی بالمؤمنین — یعنی مومن تو وہی لوگ ہین جو نبیؐ کی جان
من انفسہم — اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین۔

اور تفسیر ابن کثیر مین اس آیت کے تحت مین چند احادیث لکھی ہوئی ہین از انجملہ یہ ہے۔

فی الصحیح والذی نفسی — صحیح مین ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا جسکے ہاتھ
بیدہ لا یومن احدکم حتی اکون — مین میری جان ہے اُسکی قسم کہ تم مین سے کوئی ایمان نہین
احب الیہ من نفسہ و مالہ و ولدہ — لا سکتا جب تک کہ مین اُسکے نزدیک اس کے نفس سے اور
والناس اجمعین۔ — اسکے مال اور اولاد اور سب لوگون سے عزیز ہون۔

لیکن ان جان نثارون کا حال اس کے برعکس تھا کہ وہ اپنی ہی جان کی خیر مناتے تھے۔

اور حضرت عمر نے تو خود رسولؐ اللہ سے کہا۔

قال عمر واللہ لانت یا — عمر نے کہا یا رسول اللہ قسم بخدا مین بجز اپنی
رسول اللہ احب الی من کل شیء — جان کے آپکو ہر شے سے زیادہ محبوب رکھتا ہون۔
الا نفسی — دیکھو جلد اوّل صـ ۴۹۵۔

یہی وجہ ہے کہ ایسے نازک وقت مین رسول اللہ صلعم کو دشمنون کے نرغہ مین تنہا چھوڑ کر

Presented by Ziaraat.Com

آیہ کریمہ کہ اصحاب بدحواس ہو کر بھاگے

اپنی اپنی جانین بچا لیگئے اور ایسے بدحواس ہو کر فرار ہوئے کہ باوجودیکہ خود رسول اللہ ان کو عباد اللہ فانی رسول اللہ فرما کر بلا رہے تھے۔ مگر انھون نے مڑ کر بھی نہ دیکھا جس پر آیۂ کریمہ۔

اذ تصعدون ولا تلوون	(اسوقت کو یاد کرو) جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے باوجودیکہ رسولؐ تمھارے پیچھے (کھڑے)
فی اخریٰکم فاثابکم	تم کو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑ کر کسی کو نہین دیکھتے تھے
غما بغم لکیلا تحزنوا	اس مخالفت سے جو تم نے رسولؐ کو آزردہ کیا (اس)
علی ما فاتکم ولا	رنج کے بدلے خدا نے شکست کا رنج پہونچایا تاکہ
ما اصابکم واللہ خبیر	جب کبھی تم سے کوئی مطلب فوت ہو جائے یا کہ تم پر
بما تعملون	کوئی مصیبت آپڑے تو تم اسکا رنج نہ کرو اور تم کچھ بھی کرو
	اللہ کو اس کی خبر ہے۔

شاہد ہے۔

آیہ کریمہ مومنین کی تعریف اور منافقین کی مذمت مین

جب لشکر اسلام کی شکست ہوئی تو اصحاب منافقین مومنین پر طعن تشنیع کرنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ شہر کے اندر ہی لڑائی ہو مگر پیغمبر نے ہماری بات نہ مانی ہم لوگون کو ناحق ہلاک کرا دیا۔ ان مخالفانہ باتون پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ثم انزل علیکم من	(پھر جب تم شکست کا غم (و افسوس) کر چکے
بعد الغم امنۃ نعاسا یغشیٰ	تو اس کے بعد خدا نے تم پر ایک اطمینان کی حالت
طائفۃ منکم وطائفۃ	طاری کی کہ تم مین سے ایک گروہ کو (یعنی سچے مسلمانون کو)
قد اھمتھم انفسھم	نیند نے آدبایا) اور بعض (منافق تھے) جن کو (اسوقت بھی)

Presented by Ziaraat.Com

یظنّون باللہ غیر الحق ظنّ	اپنے جانون کی پڑی تھی اللہ کے جناب مین ناحق
الجاھلیۃ یقولون ھل لنا	(ناروا) جاہلیت (کیوقت) کیسی بدگمانیان کر رہے
من الامر من شئ قل ان	تھے (اور) کہتے تھے کہ ہمارے بس کی کیا بات ہے
الامر کلّہ للہ یخفون فی	(اے پیغمبر تم اُنسے) کہدو کہ سب کام خدا کے اختیار مین
انفسھم ما لا یبدون لک	ہین اُنکے دلون مین اور اور باتین بھی مخفی ہین جنکو وہ
یقولون لو کان لنا من	تم پر ظاہر نہین کرتے (جی ہی جی مین) کہتے ہین کہ ہمارا
الامر شئ ما قتلنا ھٰھنا	کچھ بھی بس چلتا ہوتا تو ہم یہان مارے ہی نہ جاتے (اے
قل لو کنتم فی بیوتکم	پیغمبر ان لوگون سے) کہدو کہ تم اپنے گھرون مین بھی ہوتے
لبرز الّذین کتب علیھم	جنکی قسمت مین مارا جانا لکھا تھا (گھرون سے) نکلنا (خود اپنے)
القتل الی مضاجعھم و	اپنے پچھڑنے کی جگہہ آموجود ہوتے اور (اس لڑائی کے
لیبتلی اللہ ما فی صدورکم	ہار جانے مین بھی چند در چند مصلحتین تھین از انجملہ یہ کہ)
ولیمحّص ما فی قلوبکم	خدا کو منظور تھا کہ تمھارے مافی الضمیر کو آزمائے اور
واللہ علیم بذات الصّدور	تمھارے دلی خیالات کو (وسوسون کے میل کچیل سے)
	صاف کرے اور اللہ تو سب کے جی کی بات جانتا ہے

جناب شاہ صاحب نے جنگ اُحد مین جمیع اصحاب کا فرار باستثنا تیس کے تسلیم کیا ہے اور حضرت ابوبکر و عمر کے فرار سے انکار کر کے انکا ثابت قدم رہنا بتایا ہے جیسا کہ تحفہ مین ہے۔

چون گریختن روز اُحد از عثمان و از	جبکہ اُحد کے دن بجز تیس کے کل
جمیع صحابہ غیر از سی کس بوقوع آمدہ تنہا	اصحاب فرار ہو گئے تو تنہا

شاہ صاحب کے تیس
ثابت قدم رہے
ین ابوبکر و عمر بھی تھے
صحاب مفرورین۔
رہین کہ بعد خبر شہادت
رشبات لشکر دشوار ہے

برعثمان جائے طعن نیست معہذا چون حقتعالیٰ	عثمان پر طعنہ زنی کا موقع نہین ہے
عفو از آن کبیرہ در قرآن مجید نازل	سوا اس کے خدا نے یہ گناہ عظیم عفو
فرمودہ دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند	کر دیا تو پھر کسی پر بھی جائے طعن نہین ہے
قولہ تعالیٰ۔ انّ الّذین تولّوا منکم	جیسا کہ قرآن مجید مین فرماتا ہے۔ ان
یوم التقی الجمعان الخ	الذین تولوا الخ
بالفرض اگر عثمان نہ می گریخت اور انزد	بالفرض اگر عثمان مفرور نہوتے تب بھی
شیعہ ازین چہ می کشود۔ ابوبکر و عمر کہ نہ	زبان شیعہ سے مخلصی نہ پاتے۔ اس لیئے کہ
گریختند و ثابت قدم ماندند کے از زبان	ابوبکر اور عمر فرار نہوئے اور ثابت قدم رہے
شیعہ خلاص شدند کہ اُو نی شد و اگر از	ان کو شیعہ نے طعن سے کب چھوڑا۔ اگر بنظر
روئے کتب سیر تمام آن واقعہ را کسی بہ	غور کتب تواریخ سے اس واقعہ پہ نظر
تامل مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور	کرے تو مفرورین کو معاف رکھے گا۔ کیونکہ
دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار	بعد انتشار خبر ہلاکت سردار لشکر کا ثابت قدم
ثبات لشکر خیلے دشوار است۔	رہنا نہایت ہی مشکل ہے۔

تردید قول شاہ صاحب در حضرت ابوبکر و عمر کے فرار کے ثبوت مین اسناد۔

حضرت شاہ صاحب کا تمیز اصحاب کو عموماً اور خلیفہ صاحب اوّل و دوم کو خصوصاً ثابت قدم بتانا تو تواریخ و اخبار و آثار کے خلاف ہے۔ چنانچہ ان دونون حضرات کا مفرور ہونا اسی تاریخ روضۃ الصفا سے ثابت ہے جس کے الفاظ یہ ہین۔

پرسیدم۔ ابوبکر و عمر کجا بودند۔ گفت ایشان نیز بگوشہ رفتہ بودند۔

اس قول کی تائید مین دیگر علمائے کرام کے بھی چند اقوال و روایات نقل کیئے جاتے ہین اور وہ یہ ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی۔ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی (مدارج النبوۃ صفحہ ۵۹۴) مین رقمطراز ہین۔

اگرچہ مسلمانان متزلزل شدند و بے صبری کردند۔ نزد آنحضرت صلعم غیر از چہاردہ نفر از مہاجرین و ہفت از انصار کسی نماند ہیچ ذکر نہ کردہ اند کہ عمر بن الخطاب در میان تیر اندازان بود یا با آنہا کہ متزلزل و مختلط گشتند۔ این حکایت مشتبہ ماند۔

دوسری۔ نوبتے زید بن وہب از عبداللہ بن مسعود پرسید کہ چنین شنیدہ ام کہ در روز اُحد بغیر از علیؑ مرتضیٰ و ابو دجانہ و سُہیل بن حنیف رضی اللہ عنہم در خدمت حضرت رسولؐ ہیچ کس نماندہ بود این خبر آیا مطابق آن واقعہ است جواب داد کہ در دفعہ اوّل کہ سپاہ اسلام رُو با نہزام نہادند بجز علیؑ مرتضیٰ احدے نزد مصطفےٰ نماند۔ پُرسیدم کہ ابو بکر و عمر کجا بودند گفت آن نیز در گوشہ رفتہ بودند۔ (حبیب السیر جلد اول صفحہ ۳۷)

تیسری۔ در روز اُحد چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند۔ و رسولؐ اللہ را تنہا گذاشتند حضرت در خشم شد در آن حالت نظر کرد علی ابن ابیطالبؑ را دید کہ در پہلوے وے ایستادہ است۔ فرمود۔ اے علیؑ چون بود کہ با یاران ملحق نہ گشتی۔ گفت یا رسولؐ اللہ انت لی بك اسوۃ بدرستیکہ مرا با تو اقتدا ست۔ (در روضۃ الاحباب صفحہ ۲۶۳)

چوتھی۔ معارج النبوۃ مین تو اس تصریح سے ہے کہ رسول خدا صلعم نے بیعت الرضوان کیوقت حضرت عمرؓ کو احد کا فرار یاد دلایا۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

رسول خدا صلعم بعد از ان روئے بہ عمر آورد و گفت شما را فراموش شد کہ در روز اُحد راہ گریز پیش گرفتہ بودید و من شما را می خواندم و ہیچک از شما را بمن مجال التفات نہ بود و فراموش کردید۔ روز احزاب را کہ دُشمنان از آعلی و اسفل متوجہ بودند و آنچہ وعدہ خداوند تعالیٰ بود با نجاز پیوست و بعد از ان یک یک واقعہ کہ فنون

الطاف الٰہی وانجاز وعدہ بود بہ یاد یاران دادتا ہمہ در مقام انصاف گفتند ہرچہ خدائے تعالیٰ ورسول او فرمایند راست است (ص۱۹۶)۔

پانچویں

وفی غزاۃ احد جمع لہ رسول اللہ	اور غزوۂ احد مین جمع کیا اونکے لیے رسولخدا نے درمیان لواء
بین اللواء والرایۃ وکانت رایۃ	اور رایت کے اور مشرکین کا نشان طلحہ کے ہاتھ مین تھا اسکو
المشرکین مع طلحۃ بن ابی طلحۃ	حضرت علیؑ نے قتل کیا پھر دوسرے نے نشان لیا
وکان یسمّی کبش الکتیبۃ	اوسکو بھی حضرت نے قتل کیا اور ہمیشہ آپ ایک کے بعد
فقتلہ علی رضی اللہ عنہ فاخذ الرایۃ غیرہ	ایک کو قتل کرتے تھے یہانتک کہ (نو) آدمی قتل
فقتلہ علی رضی اللہ عنہ ولم یزل	کیے آخر مشرکین کو ہزیمت ہوئی اور سامان غنیمت
یقتل واحداً بعد واحد حتی قتل	جھک پڑے۔ خالد بن ولید نے اپنے یارونکو
رضی اللہ عنہ تسعۃ نفر فانہزم المشرکون	ساتھ لیکر نیزہ اور تلوار دیکھرے رسول اللہ
واشتغل المسلمون بالغنائم فحمل	کو مارنا شروع کیا یہانتک کہ آپ کو غش آگیا
خالد بن الولید باصحابہ علی	اور بجز حضرت علی کے سب اصحاب فرار ہوگئے۔
النبیؐ فضربوہ بالسیوف والرماح	بعد افاقہ جناب رسول اللہ نے حضرت
والحجر حتّٰی غشی علیہ فانہزم	علیؑ کو دیکھا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سے
الناس عنہ سوی علیؑ فنظر الیہ	ان ظالمون کو ہٹاؤ۔ پس حضرت علیؑ نے
النبیؐ بعد افاقتہ وقال لہ اکفنی	انکو بھگا دیا اور اکثر مقتولین آپ ہی کے ہاتھ سے قتل ہوئے
ھولاء فھزمھم عنہ وکان اکثر	(در شرح تجرید علامہ قوشجی ص۳۸۶)
المقتولین منہ	منقول مجمع البحرین فی اولۃ الفریقین ص۲۳۳

چھٹی۔ علامہ محمد بن جریر طبری اپنی تاریخ مین جس کو اہل سنت اصح التواریخ کا لقب

دیتے ہین یہ تحریر فرماتے ہین۔

فانحاز ابوبکر الی اجمة فاستتر	حضرت ابوبکر نیستان کی طرف چلے گئے اور
بها ثم هزم الله المشركين	اُس مین چھپے رہے پھر خدا نے مشرکین کو
در تاریخ طبری ص۱۸۷	شکست دی۔

ساتوین۔ اِن روایتون کے قطع نظر ان حضرات نے خود اپنی زبان سے مفرور ہونے کا اقرار کیا ہے اور ام المومنین حضرت عائشہ رض نے اپنے والد ماجد کے فرار پر شہادت دی ہے جیسا کہ تاریخ خمیس مین ہے۔

قال ابوبکر لما صرف الناس	حضرت ابوبکر کا بیان ہے کہ جب تمام لوگ
یوم احد عن رسول الله فکنت اول	اُحد کی لڑائی کے دن رسول اللہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے
من جاء النبی تاریخ الخمیس چھاپہ مصر ص۲۳۱	تو مین نبیؐ کے پاس سب سے پہلے آگیا۔

آٹھوین

عن عائشة رضی الله عنها قالت	حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ میرے باپ
کلما ذکر احد ابی بکی بکاء شدیدًا	جنگ احد کو یاد کرکے بشدت روتے تھے۔
فقلت ما یبکیك فقال بفراری یوم احد	مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ مین
یہی کنز العمال مین ہے:۔	اُحد کے دن مفرور ہوا۔
عن عائشة قالت کان ابوبکر	حضرت عایشہ سے مروی ہے کہ جب
اذا ذکر یوم احد بکی ثم قال ذاك	حضرت ابوبکر اُحد کے دن کا ذکر کرتے تو رونے
کان کله یوم طلحة غم افشاء	لگتے اور فرماتے تھے کہ وہ دن تو سارا طلحہ کا
یحدث قال کنت اول من جاء	تھا پھر کہتے تھے کہ مین اُحد کے دن سب سے پہلے
یوم احد (ص۲۷۴)	واپس آگیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

نوین۔ صاحب درمنثور سیوطی جلد دوم صفحہ ۸۸ بذیل آیہ شریفہ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان خود حضرت عمر کی زبانی نقل فرماتے ہین۔

اخرج ابن جریر عن کلیب	کلیب سے ابن جریر نے روایت کی ہے کہ بروز جمعہ
قال خطب عمر یوم الجمعة فقرأ	حضرت عمر نے خطبہ مین سورۂ عمران تلاوت
آل عمران وکان یعجبه اذا خطب ان	کیا اور اُس سورہ کا خطبہ مین پڑھنا اُن کو مرغوب
یقرءها فلما انتهی الی قوله	تھا۔ جب "ان الذین تولوا" پر پہونچے فرمایا
ان الذین تولوا منکم یوم التقی	کہ جب جنگ احد ہوی تو ہم سب نے شکست
الجمعان قال لما کان یوم احد هزمنا	کھائی اور مین یہان تک بھاگا کہ پہاڑ پر
فررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی	چڑھ گیا۔ اگر تم دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ مین
انزو کانی اروی	کنز العمال صفحہ ۴۲۹ مطبوعہ حیدرآباد جلد اول — بز کوہی ہون۔

دسوین

ومن المنهزمین عمر الا انه لم یکن	بھاگنے والون مین حضرت عمر بھی تھے
فی اوائل المنهزمین ولم یبعد بل بثت	مگر آپ پہلے نہین بھاگے اور دور نہین بھاگے
علی الجبل ومنهم عثمان انهزم	بلکہ کوہ اُحد پر جا کے دم لیا بھاگنے والون مین
مع رجلین من الانصار یقال لهما	حضرت عثمان بھی تھے اور یہ دو آدمیون
سعد وعقبه انهزموا حتی بلغوا	کے ساتھ جن کا نام سعد و عقبہ تھا بھاگے
موضعا بعیدا ثم رجعوا بعد ثلاثة	اور بہت دور تک بھاگتے ہوئے نکل گئے
ایام فقال لهم النبی صلی الله علیه وسلم	تیسرے روز رسول اللہ کو منہ دکھایا رسول اللہ
لقد ذهبتم فیها عریضة (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲)	نے فرمایا بڑے بھاگے گئے۔

گیارھوین۔ امام موصوف آیہ شریفہ "شاورهم فی الامر" کی تفسیر مین جناب خلافت مآب کا

فرار ہونا لکھتے ہین کہ۔

فہبان عمر کان من المہزمین فدخل — چونکہ عمر بھاگے تھے۔ لہذا ہم قبول کرتے ہین

تحت الایۃ۔ — کہ وہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین۔

بارہوین — ان الشیخین ہزما یوم احد — بہ تحقیق شیخین احد مین بھاگے حضرت عمر اپنے

ورجع عمر ینشف دموعہ ویسأل علیاً — آنسو پونچھتے تھے اور حضرت علیؑ سے معافی مانگتے تھے۔

العفو فقال الست المنادی قتل محمدؐ — حضرت علیؑ نے فرمایا آیا تم نے یہ ندا نہین دی تھی

فرجعوا الی ادیانکم فقال انما — کہ محمدؐ قتل ہوگئے پس اپنے دین کی طرف پلٹ جاؤ

قالہا ابوبکر ثم نزلت ان الذین — انھون نے جواب دیا کہ یہ ابوبکر نے کہا تھا پھر

تولوا منکم یوم التقی الجمعان — یہ آیت نازل ہوئی تحقیق جو لوگ پلٹ گئے

انما استزلہم الشیطان — تم مین سے دونو جماعت کے مقابلہ کے دن

(در مسند احمد حنبل) — اُن کو بیشک شیطان نے دہوکہ دیا۔

تیرہوین — عن سالم عن ابی سمع رسول اللہ — سالم کہتے ہین میرے باپ نے سُنا کہ

صلعم اذا یرفع راسہ عن رکوع فی — رسول اللہ صلعم نے نماز صبح مین آخر رکعت مین

الرکعۃ الاخرۃ من الفجر یقول اللہم — بعد رکوع سر اُٹھایا اور بعد فرمانے۔

العن فلانا۔ فلانا۔ فلانا۔ بعدما — سمع اللہ لمن حمدہ کے یہ

یقول سمع اللہ لمن حمدہ فانزل اللہ — دعاے قنوت اللہم العن فلانا

ربنا ولک الحمد لیس لک فی الامر شئی — فلانا۔ فلانا پڑھی۔

بخاری شریف مین ہے کہ فلان۔ فلان سے مُراد وہ لوگ ہین جو رسول اللہ صلعم کو چھوڑکر جنگ اُحد مین بھاگ گئے۔ اور اُن مین حضرت عثمان بن عفان بھی تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

رسول اللہ نے تو تینون کا نام لیا ہوگا مگر اسمٰعیل بخاری نے بجائے نام کے فلانا۔ فلانا۔ فلانا لکھدیا ہے (دیکھو صحیح بخاری مصححہ خلیل الرحمٰن صہ ۵۸۲)۔

حضرت عثمان فرار ہوکر تین دنکے بعد آئے

یہ ذکر تو مخصوص حضرت ابوبکر و عمر کا تھا۔ اور حضرت عثمان غنی کی نسبت تمام مورخین و محدثین متفق البیان ہین کہ غزوۂ اُحد مین ایسے فرار ہوئے کہ تین دن بعد دربار رسول اللہ مین حاضر ہوے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رقمطراز ہین۔ کہ

مردے نزد ابن عمر آمد۔ وگفت خبر دہ مرا کہ عثمان روز اُحد گریخت۔ گفت نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ غائب شد۔ عثمان از جنگ بدر حاضر نشد۔ گفت ابن عمر نعم۔ آن مرد گفت آیا میدانی کہ تخلف کرد از بیعت رضوان۔ پس حاضر نشد۔ گفت نعم۔ پس تکبیر برآورد آن مرد

صحیح بخاری مین ہے کہ کسی شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا وہ حدیث طولانی ہے بقدر ضرورت اِس جگہ نقل کی جاتی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

قال انشدك بحرمة هذا البيت	(ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے) کہا کہ
اتعلم ان عثمان بن عفان فر يوم احد	مین تم سے اس گھر (خانہ کعبہ) کی حرمت کی قسم دیکر پوچھتا
قال نعم۔ قال فتعلمه تغيب عن	ہون کہ آیا عثمان بن عفان روز اُحد بھاگے تھے۔ کہا کہ ہان
بدر فلم يشهدها قال نعم۔	پھر اُسنے کہا کہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ عثمان جنگ بدر مین غائب
اصلاح ۱۲۔ ۳۲۔ ۵۹۔	ہوگئے تھے پھر حاضر نہین ہوئے۔ ابن عمر نے کہا کہ ہان

آیات الٰہی دربارہ انکشاف ایمان مومنین و منافقین

اِن روایات و تفاسیر و آیات الٰہی سے بخوبی ثابت ہے کہ ان اصحاب مین بہت سے منافق تھے چنانچہ خود اللہ جلشانہ نے اس لڑائی مین معرض اور منافق کا امتیاز اور منافقین کے نقص ایمان کو ظاہر فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

وما اصابکم یوم التقی الجمعٰن — اور جسدن (مقام اُحد مین مسلمانون اور کافرونکی دو جماعتین

فباذن اللہ ولیعلم المومنین ولیعلم
الذین نافقوا وقیل لھم تعالوا قاتلوا
فی سبیل اللہ او ادفعوا قالوا لو نعلم
قتالا لا تبعنکم ھم للکفر یومئذ
اقرب منھم للایمان یقولون بافواھھم
مالیس فی قلوبھم واللہ اعلم
بما یکتمون الذین قالوا لاخوانھم
وقعدوا لو اطاعونا ما قتلوا
قل فادرءوا عن انفسکم الموت
ان کنتم صادقین ۵

بھر گئین اور (مسلمانون) تمکو (شکست کی) مصیبت پہونچی
تو خدا کا حکم تم پر یون ہین تھا اور یہ بھی غرض تھی کہ خدا (سچے)
ایمان والون کو معلوم کرے اور منافقون کو (بھی) معلوم کرے اور
منافقون سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کے رستہ مین لڑو یا (دشمن کو) ہٹاؤ
تو لگے کہنے کہ ہم سمجھے (آج) لڑائی (ہوگی) ہم ضرور تمھارے ساتھ
ہو لیتے یہ (لوگ) اس روز بہ نسبت ایمان کے کفر سے نزدیک
تر تھے منہ سے ایسی بات کہتے ہین جو اُن کے دلون مین نہین ہے۔
اور (خباثت) جسکو چھپاتے ہین اللہ (اُسکو) خوب جانتا ہے
(یہ وہی لوگ ہین) جو (آپ گھر سے) بیٹھے رہے اور (اپنے شہید)
بھائیونکی نسبت لگے کہنے کہ ہمارا کہا مانتے تو مارے نہ جاتے (اے پیغمبر
اُنلوگونسے) کہو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے اوپر سے موت کو ٹالدینا

(سورۂ آل عمران پ ۴ رکوع ۸)

تفاسیر مفسرین اہلسنت کہ خدا نے بروز احد مومن کو منافق سے تمیز دی

اس آیہ وافی ہدایہ سے صاف ظاہر ہے کہ خدائے پاک کی یہ بھی غرض تھی کہ اس جنگ اُحد مین سچے ایمان والون کو معلوم کرلے۔ اور منافقون کو بھی۔ جبکہ کلام الٰہی کی اس شہادت سے ثابت ہوا کہ اصحاب رسولؐ مین منافق بھی تھے اس صورت مین اہلسنّت کا یہ اعتقاد کہ "جمیع صحابہ عدول اند" باطل ہوا۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر مین آیۂ کریمہ۔ اولمّا اصابتکم مصیبۃ الخ یہ تفسیر فرماتے ہین۔

اعلم ان ھذا متعلق بما تقدم
من قولہ اولمّا اصابتکم مصیبۃ فذکر
فی الایۃ الاولی انھا اصابتھم بذنبھم
ومن عند انفسھم وذکر فی ھذہ الایۃ

جاننا چاہیے کہ یہ متعلق ہے قول (اولما اصابتکم)
سے پہلی آیت مین ذکر فرمایا کہ اونکے نفسون اور
اُنکے گناہون کی وجہ سے اونپر مصیبت پڑنیکا ذکر کیا اور
اس آیہ مین بوجہ آخر اونپر مصیبت پڑنے کا ذکر فرمایا اس لیے کہ

Presented by Ziaraat.Com

انما اصابتهم لوجه اخر وهو ان يتميز	جسمین مومن اور منافق کی تمیز ہو جائے۔ اور
المومن عن المنافق وفی الآیۃ مسائل	آیہ مین مسائل ہین (یوم التقی الجمعان) سے
المسئلۃ الاولی قولہ یوم التقی الجمعان المراد یوم احد	روز احد مراد ہے۔

اسی طرح صاحب تفسیر معالم التنزیل آیہ کریمہ۔

ماکان اللہ لیذر المومنین علی	خدا کی یہ شان نہین ہے کہ مومنون کو اُسی
ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من	حالت پر رہنے دے کہ جس حالت پر تم ہو (یعنی
الطیب (ایضا رکوع ۹)	منافقین) یہانتک کہ ناپاک کو پاک سے جدا نہ کردے۔

کی یہ تفسیر فرماتے ہین کہ خدائے پاک نے بروز اُحد مومن کو منافق سے تمیز دیدی۔ یہی نہین بلکہ صاف الفاظ مین رقمطراز ہین کہ یہ آیت اُن اصحاب منافقین کے بارہ مین ہے جو کہ بروز اُحد رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیے تھے۔ اُسکی نقل یہ ہے۔

ومعنی الآیۃ حتی تمیز المنافق	یعنی یہانتک کہ منافق مخلص سے متمیز ہو جائے
من المخلص فمیز اللہ المومنین من	چنانچہ اُس نے بروز اُحد مومنین کو منافقین
المنافقین یوم احد حیث اظہر	سے تمیز کرادی کہ منافقین اپنا نفاق ظاہر
النفاق وتخلفوا عن رسول اللہ صلعم	کرکے رسول اللہ سے الگ ہو گیے۔

یہی تفسیر درمنثور سیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ مین ہے کہ خدائے تعالیٰ نے جنگ اُحد کے دن اصحاب مین سے مومن کو منافق سے تمیز کرادیا اس تفسیر سے صاف ظاہر ہے کہ جو اصحاب رسول اللہ کو تنہا چھوڑ گیے وہ ضرور منافق تھے۔ اور جبکہ خود مفسرین عموماً اور امام فخر الدین رازی خصوصاً اصحاب ثلاثہ کو مفرورین اُحد سے بتا رہے ہین تو تفسیر بالا کے رو سے یہ حضرات آیہ "یمیز اللہ الخبیث من الطیب" مین داخل ہین جس سے کسی کو موقع انکار کا نہین ہو سکتا۔

Presented by Ziaraat.Com

شاہ صاحب کے اقوال پر تنقید

افسوس ایسی جلی شہادتون کے بعد بھی زبدۃ المتکلمین عمدۃ المناظرین حضرت شاہ صاحب یہ فرمائین کہ (ابوبکر و عمر کہ نہ گریختند و ثابت ماندند کے از زبان شیعہ خلاص شدند کہ عثمان میشد) نیز شمس العلما جناب شبلی صاحب نعمانی باوجودیکہ باین الفاظ حضرت عمر کا فرار تحریر فرماتے ہین کہ۔

علامۂ بلاذری نے انساب الاشراف مین حضرت عمر کے حال مین یہ لکھا ہے (کہ)

وکان فمن انکشف یوم احد فغفر لہ۔ (یعنی) حضرت عمر اُن لوگون مین تھے جو اُحد کے دن بھاگ گیے تھے لیکن خدا نے اُنکو معاف کردیا۔

اور (یہ بھی ارشاد فرماتے ہین کہ)۔

جہاد سے بھاگنا ایک ایسا ننگ و عار تھا جسکو کوئی شخص علانیہ تسلیم نہین کرسکتا۔

باین ہمہ جوش محبت فاروق مین بہت شد و مد کے ساتھ اُنکا ثابت رہنا ان الفاظ مین بیان فرماتے ہین کہ۔

یہ امر تمام روایتون سے ثابت ہے کہ سخت برہمی کی حالت مین بھی حضرت عمر جنگ سے نہین ہٹے اور جب آنحضرت کا زندہ رہنا معلوم ہوا تو فوراً خدمت اقدس مین پہونچے۔

جناب شاہ صاحب کی اس توجیہ سے کہ

"اگر از روئے کتب سیر تمام واقعہ را کسی مطالعہ نماید فرار کنندگان را معذور دارد کہ بعد از انتشار خبر کشتہ شدن سردار ثبات لشکر خیلے دشوار است"

اصحاب مفرورین کو حفظ قرآن کی برکت سے معذور بتاتے ہین۔ لیکن خداے عزوجل مجاہدین کا کوئی عذر قبول نہین فرماتا بلکہ فرار کیا پیٹھ پھیرنے پر بھی سخت عذاب و عتاب کی تہدید فرماتا ہے قولہ تعالی

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم — اے ایمان لانے والو جبوقت کافرون سے

الذین کفروا زحفا فلا تولوھم	جنگ مین آمنا سامنا کرو تو ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ اور
الادبارہ ومن یولھم یومئذ دبرہ	اُسدن جو پیٹھ دکھائیگا سوائے اس کے کہ لڑائی کیلئے
الا متحرفا للقتال او متحیزا الی فئۃ	کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے پاس جگہ پکڑنا
فقد باء بغضب من اللہ وماویہ	مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار ہوگا
جھنم وبئس المصیر	اور ٹھکانا اوسکا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بُری
(سورہ انفال)	جگہ ہے۔

اب معزز ناظرین غور فرمائین کہ کس طمطراق سے حضرت ممدوح صحابہ کی خاطر آیہ مذکورہ بالا سے چشم پوشی فرماتے ہین۔ حالانکہ یہ توجیہ اصحاب مفرورین کے عدم ایمان پر دلالت کرتی ہے کہ نہ اُن کی ہجرت خدا اور رسولؐ کے لیئے تھی اور نہ جہاد فی سبیل اللہ مقصود تھا بلکہ بمصداق

"کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن"

ان کا ایمان و اسلام سب دکھانے کے لیئے تھا جو اس موقع پر کھل گیا کہ جب یقین ہوا کہ رسولؐ اللہ نے شہادت پائی تو پھر اپنی حالت سابقہ پر عود کر گیے جسکی تصدیق آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا ہے کہ ایک رسولؐ ہین۔
خلت من قبلہ الرسل افائن	اور بس۔ ان سے پہلے (اور بھی) رسولؐ ہوگزرے ہین
مات او قتل انقلبتم علی	اگر (محمد اپنی موت سے) مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم اُلٹے
اعقابکم ومن ینقلب	پاؤن (کفر کی طرف) پھر لوٹ جاؤگے اور جو اُلٹے پاؤن لوٹ
علی عقبیہ فلن یضر	جائیگا وہ خدا کا تو کچھ بھی نہ بگاڑ سکے گا اور جو لوگ اسلام
اللہ شیئا وسیجزی اللہ	کی نعمت کا شکر کرتے ہین انکو خدا عنقریب جزا دے
الشکرین ۵	(خیر) دیگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر یہ ہے۔

اس جنگ اُحد مین بعض مسلمان کامل بھی ہٹ گئے تھے اس واسطے ایک کافر نے اپنی قوم مین پکارا کہ مین نے محمدؐ کو مارا اور حضرت کے زخم سے بہت خون گیا تھا۔ ضعف مین آکر ایک گڑھے مین گرے تھے مسلمانون نے حضرت کو نہ دیکھا تھا۔ اُن کو یقین ہو گیا کہ محمدؐ مارے گئے۔ اور جب حضرت ہوشیار ہوے تو میدان مین جو لوگ حاضر تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی قائم کی تب کافر چلے گئے سو اللہ نے فرمایا کہ رسول رہے نہ رہے دین اللہ کا ہے اُس پر قائم رہو۔ در قرآن مجید مطبوعۂ میرٹھ ص۸۰

تفسیر حسینی کہ بعض اصحاب عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوے۔

صاحب تفسیر حسینی نے ان آیات کی جو تفسیر کی ہے اُس کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مفرورین سے کچھ لوگ ابوسفیان سے خوف کرتے تھے کہ مبادا وہ قتل کر ڈالے۔ لہذا عبد اللہ ابی منافق سے رجوع ہوئے کہ ابوسفیان سے امان دلا دے۔ اُس کی نقل یہ ہے۔

بدرستیکہ شما بودید کہ از روئے اشتیاق بقائے آلہی از روبرو دید مرگ را یعنی شہادت را در پیش از آنکہ مشاہدہ کنید اسباب آن کہ حرب ست پس بہ تحقیق بدیدید۔ آنچہ بطلبید از مقاتلہ کفار و حالا کہ تمامی بگریستید۔ بیاران و برادران شما کہ مقتول می شدند با نہا نظری کردید و در پیغمبرؐ را تنہا گذاشتہ در خلوص خود می کوشید۔

یعنی تم تو جنگ سے پہلے شہادت حاصل ہونے کی تمنا کرتے تھے۔ لیکن جب تم نے اپنی آنکھ سے اپنے دوست احباب اور بھائیون کو شہید ہوتے دیکھا تو پیغمبرؐ کو تنہا چھوڑ کر چلدیئے۔

آوردہ اند کہ چون حضرت زخم خوردہ در میان کشتگان نہان شدند۔ ابلیس لعین صدائے الا ان محمدا قد قتل

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلعم مجروح ہو کر کشتگان مین چھپ گئے اُسوقت ابلیس لعین نے ندا دی کہ محمدؐ مارے گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

در میان خاص و عام افگند قوے از ضعفائے
اہل اسلام خواستہ کہ رجوع بعبد اللہ بن ابی
نمودہ التماس کنند کہ از ابو سفیان برائے
ایشان خط امان بستاند و قوم دیگر بگریختند
و بعد از ان کہ آنحضرت رسالت منہزمان را
فرمود چرا فرار اختیار کردید۔ و پشت
بمیدان کارزار آوردہ اید ایشان
زبان عذر کشودہ۔ گفتند کہ بآواز
قتل تو شنیدم روزگار بر ما شوریدہ
شد و از غایت ترس بگریختم۔

اس ندا پر ضعفاء اہل اسلام نے
چاہا کہ عبد اللہ ابن ابی سے رجوع ہون
اور اُس سے کہین کہ ابو سفیان سے امان
دلادے اور جو کچھ اصحاب بھاگ گئے۔
اور جب رسول اللہ صلعم کا زندہ رہنا سُنا تو
پھر حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے حضرت
صلعم نے اِن مفرورین کو بھاگے جانے پر ملامت
کی اُنھون نے عذر کیا کہ ہم آپکے قتل کا غُل
سنکر زندگانی دنیا ہم پر تلخ ہوگئی اور بسبب انتہا خوف
کے مفرور ہوگئے۔

اور صاحب کشاف نے آیۂ شریفہ

یا ایھا الذین امنوا ان
تطیعوا الذین کفروا یردوکم
علی اعقابکم فتنقلبوا
خسرین ۝ بل اللہ مولٰکم
وھو خیر الناصرین سنلقی
فی قلوب الذین کفروا الرعب بما
اشرکوا باللہ ما لم ینزل بہ سلطانا
ومأواھم النار وبئس مثوی

اے ایماندارو اگر تم لوگون نے کافرون کی
پیروی کرلی تو وہ تم کو اُلٹے پاؤن (کفر کی طرف)
پھیر کرے جائین گے پھر اُلٹے تمھین گھاٹے مین
آجاؤگے خدا تمھارا سرپرست ہے اور سب مددگارون سے
بہتر ہے ہم قریب تمھارا رعب کافرون کے دل مین
جما دینگے اس لیے کہ اُن لوگون نے خدا کا شریک
بنایا اُس چیز کو جسے خدا نے کسی قسم کی حکومت نہین
دی اور (آخرکار) اُنکا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالمونکا

الظلمین ۵ ایضاً رکوع (کیا ہی) بُرا ٹھکانا ہے۔

کے تحت مین یہ لکھا ہے کہ۔

(منافقین مومنین سے کہتے تھے کہ پیغمبرؐ تو مارے گئے اور رایت دولت کا کُفار نے غلبہ پایا ہے اب تمکو پھر اپنے دین پر رجوع کرنا چاہیے) تفسیر حسینی مین اس کا ذکر ان الفاظ مین ہے۔

اقوال مفسرین منافقین کا مومنین سے کہنا کہ رسول تو مارے گئے اب تم اپنے پرانے دین پر پلٹ جاؤ۔

این آیت در شان جمعیت کہ از ابوسفیان طلب امان میکردند۔ در کشاف آوردہ کہ منافقان مومنان را می گفتند کہ این جماعت پیغمبرؐ کشتہ شد۔ رایت دولت استیلا یافت شمارا دیگر بار بدین خود رجوع باید کرد۔

اور عُروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ششم صفحہ (۲۴۸) مین ہے۔

جسوقت مشہور ہوا کہ رسول اللہ صلعم مارے گئے تو اُس وقت کچھ مسلمانون نے کہا۔ کوئی ایسا ہے کہ جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کو جاکر بُلا لائے۔ تاکہ وہ ابوسفیان سے ہمارے لیئے امن اُس سے پہلے حاصل کرادے کہ ہم کو وہ قتل کرڈالین۔ انس نے اُن سے کہا کہ اگر محمدؐ مارے گئے تو مارے گئے محمدؐ کا رب تو نہین مارا گیا۔ جس کے لیئے محمدؐ لڑتے تھے اُسی بات کے لیئے تم بھی لڑو۔ اے اللہ مین تو وہ بات نہین کہتا جو یہ لوگ کہتے ہین ان کی باتون سے مین بَری ہون پھر لڑا اور مارا گیا۔

تاریخ خمیس کی بھی روایت ملاحظہ ہو جس کی نقل یہ ہے۔

قال بعض المسلمین لیت لنا رسولاً	بعض مسلمانون نے کہا کاش کوئی پیغامبر
الی عبد اللہ بن ابی فیاخذ لنا	ہمکو ملتا تو عبد اللہ بن ابی کے پاس بھیجتے کہ وہ
اماناً من ابی سفیان وبعضہم جلسوا	ابوسفیان سے ہمارے لیئے امان حاصل کرے
والقوا بایدیہم فقال ناس من المنافقین	اور بعضے ہاتھ پر ہاتھ ڈالے بیٹھے تھے اور منافقین

Presented by Ziaraat.Com

لوکان نبیا لما قتل ارجعوا الی اخوانکم والی دینکم (اول صفحہ ۴۸۹)

کہتے تھے کہ اگر رسول اللہؐ خدا کے رسولؐ ہوتے تو مارے نجاتے اب اپنے بھائیون اور اپنے دین سابق کی طرف پھر چلو۔

اصحاب کا خبر شہادت سنکر فرار ہونا۔

پس اگر صادق الایمان ہوتے تو مطلق تردد و انتشار نکرتے بلکہ رسولؐ اللہ کی شہادت کی خبر سنکر کفار و مشرکین پر اپنا اشداء علی الکفار ہونا ثابت کرتے کیونکہ رسولؐ اللہ کی شہادت سے گویا اسلام نیست و نابود ہوا تھا۔ لازم تھا ایسے نازک وقت مین رسولؐ اللہ کے جانشین بنکر صبر و استقلال کے ساتھ۔

وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ۔

اور خدا کی راہ مین ایسا جہاد کرو جو حق جہاد کرنے کا ہے۔

پر عمل کرکے کفار و مشرکین کے خون کے دریا بہا کر اسلام کو قائم رکھتے سبحان اللہ کیا سچے اسلام لانے والے اور پکے ایمان والے تھے کہ خلافت حاصل کرنے کے لیئے تو رسول اللہ کی لاش غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ پہونچے اور لڑ جھگڑ کر جانشین رسولؐ بن بیٹھے۔ اور جہان اپنی جان جوکھم مین دیکھی تو ہوا ہو گئے۔

افسوس کہ جناب شمس العلماء شبلی صاحب نعمانی قضا کر گئے ورنہ مین الفاروق کی یہ عبارت ملاحظہ کراتا کہ۔

آنحضرت نے جس وقت وفات پائی مدینہ منورہ منافقون سے بھرا ہوا تھا۔ اس بات کے منتظر تھے کہ رسولؐ اللہ کا سایہ اٹھ جائے تو اسلام کو پامال کر دین اس نازک وقت مین آیا یہ ضروری تھا کہ لوگ جزع و فزع اور گریہ و زاری مین مصروف رہین۔ یا یہ کہ فوراً خلافت کا انتظام کر لیا جائے۔ اور ایک منتظمی حالت قائم ہو جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

حالانکہ وقت رحلت سرور کائنات صلعم تو کچھ بھی اسلام کو خطرہ نہ تھا۔ یہ باتین محض ان کی پردہ پوشی کی غرض سے بنائی گئی ہین۔ یہان البتہ رسول اللہ صلعم کی خبر شہادت باعث تباہی دین اسلام تھی کہ مشرکین وکفار جو اسلام کی بیخ کنی کے درپے رہتے تھے رسولؐ اللہ کی شہادت ان کے حق مین گویا فتح تھی پس ایسے نازک وقت مین آیا یہ لازم تھا کہ حضرت عمرؓ باطمینان خاطر بیاڑ پر جاکر بیٹھ جاتے۔ اور انس بن نظر کے پوچھنے پر فرماتے کہ۔

رسولؐ اللہ نے تو وفات پائی اب لڑنے سے کیا فائدہ۔

یا تقاضائے ایمان واسلام یہ تھا کہ میدان حرب مین ثابت قدم رہکر مشرکین وکفار کا قلع وقمع کرکے جہاز اسلام کو غرق ہونے سے بچاتے۔ قصہ مختصر خدائے پاک کے نزدیک تو ایماندار وہی لوگ ہین جو اسکی راہ مین اپنی جان ومال سے جہاد کرین۔

انما المومنون الذین اٰمنوا	سوائے اس کے نہین۔ کہ مومن وہی ہین
باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا	جو ایمان لاتے ہین اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر پھر
وجاھدوا باموالھم وانفسھم	اس مین انکو شک وشبہہ نہین ہوا اور جنھون نے
فی سبیل اللہ۔ اولٰئک ھم الصدقون	جانون اور مالون سے راہ خدا مین جہاد بھی کیئے
(سورۂ حجرات)	وہی سچے مومن ہین۔

بعد سماعت خبر شہادت رسول امیرالمومنین وحضرت حمزہؓ کا جوش ایمان۔

چنانچہ یہ آیت جناب امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ وحضرت انس ودیگر شہداء کے حق مین صادق آتی ہے کہ ان کو رسول اللہ صلعم کی شہادت کی خبر کا مطلق انتشار وتردد نہوا بلکہ اس خبر سے ان کے ایمان کو وہ جوش ہوا کہ اس شدت وصلابت سے لڑے کہ وہین شہید ہو گئے جیسا کہ سیرت ابن ہشام مین ہے۔

قال انتھی انس ابن النضر عم	مروی ہے کہ انس بن نضر جو انس بن مالک کے

انس بن مالك الى عمر بن الخطاب وطلحة بن عبد الله فى رجال من المهاجرين والانصار وقد القوا بايديهم فقال ما يجلسكم قالوا قتل محمد رسول الله ؐ قال فما تصنعون بالحيوة بعد قوموا فموتوا على ما مات عليه رسول الله ؐ ثم استقبل القوم فقاتل حتى قتل وبه سمى انس بن مالك ؓ

چچا تھے۔ عمر بن الخطاب کے پاس پہونچے ان کے پاس طلحہ و نیز اور بہت سے مہاجرین و انصار ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہوے بیٹھے تھے انس نے پوچھا کہ تم لوگ یہان بیٹھے ہوے کیا کر رہے ہو انھون نے جواب دیا رسول اللہ تو قتل کر ڈالے گئے۔ انس نے کہا جب رسول مر چکے تو تم زندہ رہکر کیا کروگے اُٹھو جس دین پر رسول اللہ نے انتقال فرمایا اس پر تم بھی مرجاؤ یہ کہکر انس خود کفار سے لڑے اور شہید ہوگئے اور انہین کے نام پر انس بن مالک کا نام رکھا گیا۔

قول شبلی صاحب دربارہ شجاعت حضرت علیؑ۔

اور جناب شمس العلماء شبلی نعمانی جناب امیر المومنین علیہ السلام اور حضرت حمزہ کی شدت اور صلابت کا اظہار اس طرح کرتے ہین کہ۔

حضرت علیؑ اور حضرت حمزہؓ و ابو دجانہ۔ فوجون کے دل مین گھسے اور صفین کی صفین صاف کردین۔ حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار مارتے جاتے تھے اور جس طرف بڑھتے تھے صفین کی صفین صاف ہوجاتی تھین۔ حضرت علیؑ و ابو دجانہ کے بے پناہ حملون سے فوج کے پاؤ اکھڑ گئے اور مطلع صاف ہوگیا لیکن ساتھ ہی مسلمانون نے لوٹ شروع کردی یہ دیکھکر تیرانداز جو پشت پر مقرر کیئے گئے تھے وہ بھی غنیمت کی طرف جھکے۔ عبد اللہ بن جبیر نے بہت روکا لیکن وہ رُک نہ سکے تیراندازون کی جگہ خالی دیکھکر خالد نے عقب سے حملہ کیا۔ عبد اللہ بن جبیر چند جانبازون کے ساتھ جم کر لڑے لیکن سب کے سب شہید ہوگئے۔ اب راستہ صاف تھا

خالد نے سوارون کے دستے کے ساتھ نہایت بے جگری سے حملہ کیا لوگ لوٹ مین مصروف تھے۔ اتنے مین غل مچ گیا کہ آنحضرت صلعم نے شہادت پائی۔ اس آواز سے عام بدحواسی چھا گئی۔ بڑے بڑے دلیرون کے پاؤن اکھڑ گئے اس ہلچل اور اضطراب مین اکثرون نے تو بالکل ہمت ہار دی لیکن جانبازون کا کچھ زور نہین چلتا تھا۔ آنحضرت صلعم کی کسی کو خبر نہ تھی۔

حضرت علیؑ تلوار چلاتے اور دشمنون کی صفین الٹتے جاتے تھے لیکن کعبۂ مقصود رسول اللہ صلعم کا پتہ نہ تھا۔ حضرت انس کے چچا ابن نضر لڑتے لڑتے موقع سے آگے نکل گئے تو دیکھا کہ حضرت عمر نے مایوس ہو کر ہتیار پھینکدیئے۔ پوچھا یہان بیٹھے کیا کرتے ہو بولے اب لڑکر کیا کرین رسول اللہ نے تو شہادت پائی۔ ابن نضر نے کہا کہ ان کے بعد ہم زندہ رہکر کیا کرین گے یہ کہکر فوج مین گھس گئے اور لڑکر شہادت پائی۔ لڑائی کے بعد اُن کی نعش دیکھی گئی تو اسّی سے زیادہ تیر و تلوار اور نیزہ کے زخم تھے۔ کوئی شخص پہچان نہ سکا اُن کی بہن نے انگلی دیکھکر پہچانا۔

از سیرت النبی جلد اوّل (ص ۲۷۷)۔

حفاظ قرآن غور فرمائین کہ قاتلوا و قتلوا کے یہ معنی ہین۔ مجاہد اُنکو کہتے ہین۔ خدا و رسول پر جان نثار ایسے ہوتے ہین۔ انہین مجاہدین کی شان مین ہے۔

جاھدوا باموالھم وانفسھم فی	جنھون نے جانون اور مالون سے راہ خدا مین
سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون ؕ	جہاد کیئے وہی سچے مومن ہین۔

اب مقام انصاف ہے کہ خدائے پاک نے ان خاصان خدا کی تعریف کی ہے اور جنّت کی بشارت دی ہے یا اصحاب ثلثہ کی۔

اگر نظر انصاف سے دیکھو تو ان سچے اسلام لانے والون اور پکے ایمان والون سے تو بعض خواتین اسلام کو ایمان و عقائد مین کامل پاؤگے۔ چنانچہ روایت ہے کہ۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک عفیفہ کا اپنے باپ بھائی اور شوہر کی شہادت کے بعد انکی لاش دیکھنا

انصار مین سے ایک عفیفہ کے باپ۔ اور بھائی۔ اور شوہر۔ سب اس معرکہ مین مارے گیے تھے۔ باری باری سے تین سخت حادثون کی صدا اُس کے کانون مین پڑتی جاتی تھی لیکن وہ ہر بار صرف یہ پوچھتی تھی کہ۔ رسول اللہ صلعم کیسے ہین۔ لوگون نے کہا بخیر ہین۔ اُس نے پاس آکر چہرۂ مبارک دیکھا اور بے اختیار پکار اُٹھی کل مصیبۃ بعدک جلل ہر مصیبت بعد آپ کے عظیم ہے۔

مین بھی اور باپ بھی شوہر بھی برادر بھی فدا اے شہ دین تیرے ہوتے ہوئے کیا چیز ہین ہم

منقول ہے۔ سیرت النبی مولفہ شبلی صاحب نعمانی سے صفحہ (۲۸۱)

خواہر حضرت حمزہ کا مقتل مین آنا

اور حضرت صفیہؓ خواہر حضرت حمزہؓ کی حال مین یہ لکھا ہے کہ حضرت حمزہؓ کی بہن شکست کی خبر سنکر مدینہ سے نکلین آنحضرت صلعم نے اُن کے صاحبزادہ زبیر کو بلاکر ارشاد فرمایا کہ حمزہؓ کی نعش دیکھنے نہ پائین۔ زبیر نے حضرت کا پیام سُنایا۔ بولین مین اپنے بھائی کا ماجرا سُن چکی ہون لیکن خدا کے راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین۔ آنحضرت صلعم نے اجازت دی۔ لاش پر گئین خون کا جوش تھا۔ عزیز بھائی کے ٹکڑے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے۔ لیکن۔ انا للہ انا الیہ راجعون کہہ کر چپ ہو رہین اور دُعائے مغفرت کی۔ ایضاً صفحہ (۲۸۱)

یہ روایت بھی اسی مین ہے کہ۔

ایمان رسول اللہ زنان انصار کا حضرت حمزہ پر نوحہ و بکا کرنا۔

آنحضرت مدینہ مین تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے گھرون سے ماتم کی آوازین آتی تھین آپ کو عبرت ہوئی کہ سب کے سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہین۔ لیکن حمزہؓ کا کوئی نوحہ خوان نہین ہے رقت کے جوش مین آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا کہ حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین ہے انصار نے یہ الفاظ سُنے تو تڑپ اُٹھے سب نے جاکر اپنی بیویون کو حکم دیا کہ دولت سرا پر جاکر حمزہؓ کا ماتم کرو۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت صلعم نے دیکھا تو دروازہ پر۔ پردہ نشینان انصاری کی بھیڑ تھی اور حمزہؓ کا ماتم بلند تھا اُن کے حق مین دعائے خیر کی۔ اور فرمایا مین تمھاری ہمدردی کا شکر گذار ہون۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ رسولؐ اللہ تو اپنے چچا کی موت پر گریہ و بکا فرمائین۔ اہل مدینہ کے گھرون سے ماتم کی آواز سُنکر فرمائین حمزہؓ کا کوئی رونے والا نہین انصار براہ ہمدردی اپنی عورتون کو دولتسرا پر بھیجدین۔ وہ سب حضرت حمزہؓ کا ماتم کرین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین کے شکر گذار ہون۔ اور اُن کے حق مین دعائے خیر فرمائین۔ مگر آہ۔ صد حیف کہ اُمت رسولؐ مین ایک وہ لوگ بھی ہین جو سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کے مصائب عظیم پر رونا بدعت ٹھہرا کر اُسکو بند کرنے مین کوشان ہون فاعتبروا یا اولی الابصار۔

غرض جو کوئی واقعہ جنگ اُحد پر غور کرے تو اُس کو معلوم ہوگا کہ اول تو اس لڑائی مین سچے اسلام اور پکے ایمان والون کی تعداد ہی کم تھی اس پر بھی تین سو (۳۰۰) جان نثار اثناء راہ سے مفرور ہوگئے۔ اور جو باقی رہے ان مین سے بھی معدودے چند میدان حرب مین آئے اور مرنے مارنے سے جی چراتے رہے۔ حتی کہ اپنے پیغمبرؐ کو دشمنون کے پنجہ مین چھوڑ کر ہوا ہوگیے صرف طبقہ انصار ہی سے چند افراد ایسے نکلے جنھون نے جام شہادت پیکر اپنے مالک سے یہ سند حاصل کی۔

لقد تاب اللہ علی النبی	البتہ خدا نے پیغمبرؐ پر بڑا ہی فضل کیا اور (نیز) مہاجرین
والمہاجرین والانصار الذین	اور انصار پر جنھون نے تنگدستی کیوقت مین پیغمبرؐ کا ساتھ
اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد	دیا اور ساتھ بھی دیا تو ایسے وقت مین جبکہ انمین سے
ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم	بعض کے دل ڈگمگا چکے تھے۔ پھر اُسی نے اِن پر بھی

ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم ۵ — اپنا فضل کیا کہ ان کو اس مین شک نہین کہ خدا ان سب پر نہایت درجہ مہربان اور اون کے حال پر اپنی مہر رکھتا ہے۔

پ ۱۱ س التوبہ (۳)

اقوال محدثین اہلسنت دربارہ شجاعت جناب امیرؑ

اور حیدر کرار غیر فرار کی مدح کس سے ہو سکتی ہے کہ رسولؐ خدا صلعم آپ کے نظر سے غائب ہوئے تو آپکو خیال ہوا کہ آنحضرت صلعم شہید ہو گیے اب مین زندہ رہکر کیا کرون گا۔ بہتر یہی ہے کہ یہان تک مقاتلہ کرون کہ مارا جاؤن۔ یہ سونچکر آپ نے کفار پر ایسا سخت حملہ کیا کہ سب کفار بھاگ گیے۔ اس وقت جناب رسول خدا صلعم ایک غار مین بیہوش نظر آئے آپنے آنکھ کھول کر دیکھا کہ علیؑ میرے پاس کھڑے ہوئے ہین۔ فرمایا اے علیؑ مشرکین مجھے گھیرے ہوے ہین انکو ہٹا دو۔ جناب شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی اس موقع پر کرار غیر فرار کی شدت وصلابت کا حال ان الفاظ مین تحریر فرماتے ہین۔

حیدر کرار۔ بشمشیر آبدار فوج فوج مشرکین را کہ مثل ثریا مجتمع بودند مانند نبات النعش پراگندہ ومتفرق ساخت درحین کارزار شمشیر علیؑ بشکست رسولؐ ذوالفقار بوی ارزانی داشت۔ ہرگاہ کہ شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ بدفع مشرکین مشغول شد رسولؐ اللہ فرمود اے علیؑ می شنوی مدح خود را کہ ملک رضوان بر آسمان می گوید۔ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار

یہ قول بھی انہین کا ہے کہ جب سب اصحاب فرار ہو گیے اور کرار غیر فرار جہاد مین سرگرم رہے تو جبرئیلؑ نے رسولؐ اللہ سے فرمایا کہ۔

این کمال مواسات وجوانمردی ست کہ علیؑ بدو قیام نمود۔ رسولؐ اللہ فرمود۔ جبرئیلؑ گفت من از ہر دو شما ہستم۔

اسی طرح صاحب روضۃ الصفا کا بیان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

چون مسلمانان رو بہزیمت نہادند حضرت رسول اللہ صلعم در غضب شد۔ وہرگاہکہ بعقب رفتے عرق از جبین ہمایونش مانند در خوشاب فرود دیدے در آن حال نظر کرد و علیؑ را در پہلوئے خویش ایستادہ دیدند۔ فرمود اے علیؑ چون ست کہ تو بدیگران نہ پیوستی قدوۂ اولیا جواب داد لا کفر بعد ایمان

لفظ کفر سے ثابت ہوتا ہے کہ فرار ہونے والے اسلام سے بھی خارج کئے گئے۔

پس ان اقوال سے۔

باوجودیکہ جمیع مؤرخین و محدثین باین توضیح و تصریح۔ ابوبکر و عمر بگوشہ رفتند و عثمان زان روز بعد سہ یوم در آمدند۔

اپنے خلفاء نامدار کا فرار ہونا قلمبند کرین۔ خداے عزوجل اصحاب کے فرار پر اور ان الفاظ پاک مین۔

اذ تصعدون ولا تلوون	اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم (بدحواس) بھاگے
علی احد والرسول یدعوکم	چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے
فی اخریکم	تم کو بلا رہے تھے (مگر) تم مڑکر کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شہادت دی۔ اس پر بھی شاہ صاحبؒ ان کے فرار سے انکار کرکے۔ اس۔ ارشاد سے انکی پردہ پوشی کرتے ہین۔ باین ہمہ حضرت شاہ صاحب رطب اللسان ہین۔

چون عفو ازان کبیرہ در قرآن مجید فرمود دیگر جائے طعن بر ہیچ کس نماند۔

حالانکہ حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے خود اصحاب مفرورین سے یہ فرماکر

جب تم نے مال غنیمت دیکھا تو جہاد سے بھاگ کھڑے ہوے۔ بعض تو تم مین سے دنیا کے پیچھے پڑگئے۔ اور بعض آخرت کی فکر مین۔ خدا کو تمھارا ایمان آزمانا منظور تھا مگر اس پر بھی خدا نے

Presented by Ziaraat.Com

درگذر کیا۔ اُن کی خطا معاف فرمائی ہے۔

خدا کا اصحاب مفرورین کو عفو فرمانا۔

پس حق تعالیٰ کے اس عفو کا یہ مطلب ہے کہ اس جرم کی دنیا مین سزا نہین دی۔ اس عفو سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ جرم فرار سے بھی بری کیے گئے۔ دیکھیے ایک حاکم عدالت کسی مجرم کو بعد ثبوت جرم سزا معاف کر دیتا ہے۔ لیکن وہ نفس جرم سے بری نہین ہوتا بلکہ رجسٹر جرائم مین اُس کا نام درج کر دیا جاتا ہے۔ اور پولس اس کے کردار۔ رفتار۔ اعمال و افعال پر خاص نظر رکھتی ہے۔

اسی طرح اگرچہ اصحاب بپاداش جرم فرار عذاب الٰہی سے تو بچ گئے لیکن اس عفو سے داغ فرار نہین مٹا اور ہمیشہ کے لیے باقی رہا۔

وھو المطلوب کہ یہان بحث فرار سے ہے نہ کہ سزا سے۔ نیز یہ عفو مخصوص جنگ احد کے لیے ہے۔ نہ کہ دیگر غزوات سے جو اس عفو کے بعد واقع ہوئین اور وہان سے بھی فرار ہوتے رہے۔ پس اس صورت مین شاہ صاحب اس عفو کو اپنے اصحاب ممدوحین کی عیب پوشی کیلیے کہان کہان سپر بنائین گے۔

بدر مین کہ خیبر مین خندق مین کہ حُنین مین بیعت الرضوان۔ صلح حدیبیہ۔ غدیر خم۔ تخلف جیش اُسامہ۔ حدیث قرطاس۔ غصب فدک و میراث۔ قصد احراق بیت اشرف بنت رسولؐ اور غصب حقوق شاہ ولایت۔ وغیرہ وغیرہ مین۔ ع

تن ہمہ داغ دار شد پنبہ کُجا کُجا نہم

دل مین جگر مین سینہ مین پہلو مین آنکھ مین　　اے عشق تیری شعلہ فشانی کہان نہین

اب جنگ خندق مین اصحاب "اشداء علی الکفار" کی شدت و صلابت کا حال سنیئے۔

غزوۂ خندق

جنگ کی بنیاد

اس جنگ کی بنیاد اس قضیہ پر ہوئی کہ بنی عامر اور بنی نظیر یہود کے دو قبیلہ تھے جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر رہتے تھے۔ عمر بن ضمری نے بنی عامر کے دو آدمیون کو مار ڈالا۔ چونکہ یہ دونون قبائل رسول اللہ کے ذمہ تھے۔

لہذا۔ آپ چند اصحاب کے ساتھ دونون کا خونبہا دلوانے کی غرض سے بنی نظیر کے پاس آئے اور اُن سے مدد چاہی۔ اُن لوگون نے ظاہر مین تو اپنا خلوص جتایا اور باطن مین خود رسول اللہ صلعم کی ہلاکت کا تہیہ کیا۔ جس کا علم رسول اللہ کو بہ الہام غیبی ہو گیا آپ نے اُن سے کہلا بھیجا کہ تمھاری مکاری ظاہر ہو گئی ہے۔ اب تم ہماری ولایت سے نکل جاؤ۔ یا لڑنے پر تیار رہو۔ غرض وہ لوگ جلاوطن ہو کر شام مین جہان خیبر کے یہودی جا کر آباد ہوئے تھے جا بسے اس واقعہ کا ذکر خداوند تعالیٰ نے سورۃ الحشر مین اس طرح فرمایا ہے۔

خدا نے کفار کے دلون مین دھاک ڈال دی۔

ھوالذی اخرج الذین	وہ (خدا) ہی تو تھا جس نے کفار اہل کتاب کو اُنکے
کفروا من اھل الکتب من	گھرون سے نکال باہر کیا (اور یہ اُنکی تقدیر کا) پہلا حشر
دیارھم لاول الحشر ما ظننتم	(تھا) جس کیلیے نکالے گئے (مسلمانون) تمکو (تو وہم و)
ان یخرجوا وظنوا انھم	گمان (بھی) نہ تھا اور وہ اس خیال مین (مست) تھے
مانعتھم حصونھم من اللہ فاتھم	کہ ان کے قلعے اُنکو خدا کی (پکڑ) سے بچا لینگے تو جدہر سے
اللہ من حیث لم یحتسبوا وقذف	ان کو گمان بھی نہ تھا خدا کے لشکر نے اُنکو آلیا اور اُنکے
فی قلوبھم الرعب یخربون	دلون مین (مسلمانونکی) دہاک ڈالدی کہ لگے اپنے گھرونکو
بیوتھم بایدیھم وایدی	اپنے ہاتون اور مسلمانون کے ہاتھون اُجاڑنے تو

Presented by Ziaraat.Com

المومنین فاعتبروا یا اولی الابصار — اے لوگو جن کے (منہ پر) آنکھین ہین (اس واقعہ سے) عبرت پکڑو۔

اِس آیۂ شریفہ کی تفسیر صاحب تفسیر حسینی نے یہ کی ہے۔

آوردہ اند کہ حضرت رسول اللہ صلعم در سال چہارم از ہجرت با جمعی از خواص اصحاب جہت دیت دو مرد عامری کہ در عہد پیغمبر بودند و عمر بن ضمری رضی اللہ عنہ ایشان را کشتہ بود۔ بمنازل یہود بنی النظیر رفت۔ در وقتیکہ نشست بدیوار خانۂ ایشان باز نہادہ بود۔ سنگے بر بام بردند تا بر آن حضرت افگنند۔

فی الحال جبرئیل امین بہتر عالم را خبردار گردانید۔ و آنحضرت بمدینہ باز آمد کس بدایشان فرستاد کہ چون غدر شما ظاہر شد از دیار ما بیرون شوید و دہ روز ایشان را مہلت داد۔ ایشان بہ تہیۂ سفر اشتغال نمودند۔

و ابن ابی کہ پیشوائے منافقان بود کسے را پیش ایشان فرستاد کہ از دیار خود بیرون مروید و بقلاع خود متحصن باشید کہ من با دو ہزار کس از قوم خود معاون شما ام یہود بہ سخن آن منافق مغرور شدہ باغی گشتند و خبر

منقول ہے کہ ہجرت کے چوتھے سال رسول اللہ صلعم چند اصحاب کو ہمراہ لیکر بنی نظیر یہود کے مکان پر تشریف لے گیے کہ دو شخص عامر کی جو عہد رسول مین تھے جن کو عمر بن ضمری نے مار ڈالا تھا دیت لین۔ آنحضرت صلعم جس وقت ان کے مکان کی دیوار کے نیچے بیٹھے تھے۔ وہ ایک پتھر بالا خانہ پر لے گیے کہ آپ پر گرا دین۔

حضرت جبرئیل نے آپ کو مطلع کیا۔ آپ مدینہ چلے آئے اور کسی کے ذریعہ ان کو پیغام بھیجا کہ تمھارا مکر مجھ پر کھل گیا۔ اب تم دس روز کے اندر ہمارے ملک سے نکل جاو۔ اس پر ان لوگون نے سفر کا سامان کیا۔

ابن ابی جو منافقون کا پیشوا تھا۔ اس نے کہلا بھیجا کہ اپنے وطن سے نہ نکلو اور اپنے قلعون مین قیام کرو مین دو ہزار آدمیون کے ساتھ تمھاری مدد کرتا ہون ابی کی باتون پر یہ لوگ غرا کر کے باغی ہو گیے

آنحضرت رسیدہ با جمعی بر سر ایشان رفت و پانزدہ روز ایشان را محاصرہ کرد۔ و آن منافق وعدہ وفا نکرد۔ و ایشان جلا قبول کردند۔ و بواسطہ ترس و بیمے کہ خدا اے در دل ایشان افگند و چون جلا قبول نمودند و حضرت فرمود کہ بشرط آنکہ اسلحہ خود بگذارید۔ و آن مقدار از اموال کہ دواب شما بر تواند گرفت با خود ببرید برین وجہ قرار یافت یہود از درہا و چوبہا و سنگ ہاے تراشیدہ از محل آن بر کندہ با خود ببردند۔ پس ششصد شتر بار کردہ خود را بر آراستند و اظہار جلادت نمودہ دف می زدند۔ و سرود گویان از بازار مدینہ گذشتند بعضی بولایت شام رفتند و جمعی بہ خیبر۔ (جلد ثانی صفحہ ۳۸۹)۔

رسول اللہ اس خبر کو سنکر چند اصحاب کو لیکر اُنکی طرف گئے۔ اور ان کو پندرہ دن تک محصور رکھا۔ آخر۔ منافق نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ اور خوف و دہشت کی وجہ سے جو خدا نے ان کے دلون مین ڈالدیا تھا۔ جلا وطن ہونا اختیار کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس شرط سے کہ سامان اسلحہ چھوڑ کر باقی مال جسقدر چوپائے اونکے لاد سکین لے جاوین۔

اس قرار داد پر اپنے محل کے دروازے اور لکڑی اور تراشی ہوے پتھر اپنے ساتھ لیے۔ یہ سامان چھ سو اونٹ پر لاد کر اپنے کو آراستہ کرکے اپنی شان و شوکت دکھاتے اور گاتے بجاتے ہوئے مدینہ کے بازار سے نکل گئے ان مین کچھ لوگ شام کو اور کچھ خیبر کو گئے۔

اقتباس سیرۃ النبی دربارۂ واقعات جنگ

جنگ احزاب (خندق) کے واقعات کا اقتباس سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی سے نقل کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔

یہ تمام لڑائیان اس عام جنگ کی پیش خیمہ تھین جو تمام عرب اور یہود متفقہ قوت سے کرنا چاہتے تھے۔ اور جس کو جنگ احزاب کہتے ہین ۵ھ ہجری مین بنو نضیر مدینہ سے

نکل کر خیبر پہونچے تو اُنھون نے ایک نہایت عظیم الشان سازش شروع کی۔ ان کے رؤسا مین سے سلام بن ابی الحقیق وغیرہ مکہ معظمہ گئے اور قریش سے ملکر کہا اگر ہمارا ساتھ دو تو اسلام کا استیصال کر دیا جا سکتا ہے۔ قریش اس کے لیئے ہمیشہ تیار تھے۔ قریش کو آمادہ کر کے یہ لوگ قبیلہ غطفان کے پاس گئے۔ اور ان کو لالچ دیا کہ خیبر کا نصف محاصل ان کو ہمیشہ دیا کرین گے یہ فوراً تیار ہو گیے۔ بنو اسد غطفان کے حلیف تھے غطفان نے ان کو لکھ بھیجا کہ تم بھی فوجین لے کر آؤ۔ قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی اس تعلق سے اُنھون نے بھی ساتھ دیا۔ بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا اس بنا پر یہود نے ان کو بھی آمادہ کیا غرض تمام قبائل عرب سے لشکر گران تیار ہو کر مدینہ کی طرف بڑھا۔ فتح الباری مین تصریح ہے کہ ان کی تعداد چوبیس ۲۴ ہزار سے زاید تھی۔ یہ لشکر تین مستقل فوجون مین تقسیم کیا گیا۔ اور غطفان کی فوجین عتبہ بن حصین فزاری کی کمان مین تھین جو عرب کا مشہور سردار تھا بنو اسد طلحہ کی افسری مین تھے۔ اور ابو سفیان سپہ سالار کل تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہ خبرین سُنین تو صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت سلمانؓ فارسی نے رائے دی کہ کھلے میدان مین نکلکر مقابلہ کرنا مصلحت نہین ہے ایک محفوظ مقام مین لشکر جمع کیا جائے۔ اور گرد خندق کھود لی جائے۔ تمام لوگون نے اس رائے کو پسند کیا۔ اور خندق کھودنے کے لیے آلات مہیا کیے گیے۔ آنحضرت صلعم نے تین ہزار (۳۰۰۰) صحابہ کے ساتھ شہر سے باہر نکل کر خندق کی تیاری شروع کی۔ اور حدود قائم کیئے داغ بیل ڈالکر دس دس آدمیون پر دس دس گز زمین تقسیم کی۔ خندق کا عمق پانچ گز رکھا گیا۔ بیس (۲۰) دن مین تین ہزار (۳۰۰۰) متبرک ہاتھون سے انجام پائی۔

یاد ہوگا کہ جب مسجد نبوی بن رہی تھی تو سرور دو جہان مزدورون کی صورت مین تھے۔

آج بھی وہی عبرت انگیز منظر ہے جاڑے کی راتین ہین اور تین تین دن کا فاقہ ہے۔ مہاجرین و انصار اپنی پیٹون پر مٹی لاد لاد کر پھینکتے ہین سرور عالم بھی مٹی پھینک رہے ہین۔ شکم مبارک پر گرد اَٹ گئی ہے۔ پتھر کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب کام نہین دیتی تھی۔ رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تین دن کا فاقہ تھا اور پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا آپ نے دست مبارک سے پہاڑ وا مارا تو چٹان ایک تودۂ خاک تھی۔ سلع کی پہاڑی کو پُشت پر رکھکر صف آرائی کی گئی مستورات شہر کے محفوظ قلعون مین بھیجدی گئین۔ بنو قریظہ کے یہود اب تک الگ تھے۔ لیکن۔ بنو نظیر نے ان کے ملا لینے کی کوشش کی۔ حی بن اخطب خود قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس گیا اور کہا مین فوجون کا دریا بیکران لایا ہون قریش اور تمام عرب اُمنڈ آیا ہے۔ اور ایک محمدؐ کے خون کا پیاسا ہے یہ موقع ہاتھ سے دینے کے قابل نہین اب اسلام کا خاتمہ ہے۔ کعب ابھی راضی نہین تھا۔ اُس نے کہا مین نے محمدؐ کو ہمیشہ صادق الوعد پایا ان سے عہد شکنی کرنا خلاف مروت ہے لیکن حی کا جادو رائیگان نہین جاسکتا تھا۔

آنحضرت صلعم کو یہ حال معلوم ہوا تو تحقیق اور اتمام حجت کے لیئے سعد بن معاذ اور سعد بن عُبادہ کو بھیجا۔ اور فرمایا کہ اگر درحقیقت بنو قریظہ نے معاہدہ توڑ دیا ہے تو وہان سے آکر اس خبر کو مبہم لفظون مین بیان کرنا کہ لوگون مین بیدلی نہ پھیلنے پائے۔ دونون صاحبون نے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو اُنھون نے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ محمدؐ کون ہین اور معاہدہ کیا چیز ہے۔

غرض۔ بنو قریظہ نے اس بیشمار فوج مین اور اضافہ کر دیا قریش یہود اور قبائل عرب کی چوبیس ہزار فوجین تین حصون مین تقسیم ہوکر مدینہ کے تین طرف اس زور و شور سے

حملہ آور ہوئین کہ مدینہ کی زمین دہل گئی قریباً ایک مہینہ تک اس سختی سے محاصرہ قائم رہا اور اس قدر شدید اور پُرخطر ہو گیا تھا کہ ایکدفعہ آنحضرت صلعم نے لوگون سے خطاب کرکے فرمایا کوئی ہے جو باہر نکل کر محاصرین کی خبر لائے تین دفعہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے۔ لیکن حضرت زبیر کے سوا اور کوئی صدا نہین آئی۔ محاصرین نے اِدہر تو خندق کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اِدہر دوسری سمت سے اس غرض سے مدینہ پر حملہ کرنا چاہا کہ آنحضرتؐ اور صحابہ کے اہل وعیال یہین قلعون مین پناہ گزین تھے۔ محاصرین خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے۔ اس لیے دُور سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے خندق مین مختلف حصون پر فوجین تقسیم کر دین تھین جو محاصرین کے حملون کا مقابلہ کرتی تھین ایک حصہ خود آپ کے اہتمام مین تھا۔

اب مشرکون کی طرف سے حملہ کا یہ انتظام کیا گیا کہ قریش کے مشہور جنرل یعنے ابوسفیان و خالد بن ولید۔ عمرو بن العاص۔ ضرارہ بن الخطاب کا ایک ایک دن مقرر ہوا ہر جنرل اپنی باری کے دن پوری فوج لیکر لڑتا تھا خندق کو عبور نہین کر سکتے تھے اس لیے باہر سے پتھر اور تیر برساتے تھے۔ چونکہ اس مین کامیابی نہین ہوئی اس لیئے قرار پایا کہ اب عام طور پر حملہ کیا جائے۔ تمام فوجین یک جا ہوئین قبائل کے تمام سردار آگے آگے تھے۔ خندق ایک جگہ سے اتفاقاً کم عریض تھی۔ یہ موقع حملہ کے لیئے انتخاب کیا گیا۔ عرب کے مشہور بہادرون یعنی ضرارہ۔ جبیرہ۔ نوفل۔ عمرو بن عبدود نے خندق کے اس کنارے سے گھوڑون کو مہمیز کیا تو اُس پار تھے۔ ان مین سب سے زیادہ مشہور بہادر عمرو بن عبدود تھا۔ وہ ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگ بدر مین زخمی ہو کر واپس چلا گیا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جبتک انتقام نہ لون گا مین بالون مین تیل نہ ڈالون گا۔ (انتہی۔ از صفحہ ۳۰۶ تا ۳۱۳)۔

Presented by Ziaraat.Com

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا

چونکہ جناب شبلی صاحب نے بعد کے واقعات چھوڑ دئے لہذا تاریخ روضۃ الصفا سے بقدر ضرورت نقل کیے جاتے ہین ملاحظہ ہو۔

ناقلان آثار۔ سید ابرار۔ چنین روایت کردہ اند کہ عمرو بن عبدود درمیان قبائل عرب بود بفور جرأت و کمال جلالت و استعمال آلات طعن و ضرب در عرب مستثنیٰ و امتیاز تام داشت۔ و فی المثل اگر رستم دستان با وے بمنازعت در آمدے کاربروی بزیان آمدے اگر سہراب قدم در مضمار مبارزت او نہادے بیتاب و توان گشتے شہرت او در شجاعت بمرتبہ بود کہ دلیران عرب او را برابر ہزار مرد مقاتل میدانستند ہرگاہ کہ عمرو بن عبدود در غزاء خندق گذشتہ مبارز طلبید۔ مسلمانان در باب قبائل او متامل شدند و متوقف بودند حضرت از اصحاب پرسید کہ سبب توقف و اندیشہ چیست۔ عمرؓ از جانب اہل اسلام زبان باعتذار کشادہ

ناقلان اخبار سید ابرار بیان کرتے ہین کہ عمرو بن عبدود قبائل عرب مین بلحاظ کمال جرأت و کمال شجاعت اور بفور سلاح حرب و ضرب تمام عرب مین فرد اور ممتاز تھا۔ اگر رستم بھی اس سے لڑنے کو آتا تو پسپا ہوتا اگر سہراب اس سے جنگ کرتا شکست اُٹھاتا۔ اس کی قوت اور دلیری و بہادری کی اسدرجہ شہرت تھی کہ دلیران عرب تنہا اسکو ہزار پہلوانون کے برابر سمجھتے تھے۔ پس جب اس نے میدان جنگ مین آکر لشکر اسلام سے اپنے ساتھ لڑنیوالا چاہا۔ تو سارے لشکر اسلام نے اس سے جنگ کرنے مین تامل و توقف کیا۔ رسول اللہ صلعم نے خوف اور توقف کا سبب پوچھا حضرت عمر نے کل اہل اسلام کی طرف سے

معروض داشت۔ کہ یا رسول اللہ نوبتے
عذر پیش کیا۔ یا رسول اللہ ایکدفعہ

ہمراہ طائفہ از قریش کہ عمرو بن عبدود دران
مین طائفہ قریش کے ساتھ مال کثیر

میان بود برسم تجارت بہ مالے وافر و متاعے
لیکر بغرض تجارت جانب ملک شام

متکاثر متوجہ شام گشتم ناگاہ قریب ہزار کس
گیا تھا اس وقت عمرو بن عبدود

از قاطعان طریق از سر راہ برما گرفتند
ہمارے ساتھ تھا اثناء راہ مین ایک

و اہل کاروان از مال بلکہ از جان خویش
مقام پر ہزار ڈاکوؤن نے ہمارے

نیز مایوس گشتند چون عمرو بن عبدود
طائفہ کو گھیر لیا۔ اور ہم سب نہ صرف

صورت حال را بدین منوال دید
مال بلکہ اپنی جانون سے بھی ہاتھ

شمشیر از نیام کشیدہ شتر بچہ را
دھو بیٹھے تھے۔ عمرو عبدود نے ہم لوگونکا

بہ یکدست ربودہ بجائے سپر پیش
جب یہ خوف و اضطراب دیکھا تو اپنی

روئے خود نہادہ مانند پیل دمان و شیر
تلوار میان سے کھینچی اور شتر بچہ کو بجائے

ژیان بر مخالفان حملہ کرد و آن جماعت
سپر ہاتھ مین لیا پھر مثل پیل دمان اور

بواسطہ توجہ او روئے باہزام نہادند
شیر ژیان ان پر ایسا حملہ کیا سب کے سب

و قافلہ ما بسبب عمرو بن عبدود سلامت
بھاگ گیے۔ اور اسکی بدولت ہمارا

بگذشت و بالجملہ عمرو عبدود از خندق
قافلہ صحیح و سلامت رہا۔ القصہ عمرو عبدود

بگذشت قدم در میدان شجاعت
پکار رہا ہے کہ نکلو اور مجھ سے آکر لڑو مگر

نہادہ مبارز خواست و لشکر اسلام کہ
اہل اسلام جو اُس کی بہادری اور دلیری

تا غایت تہوری و مردانگی آن ملعون را
سے اچھی طرح واقف تھے اسکے رعب و

میدانستند از ہیبت او چنان خائف شدند
ہیبت کا ایسا اثر سارے لشکر پر پڑا

Presented by Ziaraat.Com

که گوے خون در بدن ایشان نماند و سرہا
در پیش افگنده بایستادند۔ کانّما علی
رؤسهم الطیر این کلمه ناطق بآنست که
در ولایت عرب کهنه در سر شتران بسیار
پیدا می شود۔ کلاغ از هوا فرود آمده بر
سر شتری نشیند و آنهارا به منقار بر
می چیند و در هنگام شتر از خوف
آنکه کلاغ بپرد و کهنه در سر او بماند
مطلق حرکت نمی کند و سر خود را نمی جنباند
بالجمله چون عمرو عبدود از اهل اسلام مبارز
خواست هیچ کس از اهل اسلام در
برابر او نیامد۔ حضرت مقدس نبوی
فرمود که آیا هیچ دوستیست که شر این
دشمن را از ما کفایت کند۔ اسد الله الغالب
علی ابن ابی طالب برخاست۔ و گفت

که گویا ان کے بدن مین خون ہی نہ تھا۔
سب کے سب سر جھکا کر کانّما علی رؤسهم
الطیر کھڑے رہے۔ عرب کا یہ ایک
مقولہ ہے کہ ملک عرب مین ایک کیڑا
جسکو کہنہ کہتے ہین اونٹ کے سر مین
پیدا ہوتا ہے۔ اور کوّے اونٹ کے
سر پر بیٹھکر اپنے چونچ سے اُس کیڑے کو
چن لیتے ہین۔ اونٹ اِس خیال و
خوف سے کہ مبادا حرکت کرنے سے کوّا
اُڑ جائے اور کیڑا سر مین رہ جائے۔ مطلق
حرکت نہین کرتا ہے اور ذرا بھی اپنا سر
نہین ہلاتا۔ آخر کار عمرو عبدود کی صدا پر
لشکر اسلام سے جب کوئی بھی اسکے مقابلہ کو
نہ نکلا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا کوئی ایسا
میرا دوست ہے جو اِس شر کو مجھ سے دور کرے۔
اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب اوٹھے اور

یا رسول الله انا اباز ره و بر وایتی
گفت انا له و آنحضرت در جواب
علی هیچ نه گفت و فرمود که اے علی
این عمرو عبدود است۔ حضرت امیر گفت

اٹھکر عرض کی یا رسول اللہ اِس سے مین لڑونگا
اور یا یہ کہا کہ اسکے واسطے مین ہون آنحضرت صلعم
نے فرمایا کہ اے علی یہ عمرو بن عبدود ہے آپنے کہا

Presented by Ziaraat.Com

من علیؑ بن ابی طالبؑ ام۔ بار دوم عمرو
میارز طلبید۔ علیؑ مرتضیٰ رخصت خواست
و مرخص نہ گشت۔ بار سوم عمرو گفت
آیا در میان شما ہیچ مردے نیست کہ
از برائے جنگ در میدان آید۔
ایہا الناس۔ گمان شما ست کہ کشتگان شما
در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم شوند آیا دوست نمیدارد
کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن
خود را بجہنم فرستد۔ امیر المؤمنین
باز دستور خواست تا بان شہور
در محاربہ بیاید۔
حضرت نبوی شمشیر خود کہ موسوم با
ذوالفقار بود۔ بہ علیؑ دادہ و زرہ خاص
در جسم او پوشانید و از جہت دفع اصابت
عین الکمال عمامہ خویش بر سرش نہاد
بعد از آن فرمود کہ اللہم اعنہ اے خدا
سزاوار پرستش یاری دہ علیؑ را
بر عمرو عبدود دست ہائے مبارک
بجانب آسمان برداشتہ۔ فرمود کہ بار خدایا

مین بھی علی بن ابی طالبؑ ہون۔ دوسرے بار
پھر عمرو نے مبارز طلبی کی اور علیؑ نے پھر اجازت
چاہی۔ مگر حضرت صلعم نے پھر بھی اجازت نہ دی۔
تیسرے بار عمرو عبدود نے پکار کر کہا۔ ایہا الناس
کیا تم مین کوئی ایسا مرد نہین ہے کہ میدان جنگ مین آوے
تمہارا تو گمان ہے۔ کہ تمہارے کشتے بہشت
مین جائین گے۔ اور ہمارے کشتے دوزخ مین
رہین گے۔ آیا تم مین سے کوئی بہشت کا سفر
کرنا پسند نہین کرتا۔ یا اپنے دشمن کو جہنم مین
بھیجے۔ امیر المومنینؑ نے پھر عرض کی کہ مجھے
اجازت دیجیے کہ مین اس بہادر کے ساتھ جا کر لڑون
آخر رسول اللہ صلعم نے اجازت دی اور
امیر المومنینؑ کو خاص اپنی زرہ اپنے دست
مبارک سے پہنائی اور اپنی ذوالفقار کمر مین
باندھی۔ اصابت عین الکمال کے دفع کے لیے
اور عمامہ مبارک آپ کے سر پر رکھا اور پھر فرمایا
بار خدا ان کی مدد فرما۔ اور دونون
ہاتھ اٹھا کر بارگاہ ایزدی مین یہ
مناجات کی۔ بار الہا تو نے

عبیدہ را در روز بدر از من گرفتی و
حمزہ را در روز اُحد از من جدا ساختی
الٰہی این کس علیؑ ست برادر من و
ابن عم من انگاہ گفت فلا تذرنی
فرداً وانت خیر الوارثین یعنی
نچھوڑ تو مجھکو تنہا اور تو وارثون کا
بہتر ہے) چون سخن مصطفےٰؐ باین مقام
رسید مرتضیٰ علیؑ پیادہ پا روان شد
و در آن معرکہ عمر عبدود سوار بود۔
مرتضیٰؑ سر راہ بروے گرفت و خطاب
فرمود۔ چنان مسموع من شد کہ تو پیش
از اسلام می گفتی کہ ہیچ مردے مرا سہ
چیز نخواند۔ الا یکی از ان قبول کنم۔
گفت بلے چنین است۔ علیؑ فرمود کہ
من ترا می خواہم بہ شہادت اشھد
ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً
رسول اللہ عمر عبدود گفت اے برادر زادہ
من چہرہ این مطلوب در حجاب توقف
و نقاب تاخیر گذار۔

عبیدہ کو جنگ بدر مین مجھ سے لے لیا۔
اور حمزہؓ کو اُحد مین مجھ سے جُدا کر دیا۔
اے میرے پروردگار یہ علیؑ ہے میرا بھائی
ہے عمرو عبدود کے مقابلہ مین تو علیؑ کی
مدد کیجیو اسکو مین تیری حفظ و امان مین
دیتا ہون۔ "فلا تذرنی فرداً وانت
خیر الوارثین" بعد ختم مناجات سرور
کائنات علیہ التحیہ والثنا۔ علیؑ پیادہ پا
روانہ ہوئے۔ معرکۂ میدان مین عمرو عبدود
کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہے آپ نے
اس سے فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ ترویج
اسلام سے قبل تو کہتا تھا۔ کہ جو کوئی تجھ سے
تین سوال کرے اُن مین سے تو ایک
قبول کرے گا۔ اس نے کہا۔ ہان صحیح ہے
آپ نے فرمایا کہ میرا پہلا سوال تو یہ ہے
کہ تو کلمۂ شہادتین پڑھ۔
عمرو عبدود نے کہا اے میرے برادر
زادے اس خیال کو دل سے
دُور رکھ۔

Presented by Ziaraat.Com

امیر المومنینؑ گفت امرے دیگر ست۔

عمروؓ گفت آن کدام است۔

امیرؑ گفت آنکہ دست از محاربہ باز دار۔

کہ اگر محمد مصطفےؐ بر دشمنان غالب آید

تو بشرط ایداد بجاے آوردہ دگر کار برعکس

باشد۔ بے مخاصمت و منازعت تو مقصودت

حاصل آید۔

عمروؓ گفت زنان قریش این سخن نہ گویند

کہ من برایفائے نذر خود قادر کردم

و دست ازان باز داشتہ روئے

بوطن آوردہ۔ حالا کہ عمرو بعد از فرار

معرکۂ بدر نذر کردہ بود کہ تا از محمدؐ

انتقام نگیرد روغن در سر خود

نمالد۔

امیر المومنینؑ فرمود کہ اینجا قضیۂ دیگر ست

عمروؓ پرسید کہ آن کدام است۔

امیر المومنینؑ فرمود از اسپ فرود آئی

کہ مقاتلہ کنم۔

عمروؓ ازین سخن درخندہ شد و گفت

امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ دوسری بات یہ ہے

عمروؓ نے کہا وہ کیا ہے۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا لڑائی سے باز رہ

کہ اگر محمد مصطفےؐ دشمنوں پر غالب آگئے

اور بشرطیکہ تو برسر امداد رہا تو اپنی

حالت پر قائم رہنے کا مختار رہے اور اگر غالب

نہ آئے تو بغیر تیرے لڑے ہوئے تیرا مقصد حاصل ہے۔

عمروؓ نے کہا جب میں وطن پہنچونگا تو زنان قریش

طعنہ زن ہونگی کہ باوجودیکہ عمرو بن عبدود

اپنی نذر پوری کرنے پر قادر تھا پھر بھی جنگ سے

دستکش ہوگیا حالانکہ میں نے معرکہ بدر سے

فرار ہونے کے بعد منت مانی تھی کہ جبتک

محمدؐ سے بدلا نہ لونگا اپنے سر میں تیل

نہ ڈالونگا۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا ایک بات اور

یہ ہے۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔

آپ نے فرمایا گھوڑے سے اتر کر

مقابلہ کر۔

عمروؓ ہنسا۔ اور کہا۔

Presented by Ziaraat.Com

این خصلتیست کہ گمان نبردم کہ کسی
از دلیران عرب این را از من التماس
نماید تو کہ صغیر ہستی و ہنوز ترا وقت
آن نرسید کہ با مردان مرد بمیدان
آئی۔ من یکے از آن دو شیخ قریش
یعنی ابو بکر و عمر را می خواہم و نیز
گفت کہ من دوست ندارم کہ خون
تو در دست من ریختہ گردد و حالانکہ
میان من و پدر تو قاعدہ محبت و
اساس مودت استحکام داشت۔
امیر المومنینؑ۔ فرمود کہ اگر تو دوست
نمیدارے کہ خون من بر دست تو ریختہ
شود۔ مگر من دوست می دارم کہ خون
تو بر دست من ریختہ شود۔
عمرو عبدود ازین سخن برآشفت واز
مرکب فرود آمدہ۔ اسپ خود را پے کردہ
شمشیر از نیام کشیدہ از سر خشم و غضب
بر علیؑ حملہ آورد۔
امیر المومنینؑ از براے دفع ضرر سپر در سر کشید۔

مین اس بات کا گمان بھی نہین کرتا تھا کہ
دلیران عرب سے کوئی بھی مجھ سے ایسا سوال
کرے اور تم تو ابھی بچے ہو۔ ابھی وہ وقت
نہین آیا کہ تم کسی مرد میدان کے مقابل
ہو۔ مین نے تو ان دو شیوخ ابوبکر و عمر کو
چاہا تھا اور یہ بھی کہا کہ مین تمھارے خون سے
اپنا ہاتھ رنگنا نہین چاہتا میرے اور
تمھارے والد کے درمیان محبت
اور دوستی کی بنیاد مستحکم تھی۔
امیر المومنینؑ نے فرمایا اگر تو پسند نہین
کرتا کہ میرا خون تیرے ہاتھ سے بہایا
جائے۔ مگر مین تو اپنے ہاتھ سے تیرا
خون بہانا مرغوب رکھتا ہون۔
عمرو عبدود یہ سنکر غصہ مین گھوڑے سے
اتر آیا اور اپنے گھوڑے کے چارون پاؤن
کاٹ ڈالے۔ اور تلوار نیام سے نکالکر
بہت غیظ و غضب کے ساتھ علیؑ پر حملہ کیا۔
امیر المومنینؑ نے اپنے بچاؤ کیلیے سپر سر پر رکھی

وآن متہور بیباک تیغے چنان بر سر
حضرت امیرؑ زد کہ اگر بر کوہ خارا زدے
دو نیم ساختی واز شدت ضرب شمشیر سپر
شق شدہ و سر مبارک اندکے مجروح
گشت۔

اس بیباک دلاور نے تلوار حضرت علیؑ کے
سر پر لگائی کہ اگر کوہ خارا پر پڑتی تو دو ٹکڑے
ہو جاتا۔ شدت ضرب شمشیر عبدود
سے سپر جناب امیرؑ شق ہو گئی اور خفیف
زخم سر مبارک پر پہنچا۔

الغرض حیدرؑ کرار بیک ضرب ذوالفقار
بدن خبیث اورا از بار سبک گردانید
و بآواز بلند تکبیر گفت آواز تکبیر بسمع
شریف نبویؐ رسید۔ دانست کہ علیؑ عمرو را
بکشت بعد از کشتہ شدن عمرو ابن عبدود
چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب وجبیرہ
بن ابی لہب وغیرہ بقصد جنگ آمدند۔
وہیبت علیؑ را دیدہ فرار شدند۔
چنانچہ نوفل بن عبداللہ در حین فرار
اسپ وے را در خندق انداخت۔
امیرالمومنینؑ در خندق رفت و شمشیر
بر میانش زد کہ دو نیم شد۔ گویند کہ
امیرالمومنینؑ سر عمرو عبدود را بریدہ و
التفات بر زرہ او بغایت بیش بہا بود نکرد

اسکے بعد حیدرؑ کرار نے ایک ہی ضرب
ذوالفقار سے اس ملعون کے
بدن نجس کو اس کے سر کے
بوجھ سے ہلکا کر دیا۔ اور بآواز بلند
تکبیر کہی بعد قتل عمرو عبدود اور
چند کفار مثل ضرار ابن الخطاب
وغیرہ لڑنے کو آئے مگر علیؑ کو دیکھتے
ہی خوف سے بھاگ گئے۔
چنانچہ نوفل بن عبداللہ کو بحالت فرار
گھوڑے نے خندق مین گرا دیا۔
امیرالمومنینؑ نے خندق ہی مین جا کر ایک وار
مین کمر سے اسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ اور
عمرو عبدود کا سر کاٹ لیا۔ اور اسکی بیش قیمت
زرہ پر جو پہنے ہوئے تھا کچھ بھی التفات نفرمایا

خواہر عمرو عبدود بر سر برادر رسید۔ وجامہ
وزرہ او را بر قرار یافت گفت لا قتلہ
الا کفو کریم نہ کشتہ است او را مگر
ہمسر آنکہ کریم باشد۔

خواہر عمرو عبدود اپنے مقتول بھائی کے
سرہانہ آئی۔ اور اُس کا جامہ و زرہ بدستور
پاکر۔ کہا کہ یہ شخص کریم کے ہاتھ سے قتل
ہوا ہے۔

خلاصہ آنکہ امیر المومنینؑ خرمن حیات
مخالفان را باتش قہر سوختہ در خسارۂ
فرخندہ اثر مانند شمع فلک بر افروختہ
بخدمت حضرت رسالت مبادرت
نمودہ و سر عمرو عبدود را در پائے آن
سرور انداخت۔ چون امیر المومنینؑ
بہ مجلس حضرت در آمد صدیق اکبر و
عمر بن الخطاب برخاستند و سر علی را
بوسہ دادند و عبد اللہ بن مسعود برخواند
کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلیؑ و
کان اللہ قویاً عزیزاً۔ و رسولؐ در شان
اسد اللہ فرمود کہ مبارزۃ علی ابن
ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال
امتی الی یوم القیامۃ۔

الغرض امیر المومنینؑ نے مخالفون کا
خرمن حیات آتش قہر سے جلا ڈالا آپ کے
رخسار مبارک آفتاب کے مانند درخشان
ہوگئے اور جناب رسول اللہ صلعم کی خدمت
مین حاضر ہوے اور آپ کے پائے مبارک پر
عمرو عبدود کا سر ڈال دیا۔ جب جناب امیر المومنینؑ
مجلس رسولؐ مین تشریف لائے اُسوقت
ابو بکر اور عمر بن الخطاب اُٹھ کھڑے ہوئے
اور حضرت علیؑ کے سر کو بوسہ دینے لگے۔
عبد اللہ بن مسعود نے یہ پڑھا۔ کفی اللہ المومنین
القتال بعلی وکان اللہ قویاً عزیزاً اور رسول اللہ صلعم
نے اسد اللہ الغالب کی شان مین فرمایا خندق کے
دن علی ابن ابیطالبؑ کی لڑائی میری تمام امت کے
اعمال سے افضل ہے۔ جو وہ تا قیامت بجا لائے گی۔

معزز ناظرین جنگ اُحد مین مہاجرین و انصار کی ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ تحریر ہو چکا ہے

Presented by Ziaraat.Com

کہ بجز معدودے چند سب جان نثار میدان رزم سے جناب رسول خدا کو تنہا چھوڑ کر اس بدحواسی سے مفرور ہوئے تھے کہ بقول شبلی صاحب بعضون نے تو مدینہ مین پہنچکر دم لیا اس لڑائی مین بھی اُن کے نفاق و شقاق کا وہی حال تھا کہ فوجون کی کثرت دیکھتے ہی ہیبت اور خوف سے ان کے کلیجے منہ کو آگئے اور سکرات کی سی حالت طاری ہوگئی۔ خدا اور رسول پر طعنہ زن ہوئے کہ ہم سے جو فتح کے وعدے کیئے تھے۔ وہ سب دُہوکہ تھے۔ انھون نے اصحاب مومنین کو بھی بہکایا کہ دشمنون کی اس بھیڑ مین ٹھہر نہ سکوگے آؤ ہمارے ساتھ نکل چلو حالانکہ جنگ اُحد مین عہد کر چکے تھے کہ آیندہ دشمن کے مقابلہ مین پیٹھ نہ پھیرین گے۔ لیکن اس عہد کو توڑ دیا۔ پیغمبر خدا کے پاس آکر کہا کہ ہمارے گھر محفوظ نہین ہین ہم کو واپس جانے کی اجازت دیجیے۔ اس لڑائی کا بھی مفصل ذکر قرآن مجید مین اس طرح فرمایا ہے۔

اصحاب منافقین کی بدگمانیان۔

واذ یقول المنفقون والذین	اور جبکہ منافق اور وہ لوگ جنکے دلونمین (شبہات کے)
فی قلوبھم مرض ما وعدنا اللہ	روگ تھے (بے اختیار) بول اٹھے کہ خدا اور اُس کے
ورسولہ الا غرورًا ۔ واذ قالت	رسول نے جو ہم سے وعدہ کیا تھا۔ بس نرا دھوکا ہی
طائفۃ منھم یا اھل یثرب	(دہوکا) تھا اور جب اُن مین سے ایک گروہ کہنے لگا
لا مقام لکم فارجعوا و	کہ مدینہ کے لوگو تم سے (اس جگہ دشمن کے مقابلہ مین)
یستاذن فریق منھم النبی	نہین ٹھہرا جائیگا پس تو (بہتر ہے کہ) لوٹ چلو اور
یقولون ان بیوتنا عورۃ ط	ان مین کچھ لوگ لگے پیغمبر سے (گھر لوٹ جانیکی)
وما ھی بعورۃ ان یریدون	اجازت مانگنے (اور) کہنے لگے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہین
الا فرارًا ۔ ولو دخلت	حالانکہ وہ غیر محفوظ نہین (بلکہ) انکا ارادہ تو

علیهم من اقطارها ثم	بھاگنے ہی کا ہے اور اگر (ایسے ہی) لشکر مدینہ نے
سئلوا الفتنة لاتوها وما	اطراف و (جوانب سے) اِن پر آگھسین اور اِن سے فساد
تلبثوا بها الا یسیرا ۝	(برپا کرنے) کو کہا جائے تو (بے تامل) فساد برپا کردین
ولقد کانوا عاهدوا الله	اور اپنے گھرون مین کچھ یوہین سا توقف کرین جانکہ
من قبل لا یولون الادبار	(یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے
وکان عهد الله	کہ ہم (دشمن کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے اور
مسئولا قل لن ینفعکم	(اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد (کیا تھا اس)
الفرار ان فررتم من	کی (تو اِن سے) بازپرس ہوکر رہیگی۔ (اے پیغمبر تم
الموت او القتل و	ان لوگون سے) کہو اگر موت یا (قتل کے خوف سے) بھاگتے
اذا لا تمتعون الا قلیلا	ہو تو بھاگنا تم کو ہرگز (کچھ بھی) فائدہ نہین دیگا اور اگر
قل من ذا الذی یعصمکم	بھاگ کر بچ بھی گئے تو بس یہی نا کہ (دُنیا مین)
من الله ان اراد بکم	چند روز (اور) ہین بس آگے (اے پیغمبر ان لوگون سے کہو)
سوءا او اراد بکم رحمة	کہ اگر خدا تمھارے ساتھ برائی (کرنی) چاہے تو کون ایسا
ولا یجدون لهم من	(سورما) ہے جو تم کو اُس (کی پکڑ) سے بچا سکے یا تم پر
دون الله ولیا ولا نصیرا ۝	(اپنا) فضل کرنا چاہے (تو کون اُسکو روک سکتا ہے) اور
پ - س	خدا کے سوا نہ تو (کسی کو) اپنا حامی پائین گے۔ اور نہ
ع	(کسی کو اپنا) مددگار۔

آیہ کریمہ اصحاب مومنین کی تعریف مین

اگرچہ منافقون نے بہت بہکایا مگر مومنین پر جادو نہ چلا۔ بلکہ افواج مخالفین کو دیکھکر خدا و رسولؐ کے وعدہ پر جو یقین تھا کہ اس سے اُن کا ایمان دونا ہو گیا جیسا کہ اللہ جلشانہ

فرماتا ہے۔

ولما رای المومنون	اور جب سچے مسلمانون نے دشمنون کے گروہونکو
الاحزاب قالوا ھذا ما	دیکھا تو بول اُٹھے کہ یہ تو وہی (موقع) ہے جو خدا اور
وعدنا اللہ و رسولہ و	اُسکے رسول نے ہمین پہلے سے بتا رکھا تھا اور اللہ اور اُسکے
صدق اللہ و رسولہ وما زادھم	رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس (موقع کے پیش آنے) سے لوگونکا
الا ایمانا وتسلیما۔ من	ایمان اور شیوہ فرمانبرداری اور بھی زیادہ ہو گیا (انھین)
المومنین رجال صدقوا	مسلمانونمین کچھ لوگ تو ایسے ہین کہ خدا کے ساتھ جو اُنھون نے
ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم	(جان نثاری) کا عہد کیا تھا اُسمین سچے اُترے سو (بعض تو)
من قضی نحبہ ومنھم من	اِن مین سے ایسے تھے جو اپنی منت پوری کر گئے (یعنی شہید ہوئے)
ینتظر وما بدلوا تبدیلا	اور بعض اُنمین سے ایسے ہین جو (شہادت کے) منتظر ہین اور انھون نے
لیجزی اللہ الصدقین بصدقھم	(اپنی بات مین) ذرا سا بھی تو رد و بدل نہین کیا (الغرض)
ویعذب المنفقین ان شاء او یتوب	یہ لڑائی اسلیے پیش آئی کہ خدا سچے مسلمانون کو اُنکے سچ کا عوض
علیھم ان اللہ کان غفورا	دے اور منافقونکو چاہے سزا دے یا (چاہے) اُنکو توبہ کی توفیق
رحیما ۝	دے اور وہ توبہ کرین (اور خدا اُنکی) توبہ قبول کرے
(سورہ احزاب)	بیشک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ

سورۂ بقر مین یہ آیت گذر چکی ہے۔

ام حسبتم ان تدخلوا	جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ کافر تمھارا
الجنۃ ولما یاتکم مثل	ترغہ کرین گے اور تمکو چارو ناچار اِن سے

الذین خلوا من قبلکم مستھم البأساء والضراء — لڑنا پڑے گا اور لڑائی کی تکلیفین اور مصیبتین
وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا — جھیلنی ہونگی مگر آخر کار خدا تم کو
معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب — فتح دے گا۔

تو جنگ احزاب مین جو صورت پیش آئی سچے مسلمان سمجھے کہ یہ وہی موقع ہے جس کیلیے خدا نے ہم کو پہلے سے آمادہ رہنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ (دیکھو ترجمہ مولوی نذیر احمد صاحب)

اصحاب پر عمر و عبدود کی ہیبت

خدائے عزوجل نے جس فتح کا وعدہ مومنین سے فرمایا تھا اب اُس کا حال سُنیے کہ جب عمرو عبدود نے خندق کے پار قدم رکھکر پکارا کہ لڑنے کو نکلو تو اسکی آواز سُنتے ہی مہاجر و انصار ایسے خائف ہوئے گویا تنون مین جان ہی نہ تھی جس پر یہ آیہ کریمہ۔

اشحۃ علیکم فاذا جاء — تو اے پیغمبر جب (کوئی) خوف (کا موقع) پیش آئے
الخوف رأیتھم ینظرون — تو ان کو دیکھتے ہو کہ (مایوسانہ) تم کو دیکھتے ہین
الیک تدور اعینھم کالذی یغشی — ان کی آنکھین ہین کہ چارون طرف گھومی
علیہ من الموت فاذا ذھب — چلی جاتی ہین جیسے کسی پر (سکرات) موت کی
الخوف سلقوکم بالسنۃ — بیہوشی (طاری) ہو پھر جب خوف دور
حداد اشحۃ علی الخیر اولئک — ہو جاتا ہے (اور مسلمانون کی فتح ہو جاتی ہے)
لم یومنوا فاحبط اللہ اعمالھم و — تو مال (غنیمت) پر گرے پڑتے (اور) دل
کان ذلک علی اللہ یسیرا ۵ — خراش باتین کرکے تیر طعنہ مارتے ہین۔

شاہد ہے۔

حضرت عمر کو عمرو عبدود کی ہیبت بیان کرنا

عمرو عبدود کے رعب اور دہشت کا اثر سب سے زیادہ تر حضرت عمر پر ہوا کہ جب رسول اللہ صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ اس توقف و تامل کا کیا سبب ہے تو حضرت عمر نے عرض کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

یا رسولؐ اللہ یہ عمرو بن عبدود ہے جو شجاعان عرب مین اپنا ثانی نہین رکھتا یہ وہ بہادر ہے کہ ایک دفعہ ہمارا قافلہ مال لیکر شام کی جانب گیا تھا ہمارے ساتھ عمرو عبدود تھا۔ اثناءِ راہ مین ایک منزل پر ہمارے قافلہ کو ہزار ڈاکوؤن نے گھیر لیا ہم سب نے نہ صرف مال بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھوئے۔ عمرو عبدود نے ہم سب کا یہ خوف و اضطراب دیکھ کر فوراً نیام سے تلوار کھینچی اور ایک شتر بچہ کو بجائے سپر ہاتھ مین لیکر مانند شیر ژیان ڈاکوؤن پر ایسا حملہ کیا کہ سب فرار ہوگیے اور قافلہ اُس کی طرف سے سلامت رہا۔

جناب امیرؑ کا اونے کی اجازت مانگنا اور رسولؐ اللہ کا دعا فرمانا۔

جب حضرت عمر اسکی شجاعت کا ذکر کر چکے تو شاہ ذوالفقار حیدر کرار اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالب علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم سے اجازت چاہی لیکن اجازت نہ ملی وہ دوبارا پکارا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آیا میرا کوئی دوست ہے کہ اس دشمن کے شر سے ہمکو بچائے اس پر بھی بجز نفس رسولؐ کوئی نہ اُٹھا۔ اور اب بھی آپ نے اجازت ندی تیسرے بار اُس نے یہ کہا کہ "تمھارا گمان ہے کہ تمھارے کشتہ بہشت مین جائین گے اور ہمارے دوزخ مین پھر کیا تم مین کسی کو اشتیاق جنت مین جانے کا اور ہم کو دوزخ مین بھیجنے کا نہین ہے"۔ اس کا جواب بھی بجز نفس رسولؐ کسی نے ندیا۔ جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علیؑ یہ عمرو بن عبدود ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عرض کی یا رسولؐ اللہ مین بھی علی ہون۔ آخر کار رسول اللہ صلعم نے اجازت دی۔ دست مبارک سے اپنی زرہ پہنائی۔ سر پر عمامہ مبارک باندھا اپنی ذوالفقار عنایت کی اور دونون ہاتھ اُٹھاکر بارگاہ کبریا مین نہایت عجز و الحاح سے یہ دعا کی۔

ز بیچارگی شاہ یزدان پرست — بیارید و بگرفت دستش بدست
بچشمے بروئے علیؑ بنگریست — بچشمے بسوئے سپہر گریست
رُخ ماہ را کرد انجم نگار — بنالید بس پیش پروردگار
کہ اے آفرینندۂ نہ سپہر — فروزندۂ مشعل ماہ و مہر

Presented by Ziaraat.Com

الٰہی علیؑ بندۂ خاص تست — بایمان کامل بصدق درست
بحکمت شب و روز بستہ کمر — فدا کرد در راہ تو جان و سر
نہ پیچید ہرگز عنان از عدو — نہ دیدہ عدو پشت شمشیر او
بہ ہر رزم چندان فشردست پائے — کہ بیجان شدہ خصم و بے خصم جائے
نہ گرداند رو از صف کارزار — اگر بود دیگر دو دہ ہزار
علیؑ آنچہ کردہ است در راہ دین — تو دانی و بس اے جہان آفرین
دگر ہیچکس نیست چون او مرا — ترا پشت دین است بازو مرا
کنون در دم اژدہائے رود — ببین بر دل من چہا می رود
گرفتی ز من حمزہ را در احد — عبیدہ بہ بدر اندر آن کشتہ شد
ندارم کنون جز علیؑ مہربان — مکن بیکسم اے کس بیکسان
ز من قوت بازوے من مگیر — مکن دین اسلام را بے ظہیر
نگہ دارش از شر این اہرمن — ظفر بخش بر دشمن خویشتن

ایہا المومنون غور کرو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس آہ وزاری و بیقراری سے بارگاہ ایزدی مین عرض کرتے ہین کہ بار خدایا تو نے مجھ سے حمزہؓ کو اُحد مین اور عبیدہ کو بدر مین لے لیا اب بجز علیؑ کے کوئی جان نثار نہین ہے۔ خداوندا علیؑ تیرا بندہ ہے جو ایمان و اعتقاد مین کامل ہے۔ ہر وقت تیری اطاعت مین کمربستہ رہتا ہے۔ اس نے صف جنگ مین تیرے دشمنون سے ایک ہو یا ہزار کبھی منہ نہین موڑا میدان جنگ سے کبھی اپنی پشت نہین پھیری۔ ہر لڑائی مین دشمنون کی صفین صاف کین اُس نے تیرے دین کے پیچھے جو سختیان اُٹھائین اور جو مصیبتین جھیلین ان کو تو ہی خوب جانتا ہے۔ خداوندا علیؑ کے سوا کوئی بھی میرا معین و مددگار نہین ہے۔ وہ تیرے دین کا پشت و پناہ اور میرا قوت بازو ہے۔ بار الہا علیؑ اژدہے کے منہ مین جا رہا ہے۔ میرے دل کا جو حال اسوقت ہے وہ تجھپر خوب روشن ہے۔ اے میرے پروردگار مجھے بیکس نہ کیجیو اور میرے قوت بازو کو مجھ سے جدا اور دین اسلام کو بے مونس و غمگسار نہ کیجیو۔

Presented by Ziaraat.Com

رب لا تذرنی فردا وانت خیر الوارثین۔ — میرے پروردگار مجھے تنہا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔

حدیث جناب امیرؑ کی فضیلت مین

اسلام کے لیے یہ ایک بہت ہی نازک وقت تھا۔ کیونکہ کفار و مشرکین اسلام پر غالب تھے اور رات دن اسلام کی بیخکنی کی فکر کیا کرتے تھے۔ مکہ انہین کے قبضہ مین تھا۔

پس جب قاتل المشرکین یعسوب الدین امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اس دیو پیلتن کے مقابل ہوئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔

قد برز الایمان کلہ الی الکفر کلہ — یعنی سالم ایمان اور سالم کفر کا مقابلہ ہے۔

اگر کہین وہ دشمن خدا غالب آجاتا تو اسلام نیست و نابود ہو جاتا۔ اور مہاجرین و انصار کا جو اپنی شجاعت اور بہادری کی لن ترانیان کیا کرتے تھے پتا بھی نہ لگتا۔

الغرض وہ دیو اور نبرد آزما بڑے جوش و خروش اور غیض و غضب کے ساتھ گھوڑے سے اترا۔ پہلے اپنے گھوڑے کی کونچین کاٹین۔ پھر تلوار نیام سے کھینچ کر شیر غضبناک کی طرح شیر خدا شاہ لافتی کے سامنے آیا اور کفر و ایمان مین اس طرح جدال و قتال چھڑی۔

میان شہ دین و آن تیز چنگ — چنین بود از چاشت تا نیم جنگ
زبار یدن تیغ کین منتقل — زمین گشت از آب شمشیر گل
چنین آن دو حارب بآداب حرب — زہم رد نمودند بستاد ضرب
چو شہ دید پرخاش مردان کین — دل شہ بجوش آمد از درد دین
شجاع غضنفر وصی نبی — نہنگ یم قدرت حق علیؑ
چنان دید بر روے دشمن ز خشم — کہ شد ساختہ کارش از زیر چشم
برافراخت پس دست خیبر گشاے — پی سر بریدن بیفشرد پاے
چو شہ کرد شمشیر بازو بلند — سر خصم بیتاب شد چون سپند
بنام خداے جہان آفرین — بینداخت شمشیر کین شاہ دین

غضنفر بزد تیغ بر گردنش — در اُفتاد زپائے بے سر تنش
دم تیغ بر گردنش تا رسید — سر و صد گام از تن پرید
بغلطید بر خاک آن زندہ پیل — بزد بوسہ بر دست شہ جبرئیل
برو آفرین کرد یزدان پاک — ملک از فلک گفت روحی فداک
ببالید کفر و ببالید دین — جہان گشت پاک و ملوث زمین
زشادی مقیمان ارض و سما — فگندند ستارہا بر ہوا
نگنجید جبرئیل آندم بہ پوست — عجب شادیہ اداین فتح دوست
ملائک ہمہ چہرہ افروختند — شیاطین سراپا زغم سوختند

اللّٰھم صل علی محمد و آل محمد

فوج مشرکین کا فرار

بعد قتل عمرو عبدود حیدر صفدر نے بآواز بلند اللہ اکبر کا نعرہ مارا جناب رسول خدا صلعم نے تکبیر کی آواز سُنتے ہی سجدۂ شکر کیا۔ عمرو کے ساتھ جو بعض کفار مثل ضرار و نوفل وغیرہ آئے تھے وہ صفِ غام الٰہی کی طرف حملہ آور ہوئے۔ مگر ہیبت اسد اللہی سے بھاگ گیے۔ نوفل نے خندق مین پناہ لی تھی مگر اس مردود کو شیر خدا نے خندق مین جا کر دو ٹکڑے کیا۔

خدا کا مومنین کی امداد فرمانا اور اسلام کی فتح

اللہ جلشانہ نے مومنین سے فتح کا وعدہ کیا تھا وہ اس طرح پورا ہوا کہ ادہر تو قاتل المشرکین یعسوب الدین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر کے گلشن اسلام کو باد خزان سے بچایا اُدہر خدائے عزوجل نے آپ کی امداد فرمائی یعنی ملائکہ کا لشکر بھیجا تو مشرکین سے لڑے جن کو کوئی دیکھ نہ سکا۔ کفار کے لشکر مین پھوٹ ڈالدی ہر قبیلہ دوسرے سے غیر مطمئن ہو گیا۔ ایک آندھی ان پر بھیجی جو بہت سرد اور سخت تھی جس سے ان کے سب خیمہ اُکھڑ گئے طنابین ٹوٹ گئین دیگین اوندھی ہو گئین۔ گھوڑے بھاگ گئے۔ آنکھون مین کوڑے پڑ گئے اور آگ بجھ گئی۔ ہر طرف سے فرشتون کی تکبیرون کی آواز آنے لگی۔ کفار کے دل خوف سے دہل گئے۔ آخر سب کے قدم اُکھڑ گئے۔ ابوسفیان گھبرا کر اپنے اونٹ پر بدحواسی مین سوار ہو کر بھاگا اور اُس کے ساتھ سب کے سب چلتے ہوئے۔ اور اہل اسلام کی فتح ہوئی۔ چنانچہ مومنین سے امتنانًا فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

یاایھاالذین امنواذکروا	مسلمانون خدا کے اس احسان کو یاد کرو جو
نعمۃ اللہ علیکم اذجاءتکم	اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے (لشکر آچڑھے)
جنودًا فارسلنا علیھم ریحا	تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور (آندھی کے
وّجنودًا لم تروھا وکان اللہ	علاوہ فرشتون کی) فوج جو تمکو دکھائی نہین
بما تعملون بصیرا اذجاءوکم	دیتی تھی اور (اس وقت جنگ کی) جو (تدبیرین)
من فوقکم ومن اسفل منکم	تم لوگ کر رہے تھے اللہ (اسکو بھی) دیکھ رہا تھا
واذ زاغت الابصار وبلغت	جسوقت کہ (دشمن) تمپر تمھارے اوپر بھی اُترے
القلوب الحناجر وتظنون	اور تمھارے نیچے کی طرف سے بھی اور (مارے
باللہ الظنونا ھنالک	خوف کے تمھاری) آنکھین پھری (کی پھری) رہ گئی
ابتلی المومنون وزلزلوا	تھین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے اور خدا کی نسبت
زلزالا شدیدًا	تم (لوگ طرح طرح) کے گمان کرنے لگے اسی موقع پر
پ - س	مسلمانون (کے استقلال) کی آزمائش کی گئی اور
ع	خوب ہی جھڑ جھڑائے گئے۔

تفسیر کہ یہ آیت جنگ احد سے فرار کرنے والون کے حق مین ہے۔

قرآن مجید مین مطبوعہ میرٹھ ان آیات پاک کی جو تفسیر درج ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے۔

ہجرت سے چوتھے برس لڑائی واقع ہوئی۔ مُنافق باتین بولنے لگے اور مومنین ثابت رہے اور آنکھین دکھنے لگین۔ تیور بدلنے لگے دوستی جتانے والے آنکھین چُرانے لگے۔ اور دل ڈر سے دھڑکنے لگے اور گلے تک پہونچے۔ اور اٹکلین کرنے لگے۔ مسلمانون نے سمجھا کہ اب کے بہت سخت آزمائش ہوئی اب کے بار نہ بچین گے مسلمانون کو چاہیئے کہ بے ایمانی کی باتین نہ بولین۔ یہ خطاب اُن لوگون سے ہے جنھون نے جنگ اُحد کے بعد اقرار کیا تھا کہ پھر ہم

ایسی حرکت نہ کرین گے یہ لوگ بڑے وقت مین رفاقت سے جی چراتے تھے۔ اور ڈر کے مارے جان نکلتی تھی اور فتح کے بعد مردانگی جتلاتے تھے۔

بھائیو۔ اس آیہ وافی ہدایہ کے ان الفاظ پر غور کرو کہ خدائے عزوجل صاف الفاظ مین فرماتا ہے کہ۔

"جسوقت دشمن تمپر ٹوٹ پڑے تو مارے خوف کے تمھاری آنکھین پھری کی پھری رہ گئین اور کلیجے منہ کو آگئے تھے"

کیا اس خطاب مین وہ لوگ داخل نہین ہین کہ جب عمرو بن عبدود نے مسلمانون پر یہ طعن کی۔

گمان شما ان ست کہ کشتگان شما در بہشت روند و کشتگان ما بجہنم آیا دوست نمی دارد کسی از شما کہ سفر بہشت کند یا دشمن خدا را بجہنم فرستد"

تو مسلمانون کی طرف سے ایک صاحب مقدمۃ الجیش بن کر رسول اللہ صلعم سے اس کی شجاعت وبہادری کی حکایت بیان کرکے خایف ہوجائین کیا وہ خدا کی اس شہادت سے (کہ مارے خوف کے تمھارے کلیجے منہ کو آئین گے) خارج ہین۔

اس آیت مین اللہ جل شانہ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے کہ (اس موقع پر مومنین کے استقلال کی آزمائش کی گئی) اب کوئی انصاف کرے کہ خدائے پاک کے امتحان مین جو لوگ پورے نکلے وہ چار یا دس وہی مخصوص مومنین ہین جو کہ اپنے پیغمبر کے سینہ سپر رہے جن کے سردار وصی احمد مختار حیدر کرار عیسر ار ہین کہ فتح پاکر خندان وشادان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ اور عمرو بن عبدود کا سر قدم مبارک پر ڈالدیا۔ حضرت ابوبکر و عمر نے آپ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے یہ آیت پڑھی۔

جناب امیر کا آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونا اور آپکی منزلت مین حدیث

کفی اللہ المومنین القتال یعنی خدا نے اپنی مہربانی سے مومنین کو

بعلی وکان اللہ قویا عزیزا — لڑنیکی نوبت نہ آنے دی علیؑ کے سبب سے اور اللہ قوی اور عزیز۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔

قال حذیفۃ لما دعا عمرو الی مبارزتہ احجم المسلمون عنہ کافۃ ماخلا علیا فانہ برز الیہ فقتلہ علی یدیہ والذی نفس حذیفۃ بیدہ لعملہ فی ذلک الیوم اعظم اجرا من عمل اصحاب محمد الی یوم القیمۃ وکان الفتح فی ذلک الیوم علی ید علی علیہ السلام وقال النبی صلعم لضربۃ علی خیر من عبادۃ الثقلین

از مجمع البحرین صفحہ ۳۳۵

حذیفہ نے کہا کہ جب عمرو نے مبارز طلب کیا تو تمام مسلمانون نے اوس سے اعراض کیا سوائے علیؑ کے پس بیشک وہ اوس کے مقابلہ کو نکلے اور اوسے اپنے ہاتھون سے قتل کیا قسم ہے اوسکی جس کے قبضہ مین حذیفہ کی جان ہے اوس دن کا عمل علیؑ زیادہ عظیم تھا از روی اجر کے عمل اصحاب محمدؐ سے تا بروز قیامت فتح علی علیہ السلام کے ہاتھ اس روز پر ہوئے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہر آئینہ ضربت علی کی بہتر ہے عبادت جن وانس سے۔

سیرۃ الحمد صفحہ ۱۸۱ مین اس حدیث کے یہ الفاظ بھی ہین۔

اذ جاء فی بعض الروایات ان علیا لما بارز عمرو وقال رسول اللہ الیوم برز الایمان

بعض روایات مین آیا ہے کہ بتحقیق جب علیؑ نے مقابلہ عمرو کا کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ایمان

کلہ للشرک کلہ کذا فی حیوٰۃ الحیوان کل شرک کے مقابلہ کے لیے نکلا۔

الکبری۔

ان احادیث کے مفہوم کو جناب میر انیس اعلی اللہ مقامہ نے کیا خوب نظم کیا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

خندق کی وغا عمرو سیہ کار کی وہ دھوم تھرّاتا تھا تلوار سے جسکی عرب و رُوم
رَد کرکے جو حربون کو بڑھا خاصۂ قیوم جھپٹا اسد آھو پہ ہُوا سب کو یہ معلوم
ایک ضرب مین نے گرز نہ مغفر تھا نہ سر تھا
خندق کے اُدھر لاش سر نحس اِدھر تھا

جس وقت ظفریاب ہوئے حیدر کرار ایک ہاتھ مین سر عمرو کا تھا ایک مین تلوار
فرمایا نبیؐ نے یہ بہ اعلان و بہ تکرار افضل ہے دو عالم کی عبادت سے یہ اک وار
سر فتح کا تھا پاؤن پہ خالق کے ولی کے
جبرئیل امین چوم تے تھے ہاتھ علی کے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

یا اس سے مراد حضرت عمر اشداء علی الکفار ہین جنکی شجاعت پر جناب شبلی صاحب یہ روایت تحریر فرماتے ہین کہ۔

روایات درباره جبن حضرت عمر

بعد قتل عمرو عبدود۔ ضرار اور جبیرہ نے حملہ کیا لیکن جب ذو الفقار کا ہاتھ بڑھا تو پیچھے ہٹنا پڑا۔ حضرت عمر فاروق نے ضرار کا تعاقب کیا۔ ضرار نے مُڑکر برچھی کا وار کرنا چاہا لیکن رُوک لیا۔ اور کہا عمر اس احسان کو یاد رکھنا۔

مطلب یہ کہ تم مجھے کیا ہلاک کرتے مگر تم میرے پنجہ مین پھنسے ہو اِس پر بھی مین تم کو چھوڑتا ہون یہ واقعہ دیگر کتب مین بھی ہے۔ جیساکہ روضۃ الاحباب صفحہ (۳۲۶) مین ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بعد از کشتہ شدن عمرو عبدود۔ ضرار ابن الخطاب و بصیرہ بن ابی وہب۔ حملہ بر علیؑ کردند۔ علیؑ نیز متوجہ ایشان شد۔ چشم ضرار کہ بر روئے علیؑ افتاد۔ رو بگریز نہاد۔ زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حملہ آوردند۔ بر بقیہ اصحاب عمرو عبدود ضرار می گریخت و عمر از عقب وے می رفت۔ ضرار بازگشت۔ و نیزہ بر عمر رسانید۔ بعد از آن نیزہ را باز گرفت و گفت اے عمر این نعمت مشکورہ است کہ بر تو ثابت کردم یاد میدار۔

بعد قتل عمرو عبدود ضرار ابن الخطاب اور بصیرہ بن ابی وہب۔ نے حضرت علیؑ پر حملہ کیا۔ حضرت بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے ضرار حضرت علیؑ کا چہرہ دیکھتے ہی بھاگا زبیر اور حضرت عمر نے باقی اصحاب عمرو عبدود پر حملہ کیا۔ حضرت عمر نے ضرار کا جو بھاگ رہا تھا تعاقب کیا ضرار عمر کی طرف پلٹا اور اپنا نیزہ حضرت عمر کے جسم سے چھلا کر کھینچ لیا اور کہا اے عمر اس میری نعمت کا شکر کر اور ہمیشہ اسکو یاد رکھ۔

یہی روایت تاریخ خمیس صفحہ (۴۲۷) مین بھی ہے۔ اس کی نقل یہ ہے۔

لما حمل ضرار بن الخطاب وهبيرة بن ابی وهب علی علیؑ وهو اقبل اليهما فامّا ضرار فلمّا نظر الی وجه علیؑ ولی هاربًا وبعد ذلك سُئِل عن سبب فراره قال خيل الی ان الموت يريني صورته وامّا هبيرة

یعنی ضرار ابن الخطاب و بصیرہ بن ابی وہب نے علیؑ ابن ابی طالبؑ پر حملہ کیا اور علیؑ ابن ابیطالبؑ ان دونون کی طرف متوجہ ہوئے مگر ضرار نے جب علیؑ کی صورت دیکھی تو وہ بھاگ نکلا جب اس سے بھاگنے کا سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ موت میرے سر پر کھڑی ہے۔ جبیرہ نے

فثبت فی مقاتلته حتی اصابه اثر السیف فعند ذلك القی درعه وهرب وفی روایة حمل الزبیر بن العوام وعمر بن الخطاب بعد قتل علیؑ عمرا علی بقیة اصحاب عمرو وقد کان ضرار بن الخطاب یفرّ وعمر بن الخطاب یشتد فی اثره فکر ضرار راجعا وحمل علیؑ عمر بالرمح لیطعنه ثم امسك وقال یا عمر هذه نعمة مشکورة ابتها علیك ویدلی عندك غیر مجزی بها فاحفظها۔

ثبات قدم اختیار کیا تھا مگر تلوار کی آنچ لگتی ہی زرہ کو چھوڑ کر بھاگا۔ دوسری روایت مین یہ ہے کہ زبیر بن العوام و عمر بن الخطاب نے (بعد اسکے کہ حضرت علیؑ عمرو عبدود کو قتل کر چکے) بقیہ اصحاب عمرو پر حملہ کیا ضرار بن الخطاب بھاگا جاتا تھا۔ اور حضرت عمر اس بھاگتے ہوئے کا تعاقب بڑی زور سے کر رہے تھے ایک مرتبہ ضرار نے پلٹ کر نیزہ کو حضرت عمر کی جانب سیدھا کرکے ہاتھ روک لیا اور کہا اے عمر یہ میری نعمت۔ (نوک نیزہ) شکرگذاری کے قابل ہے اسکی جزا تم نہین دے سکتے اسکو یاد رکھنا۔

(اشتہار بمبئی)

صحاب ناقص الایمان کو اچھا سمجھنا

کہان ہے گوش شنوا اور چشم بینا کہ خدا کی آیتون اور ان روایتون کو دیکھے اور سنے کہ محدثین ومفسرین اصحاب ممدوحین کی کیسی پردہ دری کرتے ہین اور انکے پوست کندہ حالات لکھتے ہین مگر اس پر بھی محبان صحابہ ثلاثہ طرح طرح سے انکی پردہ پوشی کرنکے فرماتے ہین کہ خدا نے جا بجا قرآن مجید مین ان کی فضیلین بیان کی ہین ان کو "اشداء علی الکفار" بتایا ہے۔ ان کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوعنہ فرمایا ہے یعنی خدا ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہین انکی شان مین۔

اعد لهم جنت تجری — یعنی خدا نے انکے واسطے وہ ہرے بھرے باغ جنکے

تحتها الانهار خلدین فیها ابدا ذلک الفوز العظیم ۵

نیچے نہرین جاری ہین تیار کر رکھے ہین وہ ہمیشہ ان مین رہین گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

و دیگر آیات بشارت نازل ہوئی ہین۔

قولہ تعالیٰ

فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیاتہ انہ لا یفلح المجرمون ۵

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے یا اسکی آیتون کو جھٹلائے بیشک قصور وار فلاح نہین پاتے۔ (سورۂ یونس)

اب غزوہ خیبر مین ان شجاعون کا حال سنئے۔

غزوۂ خیبر

اقتباس تاریخ روضۃ الصفا بابت حالات و واقعات جنگ

از جملہ معظمات وقایع این سال فتح خیبر است و صورت این حال و تفصیل این اجمال آنکہ چون مقدس نبوی از حدیبیہ مراجعت فرمود بعد از چند روز یکہ در مدینہ توقف نمودہ بار و سار مہاجرین و انصار فرمود بہ تہیۂ اسباب لشکر قیام نمایند۔ کہ بجانب خیبر می رویم۔ و فرمود لا یخرج معی احد الا للجہاد ہیچ کس باین بیرون

اس سال کے تمام اہم واقعات سے فتح خیبر ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب رسول خدا نے حدیبیہ سے مراجعت فرمائی تو چند روز مدینہ مین توقف فرما کر اکابر مہاجر و انصار سے ارشاد فرمایا کہ سامان حرب تیار کرو کہ ہم خیبر کو جائینگے۔ اور ارشاد ہوا کہ خیبر کو میرے ساتھ صرف وہی اصحاب و انصار چلین

نیاید مگر بجهت جهاد۔ — جن کو جہاد کرنا منظور ہو۔

ومقصود ازین سخن آن بود کہ ہر کہ را میل — حضرت کا مقصد اس ارشاد سے یہ تھا

بطمع دنیا باشد۔ وہمت او مصروف براخذ — کہ جسکو دنیا کی طمع اور مال غنیمت کی

غنیمت بود با من بیرون نیاید۔ — ہوس ہو وہ میرے ساتھ نہ آئے۔

القصہ چون یہود را خبر لشکر اسلام رسید — القصہ۔ جب یہود کو لشکر اسلام کی

با قوم خود گفتند کہ اکنون در محاربہ — خبر ہوی تو اُنھون نے اپنی قوم سے کہا کہ

غایت جد و اہتمام بجا آرید کہ در جنگ — اب وہ وقت ہے کہ لڑائی مین نہایت درجہ

کشتہ شدن۔ ہزار بار بہتر ست از اسیری۔ — کوشش اور اہتمام کرنا چاہیے قیدی بننے سے

یہود دل بر قتال نہادہ اہل و عیال خود را — لڑائی مین مارا جانا ہزار درجہ بہتر ہے تمام یہود قتال

در قلعہ محفوظ ساختند۔ و دلیران کارزار — پر آمادہ ہو گئے۔ اور اپنے اہل و عیال کو ایک محفوظ جگہ مین

در قلعہ نطارہ مجتمع گشتند۔ — کر دیا دلیران کارزار بالائے قلعہ نطارہ کیلیے جمع ہو گئے۔

الغرض حضرت نبوی اصحاب را تحریص — الغرض رسول صلعم نے اصحاب کو جہاد کی ترغیب

بر حرب نمودہ راز نعمتہائے اخروی نوید — و تحریص اور آخرت کی نعمتون کی بشارت دی اور

داد و فرمود کہ اگر صبر کنید ظفر یابید سپاہ — فرمایا کہ اگر میدان حرب مین صبر و استقلال کے ساتھ

اسلام جنگ آغاز نہادہ۔ دست بہ تیر — جنگ کروگے تو فتحیاب ہوگے۔ مسلمانون نے جنگ

بکشادند درین آوان کہ سپاہ اسلام بہ محاصرہ — شروع کی۔ جب فوج اسلام قلعہ قموص کو جو حیب کا

حصار قموص استقلال داشتند۔ حضرت — تحت گاہ تھا محصور کرنے مین مشغول تھے رسول صلعم

نبوی را درد سر روئے نمود و بدان واسطہ — کو درد سر کی تکلیف شروع ہو گئی اس وجہ سے

در معرکہا قدم رنجہ نمی فرمود ولیکن ہر روز — میدان حرب مین قدم رنجہ نفرما سکے مگر ہر روز

چنانچہ ضمیر منیر و خاطر اقتضا می کرد ملتفت عیان
مہاجر و اشراف انصار شدہ رایت نصرت آیت بدست
یکے از اصحاب دادہ بجنگ می فرستاد۔

حسب مصلحت و صوابدید مہاجرین و
انصار مین سے کسی صحابی کو علم دیکر۔ لڑنے کو
بھیجدیتے تھے۔

و چون آن قلعہ بود در غایت حصانت
و نہایت رصانت زیادہ کارے از
پیش نمی رفت۔ روزے عمر فاروق
رضی اللہ عنہ متصدی امر محاربہ گشت و علم
برداشتہ با طائفہ از صاحبان اسلام بپلے
قلعہ اہل شرک و ظلام رفت و ہر چند
دست و پا می زد چہرہ فتح در آئینہ مراد
روئے نہ نمود روز دیگر صدیق اکبر رایت برگرفتہ
با جمعے از شجاعان و ابطال بہ مقاتلہ اہل ضلال
شتافت و محاربات عظیم درمیان فریقین
واقع شدہ بے حصول مقصد باز گشت

چونکہ وہ قلعہ نہایت مستحکم اور عالی شان
تھا اس لیے جو صحابی لڑنے کو جاتا اُس سے کچھ
قابو نہ چلتا تھا ایک روز عمر فاروق رضی اللہ
عنہ کو میدان جنگ مین جانے کا شوق ہوا
علم اور لشکر اسلام سے کچھ لوگ ہمراہ لے کر قلعہ
کو گئے۔ ہر چند ہاتھ پاؤن مارے لیکن فتح
نہوئی۔ ناچار واپس آئے۔
دوسرے دن حضرت صدیق اکبر بہادری کی
ایک جمعیت کے ساتھ علم دار بنکر لڑنے گئے۔
فریقین مین جنگ عظیم ہوئی لیکن وہ بھی
بے نیل و مرام پلٹ آئے۔

و در نوبت سوم عمر بن الخطاب با زمرہ
اصحاب روئے جنگ بہ محصور آن قلعہ قموص
آوردہ و کوشش بسیار نمودہ بدستور سابق
مراجعت فرمود۔

تیسرے (۳) دن عمر رضی اللہ علم اور لشکر
لے کر قلعۂ قموص پر گیے۔ بعد کوشش
بسیار مثل روز اول پلٹ آئے

بعد ازان کہ خسرو انجم با علم زرنگار متوجہ

بالآخر جب آفتاب غروب ہوا تو

تسخیر دیار مغرب شد آن سرور بطحا و یثرب
سرور بطحیٰ و یثرب نے ارشاد فرمایا
برزبان گوہر نثار معجز آثار بگزرانید۔ کہ
کہ۔

لاعطین الرایۃ غداً رجلاً
کل اس شخص کو علم دُون گا جو کرار و
کراراً غیر فرار یحب اللہ ورسولہ
غیر فرار ہے اور اللہ و رسولؐ اُسکو دوست رکھتے
ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ
ہین اور وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہے
علی یدیہ۔
اور اللہ اُسکے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔

گویند علیؑ کرم اللہ وجہہ بنابر
روایت ہے کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ
عارضۂ رمد در میدا حال در مدینہ توقف
آشوب چشم کے باعث مدینہ مین
فرمود درین اثناء مفارقت آنحضرت بر
تشریف فرما تھے۔ بوجہ رفاقت
ضمیر منیرش دشوار آمدہ با المیکہ داشت
رسول خداؐ پریشان خاطر ہو کر
متوجہ دست بوس گشت و در راہ یا
رسول اللہ صلعم کی خدمت مین
بعد از وصول بر رسولؐ اللہ پیوست
آکر قدم بوس ہوئے۔

سہل بن سعد می گوید کہ در آن
سہل بن سعد کا بیان ہے کہ جس شب حضرت
شب کہ حضرت رسالت این سخن
رسالت مآبؐ نے علم عطا فرمانے کا ذکر فرمایا تھا
فرمودہ غلغلۂ عظیم درمیان اصحاب
اُس شب اصحاب مین ایک غلغلہ عظیم پیدا ہوا
افتاد۔ آیا رایت بکدام یک از ما خواہد
اور تمام اہل لشکر اسی خیال مین تھے کہ دیکھیے
داد۔ بریدۃ الحصیب گوید کہ ہر کہ
ہم مین سے کس کو علم عطا ہوتا ہے۔
برسول اللہؐ قربے داشت امید داشت
بریدۃ الحصیب کا قول ہے جو لوگ رسولؐ کے
کہ صاحب علم او باشد و جمعے از قریش
قرابتدار تھے ان کو علم ملنے کی اُمید تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

گفتند مقرر است کہ مراد این مرد علیؑ ابن
ابیطالب نیست۔ چہ او را چشم چنان
درد می کند۔ کہ موضع قدم خود را نمی بیند۔
چون روز دیگر از نور طلعت خورشید
عالم افروز چشم عالمیان روشنی پذیرفت
و از لمعات آفتاب جہانتاب عرصۂ
گیتی اضاءت پذیرفت سعادت مندان
فیروز جنگ در بیشۂ وغا در کمر پلنگ وندے
و در بحر ہیجا در کام نہنگ نہاوندے بر در خیمۂ
اقدس حضرت رسالت پناہ مجتمع گشتند
و ہر یک را تصور آن بود کہ این سعادت
عظمیٰ و موہبت کبرے نصیب او گردد۔
سعد بن وقاص گوید کہ در برابر چشم رسول اللہ
بزانو در آمدم و بعد از ان برخاستم۔
بامید آن کہ صاحب رایت من باشم۔ از
عمر فاروق منقولست کہ گفت من امارت
را ہرگز دوست نداشتم۔ مگر در آن روز
القصہ چون حضرت مصطفےٰ صلعم از خیمہ
بیرون آمد فرمود کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ

اور قریش کے ایک گروہ کا بیان تھا کہ
رسول اللہ صلعم کی مراد علیؑ ابن ابیطالب سے نہین
ہے اسلیے کہ وہ جناب آشوب چشم مین ایسے گرفتار
ہین کہ اپنے پاؤن بھی نہین دیکھ سکتے۔
دوسرے دن جب خورشید عالم نے اپنے
نور سے اہل جہان کی آنکھین روشن کین
اور آفتاب کی چمک سے عرصۂ گیتی منور ہوا سعادتمندان
طالب فتح جو مثل پلنگ بیشۂ وغا اور نہنگ
دریائے شجاعت تھے۔
رسولخدا صلعم کے خیمۂ اقدس پر جمع ہو گئے
ہر شخص متمنی تھا کہ اس سعادت عظمیٰ اور
منصب اعلی سے مین ہی سرفراز ہون۔
سعد بن وقاص کا قول ہے کہ مین رسول اللہ
صلعم کے سامنے اس امید پر زانوے ادب طے کر کے
کھڑا ہو گیا کہ علم بردار مین ہی کیا جاؤن۔
حضرت عمر کہتے ہین کہ مین نے بجز اسدن کے
امارت کو اپنے لیے کبھی پسند نہین کیا تھا۔
القصہ جب آنحضرت صلعم خیمۂ مبارک سے باہر
رونق افروز ہوے تو پوچھا کہ علی ابن ابیطالب کہان ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

کجاست مردم از ہر طرف آواز برآوردند کہ
چشم او چنان دردی کند کہ پیش پائے
خود نمی بیند۔ فرمان شد کہ او را بیارید
دست علیؑ گرفتہ حاضر ساختند۔
حضرت سر او را بزانوئے مبارک خویش
نہادہ آب دہان مبارک در چشمانش افگند
وگفت۔
اللّٰھم اکفہ الحر والبرد چون مرتضیٰ علیؑ
از بلیہ رمد خلاصی یافت رایت را
باو دادہ۔ فرمود بر و التفات مکن
تا آن زمان کہ خدائے عزوعلا خیبر را
بر دست تو مفتوح گرداند علی اندک
مسافتے قطع کردہ آواز برآورد
کہ یا رسول اللہ علی ماذا قاتل حضرت
فرمود کہ
قاتلھم حتی تشھدوا ان
لا الہ الا اللہ وانّ محمدا رسول اللہ
گفتہ اند کہ رسول اللہ زرہ خود بعلی مرتضیٰ
پوشانید و ذوالفقار در میان او بستہ

لوگون نے عرض کیا کہ اُنکو اسدرجہ آشوب
چشم ہے کہ اپنا پاؤن تک نہین دیکھ سکتے۔
حکم ہوا۔ میرے پاس لے آؤ۔ لوگ
حضرت امیرالمومنینؑ کا ہاتھ تھام کر حضرت
رسولؐ اللہ کی حضور مین لائے۔ آنحضرتؐ
نے حضرت علیؑ کا سر زانوئے اقدس پر
رکھا اور لعاب دہن مبارک آپ کی
آنکھون مین ٹپکایا۔ اور فرمایا خداوندا اسکو
سردی و گرمی سے محفوظ رکھیو۔ جناب علی مرتضیٰ
علیہ السلام نے آشوب چشم سے فوراً صحت پائی۔
آنحضرت صلعم نے علم لشکر جناب علی مرتضیٰ کو مرحمت
فرمایا۔ اور حکم دیا کہ میدان جنگ مین جاؤ اور
اُسوقت تک کہ خدائے عزوجل اس جنگ
خیبر کو تمھارے ہاتھ پر فتح بخشے برابر لڑتے رہو۔
علی مرتضیٰ علیہ السلام نے تھوڑی دور جاکر عرض کیا
کہانتک لڑون۔ فرمایا جبتک وہ کلمۂ شہادتین
پڑھین (روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب رسولخدا
صلعم نے فرمایا۔ فواللہ لان یھدی اللہ
بک رجلاً واحداً خیر لک من

رایت نصرت بدست داده علیؑ مرتضیٰ قدم
در نهاد و نزدیک حصن قموص رسید علم در
تودهٔ از سنگ ریزه فرو برد۔ و در حین یکے
از احبار یہود۔ بر بالاے حصار آمده ۔
پرسید۔ کہ اے صاحب رایت تو کیستی وچہ
نام داری۔ حیدر کرارؑ جواب داد کہ منم
علی ابن ابیطالبؑ۔ یہودی با فوج خویش
خطاب کرد کہ بہ توریت سوگند کہ مغلوب
گشتید گوئید کہ نخستین کسیکہ از حصن حصین
با فوج خویش بجنگ بیرون آمد حارث
یہودی برادر مرحب بود و حرب آغاز
کرده مسلمانان را منہزم گردانید امیرالمومنینؑ
متوجہ حارث شد۔ و بیک ضرب تیغ
اُورا بدوزخ رسانید مرحب چون بہ کشتہ
شدن برادر خویش واقف شد۔ با طائفہ
از اہل شجاعت سلاح پوشیده بہ کین
برادر پا از پائے در حصار برون نہاد۔
مرحب مبارزے بود بالا و بلند و تنومند
کہ سنان نیزہ او سہ من وزن داشت

ان یکون لک حمر النعم یعنی قسم بخدا کہ
تمہارے سبب سے خدا ایک مرد کو راہ راست
پر لائے تو اس سے تمہارے لیے بہتر ہے کہ
سرخ بال والے اونٹ تمہارے ملک مین ہون
روایت ہے کہ رسولِ خدا نے اپنی زرہ
علی مرتضیٰ کو پہنائی۔ ذو الفقار آپ کے
کمر مین لگائی اور علم لشکر دست مبارک
مین دیا۔ امیرالمومنین رخصت ہو کر
روانہ ہوے اور قلعۂ قموص کے نزدیک
جا کر علم قلعہ کے نیچے ایک پتھریلی زمین
مین گاڑ دیا۔ ایک عالم یہودی نے بالائے قلعہ سے
پوچھا کہ اے علم بردار تم کون ہو اور کیا نام ہے حیدر کرار
نے جواب دیا کہ "مین علی بن ابی طالب ہون" یہ سنکر
اس نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا کہ "توریت کی قسم
ہم سب مغلوب ہوئے۔ کہتے ہین کہ سب سے پہلے جو شخص
لڑنے کے لیے اپنی فوج کے ساتھ قلعہ سے باہر نکلا
وہ حارث مرحب کا بھائی تھا جسنے سب مسلمانون کو
ہزیمت دی تھی امیرالمومنینؑ حارث کی طرف بڑھے اور
ذو الفقار کے ایک ہی وار سے اسکو واصل جہنم کیا

Presented by Ziaraat.Com

و در شجاعت و مبارزت از مردم خیبر
نظیر نداشت دو زره پوشیده و دو شمشیر
حمائل کرده و دو عمامه بر سر بسته و خودے
بر بالائے آن نهاده در میان میدان
آمد و رجزے می خواند که اولش این
بود "قد علمت خیبر انی مرحب" و هیچ کس
از سپاه اسلام نتوانست که با او در مقام
مقاتله آید لاجرم شاه مردان و شیر
یزدان علی بن ابیطالبؑ بجانب او
روان شد۔ و بر زبان مبارکش رجزے
جاری گشت "انا الذی سمتنی امی
حیدر" مرحب خواست که تیغے با
امیر المومنین علیؑ زند۔ امیرؑ پیش دستی نموده
ذوالفقار بر سر آن ملعون نابکار فرود
آورد۔ چنانچه از سر خود و دستارش
گذشته بدندانهائے روسیاه گذشته
تا قربوس زین رسید۔ و حیدر کرار بکشتن
یهودان بازو کشاده هفت کس از
رؤساء ابطال خیبر بضرب تیغ

مرحب نے اپنے بھائی کے مارے جانے کی خبر سنکر ہتیار
اپنے بدن پر سجے اور ایک گروہ شجاعان یہود
کے ہمراہ اپنے بھائی کا خونبہا لینے کو قلعہ سے باہر نکلا وہ
ایسا بلند قامت بہادر تھا جس کے نیزہ کی سنان کا وزن
تین من تھا اور شجاعت و مبارزت مین اسکا سارے
خیبر مین نظیر نہ تھا۔ دوہری زرہ پہنے تھا دو تلوارین
کمر مین لگا کر اور دو عمامے سر پر باندھکے اور اُن کے اوپر
خود رکھکر اس شان و شوکت سے میدان جنگ مین آیا
اور رجز خوان ہوا کہ سارا خیبر آگاہ ہے کہ مین مرحب
ہون سپاہ اسلام سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُس سے
لڑنے کو نکلے آخر شاہ مردان و شیر یزدان علی بن
ابی طالبؑ اسکے مقابل ہوئے۔ آپ کی زبان مبارک پر
یہ رجز جاری تھا کہ مین وہ ہون جسکا نام میری ماں نے
حیدر رکھا ہے۔ مرحب نے چاہا کہ امیر المومنینؑ پر تلوار
کا وار کرے کہ آپ نے سبقت کرکے ذوالفقار اس کے
سر نحس پر اس زور سے ماری کہ سر اور خود اور عمامہ اور
دندان نحس کاٹتی ہوئی قربوس زین تک پہونچی مرحب کو
قتل کرکے آپ دوسرون کی طرف بڑھے اور رؤساء
خیبر سے سات شخص قتل کیے باقی سب فوج خوف و ہیبت سے

"قدوۂ اولیاء" کشتہ شدند و سائر یہودی
روئے ہزیمت بجانب قلعہ نہادہ علیؑ مرتضیٰ
درعقب ایشان دوان شد و در آن
اثنا یکے از مخالفان خیبرے باامیرالمومنین
علی تیغے زد کہ سپر از دستش بر زمین
افتاد و دیگرے ہم از ایشان سپر گرفتہ
روئے بگریز نہاد۔ امیرالمومنین علیؑ
درین صورت بغایت خشمناک شد
وخود را بر حصار قموص رسانید و در
آہن حصار را بر کندہ سپر خویش ساخت
روایت کردہ اند کہ چون علی کرم اللہ
وجہہ در حصن را گرفتہ بجنبانید۔ تمامت
حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از
تخت افتاد روئے او مجروح شد۔ وبعد
ازان کہ جناب ولایت پناہ را از جنگ
فراغتی روے نمود۔ آن در را بمقدار
ہشتاد وجب۔ از پس پشت خویش
دور انداخت و ہفت کس از لشکر اسلام
کہ در غایت قوت بودند ہر چند خواستند

قلعہ کی طرف بھاگ گئے حیدر کرار نے
انکا تعاقب کیا کسی نے حضرت کو
تلوار ماری جس سے آپکی سپر گر گئی
اور ایک شخص اُس کو لے کر بھاگ گیا۔
حیدر کرار جوشِ دین سے غیظ مین
آکر قلعۂ قموص کے دروازہ تک
پہونچے اور قلعہ کا دروازہ آہنی
اکھاڑ کر بجائے سپر لیا۔ در قلعہ
اس زور سے اکھاڑا کہ تمام قلعہ
ہل گیا۔ صفیہ دختر جن تخت پر سے
گر گئی اور چہرہ مجروح ہو گیا۔
جنگ سے فراغت پاکر امیرالمومنینؑ
نے پس پشت سے دروازہ کو اٹھا
کر اسی فاصلہ پر پھینک دیا
لشکر اسلام سے سات آدمیون
نے جو بہت ہی قوی و تنومند تھے
ملکر دروازہ پلٹنے کی کوشش کی
مگر نہ پلٹا سکے۔

Presented by Ziaraat.Com

که باتفاق یکدیگر در را از پہلوے بہ پہلوے
دیگر بگردانند نتوانستند وزن در خیبر ہشت
صد من بود و زمرہ از شیعہ سہ ہزار من گفتہ اند
وہم ایشان گفتہ اند کہ ہفتاد تن از برداشتن
آن عاجز ماندند۔ و بالجملہ چون اہل حصن قموص
و سائر مردم قلعۂ خیبر چنان امر غریب از امیرالمومنینؑ
حیدر مشاہدہ کردند فریاد الامان برآوردند علی ابن
ابیطالبؑ بعد از رخصت حضرت رسالتؐ
ایشان را امان دادہ چون خبر فتح خیبر بسمع
ہمایون رسید بغایت مسرور و شادان گشت
در حین توجہ علی بملازمت از خیمہ باستقبال
قدم مبارک بیرون نہاد روے او در کنار گرفتہ
ہر دو چشمش بوسید و فرمود سعی مشکور و کردار
مشکور تو بمن رسید خدا از تو راضی ست و من
از تو راضی ہستم حضرت امیرالمومنین را ازین سخن
گریہ دست داد حضرت فرمود کہ اے علی این
گریہ شادیست یا گریہ حزن۔ جواب داد کہ گریہ
فرح است و چگونہ فرحناک و شادمان نباشم کہ
تو از من راضی باشی۔ رسول اللہؐ فرمود کہ

اس دروازہ کا وزن آٹھ سو من تھا
اور حسب روایت شیعہ تین ہزار
من اور ستر آدمیون نے اس کے
اٹھانے کی کوشش کی تھی۔ القصہ
جو لوگ اور کل خیبری جو قلعہ
قموص مین پناہ گزین تھے امیرالمومنینؑ
کی طاقت اور شجاعت دیکھکر متحیر
ہوکر الامان۔ الامان پکارنے لگے۔
آپ نے رسول اللہ سے اجازت
لیکر انکو امان دی جناب سرور
کائنات علیہ التحیۃ والثنا فتح خیبر کی
خبر سنکر بہت ہی مسرور ہوئے اور
جب امیرالمومنین قریب خیمہ پہونچے
تو سرور عالم نے خیمۂ مبارک سے نکل کر
آپ کا استقبال فرمایا اور بغلگیر ہوکر
دونون آنکھون کے بوسے لئے اور
بعد اظہار مشکوری و خوشنودی خدائے
عزوجل ارشاد فرمایا اے علی مین اور خدا تم سے
راضی ہین امیرالمومنین علیہ السلام رونے لگے

نہ من تنہا از تو راضی ام بلکہ خدائے	آنحضرت نے پوچھا کہ یہ گریۂ شادی ہے یا گریۂ غم عرض کیا
عزوعلا و فرشتگان و جبرئیل	کہ گریۂ شادی ہے اور کیون مسرور و شاد نہ ہون جبکہ حضور مجھسے
و میکائیل از تو راضی	راضی ہین رسول اللہ نے فرمایا۔ نہ صرف مین بلکہ خداوند
ہستند۔	عزوجل اور ملائکہ اور جبرئیل اور میکائیل تم سے راضی ہین۔

کہان ہین شیفتگان صحابہ جو اصحاب کو حرص و طمع سے پاک بناتے ہین۔ ذرا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان الفاظ پاک پر "لا یخرج معی احد الا للجہاد" پر نگاہ کرین جن کو مال غنیمت کی طمع اس درجہ تھی کہ آخر آنحضرت صلعم نے اصحاب سے صاف ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ خیبر کو وہی آئے جس کو صرف جہاد کرنا مقصود ہو۔ یعنی جسکو غنیمت کی خواہش ہو وہ نہ آئے۔ آپ کے اس ارشاد کو شبلی صاحب نعمانی نے بھی سیرت النبی جلد اول صفحہ ۳۵۲) مین باین الفاظ لکھا ہے۔

اصحاب خواہان غنیمت تھے۔

آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ اس لڑائی مین صرف وہ لوگ شریک ہون جن کا مقصد محض جہاد اور اعلاء کلمۃ اللہ ہو۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ اصحاب ثلثہ نے اس جنگ مین "قاتلوا و قتلوا" کا فرض کہان تک ادا کیا۔

حضرت ابوبکر و عمر کا لڑنے کو جانا اور فرار ہونا۔

واضح ہو کہ خیبر مین جو چھ (۶) قلعہ تھے اُن مین بیس ہزار سپاہی موجود تھے ان سب مین قلعۂ قموص بہت مضبوط اور محفوظ تھا مرحب عرب کا مشہور پہلوان جو ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا اسی قلعہ کا رئیس تھا۔ رسول اللہ صلعم ہر روز کسی ایک صحابی کو علم دار بنا کر فوج کے ساتھ لڑنے کو بھیجتے تھے مگر وہ ناکام واپس آتے تھے۔

ایکروز حضرت عمر علم اور لوگون کو ساتھ لے کر گئے مگر وہ بھی مثل اورون کے پلٹ کر آئے۔ دوسرے دن حضرت ابوبکر گئے مگر اُن کو بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تیسرے روز پھر حضرت عمر معہ علم

وسپاہِ اسلام گئے لیکن مثل روزِ اوّل ناکام واپس ہوئے۔ اُسی شام کو رسول خدا صلعم نے اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا لاعطین الرایۃ غدًا رجلًا کرارًا غیر فرار یحب اللہ ورسولہٗ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنی کل مین اُسکو علم دون گا جو کرّار غیر فرار ہے اور اُس کو خدا اور رسولؐ دوست رکھتے ہین۔ اور وہ خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔ کل مورخین متفق البیان ہین کہ "عمر فاروق گفت من امارت را ہرگز دوست نداشتم مگر دران روز" حضرت عمرؓ کی یہ تمنا عجیب وغریب دلچسپ ہے کہ بقول صاحب حملہ حیدری ؎

عجب زو کہ این آرزوئے نمود ولے لفظ فرّار نہ شنیدہ بود

اگرچہ اس حدیث کو سب مورخین اور محدثین نے لکھا ہے مگر بعض حضرات اہلسنت حدیث کے یہ الفاظ کرّار غیر فرّار اور حضرت عمر کے فرار کرنے سے اِنکار کرتے ہین چنانچہ آپ بھی انھین لوگون کے ہم خیال ہوکر تحریر فرماتے ہین۔

"اگرچہ قلعۂ خیبر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کے ہاتھ پر فتح نہین ہوا لیکن فتح نہ ہونا مستلزم فرار نہین ہے۔ بھاگنا جنگ خیبر سے حضرات شیعہ نے کہان سے ثابت کیا"

اور جناب شبلی صاحب نے تو اِس روایت کو جناب امیر المومنینؑ علیہ السلام نے قلعۂ قموص کے دروازہ کو اُکھاڑ کر سپر بنالیا بازاری قصہ بتاتے ہین جیساکہ سیرۃ النبی ط۱ ص۳۵۸) مین تحریر فرماتے ہین

"یہ سب لغو روایتین اور بازاری قصے ہین"

اسناد علماء اہل سنت دربارۂ فرار

حالانکہ یہ حدیث اور در قلعہ کا سپر بنانا اور فرار حضرات شیخین جمیع کتب اہلسنّت وغیرہ یعنی روضۃ الاحباب حبیب السیر۔ معالم التنزیل۔ ازالۃ الخفا۔ وغیرہ وغیرہ سے ثابت ہے۔ بعض اقوال اِس جگہ نقل کیے جاتے ہین۔

پہلا۔ روز اوّل (۱) عمر جنگ کرد۔ وروز دوّم (۲) ابوبکرؓ وروز سوم (۳) باز عمر بجنگ رفت وحصن

مفتوح نگشت شب ہنگام حضرت رسالت مآب صلعم فرمود لاعطین الرایۃ غدا رجلا کرارا غیر فرار یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ علی یدیہ" امیر المومنینؑ در آن روز ہفت کس از روساء وشجعان یہود بقتل آورد۔ یہود ہمہ بجانب قلعہ فرار نمودند۔ امیر المومنینؑ از عقب ایشان میرفت در آن حالت یہودی ضربت بدست امیرؑ زد۔ چنانکہ سپر از دستش بیفتاد ویہود دیگر مبارزت نمودہ آنرا برداشت علیؑ بغایت در غضب شدہ حملہ کردند تا خود را بدر حصار رسانید۔ ویک در آہن حصار را برکند وسپر خویش ساخت۔ بعد از آنکہ جنگ آخر شد۔ علی مرتضیٰؑ کرم اللہ وجہہ آن در را از پس سر خود ہشتاد (۸۰) وجب دور انداخت۔ ہفت تن خواہستند کہ باتفاق آن را از روے بار وے دیگر گردانند نتوانستند وچہل تن خواستند کہ بدوہم دیگر آن را بردارند عاجز شدند۔ (از روضۃ الاحباب صفحہ ۳۸۷)۔

دوسرا

قال فان رسول اللہ	حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے
صلی اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر	ابوبکر کو بھیجا اور اُن کو فوج دیکر علم اُن کے ہمراہ
وعقد لہ الرایۃ فرجع فبعث	کیا وہ لوگون کے ساتھ واپس آگئے پھر عمر کو فوج
عمرا وعقد لہ الرایۃ فرجع بالناس	دیکر علم اونکے ہمراہ کیا وہ بھی لوگون کے ساتھ واپس
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ	آگئے پھر حضرت نے فرمایا۔ البتہ ہم علم ایسے
وسلم لاعطین الرایۃ رجلا یحب	شخص کو دینگے جو اللہ اور اللہ کے رسول کو بہت
اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ	محبت کرتا ہے اور اللہ و رسول اُس سے
کرارا لیس بفرار وارسل الی	محبت کرتے ہین وہ کرار غیر فرار ہے رسول اللہ
وانا ارمد فقلت انی ارمد۔ فتفل	نے آدمی بھیجکر بلایا۔ میری آنکھین دکھ رہی تھین۔

Presented by Ziaraat.Com

فی عینی وقال اللّٰھم اکفنا اذی الحر والبرد فما وجدت حرا بعد ذلك ولا بردا

(اخرجہ احمد والنسائی) از ارجح المطالب ص ۶۶

مین نے عرض کیا مجھے آشوب چشم ہے آنحضرت نے اپنا لعاب دہن لگایا اور فرمایا اے پروردگار انکو گرمی وسردی کی ایذا سے بچا پس اس کے بعد مجھے گرمی نے ستایا نہ سردی نے۔

تیسرا (۳)۔ از انجملہ آنکہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضیٰ دادند و بآنجانب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت۔

قال محمد بن اسحاق حدثنی بریدة بن سفیان عن ابیہ عن سلمة بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر براینہ الی بعض حصون خیبر فقاتل ورجع ولم یکن فتح وقد جھد ثم بعث من الغد عمر فقاتل ثم رجع ولم یکن فتح وقد جھد فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاعطین الرایة غدا رجلا یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ کرارا غیر فرار لا یرجع حتی یفتح اللہ

حاصل ان روایتون کا یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو علم دیکر جنگ خیبر مین روانہ کیا۔ اور وہ بلا فتح کے واپس آئے۔ دوسرے دن عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اٹھا کر پلٹ آئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کل ہم اُس شخص کو علم دینگے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اُسکو دوست رکھتے ہین۔ وہ شخص کرار غیر فرار ہے اور بغیر فتح واپس

علی یدیہ قال یقول سلمۃ فدعا
علیاً وھو ارمد العینین فتفل فی
عینیہ ثم قال خذ ھذہ الرایۃ فامض
بھا حتی یفتح اللہ علیک قال یقول
سلمۃ فخرج بھا یھرول ھرولۃ
وانا خلفہ نتبع اثرہ حتی رکز رایتہ
فی رخم من حجارۃ تحت الحصن
فاطلع الیہ الیھود من راس الحصن
قالوا من انت قال انا علی بن
ابی طالب قال تقول الیھود علوتم
وما انزل علی موسی او کما قال فما
رجع حتی فتح اللہ علی یدیہ قال
ابن اسحاق حدثنی عبد اللہ بن
حسن عن بعض اھلہ عن ابی رافع
مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال خرجنا مع علی بن ابیطالب
حین بعثہ رسول اللہ برایتہ فلما دنا
الحصن خرج الیہ اھلہ فقاتلھم
فضربہ رجل من یھود فطرح ترسہ

نہوگا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا حالانکہ حضرت
کو آشوب چشم تھا رسولؐ اللہ نے اپنا لعاب
دہن آنکھوں میں لگایا اور علم دیکر فرمایا
اب جاؤ اور یہانتک لڑو کہ خدا تمہارے
ہاتھ پر فتح کرے سلمہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ
دوڑتے ہوئے چلے حضرت کے پیچھے پیچھے
میں بھی تھا یہانتک کہ آپ قلعۂ قموص
کے قریب پہونچے آپ نے علم کو ایک پتھر
میں گاڑ دیا۔ ایک یہودی نے بالائے
قلعہ سے پوچھا تم کون ہو آپ نے فرمایا
میں علیؑ ابن ابیطالبؑ ہوں اُس نے
کہا توریت کی قسم کہ تم عالی اور غالب
ہوئے۔ پس جبتک حضرت نے قلعہ فتح
نہ کیا مراجعت نہ فرمائی۔
ابو رافع غلام رسولؐ خدا صلعم سے
منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ
پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک یہودی
نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی
پس جناب امیرؑ نے در قلعہ قموص کو اکھاڑ کر

من یدہ فتناول علیؑ باباکان
عند الحصن فتترس بہ عن نفسہ
فلم یزل فی یدہ وھو یقاتل حتی فتح
اللہ علی یدیہ ثم القاہ من یدہ
حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفر
سبعۃ انا منھم نجھد علی ان
نقلب ذلک الباب فما نقدر۔
اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع
قال کان علیؓ بن ابی طالبؑ تخلف
عن النبی فی خیبر کان رمدا وقال
انا اتخلف عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ
التی فتحت قال لاعطین الرایۃ
غدا ولیاخذن الرایۃ غدا رجل
یحبہ اللہ ورسولہ یفتح اللہ
علیہ فنحن نرجوھا فقیل ھذا
علیؑ فاعطاہ ففتح علیہ

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۲۵۶
مطبوعہ مطبع صدیقی

دست مبارک مین بجائے سپر لے لیا
اور لڑتے رہے یہان تک کہ قلعہ فتح
ہوا اور آپ نے اُس در کو پھینکدیا ہم لوگ
سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اُس کو
حرکت دین مگر باوجود کمال کوشش
کے اُسکو جُنبش نہوئی۔
اور بخاری نے روایت کی ہے
کہ حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا
اس وجہ سے رسولؐ اللہ کے
ہمراہ خیبر نہین گئے
مگر حضرت علیؑ کو رسولؐ اللہ کی
مفارقت گوارا نہوئی اور اُسی حالت
مین چلے آئے اور آنحضرتؐ سے
ملے۔ جس صبح کو قلعہ فتح ہوا رسولؐ اللہ نے
فرمایا کل ہم علم اُس کو دینگے جسے خدا و رسولؐ
دوست رکھتے ہین ہم سب اُسکے متمنی تھے مگر
آنحضرت صلعم نے علم حضرت علیؑ کو عطا کرکے
فرمایا خدا اس کے ہاتھ پر فتح دیگا پس علیؑ نے
قلعہ فتح کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی

واشتهار جهاده فيها غير
خفي وفتح الله تعالى على يده
فان النبي عزم حصر حصنهم بضعة
عشر يوما وكان الراية بيد علي
فاصابه رمد فسلم النبي الراية
الى ابي بكر فما نصرف مع
جماعة فرجعوا منهزمين
خائفين فدفعها من ابي بكر
الى عمر ففعل مثل ذلك
فقال النبي لاسلمن الراية
غدا الى رجل. يحبه الله
ورسوله ويحب الله ورسوله
كرارا غير فرار ائتوني بعلي
فقيل به رمد فتفل في
عينيه ودفع الراية اليه
فقتل مرحبا فانهزم اصحابه
واغلقوا الابواب وفتح علي
الباب وقلعه وجعله جسرا
على الخندق وعبروا

رسول اللہ نے دس دن سے زیادہ
تک قلعہ کا محاصرہ رکھا اور آپ کا علم
حضرت علیؑ کے ہاتھ مین تھا مگر اُن کو
آشوب چشم تھا۔
لہذا۔ حضرت ابو بکر کو دیکر ایک
گروہ کے ساتھ لڑنے کو بھیجا وہ گئے
مگر معہ جماعت شکست اُٹھا کر اور خوف
زدہ ہو کر واپس چلے آئے
دوسرے دن حضرت عمر کو اُسی شان سے
بھیجا لیکن یہ بھی مثل حضرت ابو بکر واپس
آئے۔ اب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین
ایسے شخص کو علم دون گا جس کو خدا اور
اُس کا رسول دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا و رسول کو۔ وہ حملہ پر حملہ کرنیوالا ہے
اور بھاگنے والا نہین ہے۔ پھر فرمایا کہ
علیؑ کو بلاؤ اصحاب نے کہا کہ انکو درد چشم
ہے۔ حضرت علیؑ آئے آنحضرت نے
لعاب دہن مبارک آپ کی آنکھون مین
لگایا اور علم دیکر بھیجا آپ گئے اور مرحب کو

وظفروا فلما انصرفوا اخذه
بیمینه ورماه اذرعًا و
کان یغلقه عشرون رجلاً
وعجز المسلمون عن نقله
سبعون رجلاً وقال علیؑ
ما قلعت باب خیبر
بقوة جسمانیة ولکن قلعته
بقوة ربانیة

شرح تجرید علامہ قوشجی صفحہ ۳۸۰
(از مجمع البحرین فی ادلۃ الفریقین)
صفحہ ۲۳۶

قتل کیا۔ اور مشرکین شکست پاکر قلعہ مین
بھاگ گئے اور دروازہ قلعہ کا بند کرلیا حضرت
علیؑ نے جوش شجاعت مین قلعہ کا دروازہ
اکھاڑ کر اپنے ہاتھ مین لے لیا اور چند ہاتھ دور
اسے پھینکدیا اس دروازے کو بیس آدمی
بند کرتے تھے اوسیکا پل خندق پر بنایا آپ
معہ ہمراہیان خندق پر سے اوسی پل پر سے
عبور کرگئے۔ ستر مردون نے ملکر اُس دروازہ
کو اُٹھانا چاہا مگر نہ اُٹھا سکے۔ حضرت علیؑ نے
فرمایا کہ در قلعہ مین نے قوت جسمانی سے
نہین بلکہ قوت ربانی سے اُکھاڑا تھا۔

پانچوین۔ یہی تاریخ ابو الفداء جلد اول صفحہ ۱۴۷۔ مین ہے۔

چھٹی۔ سار رسول اللہ الی خیبر فلما اتاھا بعث عمر ابن اثیر جزری نے اپنی تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ ایک یہودی نے حضرت علیؑ کے ایک تلوار ماری جس سے علیؑ کے ہاتھ مین سے ڈہال گر گئی۔ اسواسطے حضرت علیؑ نے دروازہ اپنے ہاتھ مین اُٹھالیا اور اسے اپنی ڈہال بنالیا اور اُسی کو ہاتھ مین لیے اُس وقت تک لڑتے رہے کہ یہ لڑائی تمام ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے قلعہ اُن کے ہاتھ سے فتح کرادیا۔ جب قلعہ فتح ہوگیا تو اُنھون نے اُسے پھینکدیا۔ ساٹھ آدمیون نے ہرچند کوشش کی کہ اسے پلٹ دین مگر یہ دروازہ ایسا بھاری تھا کہ پلٹ بھی نہ سکے۔ (منقول از تاریخ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد ۵ ص ۹۸)

Presented by Ziaraat.Com

ساتوین

سار رسول اللہؐ الی خیبر	رسول اللہ صلعم خیبر کی طرف تشریف لے چلے
فلمّا اتاھا بعث عمرؓ وبعث	جب وہان پہونچے تو عمر کو اور لوگون کے ساتھ
النّاس الی مدینتھم او قصرھم	خیبریون کے شہر یا قصر کی طرف بھیجا پس
فقاتلوھم فلم یلبثوا ان	اُن لوگون نے قتال کیا تھوڑی دیر نگزری
ھزموا عمرؓ واصحابہ فجاءوا	تھی کہ یہودیون نے عمر اور اُن کے ساتھیونکو
یجبّنونہ ویجبّنھم اخرجہ	ہزیمت دی۔ پس وہ لوگ عمر کو نامرد
الحاکم (ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ ۴۹ چھاپہ بریلی)	بتاتے تھے۔ اور عمر اُن کو۔

آٹھوین۔ یہی روایت تاریخ طبری مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

عن بریدۃ الاسلمی قال	بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ
لما کان حین نزل رسول اللہ	جب رسول اللہ صلعم نے قلعہ خیبر کے پاس
صلعم بحصن اھل خیبر اعطی	نزول فرمایا تو اپنا علم لشکر حضرت عمر کو دیا۔
رسول اللہ صلعم اللواء عمر بن	عمر اور اُن کے ساتھ جو لوگ گئے تھے وہ
الخطاب ونھض من نھض معہ	اہل خیبر کے مقابلہ مین آئے مگر حضرت عمر
من الناس فلقوا اھل خیبر	اور اُن کے اصحاب بھاگ نکلے اور رسول اللہ
فانکشف عمر واصحابہ	کی طرف پلٹے حضرت عمر اپنے ساتھیون کو
فرجعوا الی رسول اللہ صلعم	بودا کہتے تھے اور لشکر حضرت عمر کو بودا
یجبّنہ اصحابہ ویجبنھم	کہتا تھا۔
فقال رسول اللہ صلعم لاعطین	تب رسول اللہ نے فرمایا کہ کل مین علم اُس شخص
اللواء غدًا رجلا یحب اللہ	کو دونگا جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما — اور خدا اور رسول اُس کو دوست رکھتے ہین

کان من الغد تطاول لہا ابوبکر — دوسرے دن پھر حضرت ابوبکر و عمر کو علم کی تمنا

وعمر فدعا علیا عم وھو ارمد — ہوئی مگر رسول اللہ نے۔ قاتل المشرکین امیرالمومنین

فتفل فی عینیہ واعطاہ اللواء — علی ابن ابیطالب کو علم لشکر دیا اور آپ کے آشوب

(تاریخ طبری جلد سوم صفحہ ۹۳) — چشم کا علاج رسول اللہ نے اپنے لعاب دہن سے کیا۔

نوٹ۔ قلعہ قموص مرحب کا تخت گاہ تھا اس مہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر و عمرؓ کو بھیجا۔ لیکن دونون ناکام واپس آئے۔ طبری مین روایت ہے کہ جب خیبری قلعہ سے نکلے تو حضرت عمر کے پاؤن جم نہ سکے اور آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوکر شکایت کی کہ فوج نے نامردی کی لیکن فوج والون نے ان کی نسبت خود یہی شکایت کی۔

(جلد اول صفحہ ۳۵۶) سیرۃ النبی مولفہ شمس العلماء شبلی نعمانی۔)

الحاصل ان تمام اقوال و الفاظ سے۔ کرار غیر فرار کی صحت ثابت ہے جس مین بفرط محبت صحابہ کی تحریف کی گئی ہے۔ مگر بفحوائے شعر۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل — کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر لفظ فرار سے انکار ہے تو کیا خدا کی اس آیت سے بھی انکار کرین گے

یاایھا الذین امنوا اذا — اے ایمان لانیوالو جس وقت کافرون سے

لقیتم الذین کفروا زحفا — جنگ مین سامنا کرو تو انکو پیٹھ نہ دکھاؤ اور

فلا تولوھم الادبار ومن یولھم — اُس دن جو پیٹھ دکھائے گا سوائے اسکے کہ ترائی

یومئذ دبرہ الا متحرفا لقتال — کے لیے کترا کے جاتا ہو یا دوسرے گروہ کے

او متحیزا الی فئۃ فقد باء بغضب — پاس جگہ پکڑنا مقصود ہو وہ یقیناً غضب خدا مین

آیہ کریمہ جنگ مین کفار کو اپنی پشت نہ دیکھاؤ۔

من اللہ وماوٰہ جہنّم وبئس گرفتار ہوگا اور اُسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت
المصیرؕ (پ۹ - س انفال) ہی بری جگہ ہے۔

اِس آیت مین صاف حکم ہے کہ صادق الایمان وہی ہے کہ جو میدان جنگ مین کفار سے مقابل ہو تو یہانتک لڑے کہ اِن پر فتحیاب ہو یا وہین شہید ہو کر جنت مین جائے۔ ورنہ مستوجب عذاب ہے پس جبکہ یہ حضرات میدان کارزار مین گئے اور ہر بار مع الخیر پلٹ آتے رہے تو ہم نہین جانتے کہ محبان صحابہ فقد باء بغضب من اللہ وماوٰہ جہنّم وبئس المصیر کی کیا تاویل کرین گے۔

حدیث دربارہ فضیلت حضرت علی علیہ السلام۔

دوسرے اگر کرّار غیر فرار سے انکار ہے تو حدیث کے اِن الفاظ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ سے تو انکار نہین ہے جو صحیح بخاری مین ہے جس کی تصدیق شبلی صاحب بھی اِس تصریح سے کرتے ہین۔

اسقدر صحیح ضرور ہے کہ اس مہم پر جو پہلے بڑے بڑے صحابہ ہی بھیجے گیے تھے لیکن فتح کا فخر کسی اور کی قسمت مین تھا جب مہم مین زیادہ دیر ہوئی تو ایک دن شام کو آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ کل مین اُس شخص کو علم دونگا جس کے ہاتھ پر خدا فتح دیگا۔ اور جو خدا اور اُس کے رسول کو چاہتا ہے۔ اور خدا اور خدا کا رسول بھی اُس کو چاہتے ہین۔

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہین سیرۃ النبی (ص ۳۵۶)

اِس حدیث مین یہ آیۂ کریمہ "ان کنتم تحبّون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ کی طرف اشارہ ہے یعنی۔ خدائے پاک فرماتا ہے اے رسولؐ کہدو اِن سے اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو تاکہ خدا بھی تم کو دوست رکھے۔ پس اِن الفاظ پاک سے ثابت ہے کہ صحابہ رسولؐ مین کوئی صحابی بجز جناب امیر علیہ السلام کے خدا اور رسول کا حبیب نہ تھا۔ اور نہ خدا اور رسول سوائے

Presented by Ziaraat.Com

نفس رسول کے کسی کو محبوب رکھتے تھے۔ اور علی الخصوص حضرت ابوبکر و عمرؓ تو اس تعریف و توصیف سے قطعاً خارج ہین۔ کیونکہ جناب رسول اللہ نے اِن دونون صاحبون کے مقابلہ مین ان کے فرار ہونے کے بعد یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی۔

پس اس حدیث سے جناب امیرؑ کا کامل الایمان اور ان حضرات کا ناقص الایمان ہونا ثابت ہوا۔ و این عین مطلوب شیعان ست۔

اب اگر یہ تعصب نہین ہے تو پھر کیا ہے کہ جس کرار غیر فرار نے مشرکین و کفار کا قلع و قمع کیا جس کی شجاعت کا یہ حال ہو کہ "مرحب خواست تیغ بر امیر المومنینؑ زند۔ علیؑ تہیدستی نمودہ ذو الفقار بر سر آن ملعون فرود آورد۔ چنانکہ از سر خود و دستارش گذشتہ بندانہائے روسیاہ پیوستہ تا قربوس زین رسید"۔ اس کے مقابلہ مین اِن اصحاب کو جن کا میدان حرب سے بار بار پلٹ کر آنا تصریح و توضیح سے بیان کرین اشجع الصحابہ۔ اشجع الناس۔ اشداء علی الکفار بتائین۔ اللہ اللہ جس کی دینی خدمات پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مرتبت و منزلت فرماوین" از خیمہ مبارک باستقبال امیر المومنینؑ قدم بیرون نہادہ اورا در کنار گرفت و ہر دو چشمش بوسید"۔ جس لڑائی کے فتح ہونے پر صاحب ما ینطق عن الہوے فرماوین "اے علی نہ من تنہا از تو راضیم بلکہ خدائے عز و علا۔ و فرشتگان و جبرئیلؑ و میکائیلؑ از تو راضی ہستند"۔ اس کرار غیر فرار پر مفرورین کو فضیلت دین جس روایت پر شاہ ولی اللہ صاحب اور دیگر محدثین کا اتفاق ہو"۔

چون علی کرم اللہ وجہہ در حصن را بجنبانید تمامی حصار چنان بجنبید کہ صفیہ دختر جن از تخت افتاد و روئے او مجروح شد و اہل قلعہ چون آن قوت دیدند امان طلبیدند۔ حضرت امیرؑ بعد از استجازہ رسولؐ اللہ صلعم ایشان را امان داد۔

Presented by Ziaraat.Com

طعن مولوی علی حیدر صاحب

جناب شبلی صاحب اس کو لغو اور بازاری قصے بتائین اور جناب مولوی علی حیدر صاحب اس کلام سے منتہی الکلام کو زینت دین۔

انچہ از آن جناب حضور پیغمبر صلعم از قلعہ باب خیبر و غیر ذلک صدور یافتہ بلاریب از قبل معجزہ و برکات سرور کائنات بودہ پس اگر در واقع بہ صفت شجیعت انصاف میداشت لااقل در وقتیکہ اعوان و انصار و خلیفۂ اول در دروازہ را بر شکم مبارک سیدۃ النسا، فرو گرفتند و خانۂ او سوختند و قرآن مجید را تحریف و تحریق کردند و اُم کلثوم را بغصب بردند چیزے از شجاعت بظہور میکرد و حالانکہ بتاکید تمام مامور بحفظ ناموس اہلبیت بود و اثرے از آن ظہور نمود پس دعوے شجاعت را چہ معنی۔

یعنی حضرت علیؑ کی شجاعت جو قلعۂ خیبر اور مثل اُس کے دیگر لڑائیون مین بیان کیجاتی ہے وہ پیغمبر خدا کے معجزات کے سبب سے تھی اور اگر حضرت علیؑ واقعی شجاع ہوتے تو جسوقت اعوان و انصار خلیفہ اول نے دروازہ سیدہؑ کے شکم مبارک پر گرایا تھا۔ اور گھر کو جلا دیا قرآن مجید کو تحریف کیا۔ اور ام کلثوم کو غصب سے لیگئے۔ ان واقعات کے وقت بھی کچھ شجاعت دکھانی ضرور تھی حالانکہ ایسے واقعات سترگ مین کچھ بھی شجاعت ان کی ظاہر نہین ہوئی۔ اس پر دعوائے شجاعت کیسا جاتا ہے۔

تردید قول باطل

اس موقع پر بمصداق شعر

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران

انہین کے پیر و مرشد اور خاتم المحدثین حضرت شاہ صاحب کا یہ قول قابل ملاحظہ ہے۔

باید دانست کہ در عالم ہیچ کس نہ بودہ است جاننا چاہیے دنیا مین کوئی ایسا شخص

Presented by Ziaraat.Com

الا زبان بدگویان وعیب جویان بطعن
وقدح او جاری شده بلکہ حرف در جناب
کبریائی ست ومعلوم ست کہ معتزلہ
بتقریب انکار عصمت انبیاء ہیچ پیغمبرے را
از ابتدائے آدم تا حضرت پیغمبر ما نہ گذشتہ اند
کہ صغائر وکبائر بجناب ایشان نسبت نکردہ
وہمچنین فرقہ یہود در انکار عصمت ملائکہ
ہمین جادہ را پیمودہ اند وخوارج
ونواصب در جناب حضرت واہلبیت
کرام ہمین وتیرہ پیش گرفتہ اند لیکن
بر عاقلان پوشیدہ نیست کہ
ہمہ عوعو سگان نسبت بنور افشانی
ماہ است اصلا نقص بمنزلت آن
بزرگان نمی کند۔

تحفۂ اثناء عشریہ صفحہ (۲۷۲)

نہین گذرا جس پر بدگویون نے زبان درازی
اور عیب جوئی اور نکتہ چینی نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ
خدا پر بہتان کیا ہے۔
معتزلہ نے انبیا سے انکار کرکے حضرت
آدمؑ سے لے کر جناب ختم الانبیاء تک کو نہین
چھوڑا کہ اُن کو گناہ کبیرہ وصغیرہ سے متہم کیا ہو
اور یہی طریقہ یہود نے ملائکہ عصمت مین اور
خوارج ونواصب نے جناب امیرالمومنین
اور اہلبیت کی شان مین اختیار کیا ہے
لیکن عقلاء سے پوشیدہ نہین ہے کہ
اس الزام کی وقعت بالکل ویسی ہے جیسے
چاند کی روشنی دیکھکر کُتے چاند پر بھونکنا شروع
کردیتے ہین اسی طرح ان بدگویون اور زبان
درازون کے عیب جوئی سے ان بزرگون کے
عصمت پر کوئی دھبہ نہین آیا۔

واضح ہو کہ وہ موقع اور وقت شجاعت دکھانے کا نہ تھا بلکہ صبر کا تھا ؎

کم زور دست بازو شیر خدا نہ تھا
سب قدرتین وہی تھین پہ حکم خدا نہ تھا

چنانچہ جو مصائب والام آپ کے صحابہ کے ہاتھ سے آل رسولؐ پر بعد رحلت آنحضرت صلعم گذرنے والے تھے ان سب کی حضرت صلعم پیشین گوئی کر گئے تھے۔ اور ان پر صبر وشکر کرنیکی وصیت

فرماگئے تھے ان مصائب کا کچھ ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے۔ باقی جلد سوم مین انشاء اللہ المستعان تحریر کیے جائین گے۔

قاتل المشرکین۔ سافک وماء المارقین۔ والقاسطین۔ والناکثین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی شجاعت اور صلابت صرف حضرت صلعم کے حیات ہی تک محدود نہین تھی۔ صفین۔ اور جمل۔ اور نہروان وغیرہ مین جن شجاعتون کا ظہور ہوا کیا اُس کا علم آپ کو نہین ہے۔ جن مفسدین کے دماغ بادۂ نخوت ورشک وحسد سے مخمور تھے صاحب لافتیٰ نے ذوالفقار کے پانی سے اُن کا خمار دور کیا ہے۔ خود حضرت ام المومنین جو قلب لشکر مین اونٹ پر سوار ہو کر اور لشکر اعدا کی سپاہ سالار بن کر بہ نفس نفیس رونق افزا تھین نہایت عاجزی اور بیقراری سے الامان پکارنے لگین۔ ام المومنین کو شکست کھانے پر جو ندامت ہوئی تھی اُس کو آپ ہی حضرات کے دل خوب جانتے ہین۔ آپ کے پیر ومرشد باین الفاظ تحفہ مین اسکا ذکر فرماتے ہین۔

ہر چند درین بین بجناب حرم محترم رسولؐ اہانتے وذلتے کہ رسید اظہر من الشمس ست۔

اور بخاری مین ہے کہ ام المومنین جنگ جمل کو یاد کرتی تھین اور اس قدر روتی تھین کہ بال اُن کے آنسون سے تر ہو جاتے تھے۔ غرض اللہ جل شانہ نے دیگر صفات کے ساتھ آل محمدؐ کو شجاعت بھی عطا فرمائی تھی جس کا ظہور ان خاصان خدا سے ہر موقع وہر محل پر ہوا کیا ہے

بھوک مین پیاس مین ایک ایک ہزارون سے لڑا کیا بہادر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

قال اللہ تبارک وتعالیٰ یا ایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم متاع الحیوٰۃ الدنیا ثم الینا مرجعکم فینبئکم بما کنتم تعملون ہ

اے لوگو تمھاری سرکشی تمھاری ہی جانون پر پڑے گی۔ دنیا کا مزہ تھوڑا ہے۔ پھر ہماری ہی طرف تم کو لوٹنا ہے۔ اُسوقت ہم بتادین گے جو تم کرتے تھے۔

Presented by Ziaraat.Com

اب جنگ وادی الرمل کا حال سنئے

سریۂ وادی الرمل

اقتباس تاریخ متذکرہ بالا: رسول اللہ کا حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کو سپہ سالار بنا کر باری باری جنگ پر بھیجنا۔ مشرکین پر اُن پر حملہ کرنا۔ اور ہر سردار کا معہ فوج فرار ہونا۔

بعد از غزوۂ تبوک اعرابی نزد رسول اللہ آمدہ معروض داشت کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع شدہ۔ داعیہ آن دارند کہ بر سبیل شبخون بجانب مدینہ توجہ نمایند۔ چون پرتو این خبر بنگاہ ضمیر انور تافت فرمان داد کہ تا یاران جمع شدند۔

حضرت خیر البرایا۔ لوا را بہ صدیقؓ داد۔ اورا بر آن طائفہ امیر گردانید و بر سر اعدا فرستاد۔ بالجملہ صدیق بموجب فرمان روے بہ مخالفان آورد۔ و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان خواست کہ پاے در وادی نہادہ دست بروے نماید۔ کہ ناگاہ ارباب نفاق بہ ہیئت اجتماعی از وادی بیرون آمدہ دست بہ شمشیر و نیزہ بردند۔ عاقبت چشم زخمی بہ سپاہ اسلام

بعد غزوۂ تبوک ایک اعرابی نے جناب رسول خدا کی حضور مین آکر عرض کیا کہ عرب کے لوگ وادی الرمل مین جمع ہوئے ہین۔ اور مدینہ پر شبخون کرنے کا قصد رکھتے ہین۔ حضرت صلعم نے اصحاب کبار کو جمع کیا۔

اور علم و فوج ابوبکر صدیق رضؓ کو دیکر سپہ سالار بنا کر دشمنون کی طرف روانہ کیا۔ بعد قطع مسافت جب مخالفین کے پڑاؤ کے قریب پہونچے تو حضرت ابوبکر نے چاہا کہ اسی جگہ لشکر کو ٹھیرا کر دشمنون پر حملہ کرین کہ سب مخالفین اپنے مقام سے نکل کر تلوار اور نیزہ ہاتھون مین لیئے ہوے۔ لشکر اسلام پر ٹوٹ پڑے سپاہ اسلام ان کے حملہ کی تاب نہ لا سکے

Presented by Ziaraat.Com

رسید۔ و مسلمانان بعض بہ شہادت فائز
شدہ۔ برخے منہزم گشتہ مراجعت بمدینہ
نمودند و بعد از اطلاع رسول اللہ برائے
اہل اسلام رایتے ترتیب کردہ بفاروق
داد۔ اُورا با طائفۂ از مسلمانان بانتقام
ارباب خلاف نامزد فرمود۔ عمرؓ
بجانب آنہا شتافت و در ان حین کہ
میل درآمدن وادی کرد مشرکان از
موضع کمین ایشان بیرون آمدہ روے
بہ مسلمانان نہادند بعد از کشش و کوشش لشکر

اسلام بطریق انہزام بمدینہ معاودت نمودہ۔

بعد از وقوع این قصہ عمرو بن عاص را
حضرت مقدس نبویؐ بہ امارت جمعے از
مسلمانان سرفراز ساختہ بجانب دشمنان
روان گردانید و بایشان در مقام مقابلہ
و مقاتلہ آمدہ منہزم بازگشت و بعضے
از مسلمانان نیز شہادت یافتند۔ بعد از
مراجعت عمرو بن عاص حضرت مقدس
نبویؐ جہت امیر المومنین علیؑ لوائے بستہ

چنانچہ بعض شہید ہو گئے اور
جو باقی رہے وہ ہزیمت اُٹھا کر
مدینہ واپس آئے اسکے بعد حضرت صلعم
نے دوبارہ لشکر تیار کیا۔ اور
حضرت عمرؓ کو امیر لشکر اور علم دیکر
روانہ کیا۔ جب یہ اس میدان میں
پہونچے تو فوج مخالفین نے کمین گاہ
سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ آور
ہو کر ہزیمت دی۔

اسکے بعد حضرت صلعم نے عمرو بن عاص کو
امیر لشکر کرکے ان کی طرف بھیجا
لیکن یہ بھی مقابلہ و مقاتلہ نہ کرسکے
آخر کچھ لوگ شہید ہو گئے
باقی سپاہ لیکر مراجعت فرمائی
مدینہ ہوئے۔
اب رسول اللہ صلعم نے جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام کیلئے لشکر تیار کیا

رسول اللہ کا لشکر ترتیب دیکر جناب امیرؑ کو جنگ پر بھیجنا۔ اور حضرت ابوبکر و عمر اور عمرو بن عاص کے مطیع امیر المومنین کرکے لشکر میں شامل کرنا۔

و دست بجانب آسمان برداشته در شان
او دعائے نیکو بزبان معجز بیان بگذرانید
و تا بہ مسجد احزاب بہ تشییع علیؑ مرتضیٰ قدم
رنجہ فرمودہ فرمان داد کہ صدیق و فاروق
و عمرو عاص در آن سفر با علیؑ مرافقت
نمایند و از صوابدید او تجاوز روا ندارند و
مرتضیٰ علیؑ از طریق وادی الرمل اعراض
نمودہ متوجہ عراق عرب گشت بعد از طے
چند منزل عزیمت محاربہ مخالفان بفہم دادہ
بجانب مقصد شتافت چون از حرکات
و سکنات امیرالمومنین علیؑ نسیم فتح و ظفر
بہ مشام عمرو عاص رسید۔ لاجرم با صدیق
و فاروق گفت کہ درین راہ از دحوش
خطرہاست اکنون مصلحت وقت آنست
کہ از وادی بر سر دشمنان شبخون بریم و شیخین آنچہ
درین باب با مرتضیٰ علی گفتہ مبذول
نیفتاد عمرو عاص گفت اے مسلمانان
مانفوس خود را ضایع نمی توانیم کرد بیایید
تا از طرف وادی بر دیم سپاہ اسلام

اور علم آپ کے ہاتھ مین دیا اور دونون ہاتھ
اُٹھا کر آپ کے حق مین دعا فرمائی اور مسجد
احزاب تک مشایعت کی حضرت ابو بکر و
عمر فاروق اور عمرو بن عاص وغیرہ اصحاب کو
جناب امیرؑ کے ہمراہ کرکے امیرالمومنین کے تابع
فرمان رہنے کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ وادی الرمل
کی راہ چھوڑ کر عراق عرب کی طرف
چلے بعد طیّ مراحل منازل مخالفین سے
حربہ کرنے کے لیے چلے۔ جناب امیرالمومنین
علیؑ اُس مقام پر پہونچے اور آپ کے
حرکات و سکنات سے عمرو بن عاص کو
آثار فتح معلوم ہوے تو حضرت ابوبکر
و عمر سے کہا کہ اس راہ مین وحوش
کا خطرہ ہے مصلحت یہ ہے کہ اسی
مقام سے دشمنون پر شبخون کیا جائے۔
اُنھون نے حضرت علیؑ سے کہا مگر
آپ نے اس رائے سے اتفاق نہین
کیا عمرو عاص نے اہل اسلام سے کہا کہ
ہم جانین کیون ہلاکت مین ڈالین آؤ اسی جنگل کی طرف چلین

Presented by Ziaraat.Com

جواب دادند۔ کہ پیغمبر ما را از مخالفت علیؑ
نہی فرمودہ۔ اکنون چگونہ سخن ترا بشنویم۔
علیؑ راے عمرو بن العاص را خطا شمردہ۔
ہمچنان می راند۔ تا در طلوع فجر بر سر عدوان
رسیدہ بطریق کہ خاطر او میخواست۔
از آن قوم سفاک انتقام کشید۔
چنانچہ۔ سورۂ والعادیات درین
باب نازل گشتہ حضرت رسولؐ اصحابؓ را
بفتح بشارت داد۔ چون علیؑ مراجعت
نمودہ نزدیک بمدینہ رسید۔ آن سرور
یاران را باستقبال امیر المومنین حیدرؑ
امر فرمود۔ وخود پیش ایشان روان شد۔
و در آن زمان کہ چشم مبارک جناب
ولایت مآب بروے فرخندۂ حضرت
نبوتؐ انتساب افتاد از اسپ پیادہ
گشت۔ آن سرور فرمود کہ اے علیؑ سوار شو۔
کہ خدا و رسولؐ از تو راضی ہستند علیؑ از
غایت فرحت گریان شد۔ رسول اللہؐ
فرمود اگر اندیشۂ آن نمی داشتم کہ طوائف

اہل لشکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے تو
ہمکو علیؑ کی مخالفت سے منع کیا ہے ہم
تمہارا حکم کیون کر مانین۔ غرض امیر المومنینؑ
عمرو عاص کی راے خطا سمجھکر اسی راہ سے
آگے چلے اور طلوع فجر تک دشمنون کے
سر پر پہونچے جیسا خاطر مبارک مین آیا
اس قوم سے جنگ کی فتح کر کے پھرے۔
حق سبحانہ تعالی نے سورۂ والعادیات
امیر المومنینؑ کی تعریف مین نازل فرمایا۔
رسولؐ اللہ نے اصحاب کو فتح کی بشارت
دی۔ جب امیر المومنینؑ نزدیک مدینہ پہونچے
تو حضرت صلعم نے اصحاب کے ساتھ استقبال
کیا جب امیر المومنینؑ نے رسول اللہؐ کو دیکھا
تو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ پا ہو گئے۔ رسول اللہؐ
نے فرمایا اے علیؑ خدا اور رسولؐ تم سے
راضی ہین سوار ہو جاؤ۔ امیر المومنینؑ
خوشی سے گریان ہوئے رسول اللہؐ
نے فرمایا اے علیؑ اگر مجھے اپنی
اُمت سے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ وہ بھی

جناب امیرؑ کا معہ لشکر بر سر اعدا بھیجنا اور انتقام لینا۔ اور سورۂ والعادیات نازل ہونا۔

رسول اللہؐ کا معہ اصحاب جناب امیرؑ کا استقبال فرمانا اور آپکی پیشانی کو بوسہ دینا اور حدیث منزلت

امت در شان تو گویند۔ انچہ در بارۂ مسیحؑ — تمہاری شان مین وہی کہنے لگے جو عیسیٰؑ

یعنی عیسیٰؑ ابن مریمؑ گفتہ اند ہر آئینہ در حق تو — بن مریمؑ کی شان مین کہا تو مین تمہارے

سخنی ؟ گفتم کہ بر پیچ گرد وہے نہ می گذشتے — شان مین ایسی بات کہتا کہ جس راہ سے

مگر آنکہ خاک از تحت ہر دو قدم تو برداشتندے — تم نکلتے لوگ تمہارے دونون پاؤنکی خاک

(از روضۃ الصفا) — اوٹھا لیتے :

اس روایت سے ظاہر ہے کہ بعد غزوۂ تبوک یہ لڑائی پیش آئی اس میں جناب رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر و عمر کو امیر لشکر بنا کر بھیجا مگر یہان سے بھی منہزم ہوے آخر یہ لڑائی بھی کرار غیر فرار ہی کے دست مبارک پر فتح ہوئی۔ اور حق سبحانہ تبارک و تعالیٰ نے "سورہ والعادیات" جناب امیر علیہ السلام کی شان مین نازل فرمایا۔ غرض ؎

ہین انکے قدم راہ رو جادۂ تسنیم — ان قدمونپہ جو سر ہو وہ ہے لایق تعظیم

ہاتھ آئے ہین کیا پاؤن زہے عزت و تکریم — ثابت قدمی ان سے صدا پاتی ہے تعظیم

روشن جو زمین ہے تو یہ پرتو ہے انھین کا

جو راہ خدا مین ہے وہ پیرو ہے انھین کا

ہین فاتح بدر و احد و خندق و خیبر — ان ہاتھون سے مارا گیا مرحب سا دلاور

اک ضرب مین کاٹا سر عمرو سر عنتر — دو انگلیون سے چاک کیا کلۂ اژدر

منصور و مظفر رہے تائید احد سے

کعبہ مین سر لات کو توڑا ہے نکد سے

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اب مین غزوہ حنین کا احوال لکھکر سلسلۂ غزوات ختم کرتا ہون۔

Presented by Ziaraat.Com

غزوۂ حنین

اقتباس تاریخ متذکر بالا درباره جنگ

چون رسولؐ اللہ مکہ را فتح فرمود اشراف
ہوازن و ثقیف بایکدیگر گفتند کہ محمدؐ بر قریش
ظفر یافت و چون خاطر او از مہم ایشان
فارغ شد محتمل کہ متوجہ ما گردد و مصلحت آن
ست کہ پیش از آنکہ لشکر بطرف ما آید ما بر سر او رویم۔
بالجملہ سی ہزار مرد بر محاربہ حضرت مقدس نبوی
اتفاق نمود۔ چون حضرت مقدس نبوی از
توجہ مخالفان آگاہی یافت با شانزدہ ہزار
کس روئے بہ حُنین نہاد گویند ابوبکر صدیق
بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت
امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہیم گشت۔
این حدیث را حضرت مقدس نبوی شنید
مکروہ داشت۔ و خدائے عزوعلا بواسطہ
این سخن در مبدا حال لشکر اسلام را
منہزم گردانید تا بر عالمیان روشن گردد
کہ فتح و ظفر و نصرت بعنایت ملک
اکبر است نہ بکثرت لشکر۔ چون تلاقی

بعد فتح مکہ اشراف ہوازن و ثقیف نے
آپس مین یہ مشورہ کیا کہ محمدؐ نے قریش پر فتح
پائی ہے۔ چونکہ وہ اس مہم سے فراغت پا چکے ہین
اس لیئے احتمال ہے کہ اب وہ ہماری طرف متوجہ
ہون پس مصلحت یہ ہے کہ قبل اسکے کہ ہماری طرف
لشکر لے کر آئین ہم ہی اُن پر چڑھائی کر دین اس پر
تیس ہزار مردان محارب جناب رسول اللہ صلعم
سے لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ جب آنحضرتؐ کو مخالفین
کے اس ارادہ کی خبر ہوئی تو آپ سولہ ہزار اصحاب
ساتھ لے کر جانب حنین روانہ ہوئے۔ ابوبکر صدیق
نے لشکر اسلام کی یہ کثرت دیکھکر کہا کہ آج ہم بوجہ
کثرت سپاہ مغلوب نہ ہونگے رسول اللہؐ کو یہ قول
انکا مکروہ معلوم ہوا۔ اور آخر حضرت صدیقؓ کے
اسی قول کے سبب سے خدائے عزوجل نے
لشکر اسلام کو ابتداءً ہزیمت دی تاکہ سب لوگ
جان لیں کہ فتح و نصرت خدائے پاک کی عنایت پر
موقوف ہے نہ کہ کثرت سپاہ پر۔ جب دونون

Presented by Ziaraat.Com

فریقین نزدیک شد پیغمبر صلعم بترتیب سپاہ
اسلام پرداختہ علمی بعمر بن الخطاب دادلوائے
دیگر بہ علی مرتضیٰ و دیگرے بہ سعید بن ابی وقاص
سپرد و متوجہ مخالفان شد۔ مخالفان یکبار بر
مسلمان حملہ کردند۔ و تزلزل در عبی بحال
ایشان راہ یافت روئے بہ فرار نہاد و انہزام
سپاہ بمرتبہ رسید کہ بیش از معدودے چند بیش
حضرت رسولؐ نماند۔ از جملہ دلاوران کہ ثبات
قدم نمودند علیؑ بود عباس و عبداللہ مسعود
ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب۔
و اولاد جعفر و ربیعہ و پسران عباس قثم
و فضل و اسامہ بن زید و برادرش
و برادر مادر او ام ایمن حضرت مقدس نبویؐ
چون بدید کہ اصحاب بر مقتضیٰ "الفرار مما لا یطاق
من سنن المرسلین" عمل می فرمایند خواست کہ
ایشان را بفحوائے۔ فاصبر کما صبر اولوا العزم من
الرسل" تسکین دہد تا بر محاربہ مصابرت نمایند
لاجرم بر زبان گوہر افشان چند نوبت بگذرانید
کہ "یا انصار اللہ و انصار رسولہ من بندہ و رسول خدایم۔

فوجین مقابل ہوئین تو پیغمبر خدا نے لشکر اسلام کی
ترتیب فرمائی اور ایک علم حضرت علی مرتضیٰ۔ عمر
بن الخطاب اور سعید بن ابی وقاص کو عنایت فرمایا۔
اور ان کو فوج اسلام کے ساتھ مخالفین سے لڑنیکو
بھیجا۔ مخالفین کفار نے لشکر اسلام پر یکایک
ایسا حملہ کیا اور اُن کا رعب لشکر اسلام پر
اسقدر چھا گیا کہ بے تحاشہ بھاگنے لگے۔
علیؑ مرتضیٰ عبداللہ بن مسعود
ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب
و جعفر اور اسامہ بن زید۔ اور اُسکے
دو بھائی کے سوا اور کوئی ثابت قدم
نہ رہا رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ اصحاب
بمقتضائے۔
"الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین"
پر عمل کر رہے ہین تو آپ نے بفحوائے
فاصبر کما صبر اولوا العزم من الرسل" لشکر اسلام
کو جدال و قتال پر ثابت قدم رہنے کیلیے بھاگنے
والون کو خود زبان مبارک سے باین الفاظ پکارا
یا انصار اللہ و انصار رسولہ" مین بندۂ خدا۔

وبروایتے چنین فرمود کہ الی این ایہا الناس ہرچند
حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود از
غایت دہشتی کہ بر مسلمانان استیلا یافتہ بود
ہیچ کس روے باز پس نمی کرد۔ درین اثنا
رسول اللہ بتحریک شتریکہ برآن سوار
بود سعی می کرد تا بجانب مخالفان رود۔
جابر رضی اللہ عنہ گوید کہ ما رفتیم باودی
حنین ومخالفان در شعاب وادی کمین
کردہ بودند۔ ناگاہ سپاہے دیدم با شمشیر
ونیزہ یکبارہ حملہ آوردند مردم ما فرار
اختیار کردند۔ چنانچہ ہیچ کس بدیگرے
نمی پرداخت۔ چون مالک عوف متوجہ
پیغمبر شد۔ ایمن بن ام ایمن سر راہ مردے
گرفتہ جنگ می کرد تا شہادت یافت۔
آوردہ اند چون مسلمانان مہزم ومتفرق
گشتند مشرکان قریش وجمعے از مردم مکہ کہ طوعاً
وکرہاً مسلمان شدہ بود۔ مسرور گشتند و
قاہرہ خدا ایشان اشتعال یافتہ سخنان
نامناسب بزبان آوردند کہ اصحاب محمد

اور اُس کا رسول ہون میری طرف پلٹو۔
ہرچند حضرت اُن کو پکارتے رہے مگر
مسلمانون پر کفار کی ایسی دہشت غالب
ہوگئی تھی کہ کسی نے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔
رسول خدا خود جس شتر پر سوار تھے
کفار کی طرف چلے۔
جابر رضی اللہ کا بیان ہے کہ ہم حنین کے
جنگل مین گئے اور دیکھا کہ کفار کمین گاہ
مین ہین۔ ناگاہ ایک سپاہ نے شمشیر
ونیزہ سے ہم پر حملہ کیا۔ اور ہمارے
ساتھی ایسے فرار ہوئے کہ کسی کو
کسی کا خیال نہ تھا جب مالک
عوف نے رسول اللہ کی طرف
رُخ کیا تو ام ایمن رسول اللہ کی
حفاظت کیلئے بڑھے۔ اور جنگ کی آخر
شہادت پائی۔ منقول ہے کہ جب مسلمانون
ہزیمت پاکر متفرق ہوگئے تو کفار قریش
اور مکہ کے چند لوگ جو مسلمان ہوگئے تھے
اسقدر خوش ہوئے کہ پکار پکار کر کہتے تھے کہ محمد کے

چنان روئے بہ گریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار
دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد
دیگرے گفت بُشارت باد ترا اے صفوان
کہ یاران محمدؐ روئے از معرکہ برتافتند آوردہ
اند کہ چون مسلمانان در روز جنگ حنین
متفرق شدند حضرت مقدس نبویؐ با عباس
کہ آوازے بلند داشت فرمود کہ یاران را
ندا کن باین وجہ یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرہ و عباس
بموجب فرمودہ۔ آواز برکشید۔ اصحاب کہ
نداء او را استماع نمودند۔ از اطراف
و جوانب "لبیک" گویان بخدمت سید
کائنات شتافتند و آن سرور را بسلامت
یافتند۔ و اول گروہے کہ بر تقبیل رکاب
فلک فرسائے فائز شدند طائفۂ انصار بودند۔
از انصار حضرت از ایشان پرسید کہ با شما
دیگر ہست گفتند نے۔

اصحاب ایسے بھاگے جارہے ہین کہ تا لب
دریا۔ کہین بیچین نہ ٹھیرین گے۔ اور کسی نے
صفوان کو اصحاب محمدؐ کے میدان سے
بھاگنے کی بشارت دی۔ روایت ہے کہ
جب مسلمان روز جنگ بھاگ رہے تھے
تو رسولؐ اللہ نے حضرت عباس سے جو
بلند آواز تھے فرمایا کہ ان اصحاب کو
یہ کہکر پکارو "یا معشر الانصار یا اصحاب
الشجرہ" یا اصحاب سورۃ البقرہ۔ چنانچہ
حضرت عباس نے اسی طرح آواز دی۔
اصحاب آواز سنکر چارون طرف سے
آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔
اور آپ کو صحیح و سلامت پایا سب سے پہلے
جس گروہ نے شرف حضوری حاصل
کیا وہ طائفۂ انصار تھا۔ آپ نے
اُن سے پوچھا تمھارے ساتھ اور
بھی کوئی ہے۔ عرض کیا نہین۔

نقلست کہ در وادئ حنین شخصے از
مشرکان ابو جرول۔ نام بر اشتر سوار

منقول ہے کہ وادئ حنین مین سے ایک شخص
کفار سے جسکا نام ابو جرول تھا ایک اونٹ پر سوار

روئے بہ مسلمانان نہاد۔ او شجاعی بود۔
سفاک و بیباک عظیم الجثہ طویل القامت
کہ ہیچکس از مبارزآن عرب ہائے در معرکہ
او قدم نہ نہادے و در برابروے دست
جرأت از آستین جلادت بیرون
نیاوردے۔ و این ابوجرول از سر تہور
و غرور رجزے می خواند و مبارزی طلبید
و اصحاب نصرت انتساب در محاربہ او
توقف می نمودند کہ ناگاہ شیر بیشہ ہیجا
و ابن عم مصطفےٰ علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
متوجہ ابوجرول شد۔ و بزخم تیغ آبدار و مار
از روزگار آن تدبر خاکسار برآورد بہر آم
خون آشام از مشاہدۂ این حال انگشت
تحیر بدندان تفکر گرفت و اہل اسلام از
ملاحظۂ این صورت مستظہر و قوی دل و
مشرکان خوار و خجل گشتند و چہار کس از
سپاہ نصرت بعز شہادت فائز شدند و
و ہفتاد کس از مخالفان بدوزخ رفتند و ہوازن
و ثقیف بلا فتح و ظفر روئے از معرکہ برتافتند

ہو کر مسلمانون سے لڑنے کو آیا۔ وہ ایک بڑا
شجاع سفاک بیباک اور عظیم الجثہ طویل القامت
تھا کہ دلیران عرب سے کوئی بھی معرکۂ
کارزار مین قدم نہ رکھتا تھا اور اُس کے
سامنے آنیکی کسی کو جرأت نہوتی تھی۔
الغرض ابوجرول نے بہت ہی غرور
تکبر سے رجز پڑھکر لشکر اسلام سے
مبارز طلب کیا مگر سب اصحاب نے
لڑنے مین توقف و تامل کیا۔ ناگاہ
شیر بیشۂ ہیجا علیؑ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
ابوجرول کی طرف بڑھے۔ اور تلوار
کے ایک ہی وار سے اوس کو ہلاک
کر دیا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر ہر شخص
تعجب اور حیرت سے انگشت بدندان
ہو گیا اور اہل اسلام قوی دل اور کفار
خوار و خجل ہوے۔ لشکر اسلام سے
چار آدمی شہید ہوئے۔ اور لشکر
مشرکین سے ستر قتل ہوئے۔
قبائل ہوازن و ثقیف منہزم ہو گئے۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب روضۃ الصفا نے ایک تاریخی واقعہ لکھا ہے جس سے کوئی انکار نہین کرسکتا لیکن اگر ایک تاریخ پر اطمینان نہو تو روضۃ الاحباب۔ حبیب السیر مدارج النبوۃ۔ تاریخ طبری۔ وغیرہ وغیرہ مین ملاحظہ فرمالین کہ سب مورخین نے لکھا ہے اور علمائے کرام و محدثین و متکلمین بھی ان واقعات کی صحت کے قائل ہین۔ مگر یہ سب مودت و عقیدت کے جو اُن کو اصحاب سے ہے کسی طرح ان کے نقص ایمان و اعمال کا اقرار نہین کرتے اور جہان تک ہوسکتا ہے کیا اپنے آئمہ کے اقوال (کیا احادیث نبوی) کیا آیات الٰہی سب پر تحریفات معنوی اور توجیہات و تلبیسات کرکے ان کی پردہ پوشی کرتے ہین۔ چنانچہ شاہ صاحب اصحاب کے فرار سے صاف انکار کرتے ہین۔ جیسا کہ تحفہ اثنا عشریہ صہ ۳۰۲ مین تحریر فرماتے ہین۔

خلاصۂ عبارت تحفہ دربارۂ عدم فرار صحابہ۔

اما فرار روز حنین در حقیقت فرار نہ بود۔	حاصل یہ کہ روز حنین بھاگنا درحقیقت فرار
بلکہ بسبب بی تدبیری و سبقت خالدین	نہ تھا بلکہ بسبب بے تدبیری و سبقت خالدین
ولید و غفلت از کمینگاہ کہ از چپ و راست	ولید اور جائے پناہ کمین کی غفلت سے جو چپ و راست
درمیان بیشہ نشاندہ بودند و گذرگاہ تنگ بود۔	درمیان بیشہ بٹھائے گئے تھے اور راستہ تنگ تھا
پس و پیش نشیب و فراز در لشکر رو داد	لشکر مین نشیب و فراز اور پس و پیش ہوگیا تھا
و در آن اثنا بعضے مردم کہ پشت دادند	اس حالت مین بعض اشخاص نے پیٹھ پھیری
از صحابہ کبار نہ بودند۔ بلکہ طلقاء مکہ و مسلمہ	وہ صحابۂ کبار سے نہ تھے بلکہ طلقاء مکہ نے
بالفتح باز بر آن اصرار نکردند بلکہ برگشتند	اُس پر اصرار نہین کیا اور پلٹ آئے۔
و فتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ	اور بدلیل کلام الٰہی ثم انزل سکینۃ"
سکینۃ علی رسولہ و علی المومنین و انزل جنودا	فتح حاصل ہوئی۔ نیز آنحضرت
لم تروھا و نیز آنحضرت کسی را برین امر عتاب نفرمود۔	صلعم نے کسی پر عتاب نہین فرمایا۔

Presented by Ziaraat.Com

زیرا کہ عذر معلوم داشت پس دیگر آن را ہم
جائے طعن و عتاب نماند۔ معہذا این قدر گناہ
مقادم طاعات و مشقات جہاد ایشان نمی
تواند شد۔ و بشارا تیکہ در حق ایشان منصوص
قطعیہ قرآن و احادیث متواترہ آمدہ است۔
از آن چشم پوشیدن این عیوبات نادرہ
ایشان را تجسس کردن شان ایمان
نیست اگر صدور گناہ از وے شود چہ باک
این قدر ہست کہ اہلسنت جمیع امور
صحابہ را از حقوق صحبت خدمت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و جانبازیہا و ترک
خانمان و بذل مال و نفس در راہ خدا
و ترویج دین و شریعت و آیات نازلہ
در شان ایشان و احادیث ناطقہ برفعت
و علو مکان ایشان در نظر دارند و فرقہ
شیعہ غیر از عیوب گناہ ایشان چیزے
نمی بینند۔

اس لیے کہ عذر معلوم تھا اسلیے دوسرون کو
جائے طعن تہین ہے باین الفاظ یہ خفیف
گناہ اصحاب کی اطاعت و مشقت جہاد
کے لحاظ سے قابل الزام نہین ہوسکتا جو بشارتین
قرآن مجید مین نص قطعی اور احادیث متواترہ
ان کے حق مین وارد ہین۔ ان سے چشم پوشی
کرنا ان کے شاذ و نادر عیب ڈہونڈنا شان
ایمان نہین ہے۔ پس اگر کوی گناہ ان سے
سرزد بھی ہو جائے تو محل خوف نہین ہے بات
یہ ہے اہلسنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت
رسول اور پیغمبر کی اطاعت و خدمتگذاری و جانبازی
اور گھر بار چھوڑنا اور راہ خدا مین جان و مال نثار کرنا۔
دین شریعت پھیلانا اور ان آیات اور
احادیث کو جو ان کی فضیلت و مرتبت مین
وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور امامیہ
بجز عیب و گناہ کچھ نہین
دیکھتے۔

آیات الٰہی و اسناد کتب حدیث و سیر و بارہ ہزار جمیع صحابہ بجز حضرت علی و حضرت عباس و ابوسفیان و عبداللہ بن مسعود۔

اگرچہ شاہ صاحب نے اپنے اصحاب ممدوحین کو محترم و معظم بتانے مین بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے مگر بفحوائے آیۂ کریمہ۔

Presented by Ziaraat.Com

کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم — کیا بڑی بات ہو کر انکے منہ سے نکلتی ہے۔

ان یقولون الا کذبا ط — (مگر) سب جھوٹ ہے جو کہتے ہین۔

اخبار و آثار کے خلاف ہے جسکی تردید خود انہین کے محدثین و متکلمین کے اقوال مندرجہ ذیل سے ہوتی ہے۔

پہلا قول۔ تاریخ روضۃ الصفا سے منکشف ہوتا ہے کہ جنگ حنین مین سولہ اصحاب ہمراہ رکاب سعادت انتساب تھے۔ مگر صرف دس جن مین (۹) خاص بنی ہاشم سے تھے جو ثابت قدم رہے باقی سب کے سب فرار ہوے۔ صاحب روضۃ الاحباب بھی جس کو شاہ صاحب بہت معتبر سمجھتے ہین تحریر فرماتے ہین کہ۔

ہیچکس با پیغمبر نماند الا چہار کس ستہ از بنی ہاشم و یکے از غیر ایشان یعنی علیؑ و عباس و ابو سفیان بن حارث و عبد اللہ بن مسعود۔ روضۃ الاحباب جلد اول (صفحہ ۴۵)

دوسرا۔ پہلے ہی حملہ مین جب غنیم نے تیر باری شروع کی تمام مسلمان درہم و برہم ہوگئے اور سب کے پاؤن اکھڑ گئے صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ چند افراد میدان مین رہ گئے آپ نے یہ دیکھکر حضرت عباس سے فرمایا کہ لوگون کو پکارو ان کے بلند آواز سنکر انصار پلٹے جب ان کی تعداد ایک سو ہوگئی تو انھون نے کفار پر حملہ کیا۔ تاریخ الامت (صفحہ ۱۴۱)

تیسرا۔ شمس العلما شبلی نعمانی رقمطراز ہین کہ فوج اسلام نے جن کی تعداد بارہ ہزار تھی صبح کے وقت حملہ کیا۔ ادھر کمینگاہون سے تیر اندازون کے دستہ نکل آے اور تیرون کا منہ برسا دیا۔ مقدمۃ الجیش ابتری کے ساتھ بے قابو ہو کر پیچھے ہٹا اور پھر تمام فوج کے پاؤن اکھڑ گئے صحیح بخاری مین ہے۔ فادبر واحتی بقی وحدہ یعنی سب لوگ ٹل گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے رہگیے۔ تیرون کا مینہ برس رہا تھا بارہ ہزار فوجین ہوا ہوگئین تھین لیکن ایک پیکر مقدس پا برجا تھا جو تنہا ایک فوج ایک ملک و ایک اقلیم ایک عالم بلکہ مجموعۂ کائنات تھا۔ سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۱۹۱

Presented by Ziaraat.Com

امام محمد اسمٰعیل نے اُن چار جان نثاروں کو بھی جو آنحضرت کے ساتھ موجود رہے تھے عام مفرورین مین شامل کر دیا ہے اس قول سے امام صاحب نے اپنے عقیدت و ارادت کا اظہار کیا ہے جو مخصوص وصئی رسول و دیگر ارکان بنی ہاشم سے اور اسی سبب سے بخاری شریف کو بعد کتاب الباری بخاری کا مرتبہ اور درجہ دیا گیا ہے۔

چوتھا۔ صحیح بخاری کتاب المغازی (ص۶۶۲) جنگ حنین مین قتادہ سے روایت ہے۔

وانهزم المسلمون وانهزمت	جنگ حنین سے دیگر مسلمین بھی بھاگے اور مین بھی
معهم فاذا بعمر بن الخطاب فی	بھاگ گئے ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون
الناس فقلت له ما شان الناس	مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے
قال امر الله (صلاح ۹ ص ۱۳۳۹ھ)	کہا حکم خدا (اس مین کیا چارہ ہے)

پانچوان

قال رجل للبراء بن عازب افررتم	یعنی حنین مین بھاگنا کچھ تعجب نہین یہ
عن رسول الله یوم حنین۔ قال	تو احد و خیبر مین بھی خوف کے مارے بھاگ
لکن رسول الله لم یفر۔	گئے تھے۔

چھٹا۔ ابن ابی الحدید معتزلی کا قصیدہ رائیہ منجملہ سبع علویات ملاحظہ ہو جس مین عالم مذکور نے یہ لکھا ہے

ولیس بمنکر فی حنین فرارہ	اور نہین ہے بروز حنین اوسکا فرار کرنا
وفی احد قد فر خوفا وخیبرا	قابل انکار اور احد مین اور خیبر مین از روے
ایضا صفحہ ۴۲	خوف کے تحقیق کہ وہ بھاگا۔

ساتوان۔ شرح تجرید علامہ قوشجی (ص۳۷۱) مین ہے۔

وقد سار النبی فی عشرة	رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس ہزار مسلمان
الاف من المسلمین فتعجب	تھے ابوبکر نے اس کثرت پر عجب کیا اور کہا

Presented by Ziaraat.Com

ابو بکر من کثرتھم وقال — آج قلت لشکر کی وجہ سے ہم مغلوب نہ ہونگے

لن نغلب الیوم لقلتھم فانھزموا — مگر مع جمعیت ہزیمت پائی اور بجز علیؑ وعباس

باجمعھم ولم یبق مع النبی صلعم — اور اونکے دونون بیٹون قثم وفضل اور

سوی تسعۃ نفر علی والعباس وابنیہ قثم وفضل و — ابو سفیان و نوفل و ربیعہ وعبد اللہ و عتبہ

ابو سفیان بن الحارث و نوفل بن الحرث و ربیعۃ بن — اور معتب کے رسول اللہ صلعم کے پاس

الحرث و عبد اللہ بن المسعود و عتبۃ و معتب ابنا ابی لھب — کوئی نہ تھا۔ (از معیار الفضل صفحہ ۱۴۰)

آٹھوان۔ تاریخ خمیس دیار بکری مین ہے۔

فی روایۃ لم یبق معہ صلعم الا اربعۃ — روایت ہے نبی صلعم کے پاس

ثلاثۃ من بنی ھاشم علی والعباس وابو سفیان — صرف تین چار شخص رہے بنی ہاشم سے

بن الحارث واحد من غیرھم وھو عبد اللہ — علی اور عباس اور ابو سفیان تھے۔

بن مسعود فعلی والعباس یحفظانہ صلعم من — اور ایک غیر یعنی عبد اللہ بن مسعود پس علیؑ

قبل وجھہ وابو سفیان بن الحارث اخذ — اور عباس تو آنحضرت صلعم کے سامنے

بعنانہ وابنہ وعبد اللہ بن مسعود — آپکی حفاظت کر رہے تھے۔ اور ابو سفیان

یحفظ من الجانب الایسر۔ الخ — وعبد اللہ بن مسعود سواری کی عنان پکڑے

(ایضاً) — آنحضرت کے دہنے بائین تھے۔

نوان۔ اسی طرح فتح الباری مین ہے۔

لما فر الناس یوم حنین جعل — حنین کے دن سب لوگ بھاگ گئے

النبی یقول انا النبی لا اکذب فلم — آنحضرت صلعم اُن کو پکار کر فرماتے تھے مین نبی ہون

یبق معہ صلعم الا اربعۃ نفر ثلاثۃ — دروغ نہین کہتا حضرت صلعم کے پاس

من بنی ھاشم ورجل من غیرھم علی و عباس بین یدیہ ابو سفیان بن الحارث اخذ بالعنان (ایضاً ص۱۲۱)

سوائے علیؑ و عباسؓ اور ابو سفیان کے جو بنی ہاشم سے تھے اور ایک غیر شخص کے کوئی نہ ٹھیرا۔

دسواں۔ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی سیرۃ النبی (صفحہ ۲۹۰) مین رقمطراز ہین کہ۔

فتح کی بجائے دہلہ اول مین مطلع صاف تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھا کر دیکھا تو رفقائے خاص مین سے بھی کوئی پہلو مین نہ تھا حضرت ابو قتادہ جو شریک جنگ تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ جب لوگ بھاگے تو مین نے ایک کافر کو دیکھا کہ ایک مسلمان کے سینہ پر سوار ہے مین نے عقب سے اس کی شانہ پر تلوار ماری جو زرہ کو کاٹ کر اندر اُتر گئی۔ اس نے مجھکو اس زور سے دبوچا کہ میری جان پر بن گئی لیکن پھر وہ ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ اسی اثنا مین مین نے عمر کو دیکھکر پوچھا کہ مسلمانون کا کیا حال ہے۔ بولے قضائے الٰہی یہی تھی (صحیح بخاری غزوہ حنین)

گیارھواں۔ روایت است کہ ان روز چہار کس پیش آنحضرت نماندند۔ سہ از بنی ہاشم عباس و علیؑ و ابو سفیان بن حارث و یکے دیگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ عباس و علیؑ پیش روے آنحضرت نگاہ داشتند۔ و ابو سفیان عنان شتر گرفتہ بود و عبد اللہ بن مسعود طرف چپ آنحضرت محافظت می نمود (مدارج النبوۃ جلد ۲)

روایت ہے کہ اُسدن چار آدمی سے زیادہ آنحضرت کے نزدیک نہ تھے۔ عباسؓ و علیؑ و ابو سفیان اور ابن مسعودؓ۔ عباسؓ و علیؑ رسولؐ اللہ کے سامنے کی حفاظت کرتے تھے اور ابو سفیان مہار شتر ہاتھ مین لئے ہوئے تھے اور ابن مسعود بائین جانب آنحضرت کی حفاظت مین مشغول تھے۔

جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا نے اصحاب کے فرار سے مشرکین کا ہنس ہنس کر یہ کہنا کہ۔

اصحاب محمدؐ چنان رو بگریز نہادند کہ تا کنار دریا ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔

لکھا ہے۔ یہی تاریخ کامل مین بھی ہے۔

جب مسلمان لوگ بھاگ گئے تو ابوسفیان بن حرب نے کہا مسلمانون کی ہزیمت یہین ختم نہ ہو گی بلکہ سمندر تک ایسے ہی بھاگتے چلے جائین گے۔ عروج الاسلام جلد ہفتم صفحہ ۱۰۱۹)۔

آیہ کریمہ۔ اصحاب کا غرور نہ فرمانا اور امداد غیبی۔

یہ شہادتین تو امام بخاری اور دیگر محدثین کی تھین۔ اب آیت الٰہی کی شہادت پر غور فرمایا جائے جو اصحاب کے کبر و تکبر اور اُن کے مغرور ہونے اور امداد غیبی مین ہے۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ	(مسلمانون) خدا نے تمھارے بہتیرے مقامات پر
ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم	(غیبی) امداد کی جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی
تغن عنکم شیئا وضاقت	کثرت نے مغرور کر دیا تھا پر وہ کثرت تمھین کچھ بھی
علیکم الارض بما رحبت	کام نہ آئی اور (تم اُلٹے گھبرائے کہ) زمین باوجود
ثم ولیتم مدبرین ثم انزل	اس وسعت کے تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر
سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین	بھاگ نکلے تب خدا نے اپنے رسول پر اور مومنین
وانزل جنودا لم تروھا وعذب	پر اپنی (طرف سے) تسکین نازل فرمائی اور فرشتون
الذین کفروا ذلک جزاء	کے لشکر بھیجے جنھین تم دیکھتے بھی نہ تھے اور کفار پر عذاب
الکفرین۔ (سورۂ توبہ)	نازل فرمایا۔ اور کافرون کی یہی سزا ہے۔

تفسیر حسینی

اس آیۂ وافی ہدایہ کی تفسیر یہ ہے۔

بدرستیکہ یاری کرد خدا شمارا اے مومنان	اے مسلمانون خدا نے تمھاری امداد
چون روز بدر و حرب بنی نظیر و جنگ بنی قریظہ	جنگ بدر حرب بنی نظیر و بنی قریظہ و اخراب
و روز اخراب و صلح حدیبیہ و حرب خیبر و فتح	و صلح حدیبیہ و خیبر و فتح مکہ اور
مکہ و در مواطن روز حنین و آنچنان بود کہ	جنگ حنین میں کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وقتیکہ ہوازن وثقیف متفق شدند۔ قصد
با مسلمانان نمودہ خبر بحضرت صلعم رسید۔
با دوازدہ یا شانزدہ ہزار مرد متوجہ ایشان
شد۔ وایشان چہاردہ ہزار مرد بودند۔
یکے از اصحاب گفت امروز ما از قلت لشکر
مغلوب نخواہیم گشت۔ بکثرت سپاہ اعجاب
نمود۔ این سخن حضرت نہ پسندید وبسبب
این عجب در وہلۂ اول حال شکست بر لشکر
اسلام آمد۔ پس حق سبحانہ تعالیٰ این قصہ
را با یاد مومنان میدہد۔ کہ خدا شما را
یاری داد ودر روز حنین بشگفت آورد۔
شما را بسیاری لشکر شما۔ بس واقع نگیرد
از شما۔ آن کثرت شما چیزے را از صولت
دشمن وتنگ شد۔ بر شما زمین آن وادی
با فراخی وکشادگی کہ داشت پس پشت
بر دشمن کردید وبرگشتید۔ از حرب در

حالتیکہ ہزیمت کنندگان بودید۔

آوردہ آند کہ تمامی لشکر منہزم شدند و
با حضرت رسالت پناہ چار تن ماندند علیؑ

جب قبائل ہوازن وثقیف نے متفق ہو کر
مسلمانون سے جنگ کا قصد کیا جب یہ خبر
رسولؐ اللہ نے سماعت فرمائی تو آپ بارہ یا سولہ
ہزار کا لشکر لے کر حنین گئے۔
اصحاب نے کہا آج تو ہم قلت لشکر کے سبب
مغلوب نہونگے یہ عزا لشکر کے کثرت پر تھا۔ جو
رسولؐ اللہ کو برا معلوم ہوا۔ اور اسی وجہ سے
وہلۂ اول مین مسلمانون کو شکست ہوئی۔
پس خدائے عزوجل نے اسکی انکو یاد دلا کر
فرمایا کہ ہم نے تمہاری امداد کی اور تم اپنی
جس کثرت پر بھولے تھے وہ دشمنون کی
صولت وشوکت کے آگے کچھ بھی تمہارے کام
نہ آئی باوجود وسعت کے زمین تم پر
تنگ ہوگئی کہ تم دشمن کو پیٹھ دیکر
فرار ہوگئے۔

منقول ہے کہ تمام لشکر فرار ہو گیا۔
سوائے علیؑ وعباسؓ وابوسفیانؓ

وعباس وابوسفیان بن حارث وعبداللہ بن
مسعود۔ حضرت در آن روز بر اشتر سوار بود
چون اصحاب ہزیمت کردند دشمنان تمامی روئے
بآنحضرت آوردند ایشان اشتر خود را نہیب
میدادند و روئے بدشمن حملہ میفرمودند انا النبی
لاکذب وانا ابن عبدالمطلب وعباس و
ابوسفیان رکاب ولجام اشتر گرفتہ نمی گذاشتند
کہ آنحضرت میان دشمن در آید وازین صورت
بکمال شجاعت سیدؐ عالم استدلال میتوان
کرد کہ در چنان روز بر اشتر کہ در معرکہ حرب
کر و فر نے ندارد سوار شدہ۔ وبے مددگار
متوجہ حرب کفار گشتہ نسب خود را اظہار میفرمود۔

القصہ چون عباس آنحضرت را نگذاشت
کہ محاربہ نماید حضرت رسالتؐ پناہ فرمود
کہ اصحاب را باز خوان چون عباس مردے
بلند آواز بودند اکر د کہ یا عباد اللہ
ہذا رسولؐ اللہ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ۔ مردم
باآواز عباس باز گشتند وجمعے کہ عدد

اور عبداللہ بن مسعود کے کوی آنحضرت
کے نزدیک نہ تھا۔ رسولؐ اللہ اُسدن
شتر پر سوار تھے جب اصحاب مفرور
ہوئے تو دشمنون نے آنحضرت پر حملہ
کیا آپ نے شتر اُنکی طرف بڑھا کر دیا
مین پیغمبر ہون یہ جھوٹ نہین ہے مین
عبدالمطلبؑ کا بیٹا ہون حضرت علیؑ
اور عباس نے بغلہ کی باگ اور رکاب
پکڑلی کہ آنحضرت دشمنون مین نجائین۔ یہ
آنحضرت کی کمال شجاعت کی دلیل ہے
کہ بغیر شان وشوکت اور یاور و انصار
دشمنون مین جاکر رجز فرماوین۔

القصہ جب حضرت عباس نے
آپ کو نہ چھوڑا کہ کفار سے لڑین۔ تو
آنحضرت نے عباس سے فرمایا کہ اصحاب
کو پکارو عباس ایک بلند آواز مرد تھے
ان الفاظ مین پکارا۔ یا اصحاب
الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ جو
تعداد مین سو سے زیادہ نہ تھے پلٹے

دشمنان بصد نمیرسد۔ بلازمت پیوستہ
پذیرائے حملۂ کفار شد۔ حضرت خاک
وسنگریزہ بر طرف کفار ریخت ہیچ کس
نماند کہ چشم و دہان او از فال سنگریزہ
پر نشد و شکست بر دشمنان افتاد
دلہاے مومنان آرام پذیرفت۔

جلد اول صفحہ ۲۵۲

اور پھر لڑائی شروع ہوئی۔ سول شد
صلعم نے سنگریزہ و خاک لے کر کفار کی
آنکھون اور منہ مین جھونکی ان مین ایک
شخص بھی ایسا نہ تھا اُسکا منہ اور آنکھین خاک مین
آلودہ نہوئی ہون آخر دشمنون کو شکست
اور مومنین کو فتح اور اُن کے دلون کو راحت
و مسرت حاصل ہوئی۔

دیگر تفاسیر مین یہی ہے اس آیت سے ظاہر ہے جب اصحاب تعداد کثیر مین ساز و سامان کے ساتھ حنین کو چلے تو صحابہ نے کثرت اور ساز و سامان پر عزا کیا اور کہا کہ آج ہم مغلوب نہون گے۔ اصحاب کا یہ کبر و غرور باعث عتاب الٰہی ہوا۔

جیسا کہ تاریخ الامت اُو جامعہ ملیہ اسلامیہ علیگڑہ مین ہے۔

آنحضرت کو جب خبر ملی کہ بنی ثقیفہ اور ہوازن کے قبائل مسلمانون سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو کر آئے تو صحابہ کو لے کر مکہ سے اُن کے مقابلہ کے لیے نکلے۔ اسلامی فوج کی تعداد اسوقت بارہ ہزار تھی اور ساز و سامان بھی وافر تھا صحابہ جو ہمیشہ تھوڑی تعداد سے بڑی بڑی فوجون پر غالب آجایا کرتے تھے۔ اپنی اس کثرت اور شوکت کو دیکھکر کہنے لگے کہ اب ہمارے اُوپر کون غالب آسکتا ہے انکی یہ بات درگاہ الٰہی مین ناپسند ہوئی۔

(حصہ اول صفحہ ۱۴۱)

جناب شمس العلماء شبلی نعمانی بھی یہی تحریر فرماتے ہین۔

اسلامی فوجین جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اس سر و سامان سے حنین پر بڑھین کہ صحابہ کی

زبان سے بے اختیار یہ لفظ نکل گیا کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے لیکن بارگاہ ایزدی مین یہ نازش پسند نہ تھی۔ در سیرۃ النبی جلد اول صفحہ ۳۰۰۔

روضۃ الصفا مین ہے کہ کلمہ غرور حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔

واضح ہو کہ یہ کلمہ کبر و غرور کا حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا معتقدین نے اِن کا نام چھپا کر عام صحابہ کا لفظ لکھدیا جیسا کہ صاحب روضۃ الصفا تحریر فرماتے ہین۔

گویند کہ ابوبکر صدیقؓ بعد از ملاحظہ کثرت لشکر اسلام گفت امروز ما از قلت سپاہ مغلوب نخواہم گشت۔

یہی روضۃ الاحباب مین بھی ہے جسکی نقل یہ ہے۔

مرویست کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد از وقوف بر عدد لشکر دشمن و ملاحظہ کثرت اسلام ما پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم گفت امروز ما از جہت قلت مغلوب نخواہم گشت (جلد اول صفحہ ۴۴۰)

عروج الاسلام کہ یہ کلمہ رسول اللہ کی زبان مبارک سے نکلا تھا۔

اب بعض علمائے اہلسنت کی وہ عبارت لیجئے جو انھون نے اپنے حضرت صدیقؓ کے لیے خاطر کی ہے کہ یہ کلمہ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ عروج الاسلام ترجمہ تاریخ کامل جلد نہم صفحہ ۱۶۸ مین جو لکھا ہے اُس کی نقل یہ ہے۔

اُس وقت آپ کے ساتھ دو ہزار مسلمان تھے۔ جو بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور دس ہزار پہلے اصحاب مین سب بارہ ہزار آدمی تھے۔ جب رسولؐ اللہ نے اپنے ہمراہیون کی کثرت دیکھی تو کہا کہ قلت فوج کے باعث آج ہم مغلوب نہون گے چنانچہ یہی بات اللہ تعالی نے اپنے اس قول مین بیان کی ہے۔ لقد نصرکم اللہ الخ

یہ روایت صاحب روضۃ الاحباب نے بھی درج کی ہے مگر جس کلمہ کو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کیا ہے اِس سے اتفاق نہین کیا۔ وہ یہ ہے۔

در بعض کتب سیر ہست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعد از ملاحظہ کثرت لشکر خویش فرمود۔ لن نغلب الیوم من قلّۃ (یعنی ہم قلت سپاہ کی وجہ سے مغلوب نہون گے) غالبًا این سہویست کہ از آن بعض واقع شدہ زیرا کہ مناسب منصب آنحضرت نیست کہ متعجب بہ کثرت لشکر خویش شود۔

جناب امام فخر الدین رازی کا بھی یہی قول ہے۔

قال رجل من المسلمین لن نغلب الیوم من قلّۃ فھذہ الکلمۃ ساءت رسول اللہ صلعم وھی المراد من قولہ اذ اعجبتکم کثرتکم وقیل انہ قالھا رسول اللہ وقیل ابوبکر واسناد ھذا الکلمۃ الی رسول اللہ صلعم بعید لانہ کان فی اکثر الاقوال متوکلا علی اللہ منقطع القلب عن الدنیا واسبابھا (در تفسیر کبیر)

یعنی مسلمانون مین سے کسی نے کہا آج کے دن قلّت لشکر سے ہم مغلوب نہ ہون گے پس یہ کلمہ رسول صلعم کو برا معلوم ہوا یہی مراد قول خدا۔ اذ اعجبتکم کثرتکم ہے اور یہ بھی اقوال ہین کہ خود رسول اللہ صلعم نے یہ کلمہ فرمایا اور یہی قول ابوبکر نے کہا رسول اللہ کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے اسلئے کہ آپ اکثر اقوال مین متوکل بخدا اور دنیا اور اسکے اسباب سے منقطع القلب تھے۔

روضۃ الاحباب وتفسیر کبیر آنحضرت کی طرف اس کلمہ کو منسوب کرنا بعید ہے

پس ان تمام شہادتوں سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر کے مزاج مین تکبر بھی تھا۔ اور یہی کہ باعث شکست ہوا۔ اور اللہ عزوجل کو بھی یہ کلمہ ناپسند ہوا اور اصحاب سے خطاب کرکے فرمایا کہ تم کو اپنی جس کثرت پر غرہ تھا وہ کچھ تمھارے کام نہ آیا۔ اور اتنی بڑی زمین باوجود وسعت تم پر تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

چنانچہ جب دونون لشکر آمنے سامنے ہوئے اور کفار پسپا ہوئے تھے کہ اتنے مین اصحاب لڑائی

Presented by Ziaraat.Com

چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین جھک گئے ناگاہ کفار نے مسلمانون پر سخت حملہ کیا آخر مسلمانون کے پاؤن اکھڑ گئے اور سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کے پاس بجز دس آدمیون کے جن مین نو تو بنی ہاشم تھے کوئی اور نہ ٹھہرا۔ جناب امیرالمومنین علی مرتضی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے سامنے مصروف جہاد تھے اور حضرت عباسؓ و فضل دہنے بائین جانب اور ابوسفیان بن الحارث رسولؐ اللہ کے چچازاد بھائی اور نوفل و ربیعہ و عبداللہ بن زبیر اور عتبہ ارد گرد تھے۔ ہر چند کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھاگنے والون کو پکارا مگر کسی صحابی نے منہ پھیر کر بھی نہ دیکھا۔ حضرت عباس نے جو بلند آواز بھی تھے ایک ٹیلہ پر چڑھکر حسب ارشاد آنحضرت صلعم ان الفاظ مین مفرورین کو پکارا۔ یا معشر اصحاب سورۃ البقرۃ یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ کدہر بھاگے جارہے ہو ادہر آؤ رسول اللہ تنہا کھڑے تم کو بلا رہے ہین اس پر سو اصحاب پلٹے جو طبقۂ انصار سے تھے مہاجرین سے کوئی بھی نہ تھا۔ جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا مین ہے کہ یہ سو آدمی انصار قبائل عصاب تھے ان سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہا اور لوگ بھی تمھارے ساتھ ہین۔ عرض کیا نہین۔ اور در منثور ص۲۲۵ مین بھی یہی ہے۔

رسول اللہ کا اصحاب کو پکارنا

حضرت عباس کی آواز پر انصار کا پلٹنا۔

تفسیر در منثور

اخرج ابوالشیخ والحاکم وصححہ	ابوشیخ وغیرہ نے انس سے روایت کی
ابن مردویہ عن انس قال لما اجتمع	ہے کہ بروز حنین جب اہل مکہ و مدینہ
یوم حنین اھل مکۃ واھل	جمع ہوئے تو انھون نے اپنی کثرت پر ناز
المدینۃ اعجبتھم کثرتھم فقال	کیا اور ایک قبیلہ نے کہا کہ قسم بخدا آج ہم
القوم واللہ نقاتل فلما التقوا	لڑین گے۔ پس جب دونون فوجین ملین
واشتد القتال ولّوا مدبرین	اور قتال کی شدت ہوئی تو پیٹھ پھیر گئے۔
فندب رسول اللہ الانصار	رسول اللہؐ نے جنگ کے لیئے انصار کو

Presented by Ziaraat.Com

فقالوا الیک واللہ حسبنا فنکثوا رؤسھم ثم قاتلوا حتی فتح اللہ (درمعیار فضائل صفحہ ۱۴۵)

طلب فرمایا اُنھون نے کہا قسم بخدا ہم حاضر خدمت ہوتے ہین پس وہ حاضر ہوئے اور یہانتک لڑے کہ خدائے تعالی نے فتح دی۔

اور عروج الاسلام جلد سات (صفحہ ۱۷۰) مین ہے۔

عباس اسوقت آپ کے بغلہ کی لجام پکڑے ہوئے تھے آپ اُسپر سوار تھے عباسؓ ایک بڑے جسیم اور بڑے بلند آواز شخص تھے۔ رسول اللہؐ نے ان سے کہا عباس چلّا کر کہو یا معشر الانصار یا اصحاب الشجرۃ۔ عباس نے حکم کی تعمیل کی جنھون نے آواز سنی وہ لبیک۔ لبیک۔ کہکر رسول اللہؐ کے پاس دوڑے اس طرح رسول اللہؐ کے پاس کوئی سَو آدمی جمع ہوگئے اور آپ دشمنون کی طرف چلے اور اُن سے لڑنے لگے۔

اصحاب کا ابوجرول سے لڑنا۔ جناب امیر کے ہاتھ پر لڑائی فتح ہونا

غرض جب سَو اصحاب انصار پلٹ کر آئے تو پھر لڑائی شروع ہوئی لشکر کفار سے ایک پہلوان ابوجرول نامی رجز پڑھتا ہوا میدان جنگ مین آیا اس کی صولت و شجاعت سے اصحاب اسقدر مرعوب ہوئے کہ بجز شاہ لافتی اعلیٰ مرتضیٰ کے کسی کو اُس سے مقابل ہونے کی جرأت نہ ہوئی کرار غیر فرار نے اس دشمن خدا کو فی النار والسقر کیا آخر کار کفار کو شکست ہوئی۔ اور ستر آدمی اُن کے قتل ہوئے جنین سے چالیس نفر دست ید اللہ سے واصل جہنم ہوئے باقی دیگر اصحاب بنی ہاشم و بنی عباس کے ہاتھ سے۔

شاہ صاحب کے کلام پر تنقید۔

اب اگر کوئی چشم انصاف سے اِن اقوال پر غور کرے تو اُس پر واضح ہوگا کہ چودہ ہزار (۱۴۰۰۰) اصحاب مین سے صرف چار یا دس اصحاب جہاد مین ثابت قدم رہے باقی کلّہم اجمعین۔ پیغمبر خدا کو چھوڑ کر ایسے بدحواس ہوکر مفرور ہوئے کہ غنیم کے لوگ طعن کرتے تھے کہ۔

اصحاب محمدؐ چنان روے بگریز نہادہ اند۔ کہ تا کنار دریا در ہیچ جائے توقف نخواہند کرد۔"

مگر بھاگنے والون کو یہ طعن سنکر بھی کچھ جوش نہ آیا۔

Presented by Ziaraat.Com

واہ۔ کیا رفیقان جان نثار تھے کہ خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو باین القاب یا انصار اللہ وانصار رسولہ یا اصحاب الشجرۃ یا اصحاب سورۃ البقرۃ انا النبی لاکذب یعنی مین پیغمبر ہون جھوٹ نہین ہے پکارتے تھے مگر بقول مورخین عظام۔

ہرچند حضرت اشارت بصبر وثبات می فرمود مگر از غایت دہشت بر مسلمانان استیلا یافتہ بود ہیچ کس روئے باز پس نمی کرد۔

افسوس باوجودیکہ خدائے عزوجل خود اصحاب مفرورین سے خطاب کرکے اس صراحت سے ثم ولیتم مدبرین "یعنی پھر تم پیٹھ پھیر کے بھاگ نکلے" انکی فرار کی شہادت دے اور جناب شاہ صاحب حفظ قرآن کی نعمت سے یہ فرمائین "انا فرار حنین درحقیقت فرار نہ بود" حیرت کا مقام ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو حضرت عباس سے فرمائین کہ ان بھاگنے والون کو یہ کہکر پکارو "یا اصحاب سورۃ البقرۃ یا اصحاب الشجرۃ" یعنی اصحاب بیعت رضوان والو۔ اور بیعت رضوان والون مین سے خود سردار صحابہ حضرت عمرؓ حسب روایت صحیح بخاری۔

قتادہ راوی ہے کہ جنگ حنین مین سے جب مسلمان بھاگے اور مین بھی بھاگا۔ ناگاہ مین نے عمر کو بھی انہین بھاگنے والون مین پایا تو پوچھا کہ لوگون کا کیا حال ہے تو عمر نے کہا حکم خدا۔ اس مین کیا چارہ ہے۔

اپنے فرار کا اقرار کرین اور جناب شاہ صاحب بجائے اس کے یہ فرمادین۔

درین اثنا بعض مردم کہ پشت دادند از صحابہ کبار نہ بودند۔

اب حضرت شاہ صاحب کے اس قول۔

فتح شد بدلیل کلام الٰہی۔ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین وانزل جنودا لم تروہا۔

پر غور فرمائین کہ خدائے تبارک وتعالی تو صاف الفاظ مین یہ فرماتا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

ہم نے رسول اللہؐ اور مومنین پر تسلی نازل کی اور ملائکہ بھیجکر انکی امداد کی اور اُن کو فتح دی۔

اور حضرت شاہ صاحب اس آیت کا اطلاق ان اصحاب مفرورین پر کرین۔ جن سے خدائے پاک ثم ولیتم مدبرین یعنی تم پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فرما چکا ہے۔ اگرچہ اس آیت مین صاف تحریف معنوی کی ہے۔ جس کیلئے کسی دلیل کی حاجت ہے نہ کسی برہان کی ضرورت۔ تاہم صاحب درمنثور نے جو تفسیر کی ہے۔ اُس پر غور فرمائین کہ صرف انصار حاضر ہوئے۔

اهل مكة واهل المدينة	اہل مکہ و مدینہ جمع ہوئے تو انھون نے
اعجبتهم كثرتهم فقال القوم	اپنی کثرت پر ناز کیا اور ایک گروہ نے کہا قسم بخدا
اليوم والله نقاتل فلما التقوا	آج ہم قتال کرین گے پس جب دونون
واشتد القتال ولوا مدبرين	فوجین مقابل ہوئین اور قتال اشتداد کو پہنچا
فندب رسول الله الانصار	تو یہ لوگ بھاگے رسول اللہؐ نے جنگ کیلئے
فقالوا لبيك الله حسبنا فنكثوا	انصار کو بلایا انھون نے کہا ہم حاضر خدمت
رؤسهم ثم قاتلوا حتى	ہوتے ہین پس وہ لوگ رسولخدا کی خدمت
فتح الله۔	مین آئے اور جنگ کرنے لگے تا اینکہ خدائے
(از معیار فضائل صفحہ ۱۴۵)	تعالیٰ نے فتح دی۔

پس آیۂ کریمہ ثم انزل اللہ سکینتہ الخ سے وہ انصار مراد ہین جو حضرت عباسؓ کی آواز پر دوڑ کر آنحضرتؐ کے نزدیک آئے اور پھر میدان حرب مین جاکر لڑے۔ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین پر اس آیت کا اطلاق کب ہوسکتا ہے۔ نیز یہ حضرات جنگ اُحد مین بھی تو فرار کر گئے تھے اور جبکہ خدائے عزوجل نے اس فرار کو عفو فرمادیا تھا تو لازم تھا کہ اس عفو کو یاد رکھ کر آیندہ کسی جنگ سے مفرور نہ ہوتے چنانچہ بیعت رضوان مین تو اسی شرط پر بیعت کی گئی تھی کہ آیندہ نہ بھاگین اور خدائے پاک نے

اِن بیعت کرنیوالون سے فرمادیا تھا" وان تتولوا کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابا الیما"
(یعنی) اگر اب بھی اسی طرح بھاگے جیسے اِس سے پہلے (جنگ اُحد سے) بھاگے تھے تو تمھارے لئے عذاب
دردناک موجود ہے۔

پس جبکہ انھون نے جنگ خیبر۔ خندق۔ اور حنین وغیرہ سے فرار ہوکر یہ بیعت توڑدی تو
حسب آیۂ کریمہ۔

ولقد کانوا عاھدوا	حالانکہ (یہی لوگ اس سے) پہلے خدا سے عہد کرچکے
اللہ من قبل لا یولون الادبار	تھے کہ ہم (دشمنون کے مقابلہ مین) پیٹھ نہ پھیرین گے
وکان عھد اللہ مسئولا	اور (اِن لوگون نے جو) خدا کے (ساتھ) عہد کیا تھا
(سورۂ احزاب)	اس کی (تو ان سے) بازپرس ہوکر رہیگی۔

تو آیۂ کریمہ ومن یولھم یومئذٍ دبرہ الخ (یعنی) اور جو شخص اُسدن کفار کی طرف پیٹھ پھیرے گا
تا آخر کے مصداق ہین نہ کہ آیات فضیلت وبشارت۔

رضی اللہ عنھم ورضوا	اللہ اُن سے اور وہ اللہ سے راضی ہوگئے
عنہ واعدّ لھم جنات تجری	اور اللہ نے اُن کے واسطے ایسی جنتین بنائین
من تحتھا الانھار خالدین فیھا	جن کے نیچے نہرین جاری ہین جس مین وہ
ابدًا ذٰلک الفوز العظیم	ہمیشہ رہین گے اور یہی پوری کامیابی

ہے۔

قصہ مختصر چونکہ اصحاب ثلثہ اور اُن کے تابعین کی فضیلت کا استدلال آیۂ شریفہ فالذین
ھاجروا واخرجوا سے کیا تھا اور اس آیۂ وافی ہدایہ مین الفاظ قاتلوا وقتلوا بھی ہین اس لیئے
مین نے چھ سات غزوات کے حالات لکھے ہین۔ جن کے ملاحظہ سے معزز ناظرین پر ظاہر ہوگا کہ

Presented by Ziaraat.Com

بروئے اقوال مورخین متکلمین محدثین اور مفسرین وشہادت الٰہی ان حضرات کا فرار ہر جنگ سے بخوبی ثابت ہے۔ انپر بھی اور محبان صحابہ فرار سے انکار کرتے ہین اور فقط اپنے علمائے کرام وفضلائے عظام ہی کی شہادتون کی تکذیب نہین کرتے بلکہ نصوص قرآنی پر بھی نظر نہین کرتے جو متعدد ان حضرات کے جنگ سے جی چرانے کفار سے خوف کھانے۔ اور معرکہ سے فرار کرنے پر شاہد ہین۔

افسوس جن کے فرار پر آیۂ کریمہ۔

اذ تصعدون ولا تلوون	وہ وقت یاد کرو جبکہ تم بھاگے جاتے تھے اور
علی احد والرسول یدعوکم	باوجودیکہ رسول اللہ تمھارے پیچھے کھڑے تم کو
فی اخریٰکم۔	بلا رہے تھے لیکن تم مڑکر بھی کسی کو نہین دیکھتے تھے۔

شاہد ہو۔

جن کے ارتداد پر آیۂ کریمہ۔

وما محمد الا رسول قد	اور محمدؐ اس سے بڑھکر اور کیا کہ ایک رسول ہین اور ان سے
خلت من قبلہ الرسل افان	پہلے۔ (اور) بھی رسول ہوگذرے ہین اگر (محمدؐ اپنی موت سے)
مات او قتل انقلبتم علی	مرجائین یا مارے جائین تو کیا تم الٹے پاؤن (کفر کی طرف)
اعقابکم ومن ینقلب علی	لوٹ جاؤگے اور جو الٹے پاؤن (کفر کی طرف) لوٹ جائیگا
عقبیہ فلن یضر اللہ شیئاً	وہ خدا کا تو کچھ بھی نہین بگاڑ سکے گا اور جو لوگ شکر کرتے
وسیجزی اللہ الشکرین	ہین انکو خدا عنقریب جزائے خیر دیگا۔

نص جلی موجود ہو جن مجاہدین کا دشمنون کے مقابلہ مین خوف اور دہشت سے موت کی سی بیہوشی طاری ہونا خدائے عزوجل ان الفاظ پاک مین ظاہر فرمائے۔

اذ جاؤکم من فوقکم	جسوقت کہ دشمن تمپر تمھارے اوپر کی طرف بھی

ومن اسفل منکم واذ زاغت	اترے اور تمہارے پیچھے کی طرف سے (چلے) اور (مارے خوف کے
الابصار وبلغت القلوب الحناجر	تمہاری) آنکھیں پھری (کی پھری) رہ گئیں تھیں اور کلیجے
وتظنون باللہ الظنونا۔	مونہوں کے آگے تھے اور خدا کے نسبت تم (لوگ طرح طرح)
	کے گمان کرنے لگے تھے۔

واعجبا کہ خاتم المحدثین سرآمد متکلمین حضرت شاہ صاحب ان شہادتون سے کسی جگہ تو یہ فرما کر کہ۔

اہل سنت صحابہ کے سب امور کو بپاس صحبت رسولؐ اور پیغمبرؐ کی اطاعت و خدمتگذاری و جانباری اور گھر بار چھوڑنا۔ اور راہ خدا مین جان مال نثار کرنا۔ دین و شریعت پھیلانا۔ اور اُن آیات و حدیث کو جو اُن کی فضیلت مرتبت مین وارد ہین پیش نظر رکھتے ہین اور شیعہ بجز عیوب کچھ نہین دیکھتے۔

چشم پوشی کرتے ہین۔ اور کہین اس طرح رطب اللسان ہو کر اُن کی عیب پوشی فرماتے ہین کہ۔

"در حق این اشخاص بالتخصیص حق تعالی بشارتہا و وعدہائے نیک در قرآن مجید نازل فرمودہ"

ان اللہ اشتری من المومنین	بتحقیق اللہ نے مومن کے نفسون اور مالون کو خرید
انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ	کر لیا ہے کہ اُن کیواسطے جنت ہے وہ اللہ کی راہ مین جہاد
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و	پس قتل کرتے ہین اور خود قتل ہوتے ہین یہ پکا وعدہ ہے
یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ	اسکو پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ توریت و
والانجیل والقران ومن اوفی بعہدہ	انجیل اور قرآن سب مین لکھا ہے اور اپنے عہد کو پورا
من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم	کرنیوالا خدا سے بڑھکر کون ہے۔ پس شاد ہو اپنی اوس
بہ وذلک ہو الفوز العظیم۔	خرید و فروخت سے کہ اوسکے ساتھ کی ہے اور یہ وہی بڑی بڑی کامیابی ہے

Presented by Ziaraat.Com

وذلك هوالفوز العظيم — بستگاری بزرگ ہے۔

دیگر

یبشرهم ربهم برحمة منه — اُنکا پروردگار اُنکو اپنی مہربانی اور خوشنودی
ورضوان وجنات لهم فيها نعيم مقيم — ہرے بھرے باغون کی خوشخبری دیتا ہے جنمین اُنکے لئے
خالدين فيها ابدا ان الله عنده — دائمی عیش ہے اور یہ لوگ اُن باغونمین ہمیشہ رہینگے
اجر عظيم ۵ — بیشک خدا کے پاس اجر عظیم ہے۔

بالآخر اِس پر فیصلہ قطعی فرماتے ہین کہ :-

"بالجملہ حافظ قرآن را ممکن نیست کہ در بزرگی صحابہ تردد داشتہ باشد زیراکہ اکثر قران مملو است از تعریف و توصیف این جماعت و اگر پدر من غیر حفظ قرآن بمن ہیچ تعلیم نمی کرد از عہدہ شکر آن بزرگوار عالی مقدار نمی توانستم برآمد ؎

روح پدرم شاد کہ میگفت باستاد — فرزند مرا عشق بیاموز دگر ہیچ

این ہمہ نعمت حفظ قرآن است کہ در ہر مشکل دینی بآن رجوع آوردہ حل آن می کنم"

فاعتبروا يا اولى الابصار

قل ان الذين يفترون على الله — (اے رسول) تم یہ کہدو کہ بیشک وہ لوگ جو
الكذب لا يفلحون متاع في الدنيا — خدا پر جھوٹا بہتان باندھتے ہین فلاح نہ پائینگے
ثم الينا مرجعهم ثم نذيقهم العذاب — دنیا مین نفع اُٹھانا تھوڑے دن کا ہے پھر
الشديد بما كانوا يكسبون ۵ — اُنکی بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است و بس — در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

قال

تیسری آیت

والسّابقون الاولون من المهاجرین والانصار والذین اتبعوهم باحسان رضی اللہ عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنّٰت تجری من تحتها الانهار خالدین فیها ابدًا

صحابۂ اسابقین الاولین کی فضیلت مین مہاجرین یا نہین

اِس آیت مین اللہ جل شانہ مہاجرین و انصار کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر فرماتا ہے اور اُن کو اور انکی پیروی کرنے والون کو جنت کی خوشخبری پہونچاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اگر کوئی شخص اِس آیت پر ذرا بھی غور کرے اور اِسکے مطلب کو سوچے تو ہرگز صحابۂ کبار اور مہاجرین و انصار کی نسبت سوا فضیلت اور بزرگی کے دوسرا اعتقاد نہ رکھے اِسلئے کہ جب انکی شان مین اللہ جل شانہٗ فرمائے (رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ) مین انسے راضی اور وہ مجھ سے راضی اور انکے حق مین اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد کرے واعدّ لھم جنات کہ تیار کر رکھی گئی ہین انکے لئے جنتین اور آراستہ کردی گئی ہین انکے لئے بہشتین تو پھر کون ہے کہ انکی فضیلت کا قائل نہو پس شیعیان پاک کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار مین صحابۂ کبار جن سے وہ عداوت رکھتے ہین داخل ہین یا نہین۔ اگر ہین تو پھر انکے جنّتی ہونے مین کیا شک ہے اور اگر نہین ہین تو یہ خطاب خدا کا کس سے ہے۔

اے بھائیو! ذرا سوچو کہ قرآن مجید پر ایمان اِسی کا نام ہے جنکے حق مین اللہ رضامندی ظاہر کرے انسے تم ناراض ہو اور جنکے جنتی ہونے کی خبر دے اُن کو تم مسلمان بھی نہ سمجھو۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

تردید۔ اور جناب امیرؑ سابق الاسلام ہین

دوسری آیت مین مہاجرین کی فضیلت کا حال بالتفصیل بیان کیا گیا ہے کہ ہجرت صدق ایمان اور صدق نیت کے ساتھ مشروط ہے اور حضرت ابوبکرؓ کا پچاس اشخاص کے بعد اور حضرت عمرؓ کا چھ سال کے بعد اسلام لانا آیات محکمات جلد اول مین ثابت ہو چکا ہے۔ پس آیہ شریفہ :۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کی فضیلت سے یہ حضرات خارج ہین۔

اس آیت سے وہی لوگ مراد ہین جنھون نے زمرۂ مہاجرین و انصار سے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی اور سب سے پہلے ایمان لائے اور اُس پر قائم رہے اور وہ لوگ جنھون نے صدق دل سے اسلام و ایمان قبول کرنے مین ان کا اتباع کیا انہین سے اللہ جل شانہ نے یہ خطاب رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ فرمایا ہے کہ مین ان سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ انہین کے حق مین اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے واعد لھم جنات کہ انکے لئے جنتین تیار کر رکھی گئین ہین۔ اور آراستہ کر دیگئی ہین ان کے واسطے بہشتین۔ یہ ظاہر ہے کہ شرف سابق الاسلامی کل صحابہ مین جناب امیر المومنین و امام المتقین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ آیات محکمات جلد اول مین آنجناب کا سابق الاسلام و الایمان ہونا باسناد معتبر کتب اہل سنت مندرج ہے ملاحظہ ہو صـ۱۸۲۔

نیز اس موقع پر بھی اور دو چار روایتین ملاحظہ کے لئے پیش کیجاتی ہین اور وہ یہ ہین۔

پہلی۔ عالم کامل ابن عبد البر کا قول ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے جناب سیدہ علیہا سلام سے ارشاد فرمایا۔

زوجك سيدا فى الدنيا والاخرة وانه اول اصحابى اسلاما واكثرهم علما واعظمهم حلما ۔

اے فاطمہ تمہارا شوہر دنیا و آخرت دونون مین سردار ہے اور وہ میرے تمام اصحاب سے اسلام مین اول اور علم مین زیادہ ہے اور حلم مین عظیم تر ہے ۔

دوسری ۔ ترمذی نے روایت کی ہے ۔

بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثاء (ینابیع المودۃ مطبوعہ حیدرآباد)

رسول خدا صلعم دوشنبہ کے دن مبعوث برسالت ہوے اور حضرت علی نے سہ شنبہ کے دن اُنکے ساتھ نماز پڑہی ۔

تیسری ۔ ابن مغازلی شافعی نے روایت کی ہے ۔

صلت الملائکۃ علیّ وعلی علی سبع سنین لانہ لم یکن معی من الرجال غیرہ (ایضاً)

آنحضرت نے فرمایا کہ فرشتون نے مجھپر اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اسلئے کہ مردون مین بجز علی کے کوئی مسلمان نہوا تھا

چوتھی عن العباس بن عبد المطلب

قال سمعت عمر بن الخطاب وھو یقول کفوا عن ذکر علی بن ابیطالب فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی فی علی ثلث خصال وددت وان لی واحدۃ منھن کل واحدۃ منھن

عباس بن عبد المطلب رض کہتے ہین کہ مینے عمر بن الخطاب رض کو کہتے ہوے سنا کہ علی کے ذکر غیبت سے باز رہو مین نے جناب رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوے سنا ہے کہ علی مین ایسی تین باتین ہین کہ اگر ان مین سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو سب

احب الی مما طلعت علیہ الشمس — ان چیزون سے کہ جن پر آفتاب طلوع ہوتا ہے

کنت انا و ابو بکر و ابو عبیدۃ ابن — اسکو بہتر سمجھتا ہین و ابو بکر و ابو عبیدہ اور چند

الجراح و نفر من اصحاب رسول اللہ — نفر اصحاب رضی اللہ عنہم جناب رسول خدا صلعم کے

صلی اللہ علیہ وسلم اذ ضرب رسول اللہ — حضور مین حاضر تھے کہ حضرت نے جناب امیر کے

صلی اللہ علیہ وسلم علی کتف — کندھے پر ہاتھ مار کے ارشاد کیا کہ اے علی تم سب

علی ع فقال یا علی انت اول المسلمین — مومنون سے ایمان لانے مین پہلے ہو اور سب

و اسلاما و انت اول المومنین ایمانا — مسلمانون سے اسلام لانے مین مقدم ہو اور

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی — تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسی سے۔ وہ

کذب یا علی من زعم انہ یحبنی و — شخص دروغگو ہے جو کہ مجھ سے محبت کا دعوی

یبغضک (اخرجہ الطبری و ابن السمان) — کرتا ہو درآنحالیکہ تم سے بغض رکھتا ہو۔

(از اسنج المطالب یعنی سوانح عمری حضرت علی ابن ابی طالب)

پانچوین — اس امر کے تو خود اہلسنت بھی قائل ہین کہ حضرت علی سابق الاسلام ہین چنانچہ فرقہ تفضیلیہ تو آنجناب کو صحابہ ثلاثہ رض پر فضیلت دیتا ہے اور بعض علما جو یہ توجیہ کرتے ہین کہ وہ جناب اسلام لانیکے وقت کم سن تھے اور حضرت ابو بکر رض کے اسلام کو انکی کبرسنی کی وجہ سے فضیلت دیتے ہین یہ محض تعصب اور کدورت کا سبب ہے حالانکہ بزرگی عقل است نہ بسال۔ چنانچہ یہ مسئلہ خلیفہ مامون الرشید کے مشہور مناظرہ سے صاف ہوگیا ہے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کا سنی ہونا تو اسی سے ظاہر ہے کہ وہ بنی عباس کا چھٹا خلیفہ اور حضرات اہلسنت کا خلیفۃ المسلمین بلکہ امیر المومنین تھا اور اوسکے متعصب ہونے پر جناب امام علی رضا علیہ السلام کی شہادت شاہد ہے۔ چنانچہ جناب شمس العلما شبلی نعمانی نے اپنی تالیف المامون مین جو نہایت درجہ مشہور ہوی اور ہندوستان کے تعلیم یافتہ اسلامی جماعت نے

Presented by Ziaraat.Com

اسے قبولیت کا شرف بخشا اس جلیل القدر خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے کہ:

اسلام کو آج تیرہ سو برس سے کچھ زیادہ ہوے اس وسیع مدت مین ایک تخت نشین بھی ایسا نہین گذرا جو فضل و کمال کے اعتبار سے مامون کی شان یکتائی کا حریف ہو سکتا افسوس کہ سلطنت کے انتساب نے اوسکو خلفاء و سلاطین کے پہلو مین جگہ دی ورنہ شاعری۔ ایام العرب۔ ادب۔ فقہ اور فلسفہ کونسی بزم ہے جہان فخر و شرف کے ساتھ اوسکا استقبال نکیا جاتا اور بقول جناب مولانا سید علی حیدر صاحب سلمہ اللہ تعالی، اوس کے نہایت کمال دوست اور قدر دان علوم و فنون ہونے مین بھی کوئی شک نہین ہے اس زمانہ مین ہر فن اور ہر علم کے جو کاملین و ماہرین موجود تھے ان سب کا اگر مخزن تھا تو صرف دربار مامون الرشید۔ اسکو مباحثات و مناظرات سے بھی بڑی دلچسپی تھی۔ اور خود بھی ہر فن کے مناظرہ مین ید طولی رکھتا تھا۔ چنانچہ کتابون کی ورق گردانی سے اسکے متعدد مناظرون کا پتہ چلتا ہے جو اس نے مختلف اوقات مین مختلف مذاہب کے علماء سے کئے ہین اور جس مین اسکو کامیابی حاصل ہوتی رہی ہے۔

انہین مین مناظرہ متذکرہ بالا بھی ہے۔

یہ پورا مناظرہ جو خلیفہ موصوف نے چالیس اکابر علماء اسحق وغیرہ سے ایک جلسہ مین کیا تھا کتاب آیات محکمات جلد اول مین درج ہو چکا ہے اس جگہ بنظر سہولت معزز ناظرین صرف وہ عبارت جو جناب امیر علیہ السلام کے اسلام کے بارہ مین ہے نقل کی جاتی ہے۔

مامون۔ اچھا اسحق یہ بتاو کہ جسوقت آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوے تھے اسوقت سب سے افضل عمل کیا تھا۔

اسحق۔ خلوص دل سے کلمۂ شہادتین پڑھنا۔

مامون۔ کیا اسلام قبول کرنے مین سبقت کرنا افضل عمل نہین تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق - بیشک تھا۔

مامون - کلام مجید کے اسی آیہ والسابقون السابقون اولٰئک المقربون ہ کو پڑھو اسمین سابقون سے مراد وہی لوگ ہین جنھون نے اسلام قبول کرنے مین سبقت کی۔ تو کیا تمھارے علم مین علیؑ سے بھی قبل کوئی مسلمان ہوا تھا۔

اسحٰق - حضور علیؑ تو کم سنی مین مسلمان ہوے تھے جبکہ آنحضرت انکو کسی امر کی تکلیف دی ہی نہین سکتے تھے اور ابوبکرؓ سن کمال پر پہونچکر مسلمان ہوے جب ان سے تکلیف متعلق ہو چکی تھی۔

مامون - اول مجھے یہ بتاؤ کہ کون شخص سب سے پہلے مسلمان ہوا پھر مین تم سے کم سنی یا کمال سن کے متعلق مناظرہ کرون گا۔

اسحٰق - بیشک ابوبکرؓ سے پہلے علی نے اسلام قبول کیا لیکن اسی شرط کے ساتھ کہ وہ کم سن تھے۔

مامون - ہان ٹھیک ہے کہ علی کم سنی مین مسلمان ہوے۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ علی آنحضرت کے دعوت کرنے سے مسلمان ہوے یا انکو الہام خدا ہوا تھا۔

اسحٰق کہتا ہے کہ مامون کے اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا تم یہ تو کہہ ہی نہین سکتے کہ علی کو الہام ہوا کیون کہ اس صورت مین تم علی کو آنحضرت سے بھی بڑھا دوگے اسلئے کہ اسوقت تک تو آنحضرت کو بھی الہام نہین ہوا تھا بلکہ جبرئیل کے آنے سے حضرت نے اسلام کو جانا۔

اسحٰق - بیشک علی کو الہام نہین ہوا بلکہ آنحضرت نے ہی اسلام کی طرف آپکو دعوت دی۔

مامون - تو اب دو حال سے خالی نہین یا تو آنحضرت نے خدا کے حکم سے علی کو اسلام کی دعوت دی ہوگی۔ یا اپنے دل سے یہ بات بنائی ہوگی۔ اسحٰق کہتا ہے کہ اس سوال سے پریشان ہو کر مین سوچنے لگا کہ پھر مامون نے کہا۔ اسحٰق رسولخدا پر تو اپنی خواہش نفس سے کام کرنیکا

Presented by Ziaraat.Com

الزام تم قائم ہی نہین کرسکتے کیونکہ خدا حضرت کے بارہ مین فرماتا ہے وما انا من المتکلین کہدو اے رسول کہ مین اپنے دل سے بات بنانیوالا نہین ہون۔

اسحٰق۔ بیشک ایسا نہین ہے بلکہ خدا ہی کے حکم سے آنحضرت نے علی کو دعوت دی تھی۔

مامون۔ تو کیا خدائے جبار کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے رسولون کو ایسے شخص کی دعوت کا حکم دے جس پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تم نے جو کہا کہ علی کم سنی مین اسلام لائے جب ان پر کسی قسم کی تکلیف جائز نہین تھی تو کیا اس سے تمھارا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلعم نے بچون کو اسلام کی دعوت دیکر ایسے امر کی تکلیف دی جو اونکی طاقت سے باہر تھا پھر آنحضرت کی دعوت قبول کرکے مسلمان ہونیکے بعد اگر وہ بچے مرتد ہوجاتے تو کیا انکے مرتد ہوجانیکی کوئی سزا نہین ہوتی اور کیا آنحضرت کا انکو کسی چیز کی تکلیف دینا جائز نہین ہوتا کیا تم اس امر کو آنحضرت کے بارہ مین کہہ سکتے ہو۔

اسحٰق۔ معاذ اللہ ہرگز نہین۔

مامون۔ تو ثابت ہوا کہ تم اس امر کے قائل ہو کہ آنحضرت نے علی کو اسلام کی دعوت دیکر تمام مخلوقات پر انکو فضیلت دی اور بسبب اس فضیلت کے علی کو ان سب سے ممتاز کردیا تاکہ لوگ آپ کے فضائل کو سمجھین ورنہ اگر خدا نے آنحضرت کو مطلقاً بچون کی دعوت کا حکم دیا ہوتا تو مثل علی کے دوسرے بچون کو بھی آنحضرت نے دعوت دی ہوتی۔

اسحٰق۔ بیشک۔

مامون۔ تو کیا تم کو معلوم ہے کہ رسولخدا صلعم نے اپنے اہل وعیال اعزا واقربا سے کسی اور بچے کو بھی اسلام کی دعوت دی تھی۔ مین یہ سوال اسلئے کرتا ہون کہ تم یہ نہ کہہ سکو کہ علی چونکہ چچازاد بھائی تھے اس سبب سے آنحضرت نے ان سے بھی مسلمان ہونیکو کہدیا علی کی کوئی ذاتی خصوصیت نہ تھی

Presented by Ziaraat.Com

اسحٰق - مجھکو معلوم نہین لہذا مین نہین کہہ سکتا کہ آنحضرت نے اور کسی بچے کو دعوت دی یا نہین۔

مامون - اسحٰق کیا تم سمجھتے ہو کہ جس چیز کو تم نہ جانتے ہو اور نہ سمجھتے ہو اسکے بارے مین قیامت مین تم سے سوال کیا جائیگا۔

اسحٰق - نہین۔

مامون - تو خدا نے جس امر کی تکلیف ہم سے اور تم سے ساقط کر دی ہے اس کا ذکر کیون کرتے ہو یعنی جب تمکو معلوم نہین کہ آنحضرت نے اپنے اہل وعیال سے اور کسی بچہ کو اسلام کی دعوت دی تو تم ایسا کیون کہو۔ سمجھ لو کہ حضرت نے کسی بچہ کو دعوت نہین دی یہ فضیلت علی سے مخصوص تھی۔ بالآخر سب علما نے بالاتفاق خلیفہ مامون رشید سے کہا کہ حضور نے طالبان خیر کے لئے حق کو واضح کر دیا اور ایسے دلائل سے اپنے دعوی کو ثابت فرمایا جسکو کوئی رد نہین کر سکتا۔

اس مناظرہ سے ثابت ہے کہ کل علماء کرام نے بالاتفاق بمقابلہ حضرت ابوبکرؓ جناب امیر علیہ السلام کی سابق الاسلامی کا فیصلہ قطعی کر دیا جس مین مطلق چون وچرا کی گنجایش نہین۔

افسوس کہ ایسے مہتم بالشان متفقہ فیصلے پر بھی جو خود انہین کے خلفاء اور علماء کرام وفضلاء عظام کا ہے ہمارے بھائی اپنے عقیدے کی اصلاح نہین کرتے اور انہین کو ایمان اور اسلام مین سبقت اور فضیلت دیتے ہین جنکا نقص ایمان اور ہجرت خود انہین کی مستند کتب سے مسلم ہے۔ حیرت ہے کہ جو لوگ حسب اقوال امام بخاری و دیگر علماء ہر جنگ سے فرار ہوتے رہے بہ شد و مد انہین کو ؎

بانی درشد اید و اہوال　　بذل ارواح کردہ و اموال

جان نثار خدا و رسول ٹھہراتے ہین۔

اہل حق کے نزدیک اگر کوئی شخص تعصب چھوڑ کر آیات الٰہی کے معانی پر ذرا بھی غور کرے اور انکے مطالب کو سوچے تو ہرگز ہرگز اصحاب مہاجرین و انصار ناقص الایمان کی فضیلت و بزرگی کا اعتقاد

نہ رکھے۔ اسلئے کہ جب خود اللہ جل شانہ خاص صحابہ سے خطاب کرکے ان کا پچھلا فرار یاد دلا کر فرماے۔

وان تتولوا کما تولیتم من قبل اگر تم پھر بھاگو جیسا کہ اس سے پہلے بھاگ چکے ہو"۔ اور ان کے حق مین ارشاد کرے ثم ولیتم مدبرین کہ تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے"، تو پھر بقول جناب شاہ صاحب بجز حفاظ قرآن کون ہے کہ اُنکے فضیلت کا قایل ہو۔

پس ہمارے بھائیون کو صرف اسقدر غور کرنا چاہیئے کہ مہاجرین و انصار مین وہ اصحاب جن سے وہ محبت و عقیدت رکھتے ہین زمرہ مغفورین مین داخل ہین یا نہین اگر ہین تو پھر ان کے ناقص الایمان ہونے مین کیا شک ہے۔ اگر نہین ہین تو خدا کا یہ خطاب ثم ولیتم مدبرین تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوے۔ کس سے ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اس قول سے کہ "ابوبکرؓ و عمرؓ بگوشۂ رفتند و عثمان ازان روز بعد سہ یوم در آمدند" کون اصحاب مراد ہین۔ بھائیو ذرا سوچو کیا قرآن مجید پر ایمان لانا اسی کا نام ہے کہ اللہ تبارک و تعالی تو جنگ مین پیٹھ دینے والونکے حق مین

فقد باء بغضب من اللہ ماواہ — وہ یقیناً غضب خدا مین گرفتار رہوگا اور

جھنم وبئس المصیر (پ۹۔ ع ۱۶) — اسکا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

فرمائے۔ اور تم مغفورین کو خدا کی طرف سے یہ سند دو۔

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم — خدا اون سے راضی اور وہ خدا سے راضی

جنّٰت تجری من تحتھا الانھار — انکے لئے بہشتین تیار رکھی گئی ہین جن کے نیچے

خالدین فیھا۔ — نہرین بہتی ہین وہ ہمیشہ ان مین رہینگے۔

قال

بموجب کتاب امامیہ خلفاء ثلاثہ اس آیت مین داخل ہین۔

اگر اس آیت پر بھی کوئی ایمان نہ لاے اور یہ شبہ کرے کہ اسمین خلفاء ثلثہ کے نام تو مذکور ہی نہین ہین اس سے انکی فضیلت کا انکار مستلزم انکار آیت نہین ہے تو اوسکے شبہ دور کرنے کے لئے ہم امام محمد باقر علیہ السلام کی شہادت پیش کرتے ہین جس طرح پر انھون نے خلفاء ثلثہ کو داخل حکم اس آیت کے بیان کیا ہے اسکو ہم بیان کرتے ہین اسکو ذرا دل سے سنو اور اپنے ہی مذہب کی کتاب سے اسکی سند لو ہوئیا۔

صاحب الفصول نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ ایک روز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا گذر ایک جماعت پر ہوا جو کہ خلفاء ثلثہ کی عیب جوئی کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کہ مجھے بتلاو کہ تم ان مہاجرین مین سے ہو کہ جو خدا کے لئے گھر سے نکالے گئے اور خدا کے لئے ان کا مال لوٹا گیا اور جنھون نے خدا اور رسول کی مدد کی۔ انھون نے کہا کہ ہم انمین سے نہین ہین تب آپ نے پوچھا کہ پھر کیا تم ان لوگون مین سے ہو جنھون نے دار ہجرت مین اور دار ایمان مین گھر بنایا تھا اور مہاجرین کو آرام دیا تھا۔ کہا کہ نہین۔ تب آپ نے کہا کہ خود تم بیزار ہوے اور نہین چاہتے کہ دونون فریق مین سے ہو اور مین اس بات پر گواہی دیتا ہون کہ تم ان مین سے بھی نہین ہو جنکی نسبت خداوند تعالے فرماتا ہے کہ جو لوگ بعد ان مہاجرین اور انصار کے آئینگے وہ ایسے مومن ہونگے کہ یہ دعا کیا کرینگے کہ الٰہی ہمارے اور ہمارے اگلے بھائیون کے جو ہم سے ایمان مین سبقت لے گئے ہین مغفرت کر اور ہمارے دلون مین مسلمانون کی طرف سے کینہ مت رکھ بیشک تو نرمی کرنے والا مہربان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوام

تردید قول

خداے پاک کے کلام مین توجیہات وتلبیسات وہی حضرات کرتے ہین جو اپنے اصحاب ممدوحین کی نشہ محبت مین سرشار ہین۔ الحمد للہ امامیہ اس شک وشبہ سے پاک ہین اور آیت مین نام نہونے سے کوئی محل شبہ کا نہین ہوسکتا اسلئے کہ اصحاب مین مومن بھی تھے اور منافق بھی اور خداے پاک نے دونون کے بارے مین جدا جدا آیات نازل فرمادی ہین یعنی مومنین کی شان مین" اولئك هم المفلحون اعد لهم جنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ذلك الفوز العظیم" فرمایا (یہی لوگ ہین جنکے لئے دنیا وآخرت کی) سب خوبیان ہین اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہین اللہ نے انکے لئے جنتین تیار کی ہین جنکے نیچے نہرین بہتی ہین یہ اون مین رہنے والے ہونگے یہی تو بڑی کامیابی ہے)۔ اور منافقین کے حق مین ارشاد کیا ان المنفقین فی الدرك الاسفل من النار ولن تجد لهم نصیرا اس مین شک نہین کہ منافقین جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ مین ہونگے (اے رسول) تم وہان کسی کو ان کا حمایتی نہ پاوگے۔ اس قسم سے دونون گروہ کے بارہ مین صدہا آیتین ہین پس جو کوئی آیات الٰہی سے اصحاب کی فضیلت اور مذمت کا خواستگار ہو اسکو چاہئے کہ پہلے اصحاب مومنین ومنافقین مین امتیاز کرکے نیک نیتی کے ساتھ انکے افعال واعمال پر نظر کرے۔ پھر بلحاظ انکے اعمال نیک وبد کے اوسی قسم کی آیات کا اونکو مصداق ٹھہراے جیساکہ امامیہ کرتے ہین نہ یہ کہ حالات تو کفر ونفاق کے ہون اور بجاے آیات منقصت آیات فضیلت سے انکی بزرگی اور فضیلت کا استدلال کرین۔ جیساکہ حضرت شاہ صاحب کا عمل ہے اور آپ بھی ہمارے بھائیون کو خوش کرنے کے لئے اُسی جادہ پر چل رہے ہین۔

آپنے اپنے بیان کی تائید مین جو روایت درج کی ہے اور صاحب لفصول کو علماء امامیہ سے

بتایا ہے وہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور نہ صاحب الفصول کوئی علماء امامیہ سے ہین - چنانچہ صاحب ذی الجمرات نے جو مذہب امامیہ سے ہین کتاب مذکور کے صفحہ (۲۲۴) مین ان الفاظ سے اسکی تردید کی ہے کہ ہم "نہ فصول کو مانتے ہین نہ صاحب الفصول کو کہ کون صاحب ہین کتاب غیر مشہور کی توثیق کلام علماء معتبرین سے لازم تھی اور بعد اوسکے ضرور تھا کہ اس کا ثابت کرنا کہ صاحب کتاب مصدق روایت ہے ممکن ہے کہ اس روایت کو اہل سنت سے نقل کیا ہو" جناب موصوف کے بیان کی تائید ہم ایک اور روایت سے بھی کرتے ہین کہ جناب حافظ مولوی سید عمار علی صاحب علی اللہ مقامہ نے جو ایک علماء معتبرین امامیہ سے ہین اپنی تفسیر عمدۃ البیان مین جو بمقام دہلی مطبوعہ یوسفی مین طبع ہوی ہے جسکی تقریظ عالیجناب مولوی نقی صاحب قبلہ نے لکھی ہے اوس کے صفحہ (۵۴۶) مین ان صاحب الفصول کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہے کہ۔

صاحب الفصول نے جو روایت امام محمد باقر علیہ السلام سے کی ہے کہ ان کا گذر ایک جماعت مین ہوا وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کی مذمت کرتے تھے امام نے انکو منع کیا یہ روایت معتبر نہین ہے اسواسطے کہ صاحب الفصول مالکی اہل سنت تھا شاہ عبد العزیز صاحب نے دروغ اور کذب سے ان کو مذہب امامیہ مین لکھدیا انکی کتاب کو دیکھکر سب سنی ایسا ہی کہتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

امامیہ اپنے آئمہ کے اقوال تسلیم نہین کرتے

اے بھائیو تم اپنے آپکو امامیہ کہتے ہو اور ائمہ کرام کے اقوال کو کم از آیات نہین سمجھتے مگر معلوم نہین کہ ان اقوال کو جو صحابہ کے فضائل مین ہین کیون نہین مانتے اور کیون امامونکی پیروی نہین کرتے اور کیون انکو صحابہ کے فضائل بیان کرنے مین جھوٹا جانتے ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

تردید

بیشک امامیہ ائمہ اطہار علیہم السلام کے کلام کو بربناء حدیث شریف علی مع القران والقران مع علی اور حسب فتوائے شاہ صاحب "ہر کہ انکار قرآن وعترت کند خارج از دین است" کم از آیات نہین سمجھتے تعجب ہے کہ آپ صحابہ کی فضیلت مین سند تو جعلی پیش کرین اور امامیہ سے انکی فضیلت ومنزلت کی توقع رکھین۔ ہان اگر کوئی سچی شہادت ائمہ اطہار علیہم السلام کی ان حضرات کی نسبت آپکو ملے تو پیش کیجئے۔ اور اوسکا ملنا معلوم کہ آپ خود ہی آیات بینات جزو ثانی صفحہ اول مین کتاب صوارم کی یہ عبارت نقل کرتے ہین کہ۔

احادیث فضائل صحابہ از طریق امامیہ باوجود کثرت احادیث مختلفہ در ہر امر جزئی از جزئیات اصلیہ فرعیہ اگر تمام کتب احادیث امامیہ در قادر قا بہ نیت تفحص بمطالعہ در آرند مظنون آنست کہ زیادہ از سہ چار حدیث کہ سر و پا درست نداشتہ باشد دست بہم ندہد۔ اما احادیث مثالب آنہا بلا اغراق انیست کہ متجاوز از ہزار حدیث باشد"

اے حضرات تم اپنے آپکو اہل سنت والجماعت کہتے ہو اور امام بخاری کے کلام کو قرآن مجید کے برابر سمجھتے ہو مگر نہین معلوم کہ بخاری شریف کے ان بے شمار حدیثون کو جو بالخصوص تمہارے ممدوح مہاجرین وانصار اور صحابہ کے آمنوا وعملوا الصلحت کے خلاف مین ہین مثل حدیث حوض یعنی بروز حشر ملائکہ عذاب کچھ لوگونکو کشان کشان رسول اللہ صلعم کے سامنے سے لیجائینگے اونکو دیکھکر آپ عرض کرینگے ربّی ربّی یہ لوگ تو میرے اصحاب ہین۔ خداے پاک فرمائیگا اے رسول تم کو اُن احداث کی کیا خبر ہے جو تمہارے بعد انھون نے کئے کیون نہین مانتے۔ اور جب رسول اللہ صلعم نے شہداے بدر پر نماز جنازہ پڑہی اور اونکے حق مین دعاے مغفرت فرمائی تو حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔

یا رسول اللہ جیسے یہ لوگ ایمان لاے ویسا ہی ہم بھی لاے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ نیا سے باایمان گئے

Presented by Ziaraat.Com

اور مجھے معلوم نہین کہ تم لوگ میرے بعد کیا احداث کروگے۔

اس قول مین حضرت صدیقؓ کو کیون صادق الاقرار نہین سمجھتے۔ اور جب خود حضرت ام المومنین عائشہؓ کی اس شہادت کی

میرے باپ جنگ احد یاد کرکے روئے مین نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ احد کے دن فرار ہوا تھا۔

کیون تصدیق نہین کرتے اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو خود اپنی زبان مبارک سے بقول شمس العلما شبلی نعمانی یہ فرمایا تھا۔

یا بنت رسول اللہ واللہ اگر لوگ گھر مین سے نہ نکلین گے تو مین گھر کو آگ لگا دونگا"

اسکی تکذیب کیون کرتے ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

بجز تقیہ جواب نہین دے سکتے

غرضکہ اس حدیث سے امام باقر علیہ السلام کے ثابت ہوا کہ انکے نزدیک خلفاء ثلثہ اس آیت کے حکم مین داخل ہین اور جو وعدے جنت وغیرہ کے خدا نے مہاجرین و انصار سے کئے ہین ان مین وہ شریک ہین اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو لوگ انکی عیب جوئی کرتے ہین ان سے حضرت امام موصوف بیزار تھے اور انکو اسلام اور ایمان سے خارج سمجھتے تھے۔ پس سوائے تقیہ کے اور تو کوئی دوسرا جواب ہو ہی نہین سکتا لیکن معلوم نہین کہ کہانتک تقیہ کا عذر کیا کرینگے اور کب تک تقیہ کو سپر بناتے رہین گے۔

افسوس کہ جب خدا صاف صاف مہاجرین و انصار کی تعریف کرے اور ائمہ علیہم السلام خلفاء ثلثہ کی صاف فضیلت بیان کرین اور پھر بھی حضرات شیعہ قائل نہون تو اب معلوم نہین کہ مہاجرین و انصار کی فضیلت کے لئے کیسی دلیل چاہتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

جواز تقیہ کا ثبوت

جو روایت کہ آپ نے اوپر لکھی ہے اوسکا جواب عرض کرچکا ہون کہ یہ روایت کتب امامیہ کی نہین ہے اور اوس سے امام علیہ السلام کی تصدیق خلفاء ثلثہ کی فضیلت کے نسبت ثابت نہین ہوی پس ہم آپ سے اپنے مذہب کی کتابون سے سند چاہتے ہین نہ کہ جھوٹی اور جعلی اور تقیہ پر اہلسنت کی طعن بیجا ہے اسلئے کہ وہ کلام آلہی سے ثابت ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

من کفر باللہ من	جو شخص کفر پر مجبور کیا جاے مگر اسکا دل ایمان
بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ	کی طرف سے مطمئن ہو اس سے کچھ مواخذہ نہوگا۔
مطمئن بالایمان ولکن من	لیکن ایمان لانے کے بعد خدا کے ساتھ کفر کرے
شرح بالکفر صدرا فعلیھم	اور کفر بھی کرے تو جی کھولکر تو ایسے لوگون پر
غضب من اللہ ولھم عذاب عظیم ٥	خدا کا غضب اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

(سورہ نحل) ع ۱۴

تفسیر درمنثور جلد سوم صفحہ (۱۳۲) مطبوعہ مصر مین ہے کہ:۔

"حضرت عمار بن یاسر اور انکے باپ اور مان ایمان لاچکے تھے"۔

اسپر کفار حضرت عمار کو سخت ایذائین دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جب تک ہمارے لات وعزا کو اچھا اور محمدؐ کو گالیان ندو نچھوڑینگے۔ وہ روتے ہوے رسول اللہ کی خدمت مین حاضر ہوے اور یہ حال بیان کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دلمین ایمان کو کیا سمجھتے ہو۔ عرض کیا میرے دلکو اپنے ایمان سے اطمینان ہے آپ نے فرمایا اگر اب وہ لوگ تمھین ایذا دین اور تمسے جو کچھ کہلائین تم وہی کہدینا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوی۔

Presented by Ziaraat.Com

پس جو کوئی خدا پاک کے کلام پر ایمان رکھتا ہے وہ تقیہ کو بھی تسلیم کرے گا تقیہ صحابہ کے اس ایمان واسلام سے لاکھ درجے بہتر ہے کہ رسول اللہؐ کے سامنے تو اپنا ایمان شد و مد سے جتاتے تھے آنحضرت کے پیچھے نمازین پڑھتے تھے لیکن راتونکو مسجد مین بیٹھکر رسول اللہؐ کے خلاف سازشین اور شورے کیا کرتے تھے انکے اس نفاق و شقاق سے اہلسنت کسی طرح انکار نہین کرسکتے اسلئے کہ خود خدا پاک اسکی تصدیق کرتا ہے۔ اور رسول اللہ کو انکی حالات سے آگاہ فرمایا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔

ویقولون طاعۃ فاذا برزوا	یہ لوگ منہ سے تو کہدیتے ہین کہ آپکا ارشاد
من عندك بیت طائفۃ منھم	قبول ہے لیکن جب تمھارے پاس سے چلے
غیر الذی تقول واللہ یکتب	آتے ہین تو بعض لوگ تمھارے باتون کے
ما یبیتون فاعرض عنھم وتوکل	خلاف مشورے کرتے ہین خدا انکے نامۂ اعمال
علی اللہ وکفی باللہ وکیلا ۰	مین لکھ لیتا ہے۔ تم ان کا کچھ خیال نکرو اور
(پ۵ ع ۸)	خدا پر توکل کرو اور خدا ہی کافی وکیل ہے۔

اسی طرح دوسری آیت مین ارشاد فرماتا ہے۔

واذا لقوکم قالوا امنا واذا	(اے رسول) وہ جب تمسے ملتے ہین تو
خلوا عضوا علیکم الانامل من	کہتے ہین کہ ہم بھی ایمان لاے اور جب اکیلے
الغیظ قل موتوا بغیظکم ان	ہوتے ہین تو تمھارے برخلاف غصہ سے اپنی
اللہ علیم بذات الصدور ۰	انگلیان اپنے دانتون سے کاٹتے ہین (انسے
سورۂ آل عمران	کہدو کہ تم آپ ہی اپنے غصہ سے مرجاو بیشک
ع ۱۲	اللہ دلون کے حال سے خوب واقف ہے۔

غرض باوجود اسکے کہ خدا صاف صاف ان مہاجرین و انصار کی جنھون نے بطمع دنیا ہجرت کی تھی

نقص ایمان کی شہادت دئے اور خود ان سے مخاطب ہوکر تریدون عرض الدنیا تم طالب دنیا ہو فرماے اور رسول اللہ صلعم صاف صاف صحابہ سے انکے احداث کی خبر دین جسکو سنکر حضرت صدیق روئین اور جمیع علماء و محدثین بالاتفاق رسول اللہ صلعم کا اصحاب مفرورین کو باین الفاظ۔ یاانصار اللہ ورسولہ۔ یااصحاب الشجرہ انا محمد رسول اللہ انا نبی اللہ پکارنا بیان کرین اور خود خداے تبارک و تعالی تصدیق کرے اذ تصعدون ولا تلون احد والرسول یدعوکم فی اخرکم الخ اسوقت کو یاد کرو جبکہ تم بدحواس بھاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمھارے پیچھے کھڑے تمکو بلا رہے تھے مگر تم مڑکر بھی نہین دیکھتے تھے پھر بھی اُنکے نقص ایمان کے قائل نہون تو بفحواء آیہ کریمہ فبای حدیث بعدہٗ یومنون (المرسلت) پس اس (قرآن) کے بعد وہ کونسی بات پر ایمان لائینگے اب معلوم نہین کہ انکے فرار کے لیے اور کیسی دلیل چاہتے ہین۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

مہاجرین کی ہجرت وانصار کی نصرت بطمع دولت نہ تھی

حضرات شیعہ بعض مرتبہ یہ شبہ کرتے ہین کہ اللہ جل شانہ نے ان مہاجرین وانصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کیلئے ہجرت اور نصرت کی نہ کہ انکی جنھون نے دنیا کی طمع سے کی۔ اس شبہ کو ہم تین طرح سے رد کرتے ہین اول یہ کہ جب مہاجرین نے ہجرت کی اور انصار نے نصرت اسوقت دنیا اور دولت کہان تھی جسکی طمع ہوی۔ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ کے نکلنے کی اُنھین خبر ملی تھی جسکے لوٹنے کو گئے ہون یا جب انصار نے مہاجرین کی خاطر کی اور انکو اپنے گھرون مین ٹھہرایا تو کیا مہاجرین بہت سامال اپنے ہمراہ لے گئے تھے جس کے چھین لینے اور لوٹ لینے کی نیت سے انھون نے انکی مدد کی ہو۔ اگر مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت اور انصار نے اللہ کے واسطے نصرت نہین کی تو پھر ان کی ہجرت ونصرت کا کیا سبب تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

مہاجرین کا مدینہ مین آکر غنی ہونا

شیعہ کیا بلکہ ہر شخص جس کا نفس اغراض ذاتیات سے پاک ہے وہ اس امر کا یقین کرے گا کہ اللہ جل شانہ نے انھین مہاجرین و انصار کی تعریفین کی ہین جنھون نے خاص خدا کے لیے ہجرت و نصرت کی تھی۔

چنانچہ جن مہاجرین نے خدا کے لیے ہجرت کی تھی انھون نے غزوات مین اپنی جانین نثار کین یا فتح کے ساتھ پھرے اور وہ اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت حمزہؓ و امثالہم رضی اللہ عنہم ہین اور جنھون نے جہاد پر جانے سے تخلف کیا یا اگر کفار کے مقابلہ کو گئے تو اون کے اوچھے سے حملہ کی بھی تاب نہ لاے اور مع الخیر پلٹ آے اونکو جمیع آیات فضیلت سے خارج کرتے ہین اور یہ امر کہ جب مہاجرین نے مکہ سے ہجرت کی تب کیا مدینہ مین کسی خزانہ نکلنے کی خبر ملی تھی جس کے لوٹنے کو گئے تھے،، اس کا حال جناب امام فخر الدین رازی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے پوچھیے جنھون نے آیہ کریمہ الم یاذن للذین امنوا الخ کی یہ تفسیر کی ہے، کہ یہ آیت مہاجرین اولین کے حق مین ہے کہ جب اصحاب مدینہ مین آے تو عیش و آرام طلبی مین مشغول ہو کر اپنے اعمال مین کوتاہی کرنے لگے اس آیت سے ان پر عتاب ہوا،، اور صاحب تفسیر حسینی سے پوچھیے جو فرماتے ہین،، مومنان در مکہ با فقر و فاقہ بعد تمام قواعد طاعت را تمہید کردند بعد ہجرت کہ مال بسیار بدست آمد و نعمت بر ایشان فراخ شد آثار فتور و قصور در اوراد و وظائف و عبادت ایشان ظاہر گشت،، یہ حال اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی تفصیل سے ہمنے لکھا ہے ملاحظہ فرمائین۔

یہ تو انکی دولت و ثروت کی ابتدا تھی اور جب لڑائیون کا سلسلہ چھڑا تو مال غنائم کی نیت سے مجاہدین کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ جب مال غنائم بدر جمع کیا گیا تو باہم اصحاب مین اتنا جھگڑا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ انفال نازل فرمایا کہ یہ مال خدا اور رسول کا ہے۔ جب رسول اللہ بعد انفراغ مہایلے ہوازن سے سوار ہو کر روانہ ہوے لوگ آپ کے پیچھے دوڑے اور کہنے لگے کہ ہماری غنیمت ہمکو تقسیم کیجیے

Presented by Ziaraat.Com

جب اپنی مراد پوری نہوی تو ایک درخت کے پاس آپ سے جا لپٹے اور چادر مبارک آپکی کھینچ لی آپ نے فرمایا اے صاحبو میری چادر تو مجھے دیدو مین کیا تمکو دینے مین بخل کرتا ہون۔ جب مہاجرین و انصار نے آنحضرت سے یہ گستاخیان کین اور آپ پر خیانت اور عدل نکرنیکی تہمت کی اور تقسیم غنیمت پر خلاف شان آنحضرت کلام کئے تو آیہ کریمہ ومنھم من یلمزک فی الصدقات نازل ہوی۔

اے رسول انمین سے کچھ ایسے بھی ہین جو لوگون کے مال کی خیرات کی تقسیم مین بے انصافی کا تمکو الزام دیتے ہین پھر اگر ان مین سے انہین حسب خواہش دیا جاے تو خوش ہو گئے اور اگر انکی مرضی کے موافق نہین دیا گیا تو بس فوراً بگڑ جاتے ہین،، غزوہ حنین مین انکی طمع و حرص کی یہ حالت تھی کہ طرفین سے تلوارین چل رہی تھین قریب تھا کہ دشمن پسپا ہون کہ اتنے مین مجاہدین کو غنیمت نظر پڑی پھر کیا تھا اسکو دیکھتے ہی صرف دس اشخاص رسول اللہ کے پاس رہ گئے باقی سب کے سب غنیمت لوٹنے مین لگ گئے جس کی وجہ سے وہلہ اول مین شکست ہوی۔ اسی طرح احد مین بھی۔

ہم یہ حالات بتوضیح و تصریح آیات محکمات جلد اول مین لکھ آئے ہین ملاحظہ ہون صفحہ ۲۳۰ تا ۲۵۱۔

اس مین سیرت النبی مولفہ شمس العلما شبلی نعمانی کا بھی کلام شامل ہے اسکا یہ فقرہ مخصوص لائق غور ہے۔

عین فتح کے وقت جبکہ مجاہدین فتح کے نشہ مین چور ہین مال غنیمت فروخت ہو رہا ہے۔ ایک ایک کو ہزارون کی رقمین وصول ہو رہی ہین ایک ایک صحابی خوش آتے ہین اور جوش مسرت مین کہتے ہین یا رسول اللہ آج مین نے مال غنیمت سے جسقدر نفع اٹھایا کبھی نہین اٹھایا تھا پورے تین سو اوقیہ آے (ایک اوقیہ دس روپیہ کے برابر ہوتا ہے) یعنی تین ہزار روپیہ۔

غرض بجز خالص مومنین کے باقی سب مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت کے یہ اسباب تھے اگرچہ خدا اور رسول وقتاً فوقتاً حرص دنیا سے متنبہ کرتے رہے اور رسول اللہ صلعم نے بھی وقت رحلت مسجد مین جو طولانی خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس مین خاص اصحاب سے مخاطب ہو کر صاف ارشاد فرما دیا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

درحق اصحاب گفت کہ نمی ترسم من برشما از شرک ولیکن می ترسم کہ از دنیا رغبت کینہ و تقاتل کینہ
ہمدیگر،، مدارج النبوۃ ص۲۰۰۔

خداے عزوجل نے بھی صحابہ سے خطاب کرکے فرمایا۔

فھل عسیتم ان تولیتم	قریب ہے کہ تم حاکم ہوجاؤ تو تم زمین مین
ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا	فساد اور قطع رحم کرو۔ یہی تو وہ لوگ ہین جن پر
ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ	اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور اندہا
فاصمھم واعمی ابصارھم سورہ محمد پ۲۶ ع	کردیا۔

مگر ان پر کچھ اثر نہوا۔ آخر اُنکے عہد حکومت مین جو فسادات و کشت و خون و قطع رحم و ظلم و ستم عموماً اور آل رسول پر خصوصاً ہوے ان کا کچھ ذکر جلد اول مین ہوچکا ہے۔

حضرت عمرؓ کا بیت المال قائم کرنا

پس ان سب واقعات کا سبب بھی حرص و ہوا ہی تو تھی جس نے انکو غنی کردیا مسند نشین خلافت ہوتے ہی وصایاے رسول فراموش کرکے اپنی خلافت کی پائداری اور بمقابل حکومت خاندان رسالت و نبوت کو پست و ذلیل رکھنے کی غرض سے خلاف روش رسولؐ راہ اختیار کی چنانچہ جناب رسولخدا صلعم نے کبھی کوئی بیت المال قائم نہین کیا تھا جو رقم حضرت کے پاس آتی آپ اسکو فوراً مسلمانون پر تقسیم کردیا کرتے تھے بخلاف اسکے حضرت عمرؓ نے بیت المال قائم کردیا جیسا کہ شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

یہ صیغہ بھی حضرت عمر کی ذات سے وجود مین آیا۔ آنحضرت کے زمانہ مین سب سے آخر جو رقم وصول ہوی وہ بحرین کا خراج تھا جسکی تعداد آٹھ لاکھ درہم تھی لیکن آنحضرت نے یہ کل رقم ایک ہی جلسہ مین تقسیم کردی۔ تقریباً ۱۵ھ مین حضرت ابوہریرہ کو حضرت عمر نے بحرین کا عامل مقرر کیا وہ سال تمام مین پانچ لاکھ کی رقم اپنے ساتھ لائے حضرت عمر نے مجلس شوراے کا اجلاس عام کرکے

کہا کہ ایک رقم کثیر بحرین سے آئی ہے آپ لوگونکی کیا مرضی ہے حضرت علیؑ نے راے دی کہ جو رقم آے وہ سال کی سال تقسیم کر دیجاے اور خزانہ مین جمع نہ رکھی جاے حضرت عثمان نے اس کے خلاف راے دی۔ ولید بن ہشام نے کہا مین نے سلاطین شام کے ہان دیکھا ہے کہ خزانہ اور دفتر جدا جدا قائم ہے حضرت عمر نے اس راے کو پسند کیا اور بیت المال کی بنیاد ڈالی۔ (حصہ دوم صفحہ ۵۹)۔

جناب رسولخدا صلعم کا دستور تھا کہ جو رقم آتی تھی اوسکو علی السویہ تقسیم فرماتے نہ کسی کو زیادہ نہ کسی کو کم خلفاء ثلاثہ اپنی ذاتی مصلحتون پر نظر رکھکر خاص خاص اشخاص کو تو مالا مال کر دیتے تھے باقی لوگون کو تھوڑا بہت دیکر ٹال دیا کرتے تھے اور ضعفا و غربا کی طرف تو آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر کار قیام بیت المال اور اس تقسیم عمل سے چند ہی دن مین ایسے متمول ہو گئے کہ اکثر اصحاب تو بعد مرگ بھی مال و دولت کثیر چھوڑ گئے جیسا کہ کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔ چنانچہ بعض اصحاب عشرۂ مبشرہ کی دولت و ثروت کے بارہ مین چند روایات نقل کیجاتی ہین۔ ملاحظہ ہون۔

تمول حضرت ابوبکرؓ

آپ کی وفات کے بعد حضرت عمر نے کئی ہزار روپیہ نقد انکے گھر سے ضبط کر کے بیت المال مین داخل کیا۔ (ریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۷)۔

ابن اثیر۔ جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ مین ہے کہ حضرت صدیق کے پاس چالیس ہزار نقد تھے۔

اور دربارۂ تمول حضرت عائشہؓ کتاب تیسیر الباری ترجمہ صحیح بخاری مطبع احمدی لاہور کتاب الہبہ باب ہبۃ الواحد للجماعۃ صفحہ ۳۱۰ پر ہے کہ۔

اسماء بنت ابی بکر نے قاسم بن محمد بن ابوبکر اور عبد اللہ بن ابی عتیق سے کہا مجھے اپنی بہن عائشہ کے ترکہ مین سے غابہ مین کچھ جائداد ہاتھ آئی ہے اوسکے عوض معاویہ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیتے تھے مگر

مین نے نہین بیچی یہ جائداد تم دونو لیلو"

حضرت عمرؓ

آپ نے اپنے خاص مال سے اپنے ایک خسر کو دس ہزار درہم دئے (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۲۱۹)۔

حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے عقد کیا اور چالیس ہزار درہم مہر مین دئے۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۴۰) اپنے عہد خلافت مین پانچہزار روپیہ اپنی تنخواہ مقرر کی اسپر بھی قناعت نہ کی بلکہ بیت المال سے جسقدر چاہتے لے لیا کرتے تھے۔ چنانچہ جناب شمس العلماء شبلی نعمانی الفاروق حصہ اول ص ۱۷۲ مین رقمطراز ہین کہ۔

وقت رحلت جب قوم کے کام سے فراغت ہو چکی تو اپنے ذاتی مطالب پر توجہ کی۔ عبداللہ اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ مجھپر کسقدر قرض ہے معلوم ہوا کہ چھیاسی ہزار درہم فرمایا کہ میرے متروکہ سے ادا ہو سکے تو بہتر ورنہ خاندان بنی عدی سے درخواست کرنا اور اگر وہ بھی پورا نہ کر سکین تو کل قریش سے (یہ صحیح بخاری کی روایت ہے) لیکن عمر بن شیبہ نے کتاب المدینہ مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ نافع جو حضرت عمرؓ کے غلام تھے کہتے تھے کہ عمر پر قرض کیونکر رہ سکتا تھا حالانکہ انکے ایک وارث نے اپنے حصہ وراثت کو ایک لاکھ پر بیچا تھا (دیکھو فتح الباری مطبوعہ مصر جلد ۷ صفحہ ۵۳) حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر پر چھیاسی ہزار کا قرض ضرور تھا لیکن وہ اس طرح ادا کیا گیا کہ ان کا مکان مسکونہ بیچڈالا گیا جسکو امیر معاویہ نے خریدا۔

ان روایتون سے روشن ہے کہ آپ اپنی ذات کے لئے حسب خواہش بیت المال سے بیدریغ رقم اوٹھا لیتے تھے جو منافی شان امانت ہے اور یہ رقم کثیر اپنے بارہ سال کے عہد خلافت مین بھی داخل بیت المال نہ کی۔ یہ تو اندرونی حالت تھی اور بظاہر اپنے کو پاک دامن بتانے کے لئے اپنے عہد خلافت مین فرماتے تھے کہ عمر کے لیئے بیت المال سے صرف اسقدر جائز ہے کہ دو کپڑے پہننے کے لئے لے اور حج وغیرہ کے لئے سواری اور اپنے اہل وعیال کا خرچ ایک اوسط درجہ کے آدمی کے خرچ کے برابر لیا کرے (ابن سعد جلد ۳ قسم اول ص ۱۹۷)

Presented by Ziaraat.Com

(۲) ایک دفعہ بیمار ہوے لوگون نے علاج کے لیے شہد کا استعمال تجویز کیا تو مجمع عام مین آکر اصحاب سے فرمایا کہ اگر تم لوگون کی اجازت ہو تو بیت المال مین جو شہد رکھا ہوا ہے اوس مین سے کچھ لے لون لوگون نے اجازت دیدی۔ (ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۱۹۰)

(۳) ایک مرتبہ احنف بن قیس روسا عرب کے ساتھ حضرت عمر سے ملنے کو گئے دیکھا تو دامن چڑھائے ادھر اودھر دوڑتے پھرتے ہین احنف کو دیکھکر کہا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو کہ ایک اونٹ مین کتنے غریبون کا حق شامل ہے ایک شخص نے کہا امیر المومنین آپ کیون تکلیف اٹھاتے ہین کسی کو حکم دیجئے وہ ڈھونڈ کے لائیگا فرمایا ای عبد اعبد منی یعنی مجھسے بڑھکر کون غلام ہو سکتا ہے۔ (الفاروق حصہ دوم صفحہ ۲۳۲)

پس روایات مندرجہ بالا سے جناب خلافتمآب کا تمول روشن ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ تمول موروثی تھا یا کسبی آپکی موروثی حالت وحیثیت کے متعلق ہم خود کچھ کہنا نہین چاہتے مگر حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک طولانی روایت ازالۃ الخفا صفحہ ۱۸۳ مقصد دوم مین لکھی ہے بقدر ضرورت اسی کا اقتباس ہدیہ ناظرین کرتے ہین اور وہ یہ ہے۔

قال لعن الله یوما کنت	یعنی عمرو عاص نے مسلمہ سے کہا خدا اوس
فیہ والیا لابن الخطاب والله لقد	روز پر لعنت کرے کہ جس روز ہم ابن خطاب
رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل	کی طرف سے والی ہون قسم بخدا ہمنے اسکو اور
واحد منهما عباءة قطرانیة	اوسکے باپ کو دیکھا ہے کہ ایک عبا سے
موتزرا بها ما تبلغ ما ربض رکبتیہ	قطرانی کا لنگ باندھے ہوے تھے جس سے
وعلی عنق کل واحد منهما حزمة	ان کا گھٹنا بھی نہین چھپتا تھا اور دونون کی
من حطب۔	گردن پر لکڑی کا گٹھا تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

اور مداح مہر و ماہ فلک اسلام (شبلی صاحب) رقم فرماتے ہین کہ۔

"سن رشد کو پہونچ کر خطاب اون کے (حضرت عمر) کے باپ نے انکو جو خدمت سپرد کی وہ اونٹونکا چرانا تھا خطاب نہایت بیرحمی کے ساتھ اون سے سلوک کرتے تھے جس میدان مین حضرت عمر کو یہ مصیبت انگیز خدمت انجام دینی پڑتی تھی ایکدفعہ خلافت کے زمانہ مین حضرت کا اودھر گذر ہوا تو اونکو نہایت عبرت ہوی آبدیدہ ہوکر فرمایا اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ مین یہان تمدہ کا کرتا پہنے ہوے اونٹ چرایا کرتا اور تھک کر بیٹھ جاتا تو باپ کے ہاتھ سے مار کھاتا آج یہ دن ہے کہ خدا کے سوا میرے اوپر اور حاکم نہین۔ (الفاروق حصہ اول صفحہ ۲۱)

تمول حضرت عثمانؓ

ایک ہزار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے شام سے آے۔ (ریاض النضرہ جلد ۱ صفحہ ۹۱)

ایک کنوان پنتیس ہزار درہم مین خرید کیا (ایضاً جلد ۲ صفحہ ۹۲)

پچیس ہزار درہم مین ایک زمین خرید کی۔ (ایضاً)

غزوہ تبوک کے لیے حضرت عثمانؓ نے نوسو پچاس اونٹ۔ پچاس گھوڑے اور ایک ہزار دینار عطا فرماے۔ (ریاض النظرہ جلد ۲ صفحہ ۹۱)

شہادت کے وقت آپ کے خزانچی کے پاس تین کروڑ پانچ لاکھ درہم اور ایک لاکھ دینار تھے۔ اور ہزار اونٹ زبدہ مین موجود تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۵۳)

حضرت عبدالرحمن بن عوف داماد حضرت عثمان و میر مجلس۔ مجلس شوریٰ

آپ نے وقت وفات چالیس ہزار نقد پانسو گھوڑے اور ڈیڑھ ہزار اونٹ چھوڑے۔

(ریاض النظرہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

منجملہ اور چیزون کے سونے کے بڑے بڑے ٹکڑے چھوڑے جو کلہاڑیون سے

کاٹے گئے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صـ۹۶)

اپنی ملوکہ ایک زمین حضرت عثمانؓ کو چالیس ہزار دینار مین فروخت کی۔ (ایضاً صـ۹۴ جلد ۳)

اور حسب وصیت پچاس ہزار دینار صرف ہوے وقت انتقال مال کثیر ہزار اونٹ سو گھوڑے تین ہزار بکری اور زمینداری چھوڑ گئے۔ (ایضاً صـ۹۶)

استیعاب مین ان کے متروکہ کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ ہزار اونٹ تین ہزار بکری سو گھوڑا چھوڑا۔ اور نقدی کا حساب یون لگایا گیا ہے کہ چار عورتون سے ایک عورت کو زمانہ مرض مین طلاق دیدی تھی جو چوتھائے ثمن کی مالک تھی اوس سے تراسی ہزار پر مصالحہ ہوا۔ جب ایک ثمن کا چوتھا حصہ اتنا تھا تو پھر ان کا مال کتنا ہوگا حساب لگا لیجئے۔

حضرت شاہ صاحب تحفہ مین تحریر فرماتے ہین کہ۔

"درہمین اثنا عبدالرحمن بن عوف کہ بالقطع مبشر بجنت ویکی از دہ یار بہشتی بود رحلت فرمود ومال فراوان گذاشت بحدیکہ بعد از اداے دیون وتنفید وصایاے او۔ چون ترکہ اورا تقسیم نمودند ثمن مال باقی اش بچہار زن اورسید منجملہ آن چہار یک را زیاد بر ہشتاد ہزار درہم درحصہ میرسید چون اورا در مرض مطلقہ نمودہ بود تمام حصہ اش ندادند بر ہشتاد ہزار درہم حصہ نمودند۔

یعنی یہ صورت مالداری کی تھی کہ قرضہ وغیرہ ادا کرنے اور تعمیل وصایا کے بعد جو بچا اُس کے آٹھوین حصہ کو چار بیبیون پر تقسیم کرنے سے ایک بی بی کو جس نے مرض الموت مین مطلقہ ہونے کی وجہ سے پورا حصہ نہین پایا تو بھی اسی ہزار درہم ملے۔

حضرت طلحہ واماد حضرت ابوبکرؓ

آپ کی املاک وجائداد کوفہ اور مدینہ مین اندازۂ شمار سے زیادہ تھی اور دوسری جگہ بھی مکانات بہت مضبوط گچ وغیرہ اور ساکھو کی لکڑی سے بنے تھے اور غلہ کی قیمت جو عراق مین تھا ایک دن مین

ہزار دینار آتے تھے۔

آپ کو عراق کی کاشت سے چار پانچ لاکھ اور سیرات کی کاشت سے کم و بیش دس ہزار دینار وصول ہوتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد ۳ قسم اول صہ ۱۵۸)

ایک دفعہ ایک دن مین لاکھ درہم خرچ کئے۔ زمینداری بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تھی۔ اور اور ایک زمین سات لاکھ درہم مین فروخت کی اور چار لاکھ نقد۔ (ایضاً)

ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ چالیس ہزار دینار مین فروخت کی (ایضاً صفحہ ۹۴)

اور بھی ایک زمین حضرت عثمان کے ہاتھ سات لاکھ درہم مین فروخت کی۔ (ایضاً صفحہ ۱۵۷)

آپ نے بائیس لاکھ درہم اور دو لاکھ دینار نقد اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی (ایضاً)

تمول حضرت زبیر ہمشیرزادہ حضرت عائشہؓ

آپ نے اپنی مملوکہ ایک زمین چھ لاکھ مین فروخت کی۔ ایک گھر چھ لاکھ درہم مین فروخت کیا۔ (ریاض النضرہ جلد ۲ صہ ۲۷۲)

آپ نے تین کروڑ باون لاکھ درہم کی جائداد چھوڑی۔ چار بیبیون مین سے ہر ایک کو بتیسوان حصہ یعنی گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے۔ (ایضاً جلد ۳ صہ ۷۷)

اور تاریخ خمیس صفحہ ۳۱۱ جلد ۲ مین ہے۔

وقد خلف املاکاً بیعت بنحو فی اربعین الف الف درھم و ھذا لم یسمع بمثلہ قط (رد تحفہ) صہ ۱۲۷

یعنی زبیر نے اسقدر ملک چھوڑی تھی کہ چار کروڑ درہم مین انکی املاک بیع ہوی اور یہ وہ مقدار ہے کہ جو کسی کے لیے نہین سنی گئی۔

حضرات طلحہ و زبیر کے سچے اسلام اور پکے ایمان کا حال یہ تھا کہ سب سے پہلے جناب امیر علیہ السلام کی

Presented by Ziaraat.Com

بیعت کرنے والے یہی تھے اور پھر بیعت سے منحرف ہو کر بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرنے والے اور جنگ جمل وغیرہ کے سرغنہ بنے۔

آیات و روایات طالبان دنیا کی مذمت مین

پس مہاجرین و انصار کی دولت و ثروت پیش نظر رکھکر خداے پاک کے اس ارشاد پر غور کرو۔

ترید ون عرض الدنیا واللہ	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت کا
یرید الاخرۃ	خواہان ہے۔

قولہ تعالیٰ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا	جو شخص دنیا کا طالب ہو تو ہم جسے چاہتے
لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا	ہین اُسے دنیا مین سردست دیدیتے ہین۔
لہ جھنم یصلھا مذموما	(مگر) پھر (آخر کار) ہمنے اوس کے لئے دوزخ
مدحورا ومن اراد الاخرۃ	ٹھہرا رکھی ہے جسمین وہ بُرے حالون راندۂ
وسعی لھا سعیھا وھو مومن	(درگاہ خدا) ہو کر داخل ہوگا اور جو شخص طالب
فاولئک کان سعیھم مشکورا	آخرت ہوگا اور آخرت کے لئے جیسی کوشش
سورہ بنی اسرائیل	کرنی چاہئے ویسی اس کے لئے کوشش بھی
پارہ (۱۵)	کرے اور وہ ایمان بھی رکھتا ہو تو یہی لوگ ہین
ع ۳	جنکی محنت (خدا کے ہان) مقبول ہوگی۔

اس موقع پر سیرت النبی جلد اول صفحہ ۴۴۸ کی یہ عبارت بھی قابل ملاحظہ ہے۔

"جہاد مین فتح پانے اور زمین پر قبضہ حاصل کرنے کا مقصد یہ نہین قرار دیا گیا کہ فاتح دولت و مال اور حکومت کا لطف اٹھائین بلکہ یہ غرض رکھی گئی کہ لوگون کو عبادت و ریاضت اور فقرا کی دستگیری کی تلقین کرین اور اچھی باتین پھیلائین اور برے کامون سے لوگون کو روکدین۔

Presented by Ziaraat.Com

الذین مکنّاھم فی	یعنی وہ لوگ کہ اگر ہم انکو زمین پر قبضہ دین
الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوٰۃ	تو وہ نماز کے پابند ہون گے زکواۃ ادا کرینگے
وامروا بالمعروف ونھوا عن	اچھی باتون کا حکم دین گے اور بری باتون سے
المنکر	روکین گے۔

کسی ملک کی فتح سے جو دولت ومال ہاتھ آتا تھا وہ فاتح کا خاص حصہ ہوتا تھا جسکو وہ اپنے مصارف عیش مین استعمال کرتا تھا۔ اور دربار کے امرا درجہ بدرجہ اس سے مستفید ہوتے تھے لیکن اسکا مصرف یہ قرار دیا۔ واعلموا انما غنمتم الخ اور جان لو کہ جو کچھ مال غنیمت ملے تو اسکا پانچوان حصہ خدا کا ہے اور رسول کا اور رشتہ دارونکا اور قیدیونکا اور غریبونکا اور مسافرون کا۔ جہاد نہ صرف حقیقت کے لحاظ بلکہ صورۃً بھی عبادت بنا دیا گیا مجاہدین کو تاکید تھی کہ عین جنگ کے وقت بھی خدا کا نام لیتے رہین۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم	مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ
فئۃً فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا	ہو جاے تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا
لعلکم تفلحون (انفال)	نام لیتے جاؤ تو تم کامیاب ہوگے (جلد اول ص۴۴۰)

قصہ مختصر اب انکے مال غنائم لوٹنے اور زر ومال جمع کرنے پر نگاہ رکھکر فرمائے کیا یہی وہ اصحاب ہین جن کی نسبت آپنے شد ومد سے تحریر فرمایا ہے کہ وہ قدم بقدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص وہوا کو کسی کام مین دخل نہ دیتے تھے،

حدیث الفقر فخری

کیا سرور عالم صلعم نے بیت المال قائم کیا تھا اور جو مال آتا تھا اوسکو رکھ چھوڑتے تھے۔

کیا تقسیم مال مین رعایت فرمایا کرتے تھے۔

کیا حضرت صلعم کے حالت حیات وممات مین ایک درہم بھی بیت الشرف سے نکلا۔

Presented by Ziaraat.Com

فقر و فاقہ کو کون دوست رکھتا تھا۔ اور الفقر فخری کس کا قول تھا۔

جہیز حضرت فاطمہ زہراؑ

رسول الثقلین نے جو دین و دنیا کے شہنشاہ تھے اپنی اکلوتی بیٹی کو جو جہیز دیا تھا اسکی تصریح جناب مولوی شبلی صاحب یہ کرتے ہین۔

شہنشاہ کونین نے سیدہ عالم کو جو جہیز دیا وہ باندہ کی چارپائی چمڑے کا گدا جس مین روئی کے بجاے کھجور کے پتے تھے ایک چھاگل ایک مشک اور دو مٹی کے گھڑے تھے۔ (سیرت النبی جلد ۱ ص ۲۶۸)

مہر حضرت فاطمہ زہراؑ

پس صحابہ ممدوحین کا تو قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلنا بے بنیاد ہے۔ ہان آل رسول بیشک قدم بہ قدم اپنے پیغمبر کے چلتے تھے اور حرص و ہوا سے پاک تھے جس کا کچھ ذکر ہم اس جلد مین بعنوان شواہد نقلی کر چکے ہین اس جگہ اوس مہر کا ذکر کرتے ہین جس کا حال جناب شمس العلما نے تحریر فرمایا ہے اسکی نقل یہ ہے۔

جب حضرت علی نے رسول اللہ سے درخواست کی تو آپ نے حضرت فاطمہ کی مرضی دریافت کی وہ چپ رہین یہ ایک طرح کا اظہار رضا تھا۔

آپ نے حضرت علی سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لئے کیا ہے بولے کچھ نہین۔ آپ نے فرمایا وہ زرہ کیا ہوی (جنگ بدر مین ہاتھ آئی تھی) عرض کی وہ تو موجود ہے آپ نے فرمایا بس وہ کافی ہے۔ ناظرین کو خیال ہوگا کہ بڑی قیمتی چیز ہوگی لیکن اگر وہ اوسکی مقدار جاننا چاہتے ہین تو جواب یہ ہے کہ صرف سو ۱۰۰ روپیہ کا مال تھا زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علی کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ کمبلی چادر تھی حضرت علی نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ کے نذر کیا۔ (ایضاً ص ۲۶۷)

جس طرح آل رسول کے فقر کی یہ حالت تھی اسی طرح معیشت کی بھی یہی کیفیت تھی کہ مثل رسول فاقے پر فاقے گزرا کرتے تھے۔ پانی سے افطار کرکے روزہ پہ روزہ رکھتے تھے لیکن سائل کو

Presented by Ziaraat.Com

محروم نہ پھیرتے اور اپنی نذر پوری کرتے تھے جس پر خود کلام الٰہی شاہد ہے۔

شان نزول آیۂ کریمہ یوفون بالنذر الخ

مروی ہے کہ ایک دفعہ حسنین علیہما السلام بیمار ہوے جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے نذر کی کہ اگر پروردگار عالم ان دونون کو اس بیماری سے صحت دے تو تین روزے رکھین گے۔ شافی مطلق نے صحت عطا فرمائی جناب امیر اور جناب سیدہ علیہما السلام نے اپنی نذر پوری کی یعنی پیاپے تین روزے رکھے اور ہر افطار پر سائل آتے رہے اور یہ خاصان خدا اپنے اپنے حصہ کی روٹی انکو دیتے رہے اور پانی پی پی کر تین روزے مسلسل رکھے۔ حق سبحانہ تعالیٰ نے سورہ دہر انکی شان مین نازل فرمایا اوس مین یہ آیات پاک ملاحظہ ہون۔

یوفون بالنذر ویخافون	یہ وہ لوگ ہین جو نذرین پوری کرتے ہین اور
یوماً کان شرہ مستطیراً	اسدن سے جسکی سختی ہر طرف پھیلی ہوگی ڈرتے ہین
ویطعمون الطعام علی حبہ	اور اسکی محبت مین محتاج اور یتیم اور اسیر کو کھانا
مسکینا ویتیما واسیراً	کھلاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم تو تمکو خالص خدا کیلئے
انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید	کھلاتے ہین ہم تم سے نہ بدلے کے خواستگار ہین
منکم جزاء ولا شکوراً انا	اور نہ شکر گزاری کے ہمکو تو اپنے پروردگار سے
نخاف من ربنا یوماً عبوساً	اسدن کا ڈر ہے جسمین منہ بھن جائینگے اور چہرے
قمطریراً (سورہ دہر)	ہوایان اڑتی ہونگی۔

مفسرین اہلسنت نے اس سورے کا شان نزول یہ لکھا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حسن وحسین علیہما السلام بیمار ہوے تو جناب رسولخدا صلعم کچھ لوگون کے ساتھ عیادت کو تشریف لاے بعد دیکھنے کے جناب امیر سے فرمایا اے ابوالحسن بہتر ہوتا اگر تم ان دونون فرزندون کی صحت کے لیے نذر کرتے یہ سنتے ہی جناب امیر فاطمہ زہرا اور

Presented by Ziaraat.Com

فضہ نے تین تین روزون کی نذر کی جب دونون صاحبزادے اچھے ہوے اور نذر کے پورا کرنیکا وقت آیا تو گھر مین کچھ نہ تھا جناب امیر نے شمعون یہودی سے تین صاع جو قرض لئے جناب سیدہ نے ایک صاع جو پیسا اور پانچ روٹیان پکائین شام کو کھانا ہی چاہتے تھے کہ ایک سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہلبیت محمدؐ مین ایک مسلمان مسکین ہون مجھے کھانا دو خدا تمھین جنت کے خوان عطا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی سب نے اپنے اپنے آگے کی روٹیان دیدین اور فقط پانی پیکر سو رہے۔ دوسرے دن۔ پھر روزہ رکھا جناب سیدہ نے پھر پانچ روٹیان پکائین اور کھانے بیٹھے تھے کہ ایک یتیم نے آواز دی سب نے اپنی اپنی روٹی اوسکو دیدی اور صرف پانی سے افطار کیا۔ تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور افطار کرنے بیٹھے تھے کہ ایک قیدی نے آواز دی پھر سب بزرگوارون نے اپنی اپنی روٹی دیدی چوتھے دن صبح کو جناب امیرؑ صاحبزادون کے ہاتھ پکڑے ہوے حضرت رسولؐ کی خدمت مین حاضر ہوے جب رسول اللہ کی نظر پڑی کہ بھوک کی شدت سے کانپ رہے ہین تو فرمایا کہ مین تم لوگون کو کسقدر تکلیف کی حالت مین دیکھ رہا ہون پھر خود اٹھے اور اون کے ساتھ جناب سیدہ کے مکان مین آئے تو فاطمہ زہرا کو محراب عبادت مین دیکھا انکی پیٹھ پیٹ سے ملگئی ہے۔ اور آنکھین دھنس گئی ہین یہ دیکھکر حضرت کو بہت رنج ہوا کہ یکایک حضرت جبریل نازل ہوے اور کہا لیجیے یا رسول اللہ آپ کو مبارک ہو کہ خدا نے یہ سورہ آپ کے اہل بیت کی شان مین نازل کیا ہے اور سورہ دہر کی تلاوت فرمائی"۔ (دیکھو تفسیر کشاف جلد سوم صفحہ ۲۳۹ سطر ۲۹ مطبوعہ مصر)۔

اس روایت کو بیضاوی وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ (منقول از ترجمہ قران مولوی حافظ فرمان علی صاحب صفحہ ۹۲۴)۔

عبادت رسولؐ
وصی رسولؐ

جناب سید المرسلین۔ امام المتقین۔ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین علاوہ فرائض نبوت و رسالت عبادت مین بھی بہت مشقت فرماتے تھے دس برس تک پنجون کے بھل کھڑے ہو کر رات رات بھر نماز پڑہی حتی کہ آپ کے پاؤن سوج گئے اور رنگ زرد ہو گیا خداے عزوجل نے آیہ کریمہ۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک	(اے) طٰہٰ (رسول اللہ) ہمنے تمپر قرآن
القرآن لتشقی الا تذکرۃ	اس لئے تو نازل نہین کیا کہ تم (اسقدر)
لمن یخشیٰ ؕ	مشقت اٹھاؤ مگر جو شخص خدا سے ڈرتا ہے
	اس کیلئے نصیحت (قرار دیا) ہے۔

نازل فرما کر اپنے حبیب کو اسقدر مشقت سے روکا۔ آل رسول نے اس مین بھی آپ کا اتباع کیا۔ چنانچہ وصی رسول کا دن و رات مین ایک ہزار رکعت نماز پڑہنے اور خضوع و خشوع کا حال اوپر "شواہد نقلی" مین لکھا گیا ہے۔

عبادت جناب امام زین العابدینؑ

احوال جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین منقول ہے کہ ایک شخص امام علیہ السلام کے پاس آیا اور گستاخانہ کہنے لگا کہ آپ نماز کی حقیقت سے بھی واقف ہین فرمایا البتہ مین نماز کو خوب جانتا ہون۔ اُس نے افعال نماز مبطلات نماز۔ نوافل نماز۔ فرائض نماز۔ سبکو پوچھنا شروع کیا حضرت نے سب کا جواب دیا یہان تک کہ اوس نے پوچھا افتتاح نماز یعنی ابتدا اسکی کیا چیز ہے فرمایا تکبیر۔ اوس نے کہا برہان نماز کیا ہے فرمایا قرأت۔ پوچھا خشوع نماز کیا ہے فرمایا نظر سجدہ گاہ پر رکھنا۔ کہا تحریم نماز کیا ہے فرمایا تکبیر۔ کہا تحلیل نماز کیا ہے فرمایا تسلیم۔ پوچھا جوہر نماز کیا ہے فرمایا تسبیح۔ کہا آخر نماز کیا ہے فرمایا تعقیب کہا تمامی نماز اور مکمل نماز کیا ہے فرمایا درود بھیجنا محمدؐ اور آل محمدؐ پر۔ پوچھا سبب قبول نماز کیا ہے فرمایا ہم اہلبیت کی محبت اور ہمارے دشمنون سے کراہت۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ سنکر کہنے لگا کہ آپ نے کوئی حجت اُٹھا نہین رکھی اور یہ آیت پڑھتا ہوا چلا گیا۔

اللہ اعلم حیث یجعل	اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اُس نے اپنی رسالت
رسالتہ	کہان قرار دی ہے۔

خوف خدا کا یہ حال تھا کہ جب وضو فرماتے تھے تو رنگ چہرۂ مبارک کا زرد ہو جاتا تھا اور تمام جسم مین لرزہ پڑ جاتا تھا۔ جب کوی پوچھتا تھا تو فرماتے تھے کیا تم نہین جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونیکو اور کس سے باتین کرنے کو جاتا ہون۔ جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو رنگ بدل جاتا تھا اور اس طرح کھڑے ہوتے تھے جس طرح عبد ذلیل بادشاہ جلیل کے سامنے کھڑا ہوتا ہے خوف خدا سے بند بند بلکہ تمام اعضا کانپنے لگتے تھے اور آپ اپنے سر نیاز کو درگاہ بے نیاز مین رکھے یہ عرض کرتے تھے۔

الٰھی نامت العیون وغارت	خداوندا سب لوگ سو گئے۔ آسمان پر
النجوم وانت الملک الحی القیوم	ستارے ڈوبنے لگے مگر تو ایسا بادشاہ زندہ
غلقت الملوک ابوابھا واقامت	وقیوم ہے جو کبھی نہین سوتا۔ بار الٰہا بادشاہان
علیہ حرّاسھا وبابک مفتوح	دنیا نے اپنے دروازے بند کر لئے اور دروازون پر
للسائلین جئتک لتنظر	دربان مقرر کر دئے ہین کہ کوئی وہان پہونچ نہین
الی برحمتک یا ارحم الراحمین	سکتا مگر تیرا دروازہ سائلین کے واسطے کھلا ہوا
	ہے مین تیرے در پر حاضر ہوا ہون تو میری طرف
	عین عنایت اور نظر مرحمت سے دیکھ کہ تو ارحم الراحمین ہے

اشعار

یا من یجیب دعا المضطر فی الظلم	یا کاشف الضر والبلوی مع السقم
اے قبول کرنیوالے دعاء مضطر کے اس تاریکی مین	اے دور کرنے والے مصیبت و بلا کے مع بیمارے کے

ادعوك رب دعاء قد امرت بہ　　فارحم بکائی بحق البیت والحرم

مین تیرے حکم کے بموجب تجھ سے دعا کرتا ہون　　اس خانہ معظم اور حرم محترم کا واسطہ میرے رونے پر رحم کر

ان کان عفوك لا یرجوہ ذو شرف　　فمن یجود علی العاصین بالنعم

اگر تیرا فضل اور تیرا عفو گناہگارون کے واسطے نہو　　تو پھر گنہگارون پر کون رحم کرنے والا ہے

ایک مرتبہ امام محمد باقر علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار کی خدمت مین گئے دیکھا کہ آپ کی عبادت انتہائے مرتبہ کی بڑھی ہوی ہے۔ جاگنے سے رنگ زرد ہے رونے سے آنکھین ورم کر گئین ہین کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹہ پڑ گیا ہے۔ اور کثرت قیام سے دونون پاون پر ورم آگیا ہے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب مین نے یہ حال دیکھا رونے لگا تھوڑی دیر کے بعد وہ حضرت میری طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے فرزند وہ صحیفہ جس مین عبادت علی ابن ابی طالبؑ لکھی ہے لے آ۔ جب مین نے لاکر دیا تھوڑا سا اس مین سے پڑہا اور گھبرا کر رکھدیا اور فرمایا کس کی مجال ہے کہ مثل علی ابن ابی طالبؑ کے عبادت کر سکے۔ اور جنکو آپ رسول اللہؐ کے قدم بہ قدم چلنا بتاتے ہین اُن کی نماز کا حال بقول شبلی صاحب یہ تھا کہ۔

کوئی ضروری کام آپڑتا تو حضرت عمر پہلے اسکو انجام دیتے۔ ایکدفعہ اقامت ہو چکی تھی اور صفین درست ہو چکی تھین کہ ایک شخص صف سے نکلکر آپکی طرف بڑہا وہ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور دیر تک اس سے باتین کرتے رہے"

ہمنے جو حالات آپ کے زہد و تقوی اور روزہ نماز کے الفاروق سے لے کر اسی جلد مین بعنوان شواہد نقلی لکھے ہین وہ ملاحظہ فرمائین۔ غرض خلق و مروت۔ مرتبت و ہمت۔ اطاعت و عبادت سخاوت و شجاعت حلم و حیا۔ صبر و رضا۔ زہد و اتقا۔ جود و سخا۔ مہر و وفا۔ خلت و صفا۔ اور رحم و کرم وغیرہ وغیرہ صفات مین کونسی صفت ایسی ہے جس مین آل رسول نے آنحضرت صلعم کی پیروی نہین کی۔ اللہم صل علی محمد و آل محمد

پس یہی خاصان خدا ہین جو ہر امر مین رضاے آلہی ملحوظ رکھتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بہ قدم چلتے تھے جسکا مداح خود خداوند عالم ہے نہ کہ وہ مہاجرین و انصار جو طالب دنیا تھے۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خلاف سنت رسول مقبول صلعم بیت المال قائم کرکے غنی بن گئے۔ چونکہ ان حضرات کو خوب معلوم تھا کہ حضرت علیؑ تو ہر امر مین رسول کے قدم بقدم چلین گے اسی لئے مجلس شوری مین اُن جناب سے خلافت دینے کے لئے سیرت شیخین پر عمل کرنیکی شرط کی گئی تھی جس سے آپ نے قطعاً انکار کیا اور فرمایا کہ مین کتاب خدا اور سنت رسول پر عمل کرونگا۔

علامہ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد اول صفحہ ۹ مقدمہ کتاب مین خلفاء ثلاثہ کے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

جناب امیر مہالب الرائے اور مدبر تھے

وامّا الرای والتدبیر فکان	یعنی راے اور تدبیر مین حضرت علی کا
من اسدّ الناس رایا واصحھم	درجہ سب سے بڑا ہوا تھا آپ کی راے
تدبیرا وھو الذی اشار علی	سدید ہوتی تھی اور تدبیر آپ کی صحیح حضرت
عمر لمّا عزم علی ان یتوجّہ بنفسہ	ہی نے عمر کو اسوقت راے دی تھی جبکہ وہ خود
الی حرب الروم والفرس بما اشار	حرب روم و فارس کو جارہے تھے اور انھون
وھو الذی اشار علی عثمان	نے اوسپر عمل کیا حضرت نے عثمانؓ کو
بامور کان صلاحہ فیھا ولو قبلھا	کیسی کیسی رائین دین کہ اگر وہ ان پر
لم یحدث علیہ ما حدث وانما	عمل کرتے تو ان آفتون مین نہ مبتلا ہوتے۔
قال اعداؤہ ولا رأی لہ لانہ	یہ جملہ آپ کے دشمنون نے گڑھا ہے کہ
کان متقیدا بالشریعۃ لا یری	حضرت صائب راے نہ تھے کیونکہ آپ
خلافھا ولا یعمل بما یقتضی	پابند شریعت تھے اوسکے خلاف کرنا

الدّین تحریمہ وقد قال علیہ السلام
لولا الدین والتقی لکنت ادھی العرب
وغیرہ من الخلفاء کان یعمل بمقتضی
ما یستصلح ولیتوقف سواء کان
مطابقا للشرع اولم یکن ولا ریب ان
من یعمل بما یودی الیہ اجتہادہ ولا یقف
مع ضوابط وقیود یمتنع لاجلہا ما یری
الصّلاح فیہ تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتظام اقرب ومن کان
بخلاف ذلک تکون احوالہ الدنیاویۃ
الی الانتشار اقرب

(از ردّ تحفہ ص۲۵۵)

جائز نہ جانتے اور وہ باتین نہ کرتے جواز روے
دین حرام تھین چنانچہ خود حضرت نے
فرمایا اگر خیال دین و تقوی نہوتا تو ہم
تمامی عرب سے زیادہ چالاک ہوتے۔
دوسرے خلفاء اس طرح پابند نہ تھے وہ
مصلحت وقت کے مطابق عمل کرتے تھے
خواہ شریعت کے موافق ہو یا اسکے خلاف۔
اور ظاہر ہے کہ جو شخص اپنی راے اور
اجتہاد پر عمل کرتا ہے وہ کسی ضابطہ شرعی
وقاعدہ دینی کا پابند نہین ہوتا اسکے امور
دنیویہ منتظم ہوتے ہین اور جو اوسکے خلاف
کرتا ہے اکثر امور دنیویہ مین انتشار ہوتا ہے

سبب مخالفت جناب امیرؑ۔

اور صفحہ ۲ مین اور زیادہ تفصیل سے لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔

وروی علی بن محمد بن ابی یوسف
المدائنی عن فضیل ابن الجعد قال
اکد الاسباب فی تقاعد العرب عن
امیر المومنین علیہ السلام امر المال
فانہ لم یکن یفضل شریفا علی مشروف
ولا عربیا علی عجمی ولا یصانع الرؤساء

علی بن محمدؒ ابو یوسف مدائنی فضیل بن
جعد سے روایت کرتے ہین کہ سب سے بڑا
سبب عرب کی مخالفت کا جناب امیر سے
یہی مال تھا کہ وہ حضرت نہ کسی شریف کو
زیادہ مال دیتے نہ عربی کو عجمی پر فضیلت
دیتے نہ روساء نہ امراء قبائل کا زیادہ خیال

Presented by Ziaraat.Com

وامراء القبائل كما يصنع الملوك
ولا يستميل احدا الى نفسه وكان
معاوية بخلاف ذلك فترك الناس
عليا والتحقوا بمعاوية فشكى على عليه
السلام الى الاشتر تخاذل اصحابه
وفرار بعضهم الى معاوية فقال
الاشتر يا امير المومنين انا قاتلنا
اهل البصرة باهل البصرة واهل
الكوفة ورأى الناس واحد وقد
اختلفوا بعد وتعادوا وضعفت
النية وقل العدو وانت تاخذهم
بالعدل وتعمل فيهم بالحق
اذ عموا به وانعموا من العدل
اذ صاروا فيه وراؤ صنائع معاوية
عند اهل الغناء والشريف
فثاقت انفس الناس الى الدنيا
وقل من ليس للدنيا بصاحب
واكثرهم يحتوى الحق ويشترى
الباطل ويوثر الدنيا فان تبذل

کرتے جو قاعدہ سلاطین کا ہے اور نہ کسی کو
مال کے ذریعہ سے اپنی طرف مائل کرتے اور
معویہ کا عمل اسکے خلاف تھا اس وجہ سے عرب
نے حضرت کا ساتھ چھوڑ دیا اور معاویہ سے
مل گئے جناب امیر نے اسکی شکایت کی مالک
اشتر سے کہ لوگ ہمارا ساتھ چھوڑ کر معویہ سے
ملے جاتے ہین تو مالک اشتر نے جواب دیا کہ
یا حضرت پہلے ہمنے خود اہل بصرہ کے ساتھ
اہل بصرہ واہل کوفہ کی معیت مین جہاد کیا
اوس وقت راے ایک تھی اسکے بعد اختلاف
پیدا ہوا اور نیتین ضعیف ہوگئین اور تعداد
اونکی کم ہوگئی آپ سب کے ساتھ عدل
کرتے ہین اور حق کے مطابق عمل کرتے ہین
وضیع وشریف مین آپ کے نزدیک کوئی
فرق نہین تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہین وہ بھی
آپ کے عدل وانصاف سے گھبرا اوٹھے
اور اون ترکیبون کو دیکھا جو معاویہ کرتا ہے
اہل غنا وشریف کے ساتھ کیونکہ کم لوگ
ایسے ہین جو دنیا کے خواہان نہون اکثر تو

المال یاامیرالمومنین یمیل
الیك اعناق الرجال وتصف
السنتهم لك ویستخلص ودّهم
صنع الله لك یاامیرالمومنین
وکبت اعداءك وقص جمعهم
واوهن کیدهم وشتّت امورهم
انه بما یعلمون خبیر فقال علی
علیه السلام امّا ماذکرت
من عملنا وسیرتنا بالعدل
فانّ الله عزّوجل یقول من
عمل صالحا فلنفسه ومن اساء
فعلیها ومارّبك بظلام
للعبید وانا من ان اکون
مقصر فیما ذکرت اخوف وامّا
ماذکرت من ان الحق ثقل
علیهم فنفارقونا لذالك
فقد علم الله انّهم لم یفارقونا
من جور ولا لجور اذ فارقونا الی عدل ولم
یاتسوا الا دنیا زایلة عنهم کان قد فارقوه

ایسے ہوتے ہین جو حق کو بیچکر باطل خریدتے
ہین اور دنیا کو اختیار کرتے ہین۔ پس اگر
آپ مال دنیا سے بخشش کرین تو دیکھین کسطرح
لوگون کی گردنین آپ کی طرف جھکتے ہین
اور کیسے خیر خواہ بنجاتے ہین خدا آپ کے
امور کو درست کرے اور دشمنون کے جمعیت
اور کید و مکر کو پراگندہ کرے۔ انّہ
بما تعملون خبیر
جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا تمنے جو کہا کہ
ہم عدل و انصاف سے کام لیتے ہین تو
خداوند عالم فرماتا ہے من عمل صالحا
فلنفسہ ومن اساء فعلیہا ومارّبك
بظلام للعبید یعنی جس نے
اعمال نیک کئے تو اپنے واسطے کئے اور اگر
اعمال بد ہین تو اوسکا وبال اوسی پر پڑے گا
اور اللہ اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا۔
اب اگر ہم اس مین تقصیر کرین تو خدا سے
خوف کرتے ہین۔ رہا یہ امر کہ حق اون پر گران
گذرتا ہے اس وجہ سے وہ ہمسے جدا ہوجاتے ہین

Presented by Ziaraat.Com

ولیسئلن یوم القیٰمۃ الدنیا
ارادوا وللہ عملوا وامّا ما ذکرت
من بذل الاموال واصطناع
الرّجال فانّہ لا یسعنا ان نوتی
امرا من الفی اکثر من حقہ
وقد قال اللہ سبحانہ وتعالی
وقولہ الحق کم من فئۃ قلیلۃ
غلبت فئۃ کثیرۃ باذن
اللہ واللہ مع الصابرین وقد
بعث اللہ محمّدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وحدہ فکثّرہ بعد
القلۃ واعزّ فئتہ بعد الذلّۃ
وان یرد اللہ ان یولینا
ھذا الامر یذلل لنا صعبہ
ولیسھل لنا حزنہ وانا
قابلین من رایک وما
کان اللہ عزّ وجل
رضا وانت من امن النّاس
عندی وانصحھم لی

تو خدا جانتا ہے کہ انھون نے اسوجہ سے مفارقت
نہین کی کہ ہم نے اون پر کوئی ظلم کیا ہو اور نہ
ہمکو چھوڑ کر وہ کسی عادل کی پناہ مین جاتے
ہین بلکہ اونکی غرض وہی دنیا ہے جو زایل
ہونے والی ہے اُسی کی خواہش مین جاتے ہین
اور بروز قیامت ان سے سوال کیا جائے گا
کہ دنیا کی خواہش کی تھی یا خدا کے لئے عمل
کیا تھا۔ رہا یہ امر کہ ہم بھی بذل مال کرین اور
اس ذریعہ سے لوگون کو مایل کرین تو ہمکو جائز
نہین کہ مال غنیمت سے کسی کو اُس کے حق سے
زیادہ دین حالانکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔
ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا کے حکم سے گروہ قلیل
گروہ کثیر پر غالب آتا ہے اور خدا صبر کرنے والونکے
ساتھ ہے اور خدا نے حضرت کو مبعوث بہ رسالت
کیا جو تنہا تھے پھر بعد قلت خدا نے انکو بڑھایا
اور بعد ذلت عزیز کیا تو اگر خدا کو یہ منظور ہے
کہ ہمارے امور کی اصلاح کرے تو ان سختیونکو
دور کر دے گا اور اُس کی دشواریونکو آسان
کرے گا اور ہم تمھاری وہ راے قبول کرینگے

Presented by Ziaraat.Com

واوثقهم فی نفسی ان شاء اللہ۔	جس مین خداوند عالم کی رضا ہے اور تم ہمارے نزدیک سب سے زیادہ امین و معتمد علیہ اور خیر خواہ ہو۔
(ایضاً صفحہ ۲۵۲)	

کون اپنے پیغمبر کا پیرو تھا۔

اب ہمارے بھائی چشم انصاف سے ان روایتون کو ملاحظہ فرمادین اور خود ہی فیصلہ کرین کہ آل رسول اور اصحاب رسول مین کون اپنے پیغمبر کے قدم بقدم چلتا تھا۔ کون پابند حرص و ہوا تھا۔ اور کون اُس سے پاک رہا کس نے بمقابلہ آخرت دنیا کو ترجیح دی اور کس نے آخرت کو۔

قولہ تعالیٰ

تلك الدار الآخرة نجعلها للذين لا يريدون علوا فی الارض ولا فسادًا والعاقبة للمتقين	دنیا کی نعمتین تو ہر کس و ناکس کو مل جاتی ہین مگر یہ آخرت کا گھر ہے جسکی نعمتون کو ہمنے اُن لوگون کیلئے خاص کر رکھا ہے جو شخص دنیا مین کسی طرح کی شیخی نہین کرنا چاہتے اور نہ فساد کے خواہان ہین۔ اور انجام بخیر تو پرہیزگارون ہی کا ہے۔
(سورۂ قصص)	

الحاصل اگر کُل مہاجرین و انصار کی ہجرت و نصرت محض رضائے خدا کے لئے تھی تو میدان جنگ مین اپنے پیغمبر کو تنہا دشمنون مین چھوڑ کر غنیمت لوٹنے مین مشغول ہو جانے اور تقسیم مال کے وقت باہم لڑنے جھگڑنے اور صرف اپنے ہی آپ کو مال کا مستحق بتانے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے "اعدل یا محمد" کہنے، اور خداے پاک کا سورہ انفال نازل فرمانے کا سبب کیا تھا۔

اگر حضرت ابوبکرؓ اور دیگر اصحاب نے قیدیان بدر سے فدیہ لینے کا مشورہ بنظر ترحم دیا تھا تو نزول آیہ کریمہ۔

تريدون عرض الدنيا	تم خواستگار دنیا ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

Presented by Ziaraat.Com

واللہ یرید الاخرۃ لولا کتاب من اللہ سبق الخ — اگر نہ لکھ چکا ہوتا خدا اپنے علم میں تو اس فدیہ لینے سے تم پر سخت عذاب نازل کرتا۔

کا باعث کیا تھا۔ اگر کلہم اجمعین طمع و حرص سے پاک تھے تو خدائے پاک کا یہ ارشاد کہ

منکم من یرید الدنیا ومنکم یرید الاخرۃ — تم میں سے کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی طالب آخرت۔

کن لوگوں کے نسبت ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

قال

دوسرے اگر تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت دنیا کی طمع پر کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی تعریف کرنا معاذ اللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے۔ اس لئے جبکہ کسی نے خدا کے لیے ہجرت ونصرت نہیں کی تو کس کی شان مین خدا والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار فرماتا ہے۔ اور جب سب کے سب منافق تھے تو کن کے نسبت لقد رضی اللہ عنهم ورضوا عنه ارشاد کرتا ہے۔ اور بعضون کی ہجرت اور نصرت خدا کے لیئے اور بعضون کی دنیا کے لئے تھی تو اونکا نشان دیجئے کہ وے کتنے صاحب تھے جنھون نے خدا کے لیئے ہجرت ونصرت کی جب نام لینا اور نشان دینا شروع کروگے تو سوائے تین چار کے اور کوئی نہ نکلے گا اور تین چار کی ہجرت اور نصرت کے ثبوت سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

Presented by Ziaraat.Com

اقول

کون کہتا ہے کہ جمیع مہاجرین وانصار نے ہجرت ونصرت لطمع دنیا کی تھی معاذ اللہ حالانکہ صدہا مہاجرین وانصار تھے جنھون نے غزوات مین خدا ورسول پر اپنی جانین نثار کین اور ایمان پر خاتمہ کیا۔ اللہ جل شانہ والسابقون الاولون اون کی شان مین فرماتا ہے جنھون نے پہلے پہل اس کیلئے گھر چھوڑے اور ہر طرح کی ایذائین اُٹھائین اور ہنگام جدال وقتال اپنے سینون کو تیرون سے غربال کیا مگر اپنے پیغمبر کے تن پاک پر ایک بھی تیر نہ آنے دیا انھین کے حق مین رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ فرماتا ہے۔ اُن خالص مخلصون کے اسلام اور ہجرت کا حال تفصیل کے ساتھ جلد اول مین درج ہو چکا ہے لیکن اگر بروے اعتقاد اہلسنت تمام مہاجرین وانصار نے ہجرت اور نصرت خدا کے لئے کی تھی تو خدا کا مہاجرین وانصار کی مذمت وعتاب فرمانا معاذ اللہ فضول ومہمل ہوا جاتا ہے اسلئے جبکہ کلہم اجمعین نے خدا ہی کے لئے ہجرت اور نصرت کی تھی تو پھر خدا کس کی شان مین

منکم من یرید الدنیا ومنکم	تم مین کوئی طالب دنیا ہے اور کوئی
من یرید الاخرۃ	طالب آخرت۔

فرماتا ہے اور جب سب کے سب سچے مسلمان اور پکے ایمان والے تھے تو۔

فاعتذروا قد کفرتم	بہانہ مت کرو تم ایمان لانے کے بعد
بعد ایمانکم	پھر کافر ہو گئے۔

کس کے حق مین ارشاد کرتا ہے۔

قال

آیات الٰہی کہ مہاجرین انصار کی ہجرت و نصرت خدا کے لئے تھی۔

تیسرے اللہ جل شانہ نے خود اپنی کتاب مین اس شبہ کو دور کر دیا اور اپنے مہاجرین و انصار کی طرف سے جواب دیدیا چنانچہ اور دو آیتون مین اللہ جل شانہ اس امر کی تصدیق کرتا ہے کہ مہاجرین و انصار نے جو کچھ کیا میرے ہی واسطے کیا ہے چنانچہ ہم دو آیتون کو ایک مہاجرین کی نسبت دوسری انصار کی نسبت بیان کرتے ہین۔

پہلی آیت اللہ جل شانہ مہاجرین کے نسبت فرماتا ہے۔

الذین اخرجوا من دیارھم	جو لوگ نکالے گئے اپنے گھرون سے انسے کوئی قصور
بغیر حق الا ان یقولوا	نہین ہوا تھا سوا اسکے کہ وہ اللہ کو اپنا پروردگار
ربنا اللہ	کہتے تھے اور کفر کو چھوڑ کر مسلمان ہو گئے تھے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہاجرین کے ہجرت کا باعث سوا اسکے دوسرا نہ تھا کہ کفار ان کے اسلام لانے سے خفا ہو گئے تھے اور اونکے خدا کو رب نہ کہنے سے ناراض ہو گئے تھے اسی قصور مین انھون نے ایذا دینی شروع کی اور بہ مجبوری انکو گھر بار چھوڑنا پڑا۔ اب اس آیت کو سن کر بھی حضرات شیعہ یہ کہین کہ مہاجرین نے بہ طمع دنیا ہجرت کی تھی تو اونکو زیبا ہے ہمارے تو منہ سے ایسی بات نکل ہی نہین سکتی۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوال

تردید

بلاشبہ اللہ جل شانہ نے "الذین اخرجوا من دیارھم الخ" سے خاص خاص مہاجرین کی ہجرت کی تصدیق کی ہے نہ کلہم اجمعین کی ؎

ولیکن نہ جملہ زراہِ یقین　　یکے بھر دنیا یکے بھر دین

چنانچہ مہاجرین طالبان دنیا کے تمول کے بارہ مین جو روایتین ہم اوپر نقل کر آئے ہین وہ انکی دنیا طلبی پر شاہد ہین۔

ان مہاجرین نے دنیا کو دین پر ترجیح دی حتی کہ میدان جنگ سے غنیمت لوٹنے کو فرار ہو جاتے تھے۔ چنانچہ مال غنائم کی نسبت جناب مولوی شبلی صاحب سیرت النبی جلد اول صفحہ ۴۴۴ مین یہ تحریر فرماتے ہین کہ۔

ابو داؤد کتاب الجہاد جلد اول صفحہ ۳۴۸ مین ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا ایک شخص خدا کی راہ مین جہاد کرنا چاہتا ہے لیکن کچھ دنیوی فائدہ بھی چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسکو کچھ ثواب نہین ملے گا۔ قرآن مجید مین غنیمت کے متعلق متاع دنیوی کا لفظ آتا تھا اور اوسکی طرف انہماک اور وارفتگی پر ملامت کی جاتی تھی۔ جنگ احد مین اس بنا پر شکست پہونچی کہ کچھ لوگ کفار کا مقابلہ چھوڑ کر غنیمت مین مصروف ہو گئے تو یہ آیت اتری۔

منکم من یرید الدنیا ومنکم　　تم مین کچھ لوگ دنیا کے طلب گار ہین اور

من یرید الاخرۃ　　کچھ آخرت کے۔

چونکہ خدا عزوجل ہر ایک کے حالت قلبی سے واقف و آگاہ ہے اور وہ مومن و منافق کو خوب جانتا ہے اس لئے اوس نے دوسری آیتون مین مہاجرین کی نسبت صاف الفاظ مین ارشاد فرما دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

کہ مہاجرین یہ خیال نکرین کہ وہ صرف بحیثیت مہاجر ہونے ہی کے خوشنودی خدا کے مستحق ہوجائینگے۔ بلکہ ہم انکو آزمائین گے کہ آیا جہاد مین ثابت قدم رہے۔ اور سختیان اور تکلیفین صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کین۔

قولہ تعالیٰ

ثم ان ربك للذين هاجروا	بیشک تمہارا پروردگار ان لوگون کو جنھون نے
من بعد ما فتنوا ثم جاهدوا	اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کیا اور صبر کیا انکی
وصبروا ان ربك من بعدها	آزمایش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے
لغفور الرحيم ۵-ب ۱۴-ع ۲۰	

اس سے ماقبل کی آیت فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم مین بھی یہ توضیح فرمادی ہے کہ "جنھون نے ہماری راہ مین ایذائین اٹھائین اور قتل کیا اور قتل کئے گئے" اصحاب ثلثہ کا خدا کی راہ مین گھر چھوڑنا اوس کی راہ مین ایذائین اٹھانے کا حال اوپر تفصیل سے بیان ہوچکا ہے حضرت ابوبکر جو سب صدیقون کے سردار اور افضل الصحابہ اور افضل المہاجرین کہے جاتے ہین ان کی ہجرت کا حال یہ ہے کہ پہلی ہی منزل سے ابن الدغنہ کافر کے ساتھ مکہ واپس آگئے مشرکین وکفار نے حسب راے ابن الدغنہ پھر آپ سے کچھ تعرض نہ کیا آخر حضرت اپنی قوم کے ساتھ امن وامان سے مکہ مین رہے۔

پس ان آیتون سے بخوبی منکشف ہوتا ہے کہ کل مہاجرین وانصار کی ہجرت ونصرت خدا کے لئے نہ تھی یہی سبب ہے کہ جو ان مین منافق تھے انھون نے تقسیم مال غنیمت مین آنحضرت صلعم پر خیانت کا الزام لگایا۔ خلاف آداب رسالت گفتگو کی جسکو ہم مفصل پہلی جلد مین بیان کرآے ہین۔ غرض اللہ جل شانہ کے کلام سے شیعون کے عقائد کی تصدیق ہوتی ہے نہ کہ اہلسنت والجماعت کی۔ جو اپنے اغراض کی خاطر خدا کی رضامندی منافقین سے منسوب کرتے ہین پس باوجود اس علم کے کہ صحابۂ ممدوحین کا نہ ایمان درست تھا نہ ہجرت اور نہ نصرت اسپر بھی حضرات اہلسنّت وجماعت یہ فرمائین کہ کل مہاجرین نے خدا کیلیے ہجرت کی تھی اور جمیع انصار نے اللہ کیلئے نصرت کی تو یہ فرمانا انھین کو زیبا ہے ہمارے منہ سے تو ایسی بات نکل ہی نہین سکتی

Presented by Ziaraat.Com

قال

دوسری آیت مین اللہ جل شانہ انصار کی شان مین فرماتا ہے۔

والذین تبوؤ الدار والایمان	اور جو لوگ مہاجرین سے پہلے مدینہ مین رہتے
من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم و	تھے وہ چاہتے ہین ان لوگون کو جو ہجرت کرکے
لایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا	ان کے پاس آئین اور جو کچھ مہاجرین کو دیا جاتا ہے
ویوثرون علی انفسھم ولو کان	اس کا کچھ خیال نہین کرتے اگرچہ وہ خود ہی محتاج
بھم خصاصۃ ومن یوق شح	ہین اور اپنی جانون سے زیادہ مہاجرین کو چاہتے
نفسہ فاولئک ھم	ہین اور کچھ بھی حرص وطمع نہین رکھتے اور جو ایسے
المفلحون	ہین وہی فلاح پائینگے۔

پس دیکھنا چاہئے کہ خدا انصار کی کیسی تعریف کرتا ہے اور اس امر کی کہ انکی نصرت صرف واسطے خدا کے ہے کیسی توصیف فرماتا ہے پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ مہاجرین کی ہجرت کو صرف اپنے واسطے فرماے اور انصار کی نصرت کو فقط اپنے لئے تصدیق کرے اوسپر بھی شیعون کے منہ سے یہ بات نکلے کہ اونکی ہجرت ونصرت دنیا کے واسطے تھی۔

Presented by Ziaraat.Com

اقوام

اللہ جل شانہ کی تصدیق انہین انصار کے نسبت ہے جنھون نے لوجہ اللہ مہاجرین کو اپنے گھرونمین ٹھیرایا اور انکی مدد کی اور جب جہاد کا حکم ہوا تو رسول اللہ صلعم کے قدمون پر اپنی جانین نثار کین اور خاتمہ ایمان پر کیا اللہ جل شانہ نے اون انصار کی تصدیق نہین کی جنھون نے دنیا کے لئے ٹھہرایا تھا۔ اور بقول علمار مفسرین اہلسنت۔

جب روز حنین خدا نے غنیمت مال ہوازن عنایت کی تو رسول اللہ صلعم نے اوس مین سے سو سو شتر قریشیون کو دئے اوسپر انصار نے کہا کہ خدا رسول کی مغفرت کرے کہ وہ قریشیون کو دیتے ہین اور ہمکو نہین دیتے حالانکہ ہماری تلوارون سے خون قریش ٹپکتا ہے اور جب شدت کا وقت ہوتا ہے اوسوقت ہم پکارے جاتے ہین اور غنیمت کا مال جو ہمارا ہے غیرونکو دیا جاتا ہے"

(دیکھو آیات محکمات جلد اول دوسری دلیل)

بلکہ حق سبحانہ وتعالی ایسے انصار و مہاجرین کی حرص وہوس اور طمع کی تصدیق فرماتا ہے۔

یسئلونک عن الانفال قل	(اے رسول) لوگ تم سے مال غنیمت کے بارہ مین
الانفال للہ والرسول فاتقوا	پوچھتے ہین تم کہدو کہ وہ اللہ اور رسول کا ہے اور
اللہ واصلحوا ذات بینکم و	تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اپنے باہمی جھگڑونکی اصلاح
اطیعوا اللہ ورسولہ ان کنتم	کرو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ اور اوسکے رسول کی
مومنین۔	اطاعت کرو۔

پس ہم حیران ہین کہ جب اللہ جل شانہ بیشتر مہاجرین کی ہجرت کو صرف دنیا کے لئے فرمائے اور آیت انفال نازل فرماکر انصار کے طمع کی تصدیق کرے پھر بھی ہمارے بھائیونکے منہ سے

Presented by Ziaraat.Com

یہ بات نکلے کہ کل مہاجرین کی ہجرت اور جمیع انصار کی نصرت خدا کے واسطے تھی۔ اِنّ ہذا لشئ عجاب۔ قولہ تعالیٰ۔

افلا یتدبرون القرآن ام	کیا وہ لوگ قرآن پر غور نہین کرتے اور
علی قلوب اقفالھا	نہین سمجھتے کیا اونکے دلون پر قفل لگے ہوئے ہین

Presented by Ziaraat.Com

قال

اما یہ خدا کے کلام کی تصدیق نہین کرتے

اے یارو ذرا تو سوچو کہ تم خدا کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو فرماے کہ مہاجرین و انصار اچھے اور تم کہو کہ نہین وہ برے سے برے۔ وہ کہے کہ مین اون سے راضی اور وہ مجھسے راضی۔ تم کہو کہ نہین بالکل غلط نہ خدا اون سے راضی اور نہ وہ خدا سے راضی۔ اللہ فرماے کہ انھون نے میرے لئے ہجرت کی اور نصرت میرے واسطے کی اور تم کہو نہین وہ دنیا کی طمع سے نکلے۔ حرص و دولت کے پیچھے پیغمبر کی نصرت مین شریک ہوے۔ آخر ذرا تو غور کرو کہ کیا کہتے ہو اور کیا کرتے ہو۔

اے بھائیو ایک آیت دو آیتین ہون تو اوسکی تاویل ہو سکتی ہے اوسکے معنی بن سکتے ہین جب سارا قرآن مجید مہاجرین و انصار کے ذکر سے بھرا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماوگے۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو عبداللہ بن سبا کا اختیار کر لیا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی نہ تو قرآن مجید سے انکار ہو سکتا ہے نہ اسکی تصدیق کیجاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

اقول

امامیہ تصدیق کرتے ہین۔

الحمدللہ علی احسانہ شیعیان علیؑ خدا اور رسول کے احکام پر چلتے ہین اور ان کا مذہب بموجب حدیث قرطاس قرآن واہلبیت پر ہے۔ عبداللہ بن سبا ایک یہودی کافر تھا جو جناب امیر علیہ السلام کو خدا مانتا تھا اُن جناب نے اسکو بہت سمجھایا ڈرایا کہ اس کفر سے باز رہے مگر وہ نہ مانا آخر آپ نے اُسکو جلوادیا۔ جناب شاہ صاحب نے اپنے مذہب کو فروغ دینے کی خاطر مذہب امامیہ اثنا عشریہ کو اُس ملعون سے منسوب کردیا ہے۔ پس ہم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہین۔ چونکہ مہاجرین وانصار مین مومن ومنافق دونون گروہ شامل تھے لہذا محض ہجرت ایمان کامل کی دلیل نہین ہے۔ قرآن مجید مین متعدد مقامات پر اصحاب منافقین کا ذکر ہے ان کے بارہ مین متعدد آیتین آیات محکمات جلد اول مین اور اس جلد مین بھی درج ہوچکی ہین۔ پس اُن مین جو مومن تھے انہین کو خدائے عزوجل نے اچھا فرمایا ہے۔ اور ہم بھی حسب قول بارتعالیٰ ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا ولیعلمن المنفقین "ضرور اللہ انکو بھی جان لیگا جو ایمان لے آئے اور وہ منافقونکو بھی خاطر خواہ جان لیگا" مومنین کو اچھا اور منافقین کو برا سمجھتے ہین۔

بھائیو ذرا تو سوچو کہ تم خدائے پاک کے کلام کی تصدیق کرتے ہو یا تکذیب۔ اللہ کے حکم کو مانتے ہو یا اوس سے مقابلہ کرتے ہو۔ خدا تو اصحاب رسول کی نسبت صاف ارشاد فرمائے کہ۔

منھم المومنون واکثرھم الفاسقون ۝ — اُن مین مومن بھی ہین اور بہتیرے فاسق

تم کہو نہین "جمیع صحابہ عدول اند" وہ تو باین شروط۔

ثم ان ربک للذین ھاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربک من بعدھا لغفور رحیم ۝ — بیشک تمہارا پروردگار اُن لوگون کو جنھون نے اپنے گھر چھوڑے اور جہاد کئے اور صبر کیا اُنکی آزمائش کرنے کے بعد بخشنے والا اور مہربان ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وعدہ مغفرت فرمائے۔ تم کہو سب غلط خدا نے اُنکے حق مین فرمادیا ہے کہ اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ جو چاہو کرو مین نے تمکو بخشدیا۔ اللہ تعالی تو غزوہ حنین سے اصحاب کے فرار ہوجانے پر باین الفاظ پاک۔

لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ — خدا نے تمھاری بہتیرے مقامات پر (غیبی امداد کی

ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم — اور جنگ حنین کے روز جب تمھین اپنی کثرت نے

فلم تغن عنکم شیئا وضاقت — مغرور کردیا تھا پھر وہ کثرت تمھین کچھ بھی کام نہ آئی

علیکم الارض بما رحبت ثم — اور تم ایسے گھبرائے کہ زمین باوجود اس وسعت کے

ولیتم مدبرین ۵ — تمپر تنگ ہوگئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔

شہادت دے۔ اور جناب شاہ صاحب فرمائین۔ اما فرار حنین درحقیقت فرار نبود۔

عزیز وایک آیت ہو دو آیتین ہون اُسکی تاویل ہوسکتی ہے اُس کے معنی بن سکتے ہین۔ جب سارا قرآن اصحاب منافقین کے ذکر سے بھرا ہوا ہے تو کہان کہان تاویل کروگے اور بہ نعمت حفظ قرآن کس کس آیت کی تحریف معنوی فرماؤگے۔ ع

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہی

حقیقت یہ ہے کہ مذہب تو تمنے اپنے اُن پیشواؤن کا اختیار کرلیا جنھون نے خلاف اطیعوا اللہ ورسولہ عمل کیا۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "انی تارک فیکم الثقلین الخ" کو پس پشت ڈال کر ایک نیا دین ومذہب قائم کرلیا تھا مگر اب کوئی بات بن نہین پڑتی۔ نہ قرآن مجید سے انکار ہوسکتا ہے اور نہ اوس کی تصدیق کی جاتی ہے ؎

عشق چہ آسان نمود آہ چہ دشوار بود — ہجر چہ دشوار بود یار چہ آسان گرفت

قال اللہ تبارک وتعالی۔

وقد کان فریق منھم — حالانکہ ایک گروہ اُن مین ایسا ہے کہ

Presented by Ziaraat.Com

یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ	کلام خدا کو سنتے ہین پھر بعد اس کے کہ اُسے سمجھ
من بعد ما عقلوہ وھم یعلمون ؕ (س بقرہ ع ۹)	چکے ہون جان بوجھکر اُس مین تحریف کرتے ہین

احوال ہجرت و شہادت انصار سید الشہدا علیہ السلام

اس موقع پر ہم معزز ناظرین کی توجہ آیہ کریمہ والسابقون الاولون کے ان الفاظ پاک والذین اتبعوھم باحسان الخ پر مبذول کراتے ہین اور کچھ ذکر ان خالص مومنین کا کرتے ہین جنھون نے ان مہاجرین و انصار کا اتباع کیا اور بسبب قبول حسن طاعت و ریاضت خوشنودی خدا حاصل کی اور اس آیت کے مصداق ہوئے۔ چنانچہ تفسیر حسینی مین ہے۔

وآنانکہ متابعت کردند سابقان را بایمان و طاعت مراد سائر صحابہ اند مہاجر و انصار کہ پیروی سابقان کردند و گفتہ اند کہ متابعت ایشان کند تا قیامت از زمرہ متابعان خوشنود شد خدا ے از ایشان بقبول طاعت ایشان۔ سابق و لاحق درین رضا داخل اند۔ (جلد اول صفحہ ۲۶۷)۔

ان سے مراد ہماری وہ چند نفوس پاک ہین جنھون نے درد دین سے محض خدا و رسول کی خوشنودی کیلئے اپنے عیال و اطفال اور گھر بار چھوڑ کر سبط رسول الثقلین جناب امام حسین علیہ السلام کی نصرت و حمایت کی اور اپنی جانین امام علیہ السلام پر نثار کین۔ صاحب مجمع البیان علیہ الرحمہ آیہ وافی ہدایہ۔

اذن للذین یقاتلون	اجازت دیگئی ان لوگونکو جن سے (مشرکین)
بانھم ظلموا ؕ وان اللہ علی	لڑا کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا بہ تحقیق
نصرھم لقدیر ؕ الذین	کہ اللہ ان (مومنین) کی مدد کرنے پر قادر و توانا
اخرجوا من دیارھم	ہے وہ لوگ ایسے ہین کہ اپنے گھرون سے

Presented by Ziaraat.Com

بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ ۔ (پ ۱۷ ع ۱۳) ناحق نکالے گئے۔ انکا اسکے سوا کوئی قصور نہ تھا کہ وہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارا پروردگار خدائے واحد ہے۔

کی یہ تفسیر کرتے ہین کہ یہ اول آیت ہے جو جہاد کے بارہ مین نازل ہوی جب آنحضرت صلعم مکہ مین تھے تو کفار مسلمانون کو بہت اذیت پہنچایا کرتے تھے وہ لوگ آکر جناب رسول خدا صلعم سے شکایت کیا کرتے تھے حضرت فرمادیتے تھے کہ صبر کرو ابھی ہمین حکم جہاد نہین ہوا ہے یہان تک کہ آپ نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اسوقت یہ آیت نازل ہوی۔

آیہ والسابقون کا اتمام اہلبیت پر

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت شان مین تو مہاجرین کے نازل ہوی مگر اسکا انجام و اتمام اہلبیت رسول خدا پر ہوا کہ ان پر ظلم کیا گیا اور وہ ناحق اپنے اپنے گھرون سے نکالے گئے

امام حسینؑ کا خطبہ مکہ مین۔

جناب امام حسین علیہ السلام کے لئے ایک امر خاص تھا جو اور کسی کے واسطے نہ تھا وہ یہ کہ اس جناب کو آوارہ وطن ہی نہین کیا بلکہ تمام شہرون سے اور ملکون سے آپ کو منع کیا کہ کسی جگہ اور کسی مقام پر بھی حضرت کو امان نہ ملے۔

وہ حضرت خود فرماتے تھے کہ اگر سوراخ مار و کژدم مین بھی پناہ لون تو وہان سے بھی ظالم مجھے نکال کر قتل کرینگے اور یہ ظلم و ستم فقط اُن حضرت پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ آپ کے سب عزیز و انصار و عیال و اطفال مبتلاء مصائب و آلام ہوئے۔ واحسرتا کہ مدینہ سے جدا ہو کر خدا کے گھر مین پناہ لی مگر وہان بھی پناہ نہ ملی۔ حج بھی نکرنے پائے تھے کہ وہان سے بھی عورتون اور بچون کے ساتھ سفر غربت اختیار کرنا پڑا۔ چنانچہ جسوقت آپ نے وہان سے کوچ فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک خطبہ مسجد الحرام مین ارشاد کیا اور حاجیون سے خطاب کرکے فرمایا۔

ایہا الناس جو شخص راہ خدا مین جان دینا چاہے وہ میرے ہمراہ ہو کہ کل صبح یہان سے میرا کوچ ہے قسم بخدا مین دیکھتا ہونکہ گویا گرگان صحرا میرے جسم کو درمیان نوادبس و کربلا کے پارہ پارہ کررہے ہین

Presented by Ziaraat.Com

مگر کسی نے جواب ندیا۔ حالانکہ حاجیون کا مجمع کثیر تھا جنمین صحابہ وتابعین سب جمع تھے مثل عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن زبیر وغیرہ کے اور سب اسلام کے مدعی تھے۔ سبط رسول بہ سبب جبر وتشدد حج چھوڑ کر اپنی قتل گاہ کی طرف جارہا ہے مگر ان حجاج اور صحابہ اور تابعین مین کوئی بھی ایسا مسلمان نہ تھا جس کے دل مین رسول اللہؐ کی اتنی بھی محبت ہوتی کہ وہ فرزند رسول کی حمایت اور نصرت کو جزو ایمان سمجھتا اور نصرت کرتا۔ باوجودیکہ اکثر وہ اصحاب بھی اس مجمع مین موجود تھے جو بلاواسطہ خود جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سن چکے تھے کہ میرا بیٹا حسین زمین کربلا پر مارا جائیگا جو تم مین سے اُسوقت موجود ہو اسکی مدد کرے۔

واخرج ابن السکن والبغوی	یعنی کتاب الصحابہ مین ابن السکن اور بغوی
فی الصحابۃ وابونعیم من طریق	اور ابونعیم نے سخیم سے روایت کی ہے کہ انس بن
سخیم عن انس بن الحارث قال	حارث نے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ سے
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یہ فرماتے سنا کہ یہ بیٹا میرا اس زمین مین مارا
وسلم یقول ان ابنی ھذا یقتل	جائیگا جس کا نام کربلا ہے پس جو شخص تم لوگون مین
بارض یقال لھا کربلاء فمن یشھد	سے وہان موجود ہو اسکی مدد کرے۔ پس انس
ذلک منکم فلینصرہ فخرج انس بن الحارث	بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ
الی کربلا فقتل بھا مع الحسین	شہید ہوے۔ (دیکھو سر الشہادتین شاہ عبدالعزیز ص۲۹)

مگر چند نفوس نے جو سید الشہداؑ کے ہمراہ تھے بلاشبہ سعادت حاصل کی اور اپنی جانین سبط رسولؐ پر قربان کین۔

احوال شب عاشور

خطبہ شب عاشور

جناب امام حسین علیہ السلام نے اپنے لشکر کے کل اصحاب وانصار کو جمع کیا اور ایک خطبہ فصیح

وبلاغت شب نہم ماہ محرم کربلا مین ادا فرمایا۔

یعنے مین حمد وثنا خداوند عالم کی بجالاتا ہون ہر حال مین خواہ وہ وقت خوشی ومسرت کا ہو یا رنج ومصیبت کا بارالہا مین اس بات کا شکر کرتا ہون کہ تونے ہمکو فضیلت نبوت ورسالت کے ساتھ بزرگی وشرف بھی عطا فرمایا ہے اور ہمکو قرآن مجید تعلیم فرمایا اور مسائل حلال وحرام اور احکام دین سے واقف وآگاہ گردانا ہے۔ پروردگارا تونے ہمکو اپنے فضل وکرم سے گوش شنوا اور چشم بینا اور قلب آگاہ مرحمت فرمایا ہے۔ پس ہمکو تو شاکرین مین محسوب فرما۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہین کہ مین نہین جانتا ہون کسی کے اصحاب کو کہ وہ میرے اصحاب سے زیادہ وفادار ہون۔ اور نہ کسی کے اہلبیت کو زیادہ بہتر ونیکوکار اپنے اہلبیت سے خدا تم سب کو جزاء خیر دے۔

بعد اسکے اپنا حال بیان فرماتے ہین کہ

میرا یہ حال ہے کہ ان اشقیا سے ضرور مجھے جنگ کرنی ہوگی اور یہ اشقیا ضرور مجھے قتل کرینگے۔ پس اے میرے اصحاب اعزا آگاہ ہو کہ مین نے تم سب کو اجازت دیدی۔ یہ پردۂ شب تمکو گھیرے ہوے ہے جس طرف جی چاہے چلے جاؤ اور مجھکو تنہا ان دشمنون مین چھوڑ جاؤ کہ یہ لوگ فقط میری ہی جان کے خواہان ہین اور کسی سے انکو کچھ کام نہین ہے"۔

شہ نے فرمایا کہ ہو جائینگے کل راہین بند — جسکو جانا ہو وہ لشکر سے نکل جائے ابھی
رفقا ہنسکے یہ کہتے تھے کہ دہشت کیا ہے — تیغ کل چلتی ہو گردن پہ تو چل جائے ابھی

سار حسینؑ کا صدق ایمان

الحق ؎

وہ عاشق صادق تھے وہ تھے مومن کامل — دی تھی انھین خالق نے تمیز حق و باطل
کیا ہوش تھا کیا فہم تھی کیا عقل تھی کیا دل — کس حسن سے طے کر گئے وہ عشق کی منزل
محراب عبادت خم شمشیر کو سمجھے

جادہ وہ مسافر دم شمشیر کو سمجھے

دنیا کے نہ خواہان تھے نہ تھی خواہش اجلال　　تھے دوست فقیرون کے نہ تھی حب زر و مال
نہ یاد وطن تھی نہ انھین الفت اطفال　　شبیرؑ کے عاشق تھے زہے بخت خوشحال

مقصود یہ تھا جی سے گذر جائینگے پہلے
اس بات پہ مرتے تھے کہ مر جائینگے پہلے

کچھ پیاس کا شکوہ تھا نہ فاقون کی شکایت　　ایک ایک تھا پروانۂ مصباح ہدایت
تھی دل مین ولاے پسر شاہ ولایت　　لب پر فسیکفیکھم اللہ کی آیت

ہر چند نہ سامان و غا ان کی طرف تھا
حضرت کے یہ تھے ساتھ خدا انکی طرف تھا

مست مئی عرفان تھے وہ سب عاقل و ذی ہوش　　تھی غیر خدا سب کی انھین یاد فراموش
دنیا سے بری یار علائق سے سبکدوش　　دل یاد الٰہی مین جو یون دیکھو تو خاموش

ہر دم سر تسلیم تھا خم راہ خدا مین
بڑھتے چلے جاتے تھے قدم راہ خدا مین

مرحبا ان کے صدق ایمان و اعتقاد اور صبر و رضا پر۔

کیا جوانان خوش اطوار تھے سبحان اللہ　　کیا رفیقان وفادار تھے سبحان اللہ
صفدر و غازی و جرار تھے سبحان اللہ　　زاہد و عابد و ابرار تھے سبحان اللہ

زن و فرزند سے فرقت ہوی مسکن چھوڑا
مگر احمد کے نواسے کا نہ دامن چھوڑا

اللہ اللہ عجب فوج عجب غازی تھے　　عجب اسوار تھے بے مثل عجب تازی تھے

Presented by Ziaraat.Com

گو بہت کم تھے پہ آمادہ جانبازی تھے　　لائقِ مدح و سزاوار سرافرازی تھے

پیاس ایسی تھی کہ آ آ گئی جان ہونٹون پر

صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زبان ہونٹون پر

زہد مین حضرت سلمان کے برابر تھا کوئی　　دولت فقر و قناعت مین ابا ذر تھا کوئی

صدق گفتار مین عمار کا ہمسر تھا کوئی　　حمزۂ عصر کوئی مالک اشتر تھا کوئی

ہونگے ایسے ہی محمدؐ کے جو شیدا ہونگے

پھر جہاد ایسا نہوگا نہ وہ پیدا ہونگے

گو مصیبت مین تلاطم مین تباہی مین رہے　　سر کٹے پاؤن مگر راہ الٰہی مین رہے

یون سرافراز وہ سب لشکر شاہی مین رہے　　جس طرح تیغ دودم دست سپاہی مین رہے

اس مصیبت مین نہ پایا کبھی شاکی ان کو

آبرو ساقی کوثر نے عطا کی ان کو

وہ تخشع وہ تضرع وہ قیام اور وہ قعود　　وہ تذلل وہ دعائین وہ رکوع اور وہ سجود

یاد حق دل مین تو سوکھے ہوے ہونٹون پہ درود　　یہ دعا خالق اکبر سے کہ اے رب ودود

یون لٹین ہم کہ نہ آل اور نہ اولاد رہے

مگر احمد کے نواسے کا گھر آباد رہے

پیاس مین حرف نہ شکوے کا زبان پر لائین　　سینۂ صاف پہ فاقون مین سنانین کھائین

دل نہ تڑپے جو دم نزع نہ پانی پائین　　تیرے محبوب کی تائید کرین مر جائین

لاشے مقتل مین ہون لاش شہ دلگیر کے پاس

سر ہون نیزون پہ سر حضرت شبیر کے پاس

Presented by Ziaraat.Com

اللہ اللہ باوجودیکہ آفت وبلا اور تین شبانہ روز کی بھوک وپیاس کی تعب مین مبتلا ہین۔ مگر یہ

پڑہ پڑہ کے نمازین شب عاشور گذاری　　خشکیدہ زبانون پہ رہا شکر ہی جاری

ہردم یہی نعرہ تھا کہ اے ایزدِ باری　　اب صبح کو عزت ہے تیرے ہاتھ ہماری

خوشنود رہین فاطمہ وہ کام کرین ہم

پہلے ترے محبوب کے پیارے سے مرین ہم

ہم ہین ترے محبوب کے پیارے کے مددگار　　مرنے کے لئے آئے ہین یان چھوڑ کے گھر بار

یہ بندۂ بیکس ہے مصیبت مین گرفتار　　کر رحم کہ ہے ذات تری راحم وغفار

فاقون کے سبب جسم کی طاقت مین کمی ہے

تجھ سے طلبِ قوتِ ثابت قدمی ہے

بیکس ہین مسافر ہین وطن دور ہے گھر دور　　ہفتم سے ہمین گھیرے ہے یہ لشکر مقہور

تیرون سے ہون غربال کہ تیغون سے بدن چور　　احمد کے نواسے سے جدائی نہین منظور

پھر منہ کسے دکھلائین جو سردار کو چھوڑین

کیونکر ترے مقبول کی سرکار کو چھوڑین

مردون کے لئے ننگ ہے تلوار سے ڈرنا　　راحت ہو کہ ایذا ہمین جینا ہمین مرنا

تو چاہے تو مشکل نہین کچھ جی سے گذرنا　　اے کل کے مددگار مدد جنگ مین کرنا

فاقون مین ہزارون سے وغا ہو تو مزا ہے

کچھ حق نمک ہم سے ادا ہو تو مزا ہے

نماز شب عاشور

یہ ذکر ابھی تھا کہ یکایک خبر آئی　　اے چاند یداللہ کے شب دو پہر آئی

حضرت کو ستارون کی جو گردش نظر آئی　　دل یاد خدا کرنے لگا چشم بھر آئی

فرمایا بڑا اجر ہے بیداری شب کا
اے تشنہ لبو وقت ہے یہ طاعت رب کا

اب عمر بھی آخر ہے نمازین بھی ہین آخر بے توشہ پہونچتا نہین منزل پہ مسافر
ہر وقت ہے رب دوجہان حافظ و ناصر اجر اُنکے مضاعف ہین جو ہین صابر و شاکر
مشکل نہ کسی رنج کو سمجھے نہ بلا کو
بندہ وہی بندہ ہے جو بھولے نہ خدا کو

نام اُسکا رہے ورد سفر ہو کہ حضر ہو موجود سمجھ لے اُسے جنگل ہو کہ گھر ہو
سجدے ہی کرے دکھ مین کہ راحت مین بسر ہو تسبیح مین شب ہو تو نمازون مین سحر ہو
عشق گل تر ظلم کے خارون مین نہ بھولے
معشوق کو تلوارونکی دھارون مین نہ بھولے

چومے لب سوفار جو سینے مین لگین تیر دم عشق کا بھرتا رہے زیر دم شمشیر
زخمون کو یہ سمجھے کہ کھلا گلشن توقیر تکبیر کا نعرہ ہو زبان پر دم تکبیر
کٹنے مین رگون کے نہ صدا آہ کی نکلے
ہر رنگ مین بو الفت اللہ کی نکلے

شہ نے سخن معرفت حق جو سنائے اشک آنکھون مین ہر عاشق صادق کے بھر آئے
کچھ پیاس کا شکوہ بھی زبانون پہ نہ لائے سجادے وہین لاکے دلیرون نے بچھائے
تکبیرین ہوئین لشکر اللہ و نبی مین
سب محو ہوئے یاد جناب احدی مین

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید و فرقان حمید مین ارشاد فرماتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

انما المومنون الذین اذا	مومن وہ ہین کہ جب خدا کا نام لیا جاے تو
ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا	اون کے دل دہل جائین اور جب اوسکی آیتین
تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا	پڑہکر سنائی جائین تو اون کا ایمان بڑہجاتا ہے
وعلی ربھم یتوکلون ۝ الذین یقیمون	اور وہ اپنے خدا پر بھروسہ کرتے ہین جو نماز
الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝	بپابندی پڑہتے ہین اور خدا نے جو اونکو روزی
اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات	دی ہے اوس سے راہ خدا مین بھی کچھ دیتے ہین
عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم	یہ ہین سچے مومن ان کے لئے خدا کے پاس رتبے
(پ۹- ع۱۵)	ہین بخشش ہے اور اچھی روزی ہے۔

ایہا المومنون عزیزان واعوان سید الشہدا کی طاعت وعبادت پر غور فرماؤ کہ یہ تین دن کے بھوکے پیاسے کس خضوع وخشوع سے اپنے معبود کے سامنے حاضر ہین۔

اللہ اکبر ان کی عبادت کا ذکر کیا — سجدون مین خوف حق سے نہ ہلتے تھے دست وپا
یہ ہے رجوع قلب یہ ہے طاعت خدا — ہون محو جو اُدہر انھین کیا فکر ماسوا

تیغین پڑین بدن پہ تو جنبش مین سر نہو
ہو جاے سر قلم تو جسد کو خبر نہو

اوراد مین تھے محو شجاعان ذی کمال — تھا ولولہ جہاد کا اور مرگ کا خیال
پڑہتے تھے پنجسورہ واسماے ذوالجلال — ادعیہ و وظائف وآیات حسب حال

جز فکر یاد حق تھی نہ فکر ان کے واسطے
تھا ذکر اسم ربک ذکر اون کے واسطے

عارف تھے معرفت سے نہ خالی تھی کوئی بات — پڑہتے تھے اسم ذات وحروف مقطعات

Presented by Ziaraat.Com

سمجھے تھے موت کو جو مقدم وہ نیکذات　　کہتے تھے الذی خلق الموت والحیات

یارب کا غل کہین تھا کہین یا قدیر کا

نعرہ تھا ربنا والیک المصیر کا

مشغول حمد مین تھا کوئی صاحب یقین　　باصد نیاز سجدہ مین تھا کوئی نازنین

قاری دعاء نور کا تھا کوئی مہ جبین　　سرمست تھا دعاء قدح سے کوئی حسین

تکیہ کسی کو لطف خدائے جہان پہ تھا

یا من لطیف لم یزل الطف زبان پہ تھا

پڑہتا تھا کوئی فتح کا سورہ پئے فتوح　　تھی لذت دعائے صباح افضل الصبوح

طوفان غم کا دل کو خطر تھا جو بالوضوح　　جوش بکا مین پڑہتا تھا کوئی دعائے نوح

یہ عرض تھی کہ سرور ذیشان کی خیر ہو

اس ناخدائے کشتی ایمان کی خیر ہو

قرآن کی کر رہا تھا تلاوت کوئی متین　　یاسین پڑھکے کرتا تھا دم کوئی مہ جبین

نعرہ کسی کا تھا کہ ترا فضل ہے معین　　کہتا تھا کوئی تن کے وایاک نستعین

حسرت سے تھی کسی کی نظر آسمان پر

تھا اہدنا الصراط کسی کی زبان پر

ہر شخص نشۂ مے وحدت مین چور تھا　　کوثر کے اشتیاق مین جوش سرور تھا

لب پر کسی کے وقت دعا یا غفور تھا　　ورد زبان کسی کے الیہ النشور تھا

واغفر لنا کوئی بدل زار کہتا تھا

کوئی توفنا مع الابرار کہتا تھا

Presented by Ziaraat.Com

ناگاہِ چرخ پر خطِ ابیض ہوا عیان — تشریف جا نماز پہ لائے شہِ زمان
سجادے بچھ گئے عقبِ شاہ انس و جان — صوتِ حسن سے اکبرِ مہرو نے دی اذان
ہر اک کی چشم آنسوؤں سے ڈبڈبا گئی
گویا صدا رسول کی کانوں مین آ گئی

چپ تھے طیور جھومتے تھے وجد مین شجر — تسبیح خوان تھے برگ و گل و غنچہ و ثمر
محو ثنا کلوخ و نباتات و دشت و در — پانی سے منہ نکالے تھے دریا کے جانور
اعجاز تھا کہ دلبرِ شبیر کی صدا
ہر خشک و تر سے آتی تھی تکبیر کی صدا

صف مین ہوا جو نعرۂ قد قامت الصلوٰۃ — قائم ہوی نماز اٹھے شاہ کائنات
وہ نور کی صفین وہ مُصلّیِ ملک صفات — سردار کے قدم کے تلے تھی رہِ نجات
مولا تھے جا نماز ہدایت مناط پر
یا قبلہ رو کھڑے تھے سلیمان بساط پر

قرآن کھلا ہوا کہ جماعت کی تھی نماز — بسم اللہ جیسے آگے ہوئین تھے شہِ حجاز
سطرین تھین یا صفین عقب شاہِ سرفراز — کرتی تھی خود نماز بھی ان کی ادا پہ ناز
صدقے سحر بیاض پہ بین السطور کی
سب آیتین تھین مصحفِ ناطق کے نور کی

امید مغفرت ہے علی علیم سے — غیر از کرم کچھ اور نہو گا کریم سے
لیکن ڈگے نہ پاؤن رہِ مستقیم سے — پہلے اشارہ ہے یہ الف لام میم سے
حبل المتین یہی ہین نجات انکے ہاتھ ہے

Presented by Ziaraat.Com

قرآن اور آل محمد کا ساتھ ہے

باہم مکبرون کی صدائین وہ دل پسند　　کرتو بیان عرش تھے سب جس سے بہرہ مند
ایمان کا نور چہرون پہ تھا چاند سے دوچند　　خوف خدا سے کانپتے تھے سب بے بند بند
خم گردنین تھین سبکی خضوع اور خشوع مین
سجدون مین چاند تھے تو مہ نور رکوع مین

دنیا سے اُٹھ گیا وہ قیام اور وہ قعود　　ان کے لئے تھی بندگی واجب الوجود
وہ عجز وہ طویل رکوع اور وہ سجود　　طاعت مین نیست جانتے تھے اپنی ہست و بود
طاقت نہ چلنے پھرنیکی تھی ہاتھ پاؤن مین
گر گر کے سجدے کرتے تھے تیغون کی چھاؤنین مین

اِدہر تو یہ تین دن کے بھوکے پیاسے محو طاعت پروردگار تھے۔ اُدہر وہ سمیع و بصیر انکی اس عبادت و طاعت پر ملائکہ مقربین سے فرماتا تھا ؎

اسدم تھی یہ آواز پس پردۂ قدرت　　اے قدسیو دیکھو مرے بندونکی عبادت
نہ پیاس کا شکوہ ہے نہ فاقون کی شکایت　　یہ زہد یہ تقوی یہ اطاعت یہ ریاضت
کونین مین یہ صاحب اقبال و شرف ہین
عالم ہون کہ ان لوگونکے دل میری طرف ہین

پرسش نہ لحد مین نہ حساب انکے لئے ہے　　یہ لائق رحمت ہین ثواب انکے لئے ہے
موتی سے جو ہے صاف وہ آب انکے لئے ہے　　مین جس کا ہون ساقی وہ شراب انکے لئے ہے
اس نخل ریاضت کے ثمر ان کو ملین گے
جو عرش کے نیچے ہین وہ گھر انکو ملین گے

Presented by Ziaraat.Com

الغرض۔ ؎

فارغ ہوے نماز سے جب قبلۂ انام　　آئے مصافحہ کو جوانان تشنہ کام
چومے کسی نے دست شہنشاہ خاص و عام　　انکھین ملین کسی نے قدم پر باحترام

کیا دل تھے کیا سپاہ سعید و رشید تھی
باہم معانقے تھے کہ مرنے کی عید تھی

زاری تھی التجا تھی مناجات تھی ادھر　　وان صف کشی و ظلم و تعدی و شور و شر
کہتا تھا ابن سعد یہ بجا کے نہر پر　　گھاٹون سے ہوشیار ترائی سے باخبر

دور و نزدیک سے ہے تشنہ دہانی حسین کو
ہان مرتے دم تو بھی دینا پانی حسین کو

تعقیب فرض صبح ابھی پڑھ رہے تھے شاہ　　جو تیر آئے رن سے کئی سوئے خیمہ گاہ
کی مڑ کے شاہ نے رخ عباس پر نگاہ　　غازی نے عرض کی کہ بڑھی آتی ہے سپاہ

لازم ہے جنگ خیمہ کے ڈیوڑھی سے دور ہو
روکے انھین غلام جو حکم حضور ہو

شہ نے کیا اشارہ کہ چلتے ہین ہم بھی اب　　آنے دو تیر جاؤ نہ تم جو رضائے رب
چپ رہ گیا یہ سنکے وہ غازی بصد ادب　　سجدے مین سر جھکا کے اٹھے شاہ تشنہ لب

رخصت کو بیبیون سے علی کا خلف گیا
بیت الشرف مین نیر برج شرف گیا

زینب تھین بیحواس پریشان تھے سر کے بال　　چلاتی تھین دہائی ہے یا شیر ذوالجلال
روتے تھے دیکھ دیکھ کے حضرت بھن کا حال　　غل تھا کہ مرنے جاتا ہے خیر النسا کا لال

لشکر خدا کا رن کو جانا اور انصار کو اپنے مراقب نظر آنا

فرماکے الوداع ہر ایک سوگوار سے
خیمہ سے نکلے شاہ پیمبر مزار سے

نکلے محل سے کرکے یہ حسرت کی گفتگو — دیکھا کہ سربکف ہین جوانان ماہرو
کہنے لگے پکار کے شبیر نیک خو — اے سالکان جادۂ تسلیم ارکبوا

خاصان حق کے واسطے دنیا کنشت ہے
باگین اٹھاؤ سامنے باغ بہشت ہے

یہ کہکے جلوہ گر ہوے حضرت سمند پر — دوڑی نثار ہونے کو شوکت سمند پر
پائی جو مصطفےٰ کی بضاعت سمند پر — نازل ہوی کریم کی رحمت سمند پر

ہم طلعت نبی رخ شبیر ہوگیا
کھچکر فرس براق کی تصویر ہوگیا

رن کو سواری شہ جن و بشر چلی — پیچھے تمام فوج ملک نوحہ گر چلی
گھوڑے کے ساتھ فاطمہ تھامے جگر چلی — شبدیز کیا چلا کہ نسیم سحر چلی

طبقہ تمام نور الٰہی سے عرش تھا
سونیکی تھی زمین تو ستارون کا فرش تھا

جنت کا سا

جسدم ہوے سوار مجاہد بکر و فر — فرمایا شاہ دین نے کہ دیکھو اٹھاکے سر
پودے جو لیکے باگون کے یکبار کی نظر — جنت مین جھومتے نظر آنے لگے شجر

ہر سمت وا بہشت کے دروازے ہوگئے
میوے نظر وہ آے کہ دل تازے ہوگئے

آراستہ بہشت برین کے چمن جو پاے — سب کی زبان سے یہی نکلا کہ ہاے ہاے

Presented by Ziaraat.Com

مژدے جو بار بار شگوفون نے کچھ سنائے غنچونکی طرح غنچہ دہن تن کے مسکرائے

یون خندہ زن ہوے چمن مرتضی کے گل
کھلتے ہین جیسے وقت سحر کھلکھلا کے گل

رخت زمردین مین ہر ایک نخل تھا نہال تھا خوش قدی کا اپنی ہر ایک سرو کو خیال

طاوس وجد مین رخ لالہ خوشی سے لال ہر سو نسیم چلتی تھی اٹھکھیلیون کی چال

طوبا تو مست یاد الٰہی تھا اوج مین
کوثر بھی جوش مارتا تھا اپنی موج مین

نہرین وہ صاف آئینۂ قدرت ودود خود جنکی آبرو کے نگہبان تھے فیض جود

بالا سے تہہ کا حال کما ینبغی نمود پیاسے وفور شوق مین پڑھنے لگے درود

راہِ تعلقات جہان کاٹنے لگے
نہر لبن کو دیکھکے لب چاٹنے لگے

بالائے شاخسار جو کی یک بیک نظر ہوش اڑ گئے پھڑک گئے دیکھے وہ جانور

سرخ وکبود وسبز ومنقش ہر اک کا سر شکلین جو مختلف تو مخطط شکم کے پر

سرمایۂ جمالِ ومحاسن متاع تھے
شہپر چمک مین رشکِ خطوطِ شعاع تھے

ترکیب سے ہر اک کی عیان شانِ داوری لعلین کسی کی چشم مگر جسم اخضری

بالکل بسان سنگ ستارہ کوئی زری یکرنگ کوئی غیرت یاقوت احمری

سادہ تھا اک تو رشکِ دُرِ شاہوار تھا
سر سے قدم تک ایک جواہر نگار تھا

Presented by Ziaraat.Com

زرین کسی کا سر متلوّن کلی کلی　　مقیش کی کسی کے پرون مین جھلا جھلی
سر پر کسی کے نام محمدؐ لکھا جلی　　سینے پہ بعض کے بخط سبز یا علیؑ
کتنون کے جسم بھر پہ رقم پنجتن کے اسم
اکثر کے بازو نپہ حسینؑ و حسنؑ کے اسم

پیاری ادا وہ انکی ہر اک جو نظر کو بھاے　　خوش فعلیون پہ ہر دل غمدیدہ لوٹ جاے
پھولے بصد سرور کبھی گاہ چھچھاے　　پلٹے کبھی اُدھر کبھی ان ڈالیون پہ آے
پتی ہلی تو رہ گئے پرتو لتے ہوے
چٹکی کلی تو رل کے اٹھے بولتے ہوے

زہراؑ کے باغ کے نظر آے جو نونہال　　سبزان خلد کو بھی مسرت ہوی کمال
جو پھل تھا وہ مراد کو پہونچا ہے جمال　　ڈالی مین سیب کا ہوا چہرہ خوشی سے لال
خرمون نے خرمی کا طریقہ ادا کیا
رُمان تر نے خندۂ دندان نما کیا

ہر برگ ہاتھ اٹھا کے پکارا یہ برملا　　کیا گلبدن ہین صل علی آل مصطفا
بلبل ہزار جان سے ہوی دیکھکر فدا　　حورین سب آ کھڑی ہوئین غرفونکو کرکے وا
نرگس کے گل جما کے نظر تاکنے لگے
انگور بھی بغور ادھر تاکنے لگے

طوبا کو یہ ہوا تھی کہ سایہ مین میرے آئین　　ہر قصر منتظر تھا کہ تشریف ادھر کو لائین
کوثر یہ چاہتا تھا کہ پیاس آکے یان بجھائین　　مشتاق ڈالیان تھین کہ ان نعمتونکو کھائین
انجام عشق دلبر مشکل کشا یہ ہے

Presented by Ziaraat.Com

میوے تھے ذوق و شوق مین طرفہ مزا یہ ہے

حوران عین سے یک بیک آنکھین ہوین جو چار　　تیر نگاہ ناز ہوے ہر جگر کے پار

بولین وہ ہمکو آپ تمھارا ہے انتظار　　جلد آؤ اب کہ ہجر کا صدمہ ہے ناگوار

جنت یہ ہے یہ جام شراب طہور مین

حوران خلد ہم ہین یہ اعلی قصور مین

ہر دم سہانا وقت ہے نہ روز ہے نہ شب　　کیسا ملال ہوتا ہے کیا چیز ہے تعب

پتون کو کرتی ہے متحرک نسیم جب　　سنتے ہین ان سے نغمۂ دلکش عجیب عجب

عیش و طرب کا چار طرف ساز و برگ ہے

یان درد ہے۔ نہ غم۔ نہ تغیر۔ نہ مرگ ہے

آراستہ ہوے ہین تمھارے لئے یہ گھر　　سب فرش ہے حریر بہشتی کا سر بسر

روشن ہے صورت دل عارف ہر ایک در　　پردے مثال چادر مہتاب جلوہ گر

برمین درخت پہنے ہوے رخت نور ہین

ایوان جواہرات کے ہین تخت نور ہین

ہر شے مین شان صنعت پروردگار ہے　　ہر رنگ کے گلون پہ ہمیشہ بہار ہے

گلشن کا رخت سبز جواہر نگار ہے　　شاخون سے حسن دست نگار آشکار ہے

یان کی زمین بھی ہے تو عنبر سرشت ہے

گویا دلھن بنا ہوا سارا بہشت ہے

ذرے پہ یان کے صدقہ ہے دنیا کی کائنات　　وہ عاریت سرا تو ہمیشہ اسے ثبات

یہ پر فضا مقام یہ سلّے یہ میوہ جات　　پہونچے یہان کہ رنج و الم سے ہوی نجات

Presented by Ziaraat.Com

جو کچھ تمھارے واسطے سامان ہین چین کے
اے گلرخو یہ پھل ہین ولائے حسین کے

سب کی نظر سے جب وہ مرقع ہوا نہان — ہر اک نے دیکھا رخ شاہ انس و جان
فرمایا کیا سمان نظر آیا کر بیان — کی عرض سب نے دیکھ لیا گلشن جنان
جنت مین ہم تھے گو تھے قدم یان کی خاک پر
مولا نثار آپ کے نعلین پاک پر

ہنستے ہوے بڑھے شہ عالم بصد وقار — تنتے چلے جلو مین عزیز و رفیق و یار
غل قدسیون مین تھا کہ زہے شان کردگار — ہے گلشن نبی یہ خزان مین عجب بہار
دیکھو شکوہ بادشہ مشرقین کی
فردوس مین چلی ہے سواری حسین کی

پہونچے جو رزمگاہ مین شاہنشہ امم — کانپی زمین لرزنے لگا وادئے ستم
ریتی مین گاڑ گاڑ کے نیزے بصد حشم — باندھا پرا سپاہ خدا نے کھلا علم
بپھرے ہزار فوج کے جنگل کو دیکھکر
گھوڑونپہ جھومنے لگے مقتل کو دیکھکر

لشکر مخالف کو ہدایت و نصیحت

حضرت سید الشہدا علیہ السلام ایک ناقہ بلند پر سوار ہوے اور لشکر مخالف کے قریب تشریف لے گئے دیکھا کہ سارا میدان کثرت سواران و پیادگان سے ایک بحر مواج اور دریاے ناپیدا کنار معلوم ہوتا ہے اور اسی مجمع مین عمر سعد کھڑا ہے حضرت نے باآواز بلند فرمایا۔ اے گروہ اشرار و اے قوم جفا شعار تم سب متوجہ ہو کر میرا کلام ہدایت التیام سنو اور میرے قتل مین جلدی نہ کرو۔ چونکہ ابلاغ و افہام مجھپر واجب ہے لہذا اتماماً للحجۃ تمھارے سامنے اس کلام کو بیان کرتا ہون آگے تمھین اختیار ہے

Presented by Ziaraat.Com

مانو چاہے نہ مانو یہ سنکر سب اہل لشکر خاموش ہوگئے حضرت نے فرمایا۔

الحمد لله الذی	مین اُس خدا کا شکر کرتا ہون جس نے دنیا کو
خلق الدنیا وجعلها	پیدا کیا۔ اور اسکو مقام فنا و زوال قرار دیا۔
دار فناء و زوال متصرفة	دنیا کے رہنے والونکا حال ایک طرح پر نہین
باهلها حالا بعد حال فالمغرور	رہتا کبھی راحت ہے تو کبھی ملال کبھی شادی
من غرته والشقی من فتنته	ہے تو کبھی رنج۔ اے گروہ کوفہ و شام اس شخص
فلا تغرنکم الدنیا فانها تقطع	نے جو دنیا کے مکر و فریب مین آگیا فریب کھایا ہے
رجاء من رکن الیها وتخیب طمع	اور وہ شخص جو دنیا پر فریفتہ ہوگیا بدبخت و
من طمع فیها وارا کم قد اجتمعتم	مردود ہے پس تمکو لازم ہے کہ اس دنیا کے
علی امر قد اسخطم الله فیه	فریب اور جال مین نہ پھنسو کہ اس دنیا نے
علیکم واعرض بوجهه الکریم	کسی سے وفا نہین کی بلکہ اس شخص کو جو
عنکم واحل نقمته وجنبکم	اس سے بہتری اور خیر کی امید رکھتا ہے ناکام
رحمته اقررتم بالطاعة	اور مایوس کردیتی ہے۔ ای گروہ ناعاقبت اندیش
وامنتم بالرسول ثم انکم	مین دیکھتا ہون کہ تم سب ایسے امر پر مجتمع ہوئے ہو
زحفتم الی ذریته وعترته	جس سے خداوند قہار تم پر غضبناک ہے اور اسنے
تریدون قتلهم استحوذ	تمھاری طرف سے روے رحمت کو پھیر لیا ہے
علیکم الشیطان	اور تمھارے لئے عذاب معین کر رکھا ہے۔
فانسیکم ذکر الله العظیم	پہلے تم نے وحدانیت خداوند رب العالمین کا
فتبا لکم ولسعا	اقرار کیا بعد ازان رسالت خاتم النبین کا اعتقاد رکھا

Presented by Ziaraat.Com

ترید ون انا للہ
وانا الیہ راجعون

پھر اب کیا باعث ہوا کہ تم سب کے سب فتنہ مرتد
ہو گئے اور اسلام سے یکبارگی ہاتھ اٹھا لیا اور
اہل بیت رسول کے قتل پر آمادہ و مستعد ہو گئے اور
ذریت علی و بتول کے دشمن بن گئے۔ آگاہ ہو کہ شیطان
تم پر ایسا مسلط ہو گیا ہے کہ اوس نے یاد خدا کو تمہارے
دلون سے بالکل محو کر دیا ہے پس وائے ہو تم پر اور تمہارے
اس ارادہ پر کیا تم نہین جانتے کہ تم سبکی بازگشت
ایک دن اسی حاکم عادل اور منتقم حقیقی کی طرف ہے،

پھر حضرت نے کلام خدا دونون ہاتون پر بلند کیا اور فرمایا بینی و بینکم کتاب اللہ (اے گروہ اشقیا یہ کتاب خدا میرے اور تمہارے درمیان ہے) گویا مراد حضرت کی یہ تھی کہ جناب رسولخدا صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی (کہ مین تم مین دو عظیم القدر چیزین چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا اور ایک اپنی عترت) پس یہ قرآن ہے اور مین عترت رسول ہون۔ لہذا قرآن کا اور میرا احترام کرو اور مجھے قتل نہ کرو۔ جابر بن عبداللہ انصاری۔ ابوسعید خدری۔ زید بن ارقم۔ انس بن مالک و سہیل بن سعد ساعدی یہ سب اصحاب رسول ابھی زندہ موجود ہین ان لوگون نے بارہا سنا ہے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ حسن و حسین جوانان اہل بہشت کے سردار ہین۔ ان لوگون سے دریافت کر لو کہ مین نے جو بیان کیا سچ ہے یا نہین۔ عمر سعد نے جب دیکھا کہ لشکر کا رنگ بدلا چاہتا ہے تو پکار کے کہنے لگا اے بےعقلو کس کا کلام سن رہے ہو۔ یہ فرزند علی ابن ابی طالبؑ ہین قسم بخدا یہ وہ فصیح و بلیغ ہین کہ اگر آج تمام دن بیان کے لئے کھڑے ہون تو ہرگز ساکت نہون یہ کہکر وہ خود پسند تو اپنے خیمہ کی طرف مڑا اور اُدھر۔

آغاز جنگ در اصغر کی شہادت

ناگاہ فوج شام مین بجنے لگے دُہل　　تیغین کھچین چمکنے لگے برچھیون کے پھل
کڑکین کمانین آنے لگے ناوک اجل　　شیرون کے تیورون پہ پڑے اطرف بھی بل
تن تن کے ہونٹ چاب کے تھرا کے رہ گئے
تیرون کے زخم شاہ کو دکھلا کے رہ گئے

بڑھکر جو خود سرون نے مبارز کئے طلب　　یاور امام پاک کے برہم ہوئے غضب
تھی ایسی منچلون کو توقف کی تاب کب　　دیکھا ہر اک نے مڑکے رخ شاہ تشنہ لب
فرمایا شہ نے عزم ادھر ہے فساد کا
اچھا لڑو کہ وقت اب آیا جہاد کا

جانے لگے یہ سنتے ہی غازی پے جدال　　ہونے لگا نبرد کا میدان لہو سے لال
رہ رہ کے گرم ہوتا تھا ہنگامۂ قتال　　دیتا تھا داغ ایک کے بعد ایک ذی کمال
رہنا تھا ناگوار جو دنیائے زشت مین
انجام کار سب ہوئے داخل بہشت مین

سبحان اللہ ؎

رُتبے یہ تھے کہ لڑکے سپاہِ جہول سے　　پہلے گئے بہشت مین آل رسول سے

غرض ؎

سب ناصران قبلہ عالم بچھڑ گئے　　غربت مین ان کو دیکے عجب غم بچھڑ گئے
کیا جرأتین دکھا کے وہ ضیغم بچھڑ گئے　　فوجونکو کر کے درہم و برہم بچھڑ گئے
اعدا کے ہاتھ بہر امان دمبدم اٹھے
خود اٹھ گئے پہ رن سے نہ اونکے قدم اٹھے

Presented by Ziaraat.Com

پیدا نہونگے ایسے وفادار جان نثار　　خوش فہم خوش نہاد خوش اطوار جان نثار

صفدر ہزار معرکہ جرار جان نثار　　پیرو امام پاک کے ابرار جان نثار

آیا کسی جگہ نہ خلل اعتقاد مین

پیچھے رہے نماز مین آگے جہاد مین

قال اللہ تبارک وتعالی یاایھا　　اے مسلمانو جب کسی گروہ سے مڈبھیڑ ہوجاے

الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا　　تو ثابت قدم رہو اور بار بار خدا کا نام لیتے

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون　　جاؤ تو تم کامیاب ہوگے

(انفال)　　(جلد اول صفحہ ۴۴۸)

تقابل نماز اصحاب رسولؐ و انصار حسینؑ

بھایو ذرا اصحاب حسین کے ایمان و اعتقاد پر نظر فرما کر ان اصحاب رسولؐ کے سچے اسلام اور پکے ایمان پر بھی غور فرماؤ جو جنگ احد و حنین وغیرہ مین اپنے پیغمبر کو تنہا چھوڑ کر فرار ہوجاتے تھے نہ صرف جہاد ہی مین بلکہ عین نماز مین بھی۔ چنانچہ ایک دفعہ مدینہ مین قحط تھا اور جمعہ کے دن جناب رسولخدا صلعم مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ شام سے کوئی قافلہ غلہ لے کر تالیان بجاتا ہوا آپہونچا اصحاب یہ آواز سنتے ہی کچھ غلہ خریدنے اور کچھ سیر و تماشے کی غرض سے بارہ آدمیون کے سوا سب کے سب نماز توڑ کر چلتے ہوے جیسا کہ خداوند متعال سورہ جمعہ مین اس کا ذکر فرماتا ہے۔

واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا　　اور (انکی حالت تو یہ ہے) جب یہ لوگ

الیھا وترکوک قائما ط　　سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھین تو اسکی طرف

(سورہ جمعہ)　　ٹوٹ پڑین اور تمکو کھڑا ہوا چھوڑ دین۔

اور اصحاب حسین نے روز عاشورہ اپنے امام کے پیچھے عین معرکۂ جہاد اور تیرون کی بوچھار مین نماز باجماعت پڑھی وہ نماز ظہر تھی جو بطریق نماز خوف قصر تھی مگر بعض اصحاب کو تو پوری قصر بھی ممکن نہین ہوی

Presented by Ziaraat.Com

بلکہ قصر نماز مین بھی قصر ہوا یعنی اثناء نماز مین تیر ستم کھا کے خاک پر گر پڑے اور شہید ہو گئے حق تعالی
انکی شان مین فرماتا ہے والذین ھم علی صلاتھم یحافظون (اور یقیناً کامیاب ہو جانیوالے
مومن وہ ہین جو اپنی نماز کی محافظت کرتے رہے) جیسا کہ صاحب تفسیر مجمع البیان نے جناب امام
موسی کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اصحاب جناب امام حسینؑ کی شان مین نازل ہوی ہے۔
فی الواقع مومنین کیا اصحاب تھے حضرت کے کہ ایسے وقت نازک مین کہ تلوارین چل رہی تھین تیرونکا
مینہ برس رہا تھا وہ لوگ نماز کو نہ بھولے اور اسکی محافظت کی بلکہ خود اسکی محافظت کی جو ہمہ تن جانِ
نماز تھا اور جسپر صلوات وسلام بھیجے بغیر نماز ہی درست نہین۔ چنانچہ لکھا ہے کہ روز عاشورہ وقت
زوال ابوثمامہ صیداوی نے عرض کی اے مولا میری جان آپ پر فدا ہو یہ ملاعین بہت قریب آ گئے
ہین واحب ان القی اللہ وقد صلیت ھذہ الصلوٰۃ (اور مین مشتاق ہون کہ یہ نماز
آپ کے ساتھ بجماعت پڑھ کے خداے تعالی کی حضوری حاصل کرون) حضرت نے سر مبارک آسمان کی
طرف اٹھایا اور فرمایا ذکرت الصلوۃ جعلک اللہ من المصلین (اے ابوثمامہ اسوقت
جو تمنے نماز یاد کی خدا تمھین نمازگزارون مین محسوب کرے) ہان یہ اول وقت ظہر ہے ان منافقون سے
کہو کہ اتنی ہمین مہلت دیدو کہ نماز ظہر ادا کرلین۔ بموجب ارشاد حضرت اُن ظالمون سے کہا گیا کہ فرزند
رسولخداؐ تم سے نماز پڑھنے کی مہلت مانگتا ہے حصین بن نمیرؔ نے جواب دیا کہ حسین کی نماز قبول نہو گی۔
حبیب ابن مظاہرؓ نے فرمایا اے شقی تعجب ہے کہ فرزند رسولخداؐ کی تو نماز قبول نہو اور تجھ ایسے فاسق و فاجر
کی نماز قبول ہو۔ جب حضرت نے دیکھا کہ یہ ملاعنہ مہلت نہین دیتے تو آپ نے زہیر بن قین اور سعید
بن عبداللہ سے فرمایا کہ تم میرے آگے کھڑے ہو جاؤ کہ مین نماز پڑھ لون چنانچہ وہ دونون بزرگ
سامنے کھڑے ہو گئے۔ لکھا ہے کہ جب لشکر مخالف سے کوئی تیر آتا تھا تو یہ بزرگوار داہنے اور بائین
جھک جھک کر اپنے اپنے سینے پر لے لیتے تھے تاکہ آقا پر کوئی گزند نہ پہونچے یہانتک کہ سعید سعادت

Presented by Ziaraat.Com

زخمون کی کثرت سے زمین پر گر پڑے اور شہید ہو گئے۔

تقابل اصحاب بدر و اصحاب حسینؑ

اسی طرح ان کے جہاد اور حسن اعتقاد کا بھی ان اصحاب بدر سے تقابل کرو جو غزوہ بدر کو مدینہ سے نکلنے مین ہچکچاتے تھے گویا وہ سمجھتے تھے کہ موت کے منہ مین جا رہے ہین جیسا کہ خداے پاک فرماتا ہے

وان فریقا من المومنین	حالانکہ مسلمانون کا ایک گروہ اس سے
لکارھون ۝ یجادلونک فی الحق	ناخوش تھا وہ تم سے حق ظاہر ہونے کے پیچھے بھی
بعد ما تبین کانما یساقون الی	جھگڑتا ہے گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے
الموت وھم ینظرون ۝ پ ۹ ع ۱۵	جا رہے ہین اور موت کو تکتے دیکھ رہے ہین

بیشتر اصحاب غزوات مین بطمع غنیمت مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جایا کرتے تھے اور جنگ چھوڑ کر غنیمت لوٹنے لگتے تھے جب بدر مین خداے عزوجل نے خبر دی کہ مال کفار ہاتھ آئے گا یا لڑائی ہوگی۔ تو پیغمبر خدا صلعم نے اصحاب سے پوچھا کہ دونون صورتون مین کونسی پسند کرتے ہو باستثنا چند مومنین سب نے جنگ سے کراہت کی اور مال پر رغبت ظاہر کی جیسا کہ خدا فرماتا ہے اذ یعدکم اللہ احدی الطائفتین الخ یعنی جب خدا تمسے قریش کے قافلہ اور قریش کی فوج مین سے ایک کا وعدہ کرتا ہے کہ وہ تمھارے لئے ہے تم چاہتے ہو کہ بے خرخشہ والا گروہ تمکو ملجاے (یعنی قافلہ مال) اور خدا چاہتا ہے کہ حق کو اپنے حکم سے ثابت کرے اور باطل کو مٹا دے گو گنہگار اس سے رنجیدہ ہون اور اصحاب حسینؑ سب تکالیف و مصائب پیش نظر رکھکر جان دینے ہی کے لئے اپنے اپنے گھر سے نکلے تھے اصحاب بدر باستثنار خالص مومنین مقابلہ اعدا سے پرہیز کرتے تھے جیسا کہ خداے پاک شہادت دیتا ہے ،،

وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم (یعنی تم لوگ چاہتے تھے کہ لڑائی نہوتی) اور اصحاب حسین کا روز عاشور یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر سبقت کرتا تھا اور اپنے آپ کو تلوارون کی باڑھ پر ڈالے دیتا تھا اور یہی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے مین ہی اپنے آقا پر فدا ہون اور شہید ہو کر زندگانی جاوید

Presented by Ziaraat.Com

حاصل کرون اور خدا کے پاس سے روزی پانیکا مستحق ہو جاؤن۔ چنانچہ جسوقت جہاد کا اذن ملا تو اس مژدہ سے انکے چہرے سرخ ہو گئے۔ سبحان اللہ کیا شوق شہادت تھا کہ ؎

یون جاتے تھے میدان شہادت مین وہ ابرار　　جس طرح کہ بچھڑی ہوئی بلبل سوے گلزار
خود روکتے تھے فرق پہ جب پڑتی تھی تلوار　　باران کرم جانتے تھے تیرون کی بوچھار
برچھی جو لگی نخل شہادت مین پھل آیا
جان آگئی جسوقت پیام اجل آیا

زخمون کو عطاے صمدی جانتے تھے وہ　　آزار کو لطف احدی جانتے تھے وہ
جینے کو مقدر کی بدی جانتے تھے وہ　　مرنے کو حیات ابدی جانتے تھے وہ
سوکھے ہوے ہونٹون پہ محمدؐ کی ثنا تھی
دو روز کی پیاس انکے لئے آب بقا تھی

قربان تو لاے حبیب ابن مظاہر　　یکسان صفت مہر مبین باطن و ظاہر
عصیان سے بری طیب و پاکیزہ و طاہر　　جانبار جہاندیدہ فن جنگ سے ماہر
سر ہلتا تھا پیری سے قد راست مین خم تھا
اس پر بھی کچھ آگے ہی جوانون سے قدم تھا

رعشا تھا کہ قابو مین نہ تھے دست نکوکار　　پر ایک مین محکم تھی سپر ایک مین تلوار
جب شہ کی طرف تیر لگاتے تھے ستمگار　　یہ بڑھ کے اوسے روکتے تھے سینہ پہ ہر بار
بھائی مرے پاس آو یہ فرماتے تھے شبیر
جب تیر انھین لگتا تھا تڑپ جاتے تھے شبیر

اللہ اللہ ان غازیون کے جہاد کی ثنا کیا ہو سکتی ہے ؎

Presented by Ziaraat.Com

جوانان حسینی نے صفین اُلٹین پرے توڑے　　نہ بھولے گی لڑائی تاقیامت مرنے والون کی

اصحاب بدر تین سو تیرہ آدمی تھے اور انکے مقابلہ مین ہزار آدمی کی جمعیت تھی اور سو سوارون کا رسالہ تھا۔ اور کربلا مین اصحاب حسین کل بہتر تھے اور ان کے مقابلہ مین ستر ہزار اشقیا تھے۔ اور کم سے کم تیس ہزار کی روایت ہے باوجودیکہ اصحاب بدر سے پروردگار عالم نے نصرت کا وعدہ فرمایا تھا مگر وہ مشرکین وکفار کی کثرت دیکھکر فریاد کرنے لگے جیساکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب　　یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے

لکم انی ممدکم بالف من الملئکۃ　　تھے اس نے تمھاری سنی (اور کہا) مین تمھاری

مردفین"۔　　لگاتار ہزار فرشتون سے مدد کرونگا۔

آخر اوس نے ایک ہزار فرشتون کو انکی مدد کے واسطے بھیجا۔ اور اصحاب حسین پر کسی طرح کا ہراس نہ تھا شب عاشور سے جان دینے پر مستعد تھے ؎

تھے شوق شہادت مین ادہر شہ کے موالی　　شیدائے علیؑ عاشق روئے شہ عالی

بیحال ریاضت سے یہ چہرونپہ بحالی　　زردی کے عوض پھول سے رخسارونپہ لالی

ہر سو تھی مہک دے سمن بو ہون تو ایسے

خوشخو ہون تو ایسے ہون جو گلرو ہون تو ایسے

ذی ہمت و والاحشم وصاحب اقبال　　دلدادۂ اولاد نبی شیفتۂ آل

کیا بیش بہادر تھے زہے شوکت اجلال　　یکتائے جہان جن کو کہے فاطمہ کا لال

جرأت کا نشان گاڑ گئے نامور ایسے

ابتک نہ سنے کان سے عالی قدر ایسے

کیا لوگ تھے کیا فوج تھی اللہ رے ارادے　　اس پر کہ بہتر تھے سوار اور پیادے

Presented by Ziaraat.Com

ایک ایک جب آقا کے لئے جان لڑا دے　　کیونکر نہ بھلا فاطمہ ان سب کو دعا دے

سردار مجاہد ہو تو انصار ہون ایسے

آقا جو ہو ایسا تو مددگار ہون ایسے

مارے گئے لڑ بھڑ کے جو وہ مومن کامل　　جا جا کے اٹھالائے انھین سرور عادل

کس طرح بشر سے ہون بیان انکے فضائل　　رہتے ہین ملک ہو نہ سکے جن کے مقابل

رونے کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرہانے

تھا وقت اجل زانوے شبیر سرہانے

یہ وہ شہید راہ خدا ہین جنکے واسطے کبھی موت نہین ہے بلکہ زندہ جاوید ہین اور اپنے پروردگار کے پاس سے روزی پاتے ہین جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔

ولاتحسبن الذین قتلوا فی　　اور ان لوگونکو جو راہ خدا مین قتل کئے گئے مردہ نہ سمجھو

سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون　　بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے رب کے پاس سے رزق پاتے ہین۔

اسمین کلام نہین کہ اصحاب بدر جو جناب سید المرسلین خاتم النبین صلعم کی حضوری مین درجہ شہادت پر فائز ہوے انکے مدارج و مراتب اعلی ہین وہ کل شہداے افضل ہین لیکن جب ان کا تقابل شہداے کربلا سے کیا جاے تو جو مصائب و آلام انھون نے راہ خدا مین اُٹھائے اصحاب بدر اون سے محفوظ تھے یعنی شہداے بدر کئی دن کی بھوک پیاس مین شہید نہین ہوے ظالمون نے انکو گھیر کر زغہ نہین کیا تھا میدان جدال و قتال مین اون کے ساتھ اون کے عیال و اطفال نہ تھے جنکی اسیری کا غم ہوتا۔ بعد شہادت اونکی لاشین گھوڑونکی ٹاپون سے پامال نہین کی گئین۔ اون کے سر نوک نیزہ پہ بلند کرکے شہر بہ شہر دیار بدیار پھرائے نہین گئے غسل و کفن سے محروم نہین رہے۔ پس یہ سعادت عظمی مخصوص شہداء کربلا ہی کے حصہ مین آئی تھی کہ خدا کی راہ مین وطن آوارہ ہوے تین روز کی بھوک پیاس مین ہنس ہنس کر نیزہ و شمشیر کے زخم پر زخم کھاے جب سے وطن چھوڑا

مال و جائداد عزیز و اقارب اور دوست و احباب سے ہاتھ اٹھا لیا تھا۔ سارے تعلقات دنیوی تو قطع کر ہی چکے تھے اوس پر بھی سر و تن کا تعلق گوارا نکیا آخر لاشہاے مجروح و خون آلودہ توسم اسپان سے چور چور اس شان سے کہ ؎

دھوپ پڑتی تھی یہ دن چرخ نے دکھلایا تھا　　نہ تو چادر تھی کسی لاش پہ نہ سایہ تھا

قتل گاہ مین رہے۔ اور سر نیزون پر سر سید الشہدا کے پیچھے پیچھے کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے شام تک ساتھ رہے شہدائے بدر مین سے ان بیکسون کی طرح ؎

پس از فنا نہ یہ رنج و محن کسی کو ملا　　نصیب قبر ہوی نہ کفن کسی کو ملا

اللہ اکبر ؎ جوانان حسینی کو جو نسبت دین تو کس سے دین　　کہان سے ڈھونڈ کر لائین مثالین بے مثالونکی

یہ ظاہر ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت　　ہر ذیحیات موت کا مزہ چکھے گا مگر خوشا بخت اور زہے طالع ان جانثارون کے جن کی جان و مال کا خدا مشتری ہوا۔

کما قال اللہ تبارک و تعالیٰ

ان اللہ اشتری من المومنین　　بیشک اللہ نے مومنین سے انکی جانین اور انکے
انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ　　مال اس بات کے معاوضہ مین خرید لئے ہین کہ
یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون　　ان کیلیے جنت ہے (کیونکہ) وہ راہ خدا مین مرتے
ویقتلون۔ وعدا علیہ حقا فی　　ہین۔ پس وہ قتل کرینگے اور قتل بھی کئے جائینگے
التورٰۃ والانجیل والقرآن ط ومن　　اسی پر سچا وعدہ توریت مین اور انجیل مین اور قرآن
اوفی بعھدہ من اللہ فاستبشروا　　مین موجود ہے۔ اور اللہ سے زیادہ اپنا عہد پورا
ببیعکم الذی بایعتم بہ وذلک ھو　　کرنیوالا کون ہوگا پس یہ سودا جو تمنے اللہ سے کیا
الفوز العظیم ۰　　(سورہ توبہ۔ پ۱۰۔ ع ۲)　　ہے اس سے خوش ہو جاؤ۔ اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ہمدردانِ ملت

نظامی پریس کو قومی پریس
سمجھئے اور اسکی ترقی مین کوشش فرمائیے اگر
کام مین ہر قسم کی خوبی، عمدگی خط کی پاکیزگی چھپائی کی
اجرت مین کفایت وغیرہ یہ سب خوبیان موجود ہون تو اس پریس کو
ترجیح دینا آپکا قومی فرض ہی۔ ہر قسم کا کام سادہ ہو یا رنگین،
ہر ممکن طریق سے بہت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کیجاتی ہی کام بڑی
مشینون سے ہوتا ہی ایک مرتبہ معمولی سے معمولی کام چھپوا کر
امتحان فرمائیے اور شکر گزاری کا موقع دیجئے

مرزا محمد جواد
پروپرائٹر نظامی پریس
وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

Presented by Ziaraat.Com